۷۸۶

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝
وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۝

"سنسنی خیز حقائق"

درجواب مضامین "نسیمِ سحر" حقیقت کی روشنی میں" وغیرہ

(میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند)

ناشر

"تنظیم" اشاعت اسلامی تعلیم

از احمد علی بن قربان حسین راجنگروالا — سابق استاذ جامعہ سیفیہ سورت

۶۶ - ڈاکٹر ذاکر حسین روڈ - قطب پورہ (اودیپور) (راجستھان) (انڈیا)

طبع ہجری ۱۴۰۰ سنہ

۷۸۶

مقدمہ

یہ کتاب کیوں ؟

"نسیم سحر" (پونہ) ایک گجراتی ماہنامہ ہے جو کوٹھار کا ترجمان ہے۔ اس ماہنامہ میں، بوہرہ سماج میں چلنے والی ہر اصلاحی تحریک کی مخالفت میں مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ "بوہرہ یوتھ" کے نام سے چل رہی اصلاحی تحریک کے خلاف بھی اس کے شماروں میں "حقیقت نی روشنی ما" کے عنوان سے مسلسل مضامین چھاپے گئے۔ ان میں یوتھ کے خلاف زہر افشانی تو تھی ہی لیکن واقعات کو توڑ مروڑ کر اس طرح پیش کیا گیا کہ قارئین کے دلوں میں یوتھ کے خلاف غم و غصہ پیدا ہو اور وہ اُن سے عداوت کرنے لگیں۔ ماہنامہ کے مدیر شیخ کلیم الدین حسینی کے اُنہی مضامین کا مُدلل جواب اور مفصل جواب زیر نظر کتاب میں دینے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ، قارئین حضرات گمراہی اور ظلمت سے نکل کر حقائق کی روشنی دیکھ سکیں اور "نسیم سحر" کے سفید جھوٹ کا پردہ فاش ہو سکے۔

احمد علی راج

باسمہ تعالیٰ

تعارفِ مُصنّف

زیرِ نظر کتاب "سفینئ خیر حقائق" کے مصنّف کا تعارف کرانا بھی ضروری ہے اس لئے ہم مختصراً ان کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

کتاب کے مصنف شیخ احمد علی بن ملّا قربان حسین راجنگر والے سے مشہور ہیں۔ آپ کی پیدائش پہلی ماہ رجب ۱۳۳۳ھ بمطابق ایک جنوری ۱۹۱۴ء میں شہر اودیپور (راجستھان ہند) میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والدین کے آغوشِ شفقت میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ طیبیہ میں ملّا اسمٰعیل جی ھبۃ اللہ جی عطر والے اور ملّا محمد جی عبد العلی بمبورہ والے ہیڈ ماسٹر صاحب سے دعائم الاسلام تک تعلیم لینے کے بعد سیفی درس سورت گئے وہاں پر شیخ حسن علی سارنگپور والے۔ شیخ فدا حسین جاود والے اور شیخ محمد علی المصری سے تعلیم لینے کے بعد المفید الاعلیٰ شیخ سجاد حسین سے آخری لمحہ تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور دورانِ تعلیم ہی سیفی درس میں بطور مفید قائم کئے گئے۔ ۳۵ سالہ تعلیمی عرصہ کے دوران ہر سال ماہ رمضان المبارک اور ماہ محرم الحرام میں عملی خدمت کے لئے قریباً سو سے زیادہ گاؤں اور شہروں میں علمی و عملی خدمات انجام دیں اور مقبول عام ہوئے۔ درس سیفی میں آپ کی اعلیٰ تعلیم کی خدمت کے صلہ میں 'العلیم الجید' (درجۂ ثانیہ) اور سماجی خدمات کے صلہ میں 'این۔ کے۔ ڈی' اور مذہبی خدمات کے صلہ میں 'شیخ' کی سندیں

حاصل کیں۔
اس کے علاوہ مصنف کتاب ماہنامہ نسیم سحر (پونہ) کے لیے اکیس[21] سال تک تاریخی اور ادبی مضامین لکھتے رہے۔ فاطمین آئمہ علیہم السلام کی مکمل تاریخ "عیون الاخبار" کی پانچویں، چھٹی اور ساتویں جلد کا ترجمہ "نسیم سحر" میں قسط وار شائع ہوتا رہا ہے۔ مضمون نگاری کے علاوہ عربی شاعری میں بھی آپ کو کافی مہارت حاصل ہے۔ سیفی درس میں "شاعریہ" کی تعلیم کے ساتھ شیخ صاحب کے دیگر مضامین تاریخ، فقہ، نحو صرف و بطور خصوصی مضامین میں ادب و فلسفہ بھی شامل رہا۔ آپ نے فاطمی دعوت کی سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں اور آخر میں قرآن مجید معہ ترجمہ و تفسیر لکھکر اسلام کی خدمات انجام دی ہے۔
شیخ صاحب کے والد ماجد ملا قربان حسین کپڑے کے بڑے تاجر ہونے کے باوجود تقوی اور تقیہ کے ساتھ مذہبی خدمات بھی آخر عمر تک انجام دیتے رہے۔ آپ کے دادا ملا احمد علی اور پردادا ملا ھبۃ اللہ جی بھی تجارت کے ساتھ ساتھ مذہبی خدمات انجام دیتے رہے۔ اِس طرح شیخ صاحب کے پشتہا پشت میں علم و ادب اور قومی و ملی خدمات کا اثر تھا اور آج بھی ہے سابق ملاجی طاہر سیف الدین، موجودہ ملاجی برہان الدین اور امیر الجامعہ یوسف نجم الدین نے بھی بارہا آپ کی خدمات کو سراہا ہے جس کی دلیل اُن کی جانب سے دی ہوئی سندیں ہیں جو آپ کو جامعہ سیفیہ کی طرف سے حاصل ہوئی ہیں جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔
آپ کا عقیدہ ہے کہ ۴۶ ویں حق کے داعی سیدنا و مولانا محمد بدرالدین قس رح کو نام نہاد داعی نجم الدین اور ان کے ساتھیوں نے گادی کی ہوس میں زہر دے کر شہید کر دیا۔ اور سیدنا بدرالدین صاحب بغیر نصِ جلی کئے اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے قس رح۔
موسم بہار جلد دوم و جلد سوم، کشف التعمیۃ والتلبیس، رسالہ چاند خاں،

رسالہ خطابہ طاغوت المکنی بابی یزید ، راہ خضر ، انکشاف ، رشد المتفکرین ، البصائر للبواہر منظوم ، ارجوزہ ، اظہار الامر المبین فی قیام ابناء سیدنا زین الدین ، ہذا بصائر للناس ، الموجزۃ الکافیہ اور وقتاً فوقتاً علماء کی جانب سے شائع ہونے والے رسالے و پمفلٹ کے مطالعہ سے آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ ۴۶ ویں حق کے داعی سیدنا محمد بدر الدین قسؔ کو زہر دے کر شہادت کا جام پلادیا ۔ اور تخت دعوت پر نجم الدین اور اس کی آل نے غاصبانہ قبضہ جما لیا ۔

دوران عمالت و تعلیم اشاروں اشاروں میں آپ احبابوں ، شاگردوں میں نص قطع کے متعلق ذکر کرتے رہے یہ بات مخفی نہ رہ سکی اور ۱۳۹۰ھ ۱۴ ذی القعدہ کو سورت میں آپ اور آپ کے ساتھی تین اساتذہ جامعہ سیفیہ شیخ سجاد حسین ، شیخ علی احمد ، شیخ حسنعلی صاحب پر ملاجی برہان الدین کا عتاب نازل ہوا اور ان سب کی برأت کر دی گئی ۔ ظالم ملاجی اور یوسف نجم الدین نے ان اساتذہ کے شاگردوں و دیگر طلباء سے ان کے مکانوں پر حملہ کروایا ، ان کو مارا پیٹا گیا ، مال اسباب ، دینی کتابیں لوٹ لی گئیں اور انہیں بے سروسامان کر دیا ۔ آخر کار شیخ سجاد حسین زخموں کی تاب نہ لاکر رحلت فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

برأت کے بعد آپ تین سال تک ملاجی کی نظر قید میں رہے اور ۱۳۹۳ھ میں اپنے وطن اودیپور خفیہ طور پر جانے میں کامیاب ہوئے فی الحال آپ بوہرہ یوتھ کی تحریک میں شامل ہو کر مظلومین کی مدد کرنے میں مصروف ہیں اور علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ :

ان ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ و الا فعلیہ لعنۃ اللہ

آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو اُس وقت عالم پر فرض ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔

اس حدیث کو پیش نظر رکھ کے آپ نے زیر نظر کتاب "سنسنی خیز حقائق" کی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ سے بہت سی سنسنی خیز حقیقتیں آپ کے علم میں آئیں گی۔ کتاب لکھ کر آپ نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے آمین۔

ای۔ ٹی۔ بادشاہ

ایڈیٹر جرأت ویکلی

۲۲۔ داویکر روڈ مالیگاؤں (ناسک)

P.N. 423203

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
۲	یہ کتاب کیوں؟
۳	دیمرِ نسیمِ سحر شیخ کلیم الدین حسینی کی ایک جھلک۔ واقعات کی روشنی میں۔
۴	تیسرا واقعہ
۵	چوتھا واقعہ
۷	پانچواں واقعہ
۸	حمد و صلوات اور مقدمہ
۱۰	طاغوت کا خطاب
۱۰	حلف الفضائل
۱۲	عمادی تصویر
۱۳	ہمارے عمل کی بنیاد اور سند۔
۱۴	امیر الجامعہ یوسف نجم الدین کی تصدیق اور تصور۔
۱۶	اودیپور کے جھگڑے۔
۱۷	نسیمِ سحر میں الزامات کی بھرمار۔
۱۷	یوسف نجم الدین کا الزام (۱) بوہرہ والوں نے نیا فرقہ بنالیا ہے۔ ہمارا جواب
۱۷	(۲) اساتذہ نے پچھتر خاندانوں کو بگاڑ دیا۔ ہمارا جواب۔
۱۹	اجتماعی شادی فتح یا شکست؟
۲۰	ایک اور ظالمانہ الزام
۲۱	سیفی دعوت نہیں یوسفی دعوت
۲۱	اثنا عشری مولوی صاحب سے وعظ کرائی۔
۲۳	ہیپی بال کا الزام

صفحہ نمبر	عنوانات
۲۳	ایک عجیب و غریب اعلانِ برأت
۲۴	ہمارے ہمخیال کون کون ہیں؟
۲۵	مسائرنی شوال (دریا کی کانجی) کون؟
۲۶	انقطاعی اور کرۂ خاسرہ۔ ایک ضروری خلاصہ
۲۶	ناطقی ائمہ کو نہیں ماننے کا سنگین الزام
۲۸	میں خود (راقم) امام الزمان سے اتصال کا دعویٰ کرتا ہوں۔
۲۸	اناچور کوتوال کو ڈانٹے۔
۲۹	اودیپور حقیقت کے آئینے میں۔
۳۰	اودیپور میں سلام بند اور شیخ راج کا جنازہ
۳۲	رفاہ المؤمنین کا قیام
۳۳	اودیپور کو مدینہ کا خطاب
۳۴	اودیپور کی اصلاح پسندی
۳۴	میونسپل الیکشن کا معاملہ
۳۵	قدیم نجمی کمیٹی کو توڑ کر نئی نجمی کمیٹی کی تشکیل۔
۳۶	ڈالان پر خونی حملہ
۳۶	بھوکا پیاسا شہزادہ۔
۳۷	گلیاکوٹ کا المناک حادثہ
۴۰	بوہرہ یوتھ کی تعداد میں ہزاروں کا اضافہ کیسے ہوا؟
۴۱	المیہ گلیاکوٹ کے متعلق نسیمِ سحر کیا لکھتا ہے؟
۴۲	عامل نعمان معینی
۴۴	برادرم شیخ یعقوب علی پر کوٹھاری پنجہ
۴۶	میری نئی زندگی کا آغاز

صفحہ نمبر	عنوانات
۴۷	مقالہ - بدری جناب
۵۰	گلیاکوٹ کے المیہ کے بعد اودیپور میں تشدد - خوف و
	ہراس اور خلفشار
۵۲	رامپورہ میں بوہرہ یوتھ کا خونِ جگر یا آبِ حیات
۵۲	یوتھ والوں کی جانب سے رامپورہ میں صلح صفائی
	کرنے کی کوشش
۵۳	رامپورہ میں یزیدی دربار
۵۴	کوکر شیر میں نئی یوتھ کا قیام
۵۵	۲۳ رجون ۱۹۷۳ء کا المیہ
۵۶	نعمان معینی کی فتنہ کے بعد قاسم نعمانی کے صلح کے
	آثار اور وائی۔ این کی رخنہ اندازی ۔
۵۷	مجلس حسین علیہ السلام کس طرح قائم کی جائے ۔
۵۸	راقم کی اودیپور کو روانگی ۔
۶۲	جھوٹی بکواس کا پلندہ اودیپور حقیقت کے آئینے میں ۔
۶۳	مسجد مؤید پورہ کی خونی داستان
۶۹	کلیمی تضاد بیانی اور جھوٹ
۷۰	ناگپوریوں کا ساتھی کون ؟
۷۱	وشمرہ
۷۲	نام کے ساتھ شیخ کیوں ؟
۷۳	یہ آپ نے کہاں سے لکھا ؟
۷۳	راقم کا اور سیدنا کا لندن کا سفر
۷۵	لندن میں سیرتِ نبویہ
۷۶	امام کو نہیں مانتے
۷۷	امامی صلہ کی مذاق
۷۷	وضو بغیر نماز
۷۸	بقول نسیم سحر چار بھنیلا ابوجہل

صفحہ نمبر	عنوانات
۷۹	علماء اور علم کا قتل
۷۹	داؤدی بوہرہ کون ؟
۸۰	انتہائی غلو
۸۱	روضۃ الطاہرہ
۸۲	جعفریہ
۸۳	مسجد ضرار
۸۴	اتنے پریشان کیوں ؟
۸۵	اکسیر والے مولیٰ
۸۵	گولڈن جوبلی
۸۶	مسجدوں کا استعمال کیوں ؟
۸۶	کیا ذکر حسینؑ (معاذاللہ) بکواس ہے ۔
۸۷	سلیمانجی گودھرا والے کا جنازہ
۸۷	پکی برأت کے پانچ اصول
۸۹	شداد کون ؟
۸۹	امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ
۹۰	فاطمی دعوت کون مٹا سکتا ہے ؟
۹۱	مولانا کا ظہور ہوا ۔
۹۱	قدر دانی اور نمک حرامی
۹۲	لالجی رائل فیملی
۹۳	جمعہ کی نماز امامی شان سے ہوئی ۔
	نسیم سحر کی مستقل بکواس
۹۴	مجیدیہ کون ہیں اور حقیقی طیبی داؤدی بوہرے کون ہیں ؟
۹۵	لو اب تو امام احمد المستور بن بیٹھے ۔
۹۵	منصور الیمن ۔ عقیق الیمن اور یمنی
۹۶	الیکشن اور بوہرے
۹۷	نجم الدین سے نجم الدین تک

صفحہ نمبر	عنوانات
۹۷	ششی بھوشن کے خلاف عالمگیر مورچہ اور سورت میں استاذہ پر خونی حملہ کی سازش
۱۰۰	عظیم الشان عددی القاب و اسماء
۱۰۱	کوٹھار کی بوگس اسکیمیں
۱۰۳	جامعہ سیفیہ میں بھوک ہڑتال
۱۰۴	سنسنی خیز مقابلہ
۱۰۴	مذہبی علوم کی تعلیم و تبلیغ پر پابندی ۔
۱۰۷	دعائم الاسلام کا اردو ۔ گجراتی اور انگریزی ترجمہ
۱۰۹	برہانی و نجمی ریاکاری ۔
۱۱۰	شرمتی اندراجی کے پاس کیوں گئے؟ اور انہوں نے کیا کہا ؟
۱۱۱	کلیم الدین کی لن ترانیاں
۱۱۵	نام نہاد معجزوں کی بھرمار
۱۱۶	طاہر وصیت کی مخالفت
۱۱۶	معصومیت کے دعویدار کیا کر رہے ہیں ؟
۱۱۸	روضۂ طاہرہ سے پانی ٹپکنے کا چکر
۱۱۸	معجزہ اور شعبدہ بازی نبی اور متنبی میں فرق ؟
۱۲۱	الوزارۃ السیفیہ کا نار
۱۲۱	تضاد بیانی
۱۲۲	اب روضۂ طاہرہ بھی
۱۲۴	کس کے بارہ بج گئے ؟
۱۲۵	داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس اور برہانی معجزے ۔ ایک حقیقت دوسرا ڈھونگ ۔
۱۲۷	اودے پور کی کہانی ایک فدائی کی زبانی کا جائزہ
۱۳۱	کوٹھار کی ابن الوقتی ۔۔
۱۳۲	ناتھوانی تحقیقاتی کمیشن

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۳۴	گالیاں کون دیتا ہے ؟
۱۳۴	مولیٰ علیؑ کو باہر کر دیا ۔
۱۳۵	بنام میثاق دوکانداری
۱۳۶	فدائی اور شاباشی
۱۳۶	مولانا یہ اپن نے تمام آنسو ما اوچھا کیدا ۔
۱۳۶	داعی نے دیکھی نے امام نے پاپی لئے چھے
۱۳۷	یونجھی لوگ ششی بھوشن یا حمید دلوائی نے بیعت آپی دیسے
۱۳۷	قرآن ماہو تو بتاؤ گے ۔
۱۳۷	گلیاکوٹ ما سیدنا نوفیض ہر قوم واسطعام چھے ۔۔
۱۳۸	نجمی سیاہ کاریاں اور بے بنیاد الزامات
۱۳۹	یہودی کون ؟
۱۴۱	کوٹھاری دہابیت
۱۴۱	کوٹھار کی احسان فراموشی
۱۴۳	پانچویں مظلوم شیخ غلام حسین بیاور والے
۱۴۴	نسیم سحر ڈائمنڈ جوبلی پر ایک نظر
۱۴۵	بارہ سے زائد موالی
۱۴۶	نیا عقیدہ نیا شوشہ
۱۴۷	مسجد کی طرف اور اولیاء کے مزارات کی طرف پالکی میں آنا جانا
۱۴۷	فاحشات کون ؟
۱۴۸	وادیٔ کشمیر سے اودے پور
۱۵۱	حملے پر حملے
۱۵۲	کمیشن کی تیاریاں اور مخالفت
۱۵۳	شباب کے واعظ محمد الباقر کی فتنہ
۱۵۴	امن کمیٹی
۱۵۴	سیدنا کا پاکستانی سفر

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۵۶	تارکنڈے کمیشن ناگزیر
۱۵۷	اردو بلٹز کے لکھنے کے مطابق ملاجی کی اشتہار بازی اور ضریح عیل کے نام پر فریب بزنس
۱۵۹	ایک لاکھ تولہ چاندی کی ضریح۔
۱۶۱	اودیپور کی طرف
۱۶۳	بے موسم کا ماتم
۱۶۳	لقمانی مارگ میں کربلائی معرکہ
۱۶۴	ملاجی کی بوکھلاہٹ
۱۶۵	دوبارہ احمد آباد کی طرف
۱۶۷	امریکہ کا سفر
۱۶۸	نتھوانی کمیشن کے سامنے دہلی میں اودیپور کے بوہرہ یوتھ والوں کی زبانی جامنگر
۱۶۹	میں ملاجی کا عشرہ
۱۶۹	پانچ احکامات کا اعلان
۱۷۰	سیدنا پہلے اپنا سودی کاروبار بند کریں پھر غیر سودی بنک کی بات کریں۔
۱۷۳	اگر بنک سود دے تو وہ لیا جائے (سابق ملاجی طاہر سیف الدین)
۱۷۴	سودخوار نجم الدین
۱۷۶	سیدنا کے بوگس اعلانات
۱۸۱	ایک عجیب ناٹک
۱۸۲	ایک اور عجیب و غریب ناٹک
۱۸۳	کمیشن کی رپورٹ
۱۸۳	فلسطینیوں کی پشت میں سیدنا کا خنجر (صفحہ ۱۶۷ کا بقیہ)
۱۸۴	حج

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۸۸	بدری جناب محمد بھائی صاحب کی ایک پُراسرار التجائی نظم
۱۸۹	داؤدی بوہرہ یوتھ کا اعلان عام
۱۹۱	اودیپور کی داؤدی بوہرہ جماعت
۱۹۳	موجودہ داعی اور امام
۱۹۷	برہانی افترا و بہتان
۲۱۱	اب کیا؟
۲۱۱	ستم بالائے ستم
۲۱۲	آہ شیخ یعقوب
۲۱۴	تیسری عالمی کانفرنس
۲۱۴	سانحہ کا حج و زیارت ٹور
۲۱۵	اودیپور میں بوہرہ یوتھ کا قیام
۲۱۷	بوہرہ یوتھ کے حج و زیارت کے ٹور کے مقابلے میں ملاجی کا ٹور
۲۲۱	سیاہ دن
۲۲۱	ملاجی عصر حاضر کے یزید
۲۲۲	آج قوم کو ضرورت ہے
۲۲۲	جرأت کا خصوصی مؤیدی مزار نمبر
۲۲۳	چھے تصاویر
۲۲۴	یوسف نہیں عبد القادر
۲۲۵	البطشۃ الکبریٰ
۲۲۶	کھانے کے آداب اور ایک مدعی
۲۲۷	دجّال اعور
۲۲۸	شیخ محمد علی الطہرانی کا نکاح
۲۳۴	عبد القادر نجم الدین کا حج
۲۳۵	خالی قبر سے کون اٹھے گا

صفحہ نمبر	عنوانات
٢٣٧	سابق ملّاجی طاہر سیف الدین مصر میں
٢٣٧	سفرِ مصر حج کرنے سے بہتر (ملّاجی کا پروپگنڈہ)
٢٣٨	کنیزانِ زینبؑ کی مصر سے واپسی پر فریاد
٢٣٨	مصر کے سفر سے ملک و قوم کو کیا ملا؟
٢٣٩	اُف مجبوری ملّاجی کی!
٢٤٠	تیسری داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس
٢٤١	کانفرنس کا دلکش منظر
٢٤٢	اصلاح پسندوں نے سیدنا کے اقتدار کو کاری ضرب لگائی ہے۔
٢٤٣	ملّاجی کے غنڈے اور بسوں کا اغواء
٢٤٤	بوہرہ کانفرنس
٢٤٤	ایک مشعلِ ہدایت اور بجھ گئی
٢٤٦	غاصب نجم الدین
٢٤٧	نجم الدین کے افعال و اخلاق
٢٤٧	کیمیاگر و ائمۂ منا کا مشہور قصہ
٢٤٩	غاصب نجم الدین کا انتقال
٢٥٠	غیر سودی بنک قائم کرنے کا اعلان
٢٥٣	سیدنا پہلے اپنے سودی کاروبار بند کریں۔
٢٥٤	خدا کی کتاب اور ہدایاتِ رسول پر جو عمل نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔
٢٥٩	ملّاجی کے متعلق علماء کے فتوے
٢٦٠	شیخ البواہر کے سامنے سجدے
٢٦١	جامع العلوم رامپور کے علماء کا فتویٰ
٢٦١	مدرسہ عربیہ خیر العلوم کولہاپور کے علماء کا فتویٰ
٢٦٢	پندرہ روزہ خطیب کراچی کا آرٹیکل

صفحہ نمبر	عنوانات
٢٦٣	جامعہ ازہر کے گرانڈ اور شیخ اور ریکٹر سے شیخ صالح بھائی سموسٹی جی کی ملاقات
٢٦٥	المنفرزال [illegible]
٢٦٧	محکمۂ عربیہ سعودیہ کا فتویٰ
٢٧٦	سورۂ یٰسین میں ملّاجی کا فوٹو
٢٧٧	علّامہ شیخ یوسف بھائیؒ
٢٧٨	مناجات
٢٨١	التجا بدرگاہ امام الزمان۔
٢٨٤	عزاء امامی
٢٨٥	السیرۃ النجمیہ
٢٩٢	انجمن نجمی استقبالیہ کمیٹی کا سوونیئر
٢٩٣	کتابوں میں نص جلی کا کہیں ذکر نہیں۔
٢٩٦	کتاب العلم کے متعلق وضاحت
٢٩٧	سوونیئر میں علماء کے اشعار سے نص جلی ثابت کرنے کی ناکام کوشش۔
٢٩٨	ملّاجی کا افتراء مبین
٢٩٨	نصیحت شیخ صادق علی قس رح
٢٩٩	خاتمۃ الکتاب
٣٠٠	اغلاط نامہ

"مدیر نسیمِ سحر شیخ کلیم الدّین حسینی کی ایک جھلک
واقعات کی روشنی میں"

نسیمِ سحر میں ۱۳۶۹ھ سے ۱۳۹۰ھ تک قریب اکیس سال تک بلاناغہ میرے مضامین چھپتے رہے اس طویل عرصہ میں شیخ کلیم الدین حسینی کے ساتھ میرے قریبی تعلقات رہے، میں نے اُن کو بہت قریب سے دیکھا، پرکھا اور سمجھا۔ سابق سیّدنا صاحب اور موجودہ سیّدنا صاحب اور ان کی کوٹھار، " الوزارة السّیفیة " کے بارے میں ان کے اور میرے درمیان کافی بے تکلف باتیں ہوتی رہتی تھیں، ان مواقع پر وہ اپنے تجربے کی باتیں مجھے سنایا کرتے تھے، اُن کی باتوں اور حکایتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ ۱۲۵۶ھ کے صحیح واقعات سے بخوبی واقف ہیں، لیکن بوہرہ سماج کی بقائ اور نظم وضبط کو قائم رکھنے کی غرض سے اور براُت کے خوف سے خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں سابق علماء کی مانند وہ بھی تقیۃً ایسا کر رہے ہیں۔ پھر بھی بعض اوقات اُن کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی تھیں جن سے سابق سیّدنا صاحب کو اس بات کی گند آئی کہ کلیم الدین انہیں داعیٔ مطلق نہیں مانتا ہے۔

پہلا واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بدری محل کی چاندنی پر چلتے چلتے دیوان شیخ رجب علی رامپوری نے مجھ سے کہا کہ " شیخ کلیم الدین یہ کیا بہکی بہکی باتیں کرتا ہے "۔

دوسرا واقعہ

یمنی بھائی صاحب محی الدین جب پونہ کے عامل تھے اُس وقت اُنہوں نے کلیم الدین کے متعلق سابق سیّدنا کے پاس یہ شکایت پہنچائی کہ وہ آپ کو داعیٔ مطلق نہیں مانتے۔

کلیم الدین نے یحییٰ بھائی صاحب کے خلاف یہ شکایت کی کہ وہ دمشق کے بعد وسیلے میں سیدنا کا نام نہیں لیتے، یحییٰ بھائی صاحب کا تو سیدنا کچھ نہیں بگاڑ سکے کیونکہ وہ ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے لیکن کلیم الدین پر خفا ضرور ہو گئے، یہ خفگی ایک لمبی مدت تک چلتی رہی۔

ایک روز کلیم الدین نے مجھ سے کہا کہ سیدنا صاحب مجھ سے ناراض ہیں مگر انہوں نے تالیف یعنی منہ بند کرنے کے لئے پانچ سو روپے بھیجے ہیں اب میں کیا کروں؟ کلیم الدین ابھی شش و پنج میں ہی تھے کہ سیدنا صاحب پونہ آئے۔ ایک رات انہوں نے جوانوں کو ہدایت دینے کے لئے جمع کیا بعض جوانوں نے قابلِ اعتراض سوالات کرنا شروع کئے تو کلیم الدین نے انہیں روکا، ٹوکا اور خاموش کر دیا۔ سیدنا صاحب کو یہ فعل اس قدر پسند آیا کہ اسے جہاد کا نام دے کر کلیم الدین کو (جو اس وقت صرف ملّا تھے) "شیخ" اور این کے ڈی (الناشط فی خدمۃ الدعوۃ) کے خطابات بخش دیئے۔ اس سے شیخ کو تسلّی ہو گئی۔

تیسرا واقعہ

ایک روز شیخ ابراھیم یمانی (بڑے دیوان) نے مجھ سے دریافت کیا کہ "کیا نسیم سحر سیدنا کی رزا سے چھپتا ہے؟ جو تم اس میں مضامین چھپنے کو دیتے ہو؟ یہ کہکر انہوں نے مجھے اس میں مضامین بھیجنے سے روکا اور میں نے چھ مہینے تک مضامین نہیں بھیجے، اس واقعہ کے پیچھے میرا ایک مضمون تھا جو امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السّلام کے متعلق لکھا تھا اس مضمون سے سابق سیدنا صاحب کی ذات پر درپردہ حملہ تصور کیا گیا، مضمون کا لبِّ لباب یہ تھا کہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام بیت المال کے جس قدر امین و محافظ تھے، ہمارے موجودہ اُتنے ہی خائن اور غاصب ہیں۔ جناب محمد بھائی صاحب بدرالدین بن طیّب بھائی صاحب زین الدین عرف بدری جناب نے میرے اس مضمون

کی تعریف سیدنا صاحب کے سامنے کی (یہ موصوف جناب کی زبانی ہے) اُس وقت تو سیدنا نے کچھ جواب نہیں دیا مگر بعد میں شیخ ابراہیم یمانی کے ذریعہ گرفت کی۔ انہوں نے وہ مضمون منگا کر پڑھا تو بیت المال والی بات پڑھ کر وہ چونک اٹھے اور مضمون کے متعلق بازپُرس شروع کردی۔ آئندہ سے مجھے نسیمِ سحر میں مضامین بھیجنے پر روک لگادی، بعد میں بذریعہ یوسف نجم الدین بعض تنبیہات کے ساتھ دوبارہ مضامین بھیجنے کی اجازت دے دی۔ جب میں نے شیخ کلیم الدین سے کہا کہ شیخ ابراہیم یمانی یہ پوچھتے ہیں کہ "کیا نسیمِ سحر سیدنا صاحب کی رزا سے چھپتا ہے"؟ تو انہوں نے جھنجھلا کر کہا " دیکھو سیدنا صاحب کا یہ 'مثال' (خط) میرے پاس موجود ہے" جس میں نسیمِ سحر کی سِلور جوبلی کی مبارکباد کے ساتھ دعائیہ کلمات بھی ہیں' یہ کہکر انہوں نے دیوار پر ٹنگے ہوئے خط کو میرے سامنے پیش کیا۔ ایک طرف سیدنا نے یمانی صاحب کے ذریعہ مجھے تو نسیمِ سحر میں مضامین لکھنے سے منع کیا اور دوسری طرف اُس کے مُدیر کو مبارکباد دی اور دعائیہ کلمات لکھے۔ یہ بات غور طلب ہے یا نہیں؟

تیسری حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ کے نسیمِ سحر ڈائمنڈ جوبلی میں یمانی صاحب کے یہ اشعار چھپے ہیں: " شہِ دین سیف الہدیٰ پی رزاسی ؛ چھپے شایَع تھیو انسیمِ سحر

تھیو شایَع پہلا جبلپور سی ؛ تپچھے تھائے پونہ سی چھپے یہ نشر

دیکھئے ان اشعار میں یمانی صاحب جو لکھتے ہیں وہ ان کے پہلے قول سے متضاد ہے۔ یمانی صاحب جیسے دیوان العظمت کی ایسی متضاد بیانی تعجب خیز بھی ہے اور حیرت انگیز بھی۔

چوتھا واقعہ

جب داؤدی بوہرہ بلیٹن (سورت) کے مُدیر حُسین بھائی سنچاوالے نے اور گلشن

گلشنِ داؤدی کے مدیر عبدالحسین بھائی جلِسگر نے بار بار یہ لکھا کہ شیخ کلیم الدین مدیر نسیم سحر کے انقطاعی ہیں ان کے پاس اس کے وافر ثبوت موجود ہیں تب شیخ صاحب نے مدّت کی خاموشی کے بعد "حقیقت نی روشنی ما" کے عنوان سے نسیمِ سحر میں مضمون لکھنا شروع کیا، اس طرح بظاہر کوٹھار کی حمایت اور اصلاح پسندوں کی مخالفت کا بیڑا اٹھالیا اس کے باوجود درپردہ بوہرہ یوتھ اور دیگر اصلاح پسندوں کے خیالات کی ترجمانی کرنے سے خود کو روک نہ سکے۔ " اے کلیم الدین تم نے کھول کر اپنی زبان ؛ اپنے ہاتھوں اپنی رسوائی کا ساماں کر دیا بطور مثال حسبِ ذیل تحریر ملاحظہ کیجیئے۔ نسیم سحر ماہِ محرّم ۱۳۹۷ھ میں ص۹ پر اپنے مضمون "بابِ حکمت" میں لکھا ہے کہ" "نبی اکرم صلعم کے گھر کے دروازے پر فرشتے پردہ دیکھکر ٹھہر گئے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ کیوں پردہ پسند آیا؛ فرشتوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پردے پر تصویر ہے، فرشتوں کو یہ پسند نہیں۔ اس لئے آپ اسے ہٹاکر فرش کے کام میں لیجیئے اور دروازے پر دوسرا پردہ ڈالیئے نبی صاحب صلعم نے فرمایا کہ اچھا اچھا۔ پھر آپ نے مہمانوں (فرشتوں) کے خاطر پردہ اتار لیا (شیخ صاحب نے "فرشتوں کے خاطر" کا جملہ اپنی طرف سے لکھا ہے) شیخ نے اس روایت کو لکھکر کوٹھار کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپّڑ مارا ہے۔

پہلے کوٹھار کہتی تھی کہ جس گھر میں تصویر (فوٹو) ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اس کے برعکس آج کل ہر گھر، ہر دکان، ہر اخبار، ہر اشتہار ہر مزار ہر مسافر خانہ بلکہ ہر جیب میں سیدنا کا فوٹو آویزاں کرنا اور رکھنا باعثِ خیر و برکت بتلا رہی ہے، یہاں تک پروپگنڈہ کیا جاتا ہے کہ جس گھر میں سیدنا کا فوٹو نہیں وہ کافر کا گھر ہے۔ ان کے ایجنٹ گھر گھر جاکر یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں سیدنا کا فوٹو ہے یا نہیں جس گھر میں نہ ہو اُس کے مالک کو بُری طرح ڈانٹا، پھٹکارا اور مارا جاتا ہے اور براءت کی دھمکی دی جاتی ہے۔

پانچواں واقعہ

الجامعۃ السیفیۃ (سورت) کے چار فاضل اساتذہ سے برأت کی گئی اُس وقت شیخ کلیم الدین بار بار بُلائے گئے مگر سورت نہیں آئے، بعد میں بمبئی جاکر اپنی صفائی پیش کرکے چھوٹے۔ اسی طرح شیخ غلام عباس سینیلی (الجامعۃ کے سابق استاذ) نے بھی چھٹکارا پایا یہ دونوں اپنی حکمت عملی سے برأت سے بچ گئے پھر بھی کوٹھار کی نظر میں تو وہ انقطاعی ہی ہیں۔

نوٹ ١ :۔ جو لوگ عبد القادر نجم الدین سے موجودہ زمانہ تک ہوئے چھ٢ ناظموں کو بغیر نص کے داعی مانتے ہیں انہیں انقطاعی سمجھا جاتا ہے۔ (مصنّف)

حمد وصلوات اور مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۝ ءَ اللہ خیر اما یشرکون ۝

امابعد ــــ پونا شہر (مہاراشٹر) سے نکلنے والا گجراتی ماہنامہ "نسیم سحر" کے مدیر شیخ کلیم الدین حسینی نے اس ماہنامہ میں "حقیقت نی روشنی ما" کے عنوان سے مضامین کا ایک سلسلہ جاری کیا تھا۔ ان مضامین کا مقصد بوہرہ سماج میں چل رہی اصلاحی تحریک کے خلاف زہر افشانی اور واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا تھا تاکہ سیدنا صاحب کے اندھے مقلدین اصلاح پسندوں سے خود کو دور رکھیں اور اُن کے دلوں میں اصلاح پسندوں کے خلاف نفرت و حقارت اور بغض و عداوت کے جذبات پیدا کئے جاسکیں۔ ان مضامین میں بوہرہ یوتھ کے مؤمنین پر بہت سے الزامات لگائے گئے۔ یہاں ہم اُن الزامات کے جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ دُعاۃ کی تاریخ کے سلسلے میں جو غلط بیانیاں کی ہیں اُن کا بھی جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ نسیم سحر کے محرم ۱۳۹۷ھ کے شمارہ میں مضمون نگار شیخ کلیم الدین نے وہی باتیں دہرائی ہیں جو اس سے قبل جمادی الاولیٰ اور ذی القعدہ ۱۳۹۵ھ کے شماروں میں لکھی جاچکی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ـــ "روزِ ازل سے آج تک حق و باطل میں تصادم ہوتا رہا، حق کی سدا جیت اور باطل کی سدا ہار ہوتی رہی، سیفی اور برہانی کو ٹھار حق پر اور اُن کے مخالفین (یوتھ وغیرہ) باطل پر ہیں۔"

نص اور منصوص کی صحیح حقیقت

۱۔ موجودہ سیدنا صاحب اور اُن کے والد مرحوم ملا طاہر سیف الدین صاحب پیہم داعیٔ مطلق اور منصوص برحق ہونے کا دعوے

کرتے رہے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ۴۶ چھیالیسویں داعیٔ حق مولانا المقدس محمد بدرالدین اعلی اللہ قدسہٗ ورزقنا شفاعتہٗ و اُنسہٗ نص کئے بغیر انتقال فرما گئے۔ اور علماء نے سیدنا عبدالقادر نجم الدین کو بطور ناظم قائم کیا۔ اس طرح اس فرعی نص کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور نجم الدین صاحب سے لیکر موجودہ سیدنا صاحب محمد برہان الدین تک سبھی محض داعی ناظم کی حیثیت رکھتے ہیں، اس حقیقت کو عوام الناس سے چھپانا اور خود کو منصوص برحق اور الداعی المطلق کہنا سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔

۲ – موجودہ سیدنا اور سابق سیدنا سیف الدین صاحب اور اُن کے پیشین نظماء آج تک اپنے آپ کو داعی مطلق ثابت نہیں کر سکے۔

۳ – سابق سیدنا صاحب مقدموں میں ہار جانے کے باوجود جیتنے کا اعلان کر کے بھولے بھالے مومنین سے فتح مبین کے جشن منواتے رہے اور یہی حالت موجودہ سیدنا کی ہے۔

۴ – سابق سیدنا صاحب کے عہد میں ناگپور والے فیصلے میں امام الزماں صلوات اللہ علیہ کو (معاذاللہ) خیالی ہستی بتایا گیا اور سیدنا کو ہی فاطمی دعوت کے مختار کل بتایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب امام بھی ایک خیالی ہستی ہیں تو پھر امام کے نائب اور امام کے داعی کا وجود کیسے؟ یعنی خود انہوں نے اپنی پوزیشن ایک خود ساختہ سید (سردار) کی سی ثابت کر کے انہوں نے خود ہی نص کی اہمیت اور وجود کو ٹھکرا دیا۔ اس حیثیت سے وہ خود بخود نہ تو "داعی مطلق" نہ "ناظم" بلکہ "طاغوت" بن جاتے ہیں۔ جناب شیخ کلیم الدین بتائیے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

شیخ کلیم الدین لکھتے ہیں کہ "مولانا محمد بدرالدین صاحب قس نے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ سیدنا نجم الدین صاحب پر نص فرمائی"۔ ہم تو تب جانیں جب شیخ صاحب ایک مرتبہ ہی نص ہونا ثابت کر دیں۔ بتائیے تو سہی کہ کب، کہاں اور کن حضرات کے سامنے نص کی تھی؟ نص کی عبارت کیا ہے؟ نص ہونے کی عینی شہادت کن لوگوں کے سامنے دی گئی؟ رسالۃ النعی البطشۃ الکبریٰ[1] میں اس کا ذکر کونسے صفحہ پر کیا گیا؟ اگر نجم الدین صاحب مولانا المقدس سیدنا بدرالدین صاحب کی نص جلی سے داعی ہوئے تھے تو تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت کریں۔ محض زبانی کہہ دینے یا محض لکھ دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ یہاں اتنا بتا دینا اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نجم الدین سے لیکر عبداللہ بدرالدین صاحب

نوٹ صفحہ ۱۔ البطشۃ الکبریٰ نامی یہ رسالہ پہلے ناظم نجم الدین صاحب کے نام سے ۱۲۵۶ھ میں شائع ہوا جو ۴۶ ویں داعی مولانا بدرالدین قس کی وفات کی اطلاع تمام مومنین کو دینے کی غرض سے نکالا گیا تھا اس قسم کے رسالے کو رسالۃ النعی کہتے ہیں اور اس میں داعی کی وفات اور نص کے متعلق تمام سارے حالات بالتفصیل بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ (مصنف)

تک چاروں نظماء نے خود کو منصوص ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔ اپنی تحریروں اور تقریروں میں انہوں نے نظام کی حفاظت کا ہی اقرار کیا۔ صرف سابق سیدنا نے ہی خود کو منصوص برحق ہونے کا غلط اور بے بنیاد دعوےٰ کر کے سراسر فریب دیا۔

طاغوت کا خطاب

یہ دعوےٰ کرتے ہی لوگوں نے اس پر اعتراض اٹھایا، اُن کے ہمعصر عُلَمَاء نے انہیں ٹوکا۔ نجمی خاندان کے ہی افراد نے انہیں ایک طویل خط لکھا جس کے عنوان کے طور پر قرآن مجید کی آیت "وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ" لکھی تھی۔ اس آیت کے بعد لکھا تھا کہ خِطَابُهٗ طَاغُوْتُ الْمُكَنّٰى بِاَبِيْ يَزِيْدَ قَائِلُهَا مِنْ مَّزِيْدٍ" (یعنی اِس طاہر سیف الدین کا خطاب طاغوت ہے اُن کی کُنیت ابو یزید ہے اُن کا قول ھل من مزید ہے)

ہم یہ خط اور نجم الدین[1] صاحب و برہان الدین[3] صاحب و سیدی ہبۃ اللّٰہ جمال الدین صاحب قس (ماذون بدر الدین صاحب) وغیرہم کے خطوط ہر کسی کو بطور ثبوت پیش کرنے کو تیار ہیں۔

حِلفُ الفضائل

جب نجم الدین صاحب نے اپنا اقتدار اچھی طرح جما لیا تو من مانی کرنے لگے، شریعت کے خلاف عمل ہونے لگا، اس پر نجمی سادات و مشائخ نے ایک کمیٹی بنائی، جس کے نام "حِلفُ الفضُول"[1] کے نام پر "حِلفُ الفضائل" رکھا۔ اس کمیٹی کے صدر ابراہیم بھائی صفی الدین بن العلامہ عبد علی عماد الدین (مکاسر) تھے، جو اپنے زمانہ کے علامہ اور نجم الدین کے داماد تھے۔ اور منتظم جعفر بھائی ابن العلامہ شیخ عبداللّٰہ بھائی حکیمی تھے اور ناظر خان بہادر بن الشیخ یوسف علی بارودالا پولیس سپرنٹنڈنٹ (S.P.) تھے اور ارکین میں الشیخ یوسف بھائی بن العلامہ الشیخ عبد العلی ولی (نجم الدین صاحب کے داماد) ۲ الشیخ محمد بھائی ولی ۳ الشیخ

نوٹ[1]:۔ قبل از اسلام حلف الفضول کے نام سے فضل فاضل افضل فُضیل نامی چار اشخاص کی ایک کمیٹی بنی تھی جس کا مقصد تھا مظلوموں کی مدد کرنا اور ظالموں کا خاتمہ کرنا۔ اس کمیٹی کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی تھی خود نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی تھی۔

کلیم الدین نے نسیم سحر میں اس انجمن کے قیام کا اقرار کیا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ انجمن سیدنا حسام الدین کی کوشش سے توڑ دی گئی" حقیقت یہ ہے کہ حسام الدین صاحب خود اس انجمن کے معتمد رکن تھے انجمن کے عہد نامہ میں آپ کے دستخط موجود ہیں۔ میں نے اصلی عہد نامہ میں آپ کے دستخط دیکھے ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ انجمن نے نجم الدین صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے قیام کی سند کیا ہے اس سوال کا آپ نے جو جواب دیا وہ موسم بہار جلد ۳ میں دیکھئے ۔۔۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حسام الدین کو خوش کرنے کے لئے نجم الدین نے اپنے بیٹے عز الدین سے نص کو ہٹا کر حسام الدین پر کی۔ ایسا کرنا حسام الدین کو انجمن سے الگ کرنے کی اور انجمن کو کمزور کرنے کی ایک سازش تھی۔ فاعلم
(مصنف)

عبدالعلی خانجی بھائی (عبدعلی عماد الدین کے داماد) ۱۳ الشیخ عبدالقادر بن الشیخ لقمانجی ماشرش ۱۴ الشیخ عبدالطیب بن الشیخ هبۃ اللہ بھائی ۱۵ الشیخ سلطان علی بن الحافظ ملا عجب شاہ ۱۶ الشیخ هبۃ اللہ بن الشیخ فیض اللہ بھائی اور دوسرے چار علماء اور ان کے سینکڑوں شاگرد اس کمیٹی کے ارکین تھے خصوصاً دوسرے ناظم سیدنا عبدالحسین حسام الدین خاص رکن اعظم ہونے کے ساتھ کمیٹی اور سیدنا نجم الدین کے درمیان وسیط تھے انہوں نے ایک دستاویز (وثیقہ) لکھا جس پر سبھی نے اپنے دستخط ثبت کئے کسی بھی رکن نے اپنے دستخط میں "عبد سیدنا مع" نہیں لکھا، جس کے بغیر آج ہر دستخط کرنے والا بوہرہ کافر سمجھا جاتا ہے بلکہ ہر ایک نے اپنے نام کے ساتھ اقل عباد اللہ یا احقر عباد اللہ لکھا ہے۔ دستاویز کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہِ وَسَلَامٌ علیٰ عبادِہِ الّذینَ اصطَفیٰ ؕ ءَ اللہُ خَیرٌ اَمّا یُشرِکُونَ ؕ

سابق زمان ما؛ عند ظہورُ المظالِم وَ حُدُوثُ المُنکَرات سگلا اہل الدّین والمعرفۃ متفق تھیُ نے مُنکرات دُور کروا واسطے انے اِعَانَۃُ المَظلوم و قمعُ الظالم و اظہارُ العدل والمعروف واسطے حِلفُ الفُضُول نام راکھی نے ما بَینَھُم مُخالفَۃ کری نے یہ امر نے جاری کیدو تھو ایج مثل ہمین سگلا اعہد نامہ ما؛ صحیح کرنا راؤ عند ظہور المنکرات والمحرمات والبِدَع مُجتمِع تھیُ نے حِلفُ الفَضائل نام راکھی نے اِیمانُ اللہِ المُغَلَّظَۃ مُعقّد مکری نے شریعۃ غرّاء نا موافق جے جے شروط وقواعد مُؤَسَّسۃ علی التقویٰ تھائے تہ پر عمل کرو انے سگلا مَابین اِتّحاد قلبی کما یجب کالمُقسَم نفسٌ واحِدۃٌ کالبُنیانِ المرصُوص یَشُدّ بعضہم بعضًا راکھوا نے سگلا اخوان الصفا نی مثل ایک تھیُ نے رھو، اھما فرق نہ لادو اگر کوئی فرق لاوے تو عن حول اللہ وقُوَّتِہ بری تھائے فَمَن نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنکُثُ علیٰ نفسِہٖ وَمَن اَوفیٰ بِمَا عَاھَدَ علیہ اللہ فَسَیُؤتِیہِ اجرًا عظیمًا والسّلام حُرّر نھار التاسع عشر من جمادی الاولیٰ سنۃ ۱۲۹۷ھ

(ترجمہ) بسملہ اور حمد وسلام کے بعد لکھا ہے کہ "سابق زمان (جاہلیت) میں جب ظلم وستم کا ظہور ہوا اور بدفعلیوں کا دور دورہ ہوا اس وقت دین و معرفت والے اس ظلم اور بدی کو دور کرنے کے لئے اور مظلوم کی دادرسی اور ظلم کی بیخ کنی کے لئے اور عدل و احسان کو عام کرنے کے لئے حِلف الفضول نامی ایک کمیٹی بنائی تھی اسی طرح ہم نے اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والے بدی اور بدعتوں کے ظہور کے نزدیک اکٹھا ہو کر حلفُ الفضائل نامی ایک کمیٹی

بنائی جس میں اللہ سبحانہٗ کی قسم کے ساتھ یہ شرطیں رکھی کہ شریعت غراء کے موافق تقویٰ اور دینداری کے ساتھ عمل کیا جائے کمیٹی آپس میں ایک دل ایک جان ہو کر باہم معاونت کرے۔ اخوان الصفاء بن کر مشفقانہ طور پر عمل کرے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند باہم ایک دوسرے کی پشت پناہی کرے، ذرّہ بھر فرق نہ کرے اگر کوئی فرق کرے گا تو وہ اللہ کے حول و قوت سے بری ہو جائے گا اگر کوئی عہد شکنی کرے گا تو وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا اور اگر وفاداری کرے گا اس معاہدے کی تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم دے گا۔ والسلام یہ عہد نامہ انیسویں جمادی الاولیٰ کی ۱۲۹۷ھ بارہ سو ستانوے ہجری میں لکھا گیا۔

اس عہد نامہ کی اصل کاپی ہاشم بھائی صاحب بن محمد بھائی صاحب ولی کے پاس ہے میں نے اُن سے بذریعہ الشیخ العلامہ الشہید سجاد حسین بن ملا فدا حسین سارنگپور والے استاد جامعہ سیفیہ حاصل کیا تھا۔
مشہور کتاب موسم بہار جلد ۳ میں اس عہد نامے اور اس کمیٹی کا ذکر موجود ہے، اس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نجم الدین صاحب منصوص علیہ نہیں تھے ناظم تھے اس طرح نص کے قطع ہونے کی تصدیق ہو جاتی ہے اس کے باوجود طاہر سیف الدین صاحب کا ایک کے بعد ایک کی اکاونؔ تک نص ہونے کی بات کرنا اور ہر شخص سے اپنے منصوص ہونے کی بات منوانا زبردستی اور ہٹ دھرمی ہی ہے ایسی حالت میں علماء نے انہیں "طاغوت" کا خطاب دے کر اظہارِ حقیقت ہی کیا ہے۔

عمادی تصور

العلامۃ المکاسر عبد علی عماد الدین نے اپنے مخصوص انداز میں نجم الدین صاحب پر جو چوٹ کی تھی وہ طاہر سیف الدین صاحب پر بھی صادق آتی ہے —
عماد الدین صاحب فرماتے ہیں

سونپی ہے اُس کو عنان، دی ہے اُسے ریسمان   چاہے جدھر لے چلے، اپنا صنم واہ واہ

طاغوت کے معنی شیطان اور صنم بھی ہوتے ہیں لہٰذا شاعر نے اپنی مخصوص شاعرانہ زبان میں وہی بات دہرائی ہے جو مذکورہ بالا طویل خط کے عنوان میں علانیہ طور پر کہی گئی ہے — موصوف عماد الدین صاحب نے تو یہاں تک کہدیا کہ:

بدر دیں شاہ ترے مرنے سے ہم مر ہی گئے   خاک پر ہیں ولے خاک کے اندر ہی گئے
صبحدم نجم دیں صاحب کے تئیں بلوایا   آستیں اپنی وہاں آنسو سے تر کر ہی گئے
"چھوڑ کر مادہ صفت سارے حدود الدین کو   رتبۂ دعوۂ اطلاق کے بس نر ہی گئے

غم میں اس شاہ کے رو اور رُلا عبد علی — تیری چھاتی پہ اک درد کا دھر پتھر ہی گئے

تیسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا المقدس محمد بدر الدین اعلی اللہ قدسہ داعی مطلق تھے (ن تھے) آپ کے بعد یہ مرتبہ نہیں رہا، آپ کے بعد سارے حدود الدین مادہ صفت ہو گئے نص نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اسی حقیقت کے تحت اُس وقت کے علماء نے نجم الدین کو اس تصور سے قائم کیا کہ آپ نظام کی حفاظت کریں اس کی مثال ایسی ہے کہ پانی نہیں ملنے پر تیمم سے کام چلایا جاتا ہے مطلب یہ کہ پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے اسی طرح داعی مطلق نہیں ہونے پر کسی نیک مومن سے کام چلایا جائے۔

ہمارے عمل کی بنیاد اور سند

اسی تصور کے مطابق بوہرہ یوتھ بھی عمل درآمد کر رہا ہے۔ بوہرہ یوتھ سیدنا صاحب کے مقامی نمائندوں کی رضا لینا، ضروری سمجھتا رہا ہر خوشی اور غمی کے موقعوں پر رضا حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جب رضا دینے سے صاف انکار کر دیا گیا اور رضا کے بجائے اینٹ پتھروں کی بارش کی جانے لگی، امن میں خلل ڈالا جانے لگا تب مجبور ہو کر رضا لینا موقوف کر دیا گیا اور شرع محمدی و فرمان نبوی کے مطابق شادی و غمی کے امور انجام دینا شروع کر دیئے۔ دعائم الاسلام جلد دوسری میں باب القضاۃ میں لکھا ہے کہ وعنہ صلی اللہ علیہ وآلہ انہ قال یوماً لاصحابہ ایاکم ان یخاصم بعضکم بعضاً الی اھل الجور ولکن انظروا رجلا منکم یعلم شیئاً من قضایانا فاجعلوہ بینکم فانی قد جعلتہ قاضیاً فتحاکموا الیہ وقال علی علیہ السلام کل حاکم یحکم بغیر قولنا اھل البیت فھو طاغوت وقرء "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے اصحاب کو فرمایا کہ خبردار تم اپنے جھگڑوں کو ظالموں کے پاس مت لیجانا۔ لیکن ایسے شخص کی تلاش کرنا جو ہمارے احکام میں سے کچھ جانتا ہو اُسی کو تمہارے درمیان حاکم بنا دینا اور اُس سے فیصلے کروا لینا اور سمجھنا کہ میں نے ہی اُسے قاضی بنایا ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ حاکم جو ہمارے احکام یعنی اہل البیت صلعم کے احکام کو چھوڑ کر فیصلہ کرے "طاغوت" ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یریدون .... بہ (یعنی وہ یہود لوگ طاغوت کی طرف فریاد کرتے ہیں حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ طاغوت کو نہیں ماننا چاہیئے۔ اللہ کا ایمان اور طاغوت کا کفر کرنے والا ہی راہ راست پر ہے۔ فمن

نوٹ ص۱:۔ وہ بھی اس لئے کہ رضا شرعی مسئلہ نہیں ہے لیکن انتظام اور نمائندے کی حیثیت سے پوچھتے رہتے تھے۔

يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۝ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

کتاب افتتاح الدعوة (السیدنا القاضی النعمان قس) میں ہے کہ داعی ابو عبداللہ کو ایک گاؤں کے لوگوں نے بتلایا کہ "ہمارے قبیلہ میں ایک بڑے عالم شخص ہیں ہم اُن سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا فیصلہ نہ مانے تو جماعت اس کے خلاف کارروائی کرتی ہے۔ ہم پر شریعت کے جو واجبات ادا کرنا لازم ہوتے ہیں ہم ہی فقیروں اور حاجتمندوں کو دیدیتے ہیں۔" داعی ابی عبداللہ نے ان لوگوں کے اس عمل کو رد یا باطل نہیں مانا، اور یہ نہیں کہا کس کی اجازت (رزا) سے ایسا کرتے ہو۔

المفید اجل الشیخ سجاد حسین ساز نگپور والے کی زبانی ہے کہ ایک سال ماذون اسمٰعیل بھائی صاحب بدرالدین ابن سیدنا طیب زین الدین نے کاٹھیاواڑ کے تمام واجبات (زکوٰۃ فطرہ وغیرہ) حاجتمندوں کو دیدیا تو تیسرے ناظم محمد برہان الدین نے ان کو کہلوایا کہ کس کی رزا سے آپ نے ایسا کیا؟ جواب دیا کہ میں نے تو دعائم الاسلام کے بیان کے مطابق عمل کیا مگر آپ یہ بتائیے کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ کس کی رزا سے کر رہے ہیں؟ جواب ندارد۔

یاد رہے کہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مولانا محمد بدرالدین قس (۴۶ داعی حق) کے بعد نظام کی حفاظت کیلئے علماء کی رائے سے عبدالقادر نجم الدین قائم کئے گئے تھے اسی تصور پر سابق علماء اور ان کی نسل در نسل چلی آرہی تھی اور آج بھی ہیں۔

امیر الجامعہ یوسف نجم الدین کی تصدیق اور تصور

خود جناب یوسف نجم الدین امیر الجامعۃ السیفیہ نے کراچی سے شائع ہونے والے یومیہ اخبار "ڈان" کے خاص سیفیہ انک کے صفحہ ۶ بتاریخ ۱۰-۱۱-۱۹۵۵ء صاف اقرار کیا ہے کہ مولانا محمد بدرالدین زہر کے اثر سے انتقال کر گئے اور پھر سیدنا عبدالقادر نجم الدین کا انتخاب ہوا[1]

اساتذہ اور سابق علماء و عمال کا تصور

جامعہ سیفیہ کے جائز اساتذہ (الشیخ الفاضل العلامہ شہید میاں صاحب سجاد حسین اور الشیخ حسن علی اور الشیخ علی احمد اور راقم احمد علی) اور اودے پور کے قدیم طلبہ، رؤسا وغیرہم بھی یہی سادات سے ہی اسی

نوٹ [1] ۱۷ جنوری ۱۹۷۶ء کو روزنامہ "انقلاب" بمبئی کو ایک انٹرویو میں سیدنا کے بھائی ڈاکٹر یوسف نجم الدین (امیر الجامعۃ السیفیہ) نے کہا:
"بوہروں کا یہ فریضہ ہے کہ اپنے زمانہ کے اہل علم اور اہل تقویٰ میں سب سے بہتر انسان کو منتخب کر کے داعی مطلق مقرر کردیں اور دین و دنیا دونوں کے معاملات میں اس کی رہنمائی قبول کریں۔" (از جرات مالیگاؤں ۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء شمارہ ۱۸)

تصوّر سے آگاہ ہوئے۔ قیوّم بھائی صاحب ضیاء الدّین حسامی نے شہید شیخ سجاد حسین کو آگاہ کیا اور اودے پور آنے والے علماء، مشائخ اور عمّال اور نجم الدّین کے فرزندوں نے بعض اہل اودے پور کو آگاہ کیا اسی لئے اودے پور میں چار حق پرستوں جیون علی ابن رجب علی وغیرہ سے عامل یوشع بھائی صاحب نظامی کے ذریعہ سے طاہر سیف الدّین صاحب نے اپنے ابتدائی عہد میں برأت کی اور آج ہی کے مانند ان چاروں پر انتہائی مظالم ہوئے۔ جہاں آج شباب نماز پڑھتے ہیں کھانا اور مجلسیں کرتے ہیں عین اُسی جگہ (جو بھٹا کہلاتا تھا) ان چاروں مظلومین نے الگ اپنا مسکن بنایا برسوں تک ظلم سہتے رہے جیون ولد رجب علی کو اُس کے والد رجب علی صاحب نے آگاہ کیا کہ "نعمان بھائی صاحب ابن حسن بھائی صاحب ذکی الدّین بن عبدالقادر نجم الدّین صاحب" (جو اودے پور کے عامل تھے) مجھے یہ بتایا کہ اُن کے دادا نجم الدّین صاحب پر نص نہیں ہوئی رجب علی نے کہا کہ میں بہت پریشان ہوا اور سیدنا عبداللہ بدر الدّین (دعا ناظم) سے پوچھا کہ آپ کے عامل صاحب ایسا ایسا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ بدر الدّین صاحب نے جواب دیا کہ ہاں صحیح ہے [1]

اسی طرح اودے پور میں آنے والے عمّال، شیخ حسین بھائی خمسی، شیخ علی بھائی ہمدانی، شیخ یوسف بھائی قمری، شیخ طیب بھائی ماماجی، شیخ عبداللہ بھائی پالنپوری، شیخ یوشع بھائی صاحب اور ان کے بھائی شیخ حسنین بھائی صاحب نظامی، یحییٰ بھائی صاحب، عبدالطیب بھائی جمالی، عبدالقادر بھائی صاحب زینی، حاتم بھائی صاحب نعمانی، ابراہیم بھائی صاحب اور ان کے بھائی صاحب و احمد بھائی صاحب و نعمان بھائی صاحب معینی و حمزہ بھائی صاحب ہاشمی و عبدعلی بھائی صاحب بدری و قاسم بھائی صاحب بن قمر الدّین بھائی صاحب، وغیرہم' یہ سب کے سب مذکورہ انقطاعی تصوّر والے ہیں اور انہوں نے موقع بہ موقع باشعور لوگوں کو آگاہ کیا ہے (کبھی اس کی تفصیل بھی کی جائے گی)۔ نسیم سحر میں شیخ کلیم الدّین نے بھی ان عمّالوں کا انقطاعی ہونے کا دبی زبان سے اعتراف کیا ہے اور بعض طلبہ اور رؤساء کے بھی نام لئے ہیں وہ صحیح ہے فرق یہ ہے کہ کلیم الدّین نے جس طرح بعض طلبہ اور رئیسوں کے نام بتائے اس طرح ان کے معلّموں کے یعنی عجمی سرداروں اور مشائخ کے نام نہیں بتلائے جن سے ان اودے پور والوں نے سابق تصوّر حاصل کیا۔ ارے بھائی جو کچھ اودے پور

نوٹ [1]:۔ الشیخ شمس الدّین (والد محمد علی کٹپس والا دسورت) ہمیشہ الشیخ محمد علی ہمدانی صاحب کے پاس سبق کے لئے جاتے، الشیخ عبدالحسین رودشتی ان کو منع کرتے، الشیخ شمس الدّین نے ایک روز عبدالقادر نجم الدّین کو روبرو سوال کیا الشیخ محمد علی ہمدانی کیسے ہیں؟ نجم الدّین صاحب نے ان کی یعنی ہمدانی صاحب کی تعریف کی ان کی علمیت پر زور دیا۔ شیخ شمس الدّین نے پوچھا کہ وہ تو آپ پر نص نہیں ہونے کا تصور بتاتے ہیں۔ نجم الدّین صاحب نے فرمایا کہ یہ برابر ہے۔ شمس الدّین نے تاکیداً پوچھا کہ کیا آپ پر نص نہیں ہوئی ہے۔ نجم الدّین نے کہا کہ ہاں نص جلی نہیں ہوئی۔ (شیخ سجاد حسین صاحب)

دہلوں اور سورت والوں نے سمجھا وہ نجمی خاندان سے ہی سمجھا یہ کوئی من گھڑت بات نہیں ہے۔ اب اٹھتی سال کے بعد یعنی طاہر سیف الدین کے قائم ہوتے ہی یہ تصور غلط کیسے ہوگیا، اور اس تصور کے رکھنے والے کافر کیسے ہوگئے یہ تو نجمی خاندان ہی کی بات ہے اور صحیح بات ہے۔ اس تصورِ حق کو ماننے والے سچے داؤدی بوہرے ہیں اور اس تصور کی مخالفت کرنے والے ہی سیفی برہانی طاغوتی فرقہ ہوئے جنہوں نے نئی بات پیدا کی اور داعیٔ مطلق ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاہم نظام کی حفاظت کے خیال سے اودے پور والے مؤمنین اور سورت والے اساتذۂ کرام دل وجان سے علم وعمل سے تقیۃً ہی صحیح سیفی برہانی کوٹھار کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ ایسی خدمت جس کا اعتراف کوٹھار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

یاد رہے کہ اس خاص تصور پر بہت ہی کم لوگ تھے عوام تو داعیٔ مطلق ہی مانتے تھے۔ مگر جب کوٹھار نے انتہائی استحصال (لوٹ کھسوٹ) اور ظلم کرنا شروع کیا تو بوہرہ یوتھ وغیرہم نے اس استحصال کے استیصال (جڑ سے اکھیڑنا) کا عزم کیا اور مقامی جماعت کے مفاد پرستوں سے حساب پوچھنے لگے۔ (جس طرح سابق حلف الفضائل نے نجم الدین صاحب سے بازپرس کی تھی۔

اُدے پور کے جھگڑے کی بنیاد

آج سے ساٹھ ستر سال پہلے بھی اسی قسم کا جھگڑا بالی والے اور کراوڑ والے دو خاندانوں میں اٹھا تھا اُس وقت بھی مفاد پرست کراوڑ والوں نے حساب نہیں دینے کے خیال سے بالی والوں کو دعوت کے دشمن بتا کے اسی قسم کا جھگڑا کیا جیسا کہ آج انکی اولاد ذاکر حسین وغیرہ نے کیا ہے اُس وقت بھی اس فتنہ وفساد کی جڑ یہی کراوڑ والے تھے اور یہی اُس وقت کراوڑ والی پارٹی "کانجی حوض" کہلاتی تھی (کانجی حوض کتوں کے رہنے کی جگہ تھی) اور بالی والے "اَنباؤ گھر" والے کہلاتے تھے جس طرح آج یوتھ اور شباب ہیں۔ بالی والے نعرہ لگاتے، "کانجی حوض کتوں کی فوج"۔ اور اپنے لئے کہتے "اَنباؤ گھر موتی کی لڑ"۔ "نسیم سحر" نے یہ غلط لکھا ہے کہ انباؤ گھر کتوں کی جگہ تھی۔ اب جب مصالحت ہوئی تب بالی والوں نے جنہوں نے کوٹھار کی بغیر اجازت نکاح ممساز وغیرہ کی تولی کی "سیدنا عبداللہ بدرالدین (۴۰ ناظم) کو سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا عمل برابر ہے"۔ نوے (۹۰) سالہ بزرگ ملا شرف علی حبیب بھندجی والے سابق طالب علم اور مرتاض جماعت کے امین نے ہمیں ابھی ابھی یہ بات بتائی تھی اور کہا تھا کہ تم لوگ یعنی یوتھ والے جو کر رہے ہو وہ درست ہے ہمت سے کرتے رہو۔ مذکورہ ملا صاحب جب بھی ملتے ہیں ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

"نسیم سحر میں الزامات کی بھرمار"

۱۳۹۴ھ کے ماہ ذی القعدہ میں سورت میں ذکری کی مجلس میں یوسف نجم الدین نے چاروں فاضل اساتذہ پر یہ الزامات لگائے ہیں کہ یہ لوگ "مولانا علی علیہ السلام کو نہیں مانتے، مولانا علیؑ، اہل البیتؑ، اسلام، فاطمی دعوت، ماتم حسین علیہ السلام اور فاطمیین ائمہ علیہم السلام کی مسخری مذاق کرتے ہیں (معاذ اللہ) یہ لوگ راتوں میں ظلم کرتے تھے اور دن میں خدمت کرتے تھے، انہوں نے اپنے کرتوت کا اقرار کیا۔ بہتر خاندان کو بگاڑا، ایک طاغوتی فرقہ بنالیا، اپنے لئے ایک سردار کو قائم کرلیا، اہل حکومت کو للچایا، شستی بھوشن سے گالیاں دلوائیں، ان لوگوں نے سیدنا محمد برہان الدین کو بھولا بھالا سمجھا۔ ہپی بن گئے، لباس بدل لئے، دعوت کی زبان کی مذاق کرنے لگے وغیرہ وغیرہ۔ (نسیم سحر۔ صفر و ربیعین و جمادین ۱۳۹۵ھ ۲٫۳٫۴٫۵٫۶)

یوسف نجم الدین کا الزام "یوتھ والوں نے نیا فرقہ بنالیا ہے" ہمارا جواب

نجم الدین کے یہ سب الزامات بے بنیاد ہیں ان کی تردید کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ مختصر جواب یہ کہ بحمد اللہ چاروں فاضل اساتذہ اور بوہرہ یوتھ سچے مسلم اور پکے مومن ہیں، پنجتنی، اسماعیلی، طیبی، داؤدی ہیں فاطمیین ائمہ علیہم السلام اور ان کے دعاۃ حق کے جو نص بنص قائم ہوئے سچے شیدائی ہیں اس کا ثبوت ان کا قول و عمل ہے۔ وائی این اور کوٹھار اس قسم کے الزامات اس لئے لگاتے ہیں کہ بھولی قوم کے سامنے ان سچے مؤمنین کو انتہائی حد تک بدنام کرکے یہ ثابت کریں کہ دیکھو یہ لوگ نہ صرف داعی کو بلکہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے شیدائی صحابۂ کرام ابوذرؓ و عمارؓ وغیرہ کے اوپر بھی حکام وقت اور بنو امیہ نے اسی قسم کے الزامات لگائے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کی سچی باتوں کو ٹھکرا دیں۔ اس قسم کے کوٹھاری الزامات کو رد باطل کرنے کے لئے ہم مباہلہ تک کرنے کو تیار ہیں تاکہ جھوٹے پر اللہ کا غضب و عذاب اترے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن ۔

الزام ۲ "اساتذہ نے بہتر خاندانوں کو بگاڑ دیا" ہمارا جواب

سیدنا صاحب اور وائی این نے الزام لگایا کہ جامعہ سیفیہ (سورت) کے چاروں اساتذہ یعنی شیخ سجاد حسین شہید، شیخ حسن علی، شیخ علی اکبر اور راقم الحروف احمد علی نے مؤمنین کے بہتر خاندانوں کو بگاڑا۔ کن خاندانوں کو؟ کب؟ کس طرح سے؟ ان کی آج تک وضاحت نہیں کی، بگاڑنے سے اُن کی کیا مراد ہے؟ یہ بھی وضاحت طلب امر ہے۔ سورت میں اپنے ہی گھروں میں نظربند

اِن مظلوم و بے بس اساتذہ نے اتنی بڑی تعداد میں خاندانوں کو کس طرح بگاڑا ؟ جس طرح ایمرجنسی میں حکومت اپنے تمام مخالفین کو جیلوں میں ٹھونس دیتی ہے، تمام خبروں پر سنسر کرتی ہے، سب کے منہ پر تالے لگا دیتی ہے۔ کچھ اسی طرح کے حالات بوہرہ جماعت میں سیدنا صاحب اور والی اِین نے پیدا کر رکھے تھے اور ہیں۔ ان فاضل اساتذہ سے جو شرطیں لکھوائی تھیں اُن میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ "تم جس طرح رکھیں رہنا پڑے گا"۔ جامعہ سیفیہ کے احاطے میں نہیں آؤ گے اور زبان اور قلم سے نہ کچھ تقریر کرو گے اور نہ تحریر۔

سخت ترین اقرار نامے اور سخت ترین شرطیں لکھوانے کے بعد بھی ان اساتذہ کو ذلیل و رسوا کر کے اپنے اخباروں اور ایجنٹوں کے ذریعے یہ بات مشہور کروائی کہ وہ دعوت کے دشمن ہیں، اُن کی تمام حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی، گھر سے اُن کا باہر نکلنا دشوار کرا دیا تھا، کسی بھی بوہرہ فرد کو اُن سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا SLOW. POI.STONING (ستمِ خفی) کے عمل کے ذریعہ اُنہیں گھٹ گھٹ کر مر جانے کے لئے مجبور کر دیا تھا ذہنی طور پر اُنہیں مفلوج کر دینے پر ہر طرح و ہر ممکن تدبیر کر دی گئی اسی لئے اُن کی تمام کتب پہلی ہی فرصت میں غصب کر لیتے گئے تاکہ گھروں میں بیٹھ کر بھی کتابوں سے دل نہ بہلا سکیں اور یہ اساتذہ نہ کچھ کہہ سکیں نہ کچھ لکھ سکیں نہ کچھ سوچ سکیں اِن حالات میں ہی اُن سے معافی نامے پر دستخط کروا لیے گئے[1] نیز از سرِ نو میثاق بھی لیا گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ معافی و میثاق کے بعد ہی فوراً انہیں یہ نادر شاہی حکم بھی دیا گیا "جاؤ یہاں پگ نہ موکجو، کوئی سی وات نہ کرجو" یعنی جاؤ یہاں دوبارہ قدم نہ رکھنا، کسی سے بات نہ کرنا۔ اس طرح سورت میں دارالامارت پر جانے سے روک دیا۔ ساتھ ہی برأت (سماجی بائیکاٹ) بھی ظاہر کر دی[2]۔

طرفہ تماشہ یہ کہ اِس نادر شاہی فرمان پر جب یہ اساتذہ دارالامارت پر نہیں گئے تو لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "دیکھو یہ لوگ کیسے منافق ہیں کہ سیدنا صاحب کو سلام کرنے بھی نہیں آتے"۔ اگر یہ لوگ مسجد میں نماز پڑھنے جاتے تو اپنے غنڈوں کے ذریعے اُن کو ذلیل کیا جاتا اور اگر نہیں جاتے تو یہ پروپگنڈہ کرتے کہ اب ان لوگوں نے خدا کی عبادت کرنا بھی چھوڑ دیا ہے ...... غرض یہ کہ جس جس طرح سے انہیں ستایا جا سکتا تھا ستایا گیا۔

قارئین حضرات خود بتائیں کہ ان حالات میں کوئی شخص اتنی بڑی تعداد میں خاندانوں کو کس طرح بگاڑ سکتا ہے

نوٹ ۱:- سولہ[16] صفحہ کا معافی نامہ تیار کر کے دیا گیا کہ ہمارے سامنے اس کی نقل تیار کر کے اس پر اپنے دستخط کر کے ہمیں دو۔
نوٹ ۲:- کوٹھار کی دوغلی پالیسی یہ ہے کہ ایک طرف میثاق کے واسطے جبر کیا جاتا ہے اور دوسری طرف میثاق لینے کے بعد فوراً برأت کی جاتی ہے اور حواریوں کو کہا جاتا ہے کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ۔

اور کس طرح منظّم سازش کر سکتا ہے۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ ..... ؎

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیّت نہیں کام آتی دلیل اور حجت

بوہرہ سماج کے ان ظالم حاکموں کی نیّت صاف ہو تو دلیل بھی دی جائے لہٰذا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ جبر و استبداد کے ان تین سال میں ہماری حالت بے جان جسم سے زیادہ نہ تھی۔ ان حالات سے بھی کوٹھاریوں کی راتوں کی نیند حرام رہی، تب انہوں نے "شیطان" کہنے کے الزام میں سابق ایم پی ششتی بھوشن کے خلاف ملک گیر احتجاج کروایا۔ سورت میں خود ان لوگوں نے اپنے سامنے طلبہ، طالبات اور شبابی غنڈوں اور بنیات کی ٹولیاں آگے کر کے ایک احتجاجی جلوس نکالا۔ "ششتی بھوشن کا تو یہ کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن مظلوم استادوں کے گھروں پر دوبارہ حملہ کروایا — اور ان کے گھروں کو لوٹا۔ تمام سر و سامان کی توڑ پھوڑ کی اور ان کے خاندان کو مار پیٹا[2]۔ اس کے نتیجے میں ۹۰ سالہ بزرگ عالم شیخ سجاد حسین صاحبؒ کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اور شیخ حسن علی صاحب کا کافی مالی نقصان ہوا۔ لیکن اس کا ایک بہت ہی حیرت انگیز نتیجہ یا کرشمۂ قدرت یہ ہوا کہ ہم لوگ کوٹھار کی قید سے آزاد ہو گئے ہیں۔ سورت سے اودے پور آنے میں کامیاب ہو چکا تھا اور بقیہ دو شیخ صاحبان شیخ حسن علی اور شیخ علی احمد بھی نڈر ہو کر باہر نکل آئے اور کھلے بندوں کوٹھاریوں کے ظلم و ستم کی داستانیں عوام الناس کو سنانے لگے۔

اسی دوران بوہرہ یوتھ کی تحریک اودے پور سے نکل کر پورے ملک میں پھیل چکی تھی۔ تینوں اساتذہ اس تحریک کے ساتھ مل گئے۔ مظلوم علماء اور مظلوم عوام کی یہ دوستی کوٹھاری درندوں کے حق میں زہر ہلاہل ثابت ہوئی، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ علم کی دولت اور عوام کی طاقت کے سامنے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کو منہ کی کھانی پڑی ہے۔ کوٹھاریوں کا انجام بھی یہی ہو کر رہے گا انشاء اللہ العزیز الواحد القہار۔

اجتماعی شادی فتح یا شکست؟

نسیم سحر لکھتا ہے کہ بوہرہ یوتھ نے شادی کر کے زبردست شکست کھائی؟ میں کہتا ہوں کہ سولہ [۱۶] مارچ ۱۹۷۴ء والی شاندار بوہرہ یوتھ کی اجتماعی شادی نے کوٹھار کو زبردست شکست دی ہے میری اس بات کے ثبوت میں غیر بوہرہ

نوٹ ۱:۔ طاہر سیف الدین صاحب نے اپنی گولڈن جوبلی کے موقع پر حق بات کہنے والوں کو ستانے کے لئے دو فوج تیار کی نوجوان آدمی کی فوج کا نام شباب العید الذہبی رکھا اور نوجوان عورتوں کی فوج کا نام بنیات۔

نوٹ ۲:۔ نوٹ مار کا پہلا حملہ بتاریخ ۴ ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ ہوا تھا اور یہ دوسرا حملہ بتاریخ ۹ ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ ہوا۔

مشاہیر دانشوروں کی تحریر و تقریر کافی ہے۔ شیخ کلیم الدین نے ہماری مقدس شادیوں پر حملہ کرتے ہوئے ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ " کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا " جیسا اس مضمون کا حاصل ہے ہماری شادی، ورموت وغیرہ ہمارے پاکیزہ اسلامی عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہم پہلے ہی اجمالاً لکھ چکے ہیں اور آئندہ تفصیل کیجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ بحولہ و قوتہ ——— ہمارے ہر عمل کے وقت یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اب ان لوگوں نے نیا فرقہ بنالیا ہے۔ اگر ہم نے نیا فرقہ بنایا ہوتا تو سب سے پہلے ہم کوٹھار سے برأت کرتے، کسی بڑے کو قائم کرتے، نئے نئے مذہبی اصول بناتے، مگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی، ہم موت و شادی وغیرہ کی اجازت (رزا) کوٹھار سے ہی طلب کرتے رہے[1]۔ نہیں ملنے پر لاچار ہوکر ہم نے شرع محمدی کے مطابق عمل کیا۔ سیدنا صاحب اور دائی این بار بار اپنی تقریر و وعظ میں کہتے رہتے ہیں کہ بوہرہ یوتھ نے ایک بڑے کو قائم کردیا ہے اور نسیم سحر میں بار بار آتا ہے کہ وہ لوگ کسی کو قائم کرلیں گے ابھی کیا نہیں ہے۔ بتاؤ سچا کون ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ بوہرہ یوتھ نے نہ تو کوئی نیا فرقہ بنایا ہے اور نہ کسی کو بڑا بنایا ہے بلکہ بوقت ضرورت شرع محمدی کے مطابق اپنا کام چلالیتے ہیں جس طرح بارہ سو چھپن (۱۲۵۶) کے جمادی الاخریٰ کی انتیسویں (۲۹) تاریخ مولانا المقدس مولانا محمد بدرالدین اعلی اللہ قدسہ و رزقنا شفاعتہ و انسہ، چھیالیسویں (۴۶) داعیٔ حق کی شہادت کے بعد عبدالقادر نجم الدین صاحب اور علماء نے عمل کیا تھا۔

ایک اور ظالمانہ الزام

یوسف نجم الدین امیر الجامعۃ السیفیہ نے چاروں مظلوم اساتذہ پر یہ ظالمانہ الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ دن بھر خدمت کرتے تھے اور رات بھر ظلم کرتے تھے۔ بحمد اللہ دن بھر خدمت کرنے کا تو دائی این نے اقرار کیا مگر رات بھر ظلم کرنے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا، کیا ظلم کرتے تھے اور کن کے اوپر کرتے تھے " اسی کا نام ہے فسق۔ قرآن مجید میں ولید کو فاسق کہا گیا ہے اسی قسم کے جھوٹ بولنے کے سبب " البتہ رات بھر اور دن بھر امیر دائی این جو کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ شیخ احمد علی حمید الدین "جناب" نے اس کے پردادا عبدالقادر نجم الدین کے لئے ایک خانگی خط میں لکھا تھا، یہ خط کورٹ میں پیش ہو چکا ہے جس میں مذکور کاتب شیخ نے مکتوب الیہ نجم الدین کی تعدی اور بد اخلاقی کا ذکر کرنے کے بعد یہ بیت لکھی ہے کہ لَاتَكْشِفَنَّ مُغَطًّا فَلَرُبَّمَا كَشَفْتَ جِيفَةً (ڈھکی ہوئی فاحشہ کو کھلی مت کرو ایسا کرنے سے گندہ مردہ

نوٹ [1]:- یاد رہے کہ نظام کی حفاظت کے خیال سے ہی ہم رزا طلب کرتے رہے۔

ظاہر ہو جائے گا اس لئے چھپائے رکھو) ہم کبھی یہ خط شائع کریں گے۔

اب وہ دن دور نہیں ہے کہ نجمی خاندان کی پول کھل جائے گی اور کوٹھار سے قوم کے اربوں روپیے کی دولت کی پائی پائی کا حساب لیا جائے گا۔ اللہ سبحانہٗ قہار ہے اس کی لکڑی میں آواز نہیں ہے اللہ کی عدالت میں دیر ہے اندھیر نہیں ہے "

سیفی دعوت نہیں یوسفی دعوت

دائی این کا کہنا ہے کہ " مخالفو یہ مولانا نے بھولا بھالا سمجھا "۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ سیّدنا اپنے والد کی زندگی میں حلیم خیال کئے جاتے تھے اور یہ خیال ہو چلا تھا کہ یہ اپنے عہد میں طاہری طاغوتیت اور سیفی ظلم وستم کو ختم کر دیں گے مگر یہ خیال غلط ثابت ہوا اس طرح کہ یہ علم وادب میں عمل وسیاست میں بہت ہی کمزور نکلے اور ان کے اگیارہ بھائیوں نے ان کے اوپر تسلط جما دیا خصوصاً یوسف نجم الدّین (دائی این) نے سیّدنا اور ان کے تمام بھائیوں کے اوپر پوری طرح سے مسلط ہو گئے لہٰذا بچارے سیّدنا کٹھ پتلی بن کر رہ گئے۔ راجستھان کے سابق چیف منسٹر موہن لال سکھاڈیا وغیرہ بہت سے منسٹروں نے بوہرہ یوتھ کے کارکنوں سے کہا کہ " اودے پور میں صلاح کروانے کی ہم سیّدنا سے درخواست کرتے ہیں تو وہ ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ " بھائی سے ملو " یعنی یوسف نجم الدّین سے ملو۔ موجودہ سیّدنا تو ٹھیک گمران کے والد طاہر سیف الدّین صاحب کے اوپر بھی دائی این کا غلبہ تھا یہ بات مجھے جبلپور کے وکیل اور رئیس اعظم شیخ عبدالحسین سیفی نے بتائی اور راقم بھی بہت سے واقعات سے آگاہ ہے۔ الغرض موجودہ سیّدنا کو بھولے کہو یا بھولے بھٹکے ہوئے رہنما کہو یا مغلوب الطبع۔ یوسف نجم الدّین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مرحوم یحییٰ بھائی صاحب محی الدّین ذکوی بھی سابق سیّدنا کے زمانے میں ہمارے مفید جناب الشیخ سجاد حسین صاحب کے سامنے ایک روز بدری محل میں کہا کہ "سیفی دعوت" نہیں "یوسفی دعوت" ہے۔ مذکور یحییٰ بھائی صاحب ان کے خاص عزیزوں میں سے ہیں۔

اثنا عشری مولوی صاحب سے وعظ کرائی

دائی این نے بذریعہ نسیم سحر یہ بھی الزام لگاتے ہوئے کہا کہ " بوہرہ یوتھ نے عشرہ کی مجالس میں اثنا عشری مولوی صاحبان سے وعظ کروائی، مرثیہ خوانی پر زور دیا، مرد و زن ساتھ بیٹھے، ماتم کا مذاق اڑایا" وغیرہ۔ ان الزامات میں جو تناقض ہے وہ ظاہر ہے۔ ایک طرف

کہتے ہیں کہ ماتم کا مذاق اڑایا اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ مرثیہ خوانی پر زور دیا۔ افسوس کیا مرثیہ خوانی پہ زور دینا کوئی برا کام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماتم اور مرثیہ خوانی کی مجلس ہم معنی ہے ماتم عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی معنی ہے غم و رنج کے اظہار کا مجمع۔ مرثیہ خوانی کے اجتماع کو ہی ماتم کہتے ہیں نہ کہ سینہ زنی کو' یہ خوب یاد رہے، دوسری پُرلطف بات یہ ہے کہ اثنا عشری واعظوں کی مخالفت کرنے والے خود ان کے وعظوں میں شوق سے جاتے ہیں خود راقم نے بمبئی اثنا عشری وعظوں میں یوسف نجم الدین وغیرہ شہزادوں اور سرداروں کو دیکھا، میں خود کوٹھاری مشائخ کے ساتھ اثنا عشری وعظوں میں جاتا تھا۔ بدری محل میں شیخ صالح بھائی عطار و شیخ طیب بھائی تپیا وغیرہ اور بعض اساتذہ راقم (احمد علی) اور جناب شیخ سجاد حسین شہید وغیرہ وعظ کے بعد جمع ہو کر تبصرہ کرتے۔ ہم آپس میں دو پارٹیوں میں تقسیم ہو جاتے۔ ایک کوٹھاری اور دوسری ہم۔ کوٹھاری پارٹی اثنا عشری وعظ کو بڑھا چڑھا کر کہتی کہ دیکھو یہ لوگ کتنی اچھی وعظ کرتے ہیں ہمارے سیدنا ایسا وعظ کرتے ہوں تو بتاؤ۔ اور ہم لوگ یعنی اساتذہ، سیدنا کی حمایت کرتے اور فاطمی دعوت کے بیانات کو ترجیح دیتے اس طرح اکثر مرتبہ ہمارے درمیان بحث ہوتی۔ اب ناظرین غور فرمائیں کہ سیدنا کا مخالف کون ہوا؟ ایسی حالت کے ساتھ اگر ہم نے کسی مولوی سے وعظ کرالی تو کونسا گناہ کبیرہ ہو گیا۔ ۱۳۹۷ھ میں ہماری طرح اودے پور کے شباب نے بھی قمری ہال میں جناب ابرار احمد اثنا عشری مولوی صاحب سے شام غریباں کی مجلس پڑھوائی جبکہ بوہرہ یوتھ میں وجیہ پورہ کی مسجد میں شام غریباں کی مجلس اس حقیر (احمد علی) نے پڑھی۔ بحمد اللہ چاروں اساتذہ اور بوہرہ یوتھ آقا حسینؑ سید الشہداء روحی لہ الفدا کے سچے عزادار ہیں غم حسین علیہ السلام کو ہم اپنا ایمان سمجھتے ہیں روتے ہیں رُلاتے ہیں مجالس حسینؑ ہم بارہا منعقد کرتے رہتے ہیں۔ اب رہا مرد و زن کا آپس میں مل جانے کا الزام تو وہ بھی غلط ہے۔ اودے پور کی تمام مساجد میں عورتوں کی نشست بالائے خانہ الگ ہے وہ پردے ہی میں بیٹھتی ہیں۔ یہ تو کوٹھار کا ہی فعل ہے۔ اس بدعت کی موجد خود کوٹھار ہی ہے۔ سیفی زمانے کی ابتدا میں عورتیں پردے میں رہ کر سیدنا کی فقط تسبیح چومتی تھیں پھر یہ سامنے بلا کر سلام کروانے لگے، ہاتھ پیر چوموانے لگے۔ سورت میں ملا صفدر علی عبد العلی چانچولیا اودے پوری کی ایک شاگرد عورت (محسن بھائی چھنوں کی زوجہ) نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو بیچارے ملا صاحب جامعہ سیفیہ سے ہی نہیں بلکہ شہر سورت سے نکال دئے گئے۔ سورت سے نکل جانے کا کوٹھاری نانا شاہی فرمان جو اُن کو ملا تھا وہ الاقل نے دیکھا ہے۔

ارے اب تو سب شہزادے حتیٰ کہ عامل لوگ بھی عورتوں سے سلام کرواتے ہیں ہاتھ پیر چومواتے ہیں سیفی محل بدری محل میں اور اکثر مجالس میں سیدنا کے سامنے مرد و زن بالکل کھچا کھچ ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ماذون خزیمہ وغیرہ تو خالص عورتوں کی ہی مجلس میں مثل کنہیا متصدر ہوتے ہیں افسوس۔ دوعد میں قائم حکیم الدین نے اسی طرح عورتوں کی مجلس منعقد کی اور وہ بیچ میں بیٹھے۔ آخر غیرتمند نوجوانوں نے ان کو وہاں سے بھگایا۔

ہپی بال کا الزام

وائی این نے بوہرہ یوتھ پر الزام لگایا ہے کہ وہ ہپیوں جیسے بال رکھتے ہیں۔ حالانکہ کوٹھار میں کیا ہو رہا ہے اور وہ خود کیا کر رہے ہیں اس سے وہ بے خبر نہیں ہیں۔ پہلے داڑھی منڈوانے کے گناہ میں شادیاں رکوا کے کوٹھار نے لاکھوں روپے وصول کئے اور اب وہ داڑھی منڈوں کو مشائخ تک بنا رہے ہیں۔ خود وائی این نے سب سے پہلے اپنی لمبی لچ داڑھی کو لپیٹ کر اس میں پن لگائی۔ اس وقت کسی نے ان کے منہ پر کہا کہ اگر اس منصب پر نہ ہوتے تو سب سے پہلے داڑھی منڈواتے۔ پھر یہ بدعت عام ہوگئی اور سب سے پہلے ماذون خزیمہ کی بیوی نے بے بی کٹنگ بال کٹوائے پھر یہ بدعت عورتوں میں عام ہوگئی۔ آج کے ہپی اور بے بی کٹنگ بال کو عربی میں جُمّۃ (گیسو) کہتے ہیں حضور اکرم صلعم گیسو والے تھے۔ آپ نے بالغہ عورتوں پر جُمّۃ (گیسو یعنی بے بی کٹنگ) کا رکھنا حرام کیا ہے اور مردوں کے لئے جائز (دیکھئے دعائم الاسلام)۔ سابق سیدنا نے بھی الاقل کو جُمّۃ کے متعلق یہی جواب دیا کہ یجب العمل علی ما فی الدعائم (دعائم الاسلام میں جو بیان ہے وہ واجب العمل ہے)۔ اب لطف یہ ہے کہ وہ خود اس کے خلاف کرتے ہیں۔

ایک عجیب و غریب اعلانِ برہانی

مجمع الخیر نامی جشن ۱۳۹۶ھ میں برملا موجودہ سیدنا نے کہا کہ "ا لوگو (چار اساتذہ) یہ تمنے جہ کئی پڑھایو ہوئے یا لکھو ہوئے انے تمیں اھنا لکھا نو دانچا ہوسے تو رھنے تمارا دل و دماغ سی نکالی نیچو ھنکری دیجو۔" یعنی ان کی تعلیمات اور تحریر و تقریر کو غلط سمجھو اور بھول جاؤ۔ نسیم سحر نے اس اعلان کو خاص طور سے شائع کیا۔ جواب یہ ہے کہ ان اساتذہ نے قریب پچاس سال تک جامعہ سیفیہ کا نصاب ہی پڑھایا ہے۔ ہزاروں شاگردوں کے دل و دماغ سے پڑھائی ہوئی چیز کو نکالنا بالکل ناممکن ہے مُحال ہے۔ شیخ صادق علی صاحب نصیحت میں لکھتے ہیں "سیکھیلو منکھ پاچھو نہ سیکھیلو تھاسے کم" یعنی پڑھا ہوا شخص ان پڑھ کیسے ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان اساتذہ سے خود سیدنا تک نے استفادہ کیا اور اپنی

تصنیفات کی تصحیح انہیں سے کرواتے تھے تو ان تصنیفات (رسائل رمضانیہ وقصائد وغیرہا) کو بھی رد باطل کرنا چاہیئے۔ تیسری بات یہ کہ ان اساتذہ کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی سینکڑوں کتابیں کوٹھار کے پاس ہیں جن میں سے بعض کتابیں تو اساتذہ نے کوٹھار کو ہدیۃً پیش کیں اور مابقی جملہ کتابیں لوٹ کر لے گئے، ان کو بھی جلا دینی چاہیئے۔ اگر مذکور اعلان میں انقطاعی تصور مقصود ہو تو وہ تو خود سیّدنا کے اقرار کے مطابق اساتذہ نے کسی کو نہیں بتائی اور بتائی بھی ہو تو وہ تو اُن کے دادا نجم الدین ہی کی تصور ہے لھٰذا نجم الدین صاحب سے لیکر سیف الدین صاحب کے عہد تک کی تحریر و تقریروں کو بھی دل و دماغ سے نکال دینی چاہیئے اور ان کے رسالوں اور قصیدوں کو ختم کر دینا چاہیئے خصوصاً وہ تمام رسائل اور قصائد کہ جن میں انقطاعی تصورات لکھی ہیں جن کے اوپر آج کوٹھار نے واویلا مچا رکھا ہے "سورت والے قمرالدین وہی اِنّ اللّٰہ کی دعا میں طاہر سیف الدین صاحب کا نام نہیں لیتے تھے۔ سیّدنا نے اُن سے پوچھا کہ کیم تمیں اسحاق علی شاہجاپوری نی تصور پر چھو؟ وِہی نے جواب دیا کہ نہیں مولانا! آپنا دادا سیدنا عبدالقادر نجم الدین نی تصور پر چھوں، سیّدنا خموش ہو گئے"۔ (شیخ سجاد حسین مرحوم)

ہمارے ہمخیال کون کون ہیں

اللّٰہ سبحانہٗ کا شکر ہے کہ انتہائی سختی ہونے کے باوجود ہمارے اکثر شاگردوں کی طرف سے ہماری حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ ہمارے ہمخیال نجمی خاندان کوٹھار و جامعہ سیفیہ کے مشائخ کے نام ملاحظہ کیجیئے۔ (۱) شیخ ابراہیم بھائی اور ان کے دونوں بھائی (۲) مرحوم شیخ فدا حسین اور (۳) شیخ عبدعلی (۴) شیخ صالح بھائی عطار اور ان کے دونوں بھائی، (۵) شیخ حاتم بھائی (۶) شیخ شجاع الدین اور ان کے مرحوم والد (۷) شیخ محمد بھائی اور دادا (۸) شیخ اسمٰعیل عطار، السیرۃ النجمیہ وغیرہا کے مصنّف۔ (۹) شیخ طیّب بھائی تپیا اور ان کے والد (۱۰) شیخ عبدالقادر اور دادا (۱۱) شیخ عبدالحسین، (۱۲) شیخ عبدالحسین ابولی دلوان (۱۳) شیخ فخرالدین خمسی اور (۱۴) ان کے والد شیخ علی بھائی مع خاندان اور جامعہ سیفیہ کے اساتذہ میں (۱۵) شیخ صالح بھائی سیاہی (۱۶) شیخ جعفر بھائی اور (۱۷) ان کے والد شیخ قنبر بھائی اجینی (۱۸) شیخ یوسف اور ان کے والد مرحوم (۱۹) ملّا احمد علی اور (۲۰) چچا حکیم صاحب (۲۱) شیخ طاہر بھائی اور ان کے والد شیخ (۲۲) جعفر بھائی شاہجاپوری (۲۳) شیخ عبدالحسین شاہجاپوری ابن قمرالدین (ناگدوی کے عامل) اور ان کے سسر مرحوم ملّا (۲۴) احسان حسین (مکاسر صالح بھائی صاحب صفی الدین کے استاد) (نیز (۲۵) ان کے دوسرے استاد شیخ غلام علی مراد علی عامل سیفی مسجد، (۲۶) شیخ غلام عباس سنیلی (سابق استاد جامعہ) اور (۲۷) سنیلی شیخ

احمد علی رسانی (۲۸) شیخ فضل حسین (۲۹) شیخ محسن (۳۰) شیخ غلام علی وغیرہ۔ استاد[۳۱] شیخ سیف الدین بن ملا عبد القادر اندور والے اور ان کے تینوں سالے (۳۲) شیخ سیف الدین عامل (۳۳) ملا فضل حسین معلم (۳۴) ملا علی حسین عامل اور ان کے والد (۳۵) مرحوم ملا اسمٰعیل اور ان کے خاص دوست شیخ قطب الدین[۳۶] باجی دوحد والے (۳۷) استاد شیخ علی محمد پرتاپوری اور ان کے والد (۳۸) ملا یوسف علی ناصر۔ اور اودے پور والوں میں سے (۳۹) شیخ احسان حسین (۴۰) شیخ عبد القیوم (۴۱) شیخ سیف الدین (۴۲) شیخ عبد علی (۴۳) ملا علی محمد جی ماسٹر (۴۴) ملا سیف الدین ٹوپی اور ان کے باپ اور دادا بلکہ پورا خاندان (۴۵) ملا سیف الدین ابن ملا محمد حسین سبیل والا (۴۶) ملا یعقوب علی حبیبجا مع خاندان (۴۷) ملا سجاد حسین غلام علی کولیاری والے ایضاً استادوں میں سے (۴۸) شیخ محمد بھائی پونہ والے (۴۹) شیخ لیسین ملا رسولجی شاہجاپوری سلام اور اس کے نانا شیخ[۵۰] فدا حسین معہ خاندان (۵۱) شیخ عاشق حسین (۵۲) پروفیسر شیخ محمد شاکر (دائی ابن کے سکریٹری) (۵۳) شیخ شبیر ذکی جامعہ کے لائبریری آفیسر (۵۴) شیخ ابراہیم ڈونگرپوری (۵۵) شیخ کلیم الدین مدیر نسیم سحر وغیرہم بہت سے کوٹھاری خدمتگذار آج بھی تقیہً کوٹھار کے ساتھ ہیں مگر وہ انڈر گراؤنڈ ہمارے ہی ہم خیال ہیں۔ میں نے ایسے ہی مشائخ کے نام لکھے ہیں جنہوں نے میرے سامنے سیفی و برہانی مشن کے خلاف بہت بہت باتیں کی ہیں اور یہ بھی کہ نجم الدین صاحب سے حاضر زمان تک جتنے بھی علماء ہوئے وہ سبھی انقطاعی تصور کے قائل تھے۔ آئندہ کسی دوسری کتاب میں تفصیل بھی پیش کی جائے گی۔ خصوصاً نجی خاندان میں سے مرحوم محمد بھائی صاحب بدر الدین زینی و مرحوم یوشع بھائی اور ان کے بھائی حسین بھائی نظامی مع خاندان اور مرحوم عبد الحسین بھائی موجودہ سیدنا کے سسر، واسماعیل بھائی شہاب الدین شہزادہ ابراہیم بھائی صاحب ذکری عامل مدفون اندور وغیرہم حسامی، ضیائی، جمالی، عزی، ذکری سبھی انقطاعی تصور والے ہیں۔

ساگرنی شیوال (دریاکی کانجی) کون ؟

نسیم سحر میں "ساگرنی شیوال" (دریاکی کانجی) اور "منافقو نے کھلا پارو" جیسے عنوانات کے تحت مضامین میں لکھا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم منافقوں کو کھلا کریں اور ان کو باہر نکال دیں جس طرح دریا کی کانجی کو موج باہر پھینک دیتی ہے۔ بہت بہت شکریہ! لیجئے ہم ہی آپ کے سامنے انقطاعی تصور والوں کو

نوٹ:۔ شیخ عاشق حسین وہی ہیں جنہوں نے پروفیسر محمد حسین بھوپالی اور ٹنک والے اندوری کو انقطاعی تصور سمجھائی وہ چونکہ اور ہم سے عاجزانہ طور سے تحقیق کی ایسا کہکر کہ اگر نہیں بتاؤ گے تو آپ خدا کے نزدیک گنہگار ٹھہروگے۔

کھلا کر دیتے ہیں جن کو (معاذ اللہ) تم منافق یا دریا کی کانجی کہتے ہو اب اگر فولادی انسان ؟ وائی این کی ہمت ہو تو ان سب کو باہر نکالے ۔ اُن کے والد طاہر سیف الدین بارہا دعویٰ کرتے تھے کہ میں نے انقطاعیوں کا قلع قمع کر دیا ہے درآنحالیکہ اُن کے گھر میں اور سیفی درس (جامعہ سیفیہ) میں کون کون تھے اور ہیں وہ ظاہر ہوئے اور ہونگے ۔

جنگیز جیسے ظالم بادشاہ نے بھی ایسا ہی دعوٰی کیا تھا کہ میں نے تمام تیبوں کو دینداروں کو ختم کر دیا ہے ، حالانکہ اس کے بیٹے بوذاسف ہی تیبوں کے امام نکلے نسیم سحر والا ان حق پرست علماء کو "ساگرنی شیوال" یعنی دریا کی کانجی اور جامعہ سیفیہ والے ان کو کچرے کی پیٹیاں کہتے ہیں جو نکالدئے گئے لیکن وہ بیچارے نہیں جانتے کہ پوری سیفی برہانی دعوۃ ہی اُن کے خیال کے مطابق کانجی کا دریا ہے ، حقیقت یہ ہے کہ جن کو وہ کانجی یا کچرا کہتے ہیں وہی خالص اللہ والے اور مظلوم حق پرست ہیں اور یہ لوگ ظالم کو تھار کے ساتھ نہیں رہ سکتے تھے۔ اللہ سبحانہٗ کا قول (وعدہ) ہے کہ وہ طیب (پاک) کو خبیث (ناپاک) سے الگ کر دے گا ۔

انقطاعی اور کرۃ خاسرہ - ایک ضروری خلاصہ

انقطاعی تصور سے مطلب فقط اتنا ہے کہ امام اور ان کے داعی ہم سے دور ہوگئے ہیں یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ امام اور ان کے داعی اور فاطمی دعوت کا روئے زمین سے خاتمہ ہوگیا ہے (معاذ اللہ) بلکہ یہ کہ وہ ہم سے دور ہوگئے ہیں حالانکہ وہ روئے زمین پر کہیں بھی موجود ہیں ۔ واجب الوجود ہیں " جہاں تک یہ عالم باقی ہے وہاں تک فاطمی دعوت اسلامی شریعت باقی ہے والحمد للہ رب العٰلمین ۔ برہانی سیفی ہوا خواہوں کا یہ کہنا کہ انقطاعی تصور والے کی تصور کرۃِ خاسرہ کی ہے ۔ وہ بالکل سفید جھوٹ اور لچر الزام ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ داعیٔ مطلق یا قائمٔ حجت یا مسیح موعود ، یا نبیٔ ظلی یا باب قیامت یا امامِ زمانہ یا قائم منتظر نہیں ہوتے ہوئے کوئی بھی ایسا دعوٰی کرے تو وہ طاغوت ہے بد انجام اور کرۃ خاسرہ والا ہے اور ایسے ہی طاغوتوں سے بحکمِ الٰہی ہم الگ ہیں بحمد اللہ ہم ہی حقیقتاً داؤدی طیبی اسمٰعیلی شیعہ ہیں ۔

فاطمی ائمہ کو نہیں ماننے کا ایک اور سنگین الزام

خدا اور رسول کو معلوم ہے کہ ہم فاطمیین ائمہ علیہم السّلام کے پکّے شیدائی ہیں ۔ آج سے

نوٹ ملا ۶ ۔ زندگی کی اس بازی کو کے نکمی ہونے کو اور یہ پھیرا خالی جانے کو یعنی عدم نجات کو کرۃ خاسرہ کہتے ہیں ۔

پچیس (۲۵) سال پہلے زاہد علی حیدرآبادی نے "تاریخ فاطمیین مصر" وغیرہ کتابیں فاطمیین ائمہ ع م کے عقائد اور تاریخ میں بالکل غلط طریق سے لکھی تھی اس کے خلاف چاروں اساتذہ نے زوردار تردیدیں کی شہید سجاد حسین صاحب کی خاص مدد سے اُن کے بھائی شیخ حسن علی صاحب نے "دامغ البُھتان" کی تین جلدیں ہزاروں صفحات پر مشتمل لکھی "تبصرہ" اور کتاب "اسماعیلیت تحقیق کی روشنی میں" "الجامعۃ السیفیہ" کی طرف سے شائع کی، جن میں ان تینوں اساتذہ کا تعاون شامل تھا آخر میں اس راقم کی تقریظ بھی ہے، سیفی کو ٹھار نے الاقل کو ماہ رمضان ۱۳۶۹ھ اور محرم الحرام ۱۳۷۰ھ میں حیدرآباد بھیجا تاکہ اس کتاب کے خلاف علمی جہاد کروں، میں وہاں گیا اور بحمداللہ مجھے کامیابی ملی۔ ڈاکٹر منور حسین نے ایک تقریظی قصیدے میں (جس کی ردیف "چن کر دئیے" تھی) یہ شعر بھی لکھا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؎

فاطمی دعوت پہ حملوں کے جواب دشمنانِ دین کو چُن کر دئیے

اور اسی سال سے نسیم سحر میں مذکور کتاب کے خلاف میں نے مضامین لکھنے شروع کیے جو ۱۳۹۰ھ تک مسلسل اکیس (۲۱) سال تک جاری رہے اس مضامین کے سلسلے میں "عیون الاخبار" (سیدنا ادریسؒ) کی پانچویں چھٹی اور ساتویں جلدوں کا ترجمہ ہوگیا اس کے علاوہ ہر مجلس میں ہر جلوت خلوت میں ہم لوگ فاطمیین علیہم السلام کی تائید کرتے رہے اور کر رہے ہیں ایسی حالت میں ہمارے اوپر یہ غلط الزام اور بہتان لگایا جارہا ہے کہ ہم زاہد علی حیدرآبادی اور ناگپوری کشفیوں کے ہم خیال ہیں الامان۔ الحفیظ۔ العیاذ باللہ۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ کے نسیمی پرچے میں توکلیم الدین نے یہاں تک بکواس کی ہے کہ "یہ لوگ (اساتذہ) جاحد (زاہد علی) سے بھی بڑھ گئے" خدا کی لعنت ہم کو جاحد جیسے سمجھنے والوں پر، ارے جاحد نے تو ائمہ فاطمیین علیہم السلام کے خلاف ہی لکھا مگر طاہر سیف الدین نے تو فاطمی امام کو خیالی ہستی بنا کر دجیسا

نوٹ ۱ :۔ ہم اساتذہ کا قوم میں علمی اثر اتنا قوی تھا کہ ہماری صحیح تصور ظاہر ہونے سے قوم میں کھلبلی مچ گئی اس اثر کو دبانے کے لئے یہ غلط الزام لگایا۔

نوٹ ۲ :۔ فاطمیین ائمہ علیہم السلام اور فاطمی دعوت پر لگائے گئے جاحد کی طرف سے الزامات کی تردید میں ہماری کتاب "دامغ البھتان" کافی ثبوت ہے کہ ہمارے اوپر اس کے ہم خیال ہونے کا یہ الزام لچر ہے بے بنیاد ہے حقیقت یہ ہے کہ کوٹھار کے کالے کرتوت کو دیکھ کر ہی زاہد علی اس نتیجے پر پہنچے کہ فاطمیین ائمہ کے بارے میں قدیم کتب جس کو مخالفین ائمہ نے شائع کی ہیں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درست ہی ہوگا (معاذ اللہ) خود ان کی زبانی ہے کہ فضل بھائی صاحب گول دادر والے کہتے تھے کہ بمبئی میں ایک شب کو محمد برہان الدین (جو اس وقت کے داعی تھے) کو میں نے اپنے ردم میں سے نکل کر ایک خادم کی کوٹھری میں کھلے پیر جاتے دیکھ لیا میں بھی کھلے پیر دروازہ پر گیا جو ہوا سب کچھ دیکھا پھر وہ آئے تو میں نے جوتے آگے کئے وہ مجھے دیکھ کر بڑے شرمندہ ہوئے۔ تین سال تک سورت میں رہ کر زاہد علی نے ایسے بہت سے کالے کرتوت دیکھے تھے اس لئے وہ بہک گئے۔

کہ ناگپور والے اپیل کے فیصلہ میں ہے) فتح مبین منائی تو یہ جاحدِ سے بھی بڑھ گئے بہت آگے نکل گئے ۔

-: ایک اور شرمناک الزام :-

میں خود راقم امام الزماں سے اتّصال کا دعویٰ کرتا ہوں ۔

ایسا فتنہ انگیز الزام لگا کر مدّعی ھبۃ اللہ المجدوع (نکما ھبتیہ جس نے چالیس برس داعی حق مولٰنا ھبۃ اللہ المؤید اعلی اللہ قدسہٗ کے زمانے میں امامی اتّصال کا غلط دعویٰ کیا تھا) جیسا مجھے بتا کر مجھے بڑے سے بڑا مدّعی ثابت کر کے رسوائے عالم اس غلط الزام کو بجا طور سے ثابت کرنے کی شیخ ابراہیم یمانی نے بہت کوشش کی الأفل کو خوب پریشان کیا الجھایا مگر میں نے اس کی بہت ہی سختی سے تردید کی حالانکہ برہانی خونخوار درندے کے ظلم کی تلوار میرے سر پر لٹک رہی تھی فَقُطِعَ دَابِرُ القومِ الّذِینَ ظَلَمُوا والحمد للہ رب العٰلمین

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

۱۳۹۰ھ کے ذی القعدہ کی آٹھویں رات کو شہزادہ قاسم حکیم الدین نے مجھے جبلپور کے لئے امور الدین کی رزا دی اور کہا کہ تمہارے اور یوسف بھائی صاحب کے درمیان کیا معاملہ ہے وہ میں نہیں جانتا تم جاؤ اور فوراً جبلپور کی عمالت کو سنبھالو میں نے دو تین مرتبہ مراجعت کر کے کہا کہ سیدنا کی قدمبوسی بغیر کیسے جا سکوں انہوں نے چلے جانے کی ہی تاکید کی تو میں سفر کی تیاری کرنے کے لئے میرے گھر پہنچا تو انتہائی حیرت کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ میرے گھر کے دروازے توڑ کر بلا اجازت پچیس تیس دوسرے اساتذہ اور طلبہ میری تمام کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ الماریوں میں سے نکال کر لے جا رہے ہیں اور شرمناک بکواس کے ساتھ کہہ رہے ہیں ۔ "آج محشر کا دن ہے، ہمارے مولیٰ قیامت کی شان بتا رہے ہیں، تمہاری جلوے میں ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ" کتابیں لوٹنے میں میرے خاص دوست اور شاگرد شیخ غلام عباس سنبلی، شیخ عبد علی مدار والے، شیخ علی حسین بھانپورہ والے، شیخ حکیم الدین شاہجاپوری، شیخ یٰسین علی سلام وغیرہ پیش پیش تھے ، نایاب کتابیں قلمی اور مطبوعی کی تعداد قریب ساڑھے تین سَو تھی ۔ اس اثناء میں میرے بھائی شیخ یعقوب علی تو کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن وکیل مختار بھائی نے یوسف نجم الدین سے احتجاج کیا اور بتایا کہ یہ سراسر ظلم ہے ا شیخ یعقوب علی اور جبلپور کے رئیس مختار بھائی وکیل آئے اُن کو تھپڑیں لگائی گئیں ۔ حقیقتاً یہ المناک واقعہ احمد آباد کے حادثہ کی یاد دلا رہا تھا جبکہ مولانا قطب الدین شہید اعلی اللہ قدسہٗ کی کتابیں لوٹی گئی تھیں ۔ آہ افسوس چاروں اساتذہ کی کتابیں بھی اسی طرح لوٹی گئیں اور

وہ بالکل نہتے کر دئے گئے کوٹھار کا مقصد تھا کہ نظر بندی کی حالت میں آئندہ یہ لوگ کسی قسم کا علمی کام نہ کر سکیں۔ اور یہ ایسا ذخیرہ علمیہ جس میں بخمی کوٹھار کا بطلان واضح کر دیا گیا ہے ضبط کر لیا جائے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہماری ذاتی کتابوں کی لوٹ کھسوٹ کے بعد یہ غلط الزام لگایا کہ یہ لوگ (اساتذہ) دعوت کی کتابیں چرا کے لے گئے تھے سو ہم ان کے گھروں سے نکال کے لائے۔ اللہ اللہ کتنی ظالم غاصب اور کاذب ہے برہانی کوٹھار ألا لعنة الله على الظالمين۔

"اودے پور حقیقت کے آئینے میں"

اس عنوان سے انجمن شیعۃ علی نے ایک کتاب شائع کی جس میں شیخ محمد حسین ہوشنگ آبادی کی تقریر شائع کی گئی ہے اس میں اودے پور کے واقعات بالکل غلط انداز میں بلکہ بالکل برعکس پیش کئے گئے ہیں اسی طرح نسیم سحر، اعلانِ برہانی اور گلشن داؤدی کے پرچوں میں اودے پور کے متعلق جو خبریں چھاپی گئی ہیں وہ بالکل جھوٹ، لچر اور فتنہ انگیز ہیں بے بنیاد ہیں۔

مختصراً صحیح حقائق یہ ہیں:- سینکڑوں سال سے اودے پور داعی اور دعوت کی خدمت میں پیش پیش رہا۔ مولانا اسماعیل بدر الدین قس کے والد ماجد مولائی شیخ آدم صفی الدین قس اودے پور میں بہت زیادہ رہے یہیں آپ نے شادی کی اور مولانا اسماعیل بدر الدین ۳۸ ویں داعیٔ حق کی ولادت بھی یہیں ہوئی۔ سیدی خانجی فیر صاحب، سیدی داؤد شجاع الدین صاحب، سیدی لقمانجی صاحب ولی صاحب النصیحت اور آپ کے بیٹے شیخ جیوبجی صاحب کی ہدایات اور مزارات کے باعث اودے پور سرفراز رہا اور ہے سیدی عبد القادر حکیم الدین قس بھی اودے پور بار بار آئے اور آج جیسے اُس وقت کے مفسد لوگوں کی اصلاح کی، انہی قدیم مفسدوں کے خمیرے والے آج بھی کڑاور والے اور مجالم والے وغیرہ موجود ہیں جنہوں نے آج سو سال سے اودے پور میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے دعوت اور مومنین کو زبردست نقصان پہنچایا اور پہنچا رہے ہیں اور دعوت کے مخلصوں کے بھیس میں دعوت دشمنی، جماعت دشمنی بلکہ اسلام دشمنی کر رہے ہیں ہم آپ کے سامنے تاریخی حقائق کی روشنی میں اس بات کو واضح کر دیں گے کہ حقیقتاً دعوت کے دشمن بھی مفاد پرست ہیں بقول نسیم سحر (محرم ۱۳۹۷) جعفری فتنہ سے لے کر اودے پوری فتنہ تک بہت سی فتنتیں ہوئی مگر ان تمام فتنوں میں حق ہی کا بول بالا رہا۔ بیشک کڑاور والوں کی فتنہ جس میں برہانی کوٹھار بھی ملوث ہو گئی ختم ہو کر رہے گی پچھلے سو سال میں جتنے عامل یہاں آئے وہ سبھی ان کڑاور والوں کی ایذا سے بچ نہیں سکے کڑاور

والوں کی یہی عادت رہی کہ پہلے ہر آنے والے عامل کی خوشامد کرکے اس کو اپنا ہمنوا بنا لیتے اگر وہ عامل ان لوگوں کی ہاں میں ہاں نہ ملائے تو اُن کی بیجا شکایت کرکے بُری طرح اس کو اودے پور سے بھاگنے پر مجبور کرتے ان عاملوں میں سے آج حاتم بھائی صاحب نعمانی، حمزہ بھائی صاحب معینی، احمد بھائی صاحب اور ان کے بھائی ابراہیم بھائی صاحب، عبدعلی بھائی بدری وغیرہ سے آپ اس حقیقت کی تصدیق کرسکتے ہیں۔ جتنے بھی عامل اودے پور سے گئے وہ سبھی کڑاورہ والا پارٹی سے نالاں ہوکر ہی گئے[1]۔ ان کڑاورہ والوں نے آج تک پالی والا پارٹی کے مانند جماعت کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ ہر وقت استحصال (لوٹ کھسوٹ) ہی کیا جبکہ پالی والوں کی یادگار وجیہ پورہ کی مسجد مؤید پورہ کی مسجد، جماعت خانہ اور باورچی وغیرہ موجود ہیں۔ تیسرے سردار قوم محمد برہان الدین کے زمانے میں کڑاورہ والے رئیس سبیل کی رقم ہضم کرگئے اس پر پالی والے رئیس نے حساب مانگا کڑاورہ والے نے عبداللہ حکیم الدین ابن عبدالقادر نجم الدین صاحب، صاحب العلاقہ کو پانچ سو روپیئے رشوت دے کر اس مطلب کا اعلان کروایا کہ حساب سمجھ لیا گیا ہے پالی والوں نے حساب لینے کا اصرار کیا تو عبداللہ حکیم الدین نے ان کا سلام بند کرنے کا اعلان کروادیا[2]۔ اس اعلان کے جواب میں پالی والوں نے منادی کروائی کہ جماعت عبداللہ حکیم الدین کا سلام بند کرتی ہے یہ ہے اودے پور کڑاورہ والا پارٹی اور پالی والا پارٹی کے اختلاف کی بنیاد!

اودے پور میں سلام بند اور شیخ راج کا جنازہ

آج کی طرح اُس وقت بھی گھر گھر میں جھگڑے کی آگ بھڑک اٹھی۔

جماعت خانے کی چابی حکومت کے دفتر میں رہنے لگی۔ دونوں طرف سے مقدمہ بازی ہوئی کڑاورہ والے

نوٹ نمبر ۱: حسین بھائی صاحب نظامی حاتم بھائی صاحب نعمانی، یحییٰ بھائی صاحب وزیری کو بہت ہی رسوا کرکے ان لوگوں نے بھگایا یحییٰ بھائی صاحب وزیری نے ایک روز سورت میں ایک اودے پوری رئیس سے کہا کہ مرحوم شیخ راج کے جنازے پر جو طوفان ہوا وہ کڑاورہ والوں کی بھیا نندسے ہوا انہوں نے مجھے دھوکا دیا علی محمد اور عبدالحسین کڑاورہ والوں نے مجھے خوب ستایا شیخ فدا حسین بیانی ان کے دیوان ہوکر آئے تھے اس وقت وہ کو بھڑکانے کٹر مخالف تھے پھر اسی بھائی صاحب نے اس کو سمجھایا کہ ساتھ رہنا ہے تو مخالفت چھوڑ دو پھر بیانی سانتار بمبئی کے عامل بنائے گئے اور بڑے ہی مخلص ہوگئے۔ دھوکا باز مخلص۔

نوٹ نمبر ۲: سلام بند سے مراد جماعت سے خارج یا برأت ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھئے کہ عبدالقادر نجم الدین نے پوری دعوت کے آٹھ علاقے بنائے تھے ایک علاقہ خود کے لئے اور سات علاقے اپنے سات بیٹوں کے لئے اودے پور کا علاقہ عبداللہ حکیم الدین کا تھا۔ اس کی تمام آمدنی وہ لیتے۔ یہی وہ ہیں کہ جس نے اپنے بھائی سردار قوم محمد برہان الدین[2] سے وہ دستاویز لکھوایا جس میں انہوں نے اپنے اور اپنے باوا نجم الدین کے ناظم ہونے کا اقرار کیا ہے ——

نے فریاد کی کہ بالی والے سیدنا کو نہیں مانتے اس لئے اُن کو جماعت کی جائداد سے فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے۔ فیصلہ بالی والوں کے حق میں آیا کہ دونوں پارٹیاں مساجد جماعت خانے وغیرھا کا استعمال کرسکتی ہے ملاجی کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (اس فیصلے کی اصلی نقل آج بھی بوہرہ والوں کے پاس محفوظ ہے)۔ مدت تک دونوں پارٹیوں کی علیحدگی کے بعد صلح ہوئی اور دونوں مسجدوں میں عشرہ میں پانچ پانچ دن وعظ ہونے لگی۔ یہ رسم آج بھی باقی ہے۔ میواڑ کی حکومت سے جو فیصلہ ملا تھا وہ چاندہ بھائی گلہ کیس میں پیش کیا گیا فیصلہ بمبئی لے جانے والے درگا غلام علی کے گھر پر اور ریاجیون علی رجب علی، اکبر علی رحمن بھائی و رجب علی ہمت خان کے گھروں پر چڑھائی ہوئی۔ ظلم و ستم کی انتہا کے بعد ان لوگوں کے سلام بند (برأت) کا اعلان کروایا گیا۔ بمبئی، سورت کی طرح اودے پور میں ظلم و ستم ہونے لگے۔ ان چاروں مظلومین نے محلے چھوڑ کر ہاتھی پول باہر جنگل میں بسنا شروع کیا۔ برسوں تک باہر رہنے کے بعد پاکستان بنا اُس وقت کراچی چلے گئے وہاں بھی آج تک ان لوگوں کے خاندان پر ظلم ہو رہا ہے ان لوگوں نے بمبئی ایڈوکیٹ کو تار کیا کہ ہمارا سلام بند کیا گیا ہے۔ ایڈوکیٹ نے وہ تار ملاجی کو بتایا۔ ملاجی نے انکار کیا اور کہا کہ اودے پور کے عامل نے میرے حکم بغیر اگر سلام بند کیا ہو تو وہ درست نہیں ہے۔! اس کے ملاجی نے اودے پور کے عامل یوشع بھائی کو بار بار لکھا کہ چاروں کے سلام کھول دو مگر کٹھاور والے رئیس نے عامل سے کہا کہ "ہماری ناک کٹتی ہے" "سلام نہیں کھولا جائے"۔ اس کشمکش میں ایک مہینہ گزر گیا بمبئی میں ایڈوکیٹ نے جج سے کہا کہ "ملاجی والوں کی طرف سے اُن تمام لوگوں کو ستایا جا رہا ہے جو میری مدد کرتے ہیں۔ لہٰذا ملاجی کے خلاف کیس چلانے کی اجازت دی جائے"، آخر ملاجی کو عرض کرنے سے دو دن کی مہلت دی گئی، ملاجی نے فوراً ایک ڈیلی گیشن (وفد) اودے پور بھیجا تاکہ سلام کھول دیا جائے وہ لوگ اودے پور پہنچے اور کہا کہ اگر سلام نہیں کھولو گے تو باوا صاحب کو جیل جانا پڑے گا۔ ایسی نازک حالت میں بھی سرکشی کٹھاور والوں نے کہا کہ منادی مت کراؤ اور چاروں کو ڈالان (دارالامارت) پر بلا کر سلام کھول دو۔ عامل نے کہا کہ تم تو حجت کر رہے ہو یہاں اور بمبئی میں مولا کو جیل میں جانے کی نوبت آ رہی ہے اگر زیادہ ضد کرو گے تو تمہارا بھی سلام بند کرنے کا مجھے حکم ہے۔ آخر کار عام ندا کرائی گئی کہ چاروں کے سلام کھول دئے گئے ہیں اور کچھ ہندو بھائیوں کو شاہد بھی رکھا گیا تاکہ کورٹ میں کام آسکیں اس طرح کٹھار کو نہایت خجل ہونا پڑا۔ (یاد رہے کہ آج بھی کٹھار جہاں کہیں بھی قانون میں پھنستی ہے تو

صاف مل جاتی ہے۔ کراچی میں پچاس لاکھ والے کیس میں بھی کوٹھار اب برأت کرنے کروانے سے انکار کر رہی ہے۔ سورت، بمبئی اور اودے پور میں یوتھ کے قصے میں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا اور کر رہے ہیں۔
۱۹۲۴ء میں شیخ راج کے فرزندوں نے اُن کے والد کی میت کو دفنانے کی اجازت لینے عامل یحییٰ بھائی وزیری کے پاس گئے تو عامل نے رزا نہیں دی۔ کہنے لگے کہ اس کی لاش کو کتے گھسیٹیں گے۔ (معاذ اللہ) انہوں نے جیون علی پارٹی کے ذریعہ حکومت سے مدد چاہی حکومت نے فوراً حکم دیا کہ شیخ راج بوہرہ قبرستان میں ہی دفن ہوں اور روکنے والوں پر گولی تک چلانے کا حکم بھی دے دیا گیا۔ گورکھا، دیسی ملٹری اور توپ بندوق کے ساتھ اودے پور کے ہزاروں لوگوں کی حاضری میں شیخ راج صاحب، راج شاہی شان سے بوہرہ قبرستان میں ہی دفنائے گئے (راقم بہت چھوٹا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے راج صاحب کے مظلوم جنازے کا عجیب منظر دیکھا، اور گلیا کوٹ جاتے ٹیڑھی گاؤں میں اُن کی دوکان پر اُن سے میرے والد صاحب خفیہ طور سے ملنے گئے، اُس وقت میں نے اُن کو دیکھا تھا، اللہ ان کو رحمت کرے)۔ ۱۳۵۵ھ میں صادق علی بھٹا والے کی میت کے ساتھ بھی بے عزتی کی گئی اُس وقت بھی پولس کے انتظام سے میت دفنائی گئی اور آج تو ایسے سینکڑوں واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اُس وقت اور آج تمام پبلک کی زبان پر یہی چرچا ہے کہ میت سے بیر نکالنا کونسا مذہب ہے۔ یہ کیسی ریت ہے، بایں ہمہ بکثرم ملاجی والوں نے پھر حکومت سے مانگ کی آئندہ ملاجی کو نہ ماننے والوں کو بوہرہ قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ فیصلہ ملا کہ دونوں پارٹی کے لئے قبرستان کھلا رہے گا۔ اس حادثہ کے بعد یوشع بھائی صاحب نظامی کی عمالت میں ملاجی نے اودے پور میں دو مہینہ قیام کر کے حق پرستوں (جیون علی پارٹی) کے خلاف بہت ہی اشتعال پھیلایا سلام کھول دینے کے بعد بھی اُن کے ساتھ بدترین سلوک کیا گیا (جیسا کہ آج بھی ہو رہا ہے) مگر وہ لوگ اٹل رہے جس کے پھل آج ہم کو مل رہے ہیں۔ (جیون علی کے ایک خط کا خلاصہ جو کراچی کے "صداقت۔ برأت نمبر" میں شائع ہوا تھا)

انجمن رفاہ المؤمنین کا قیام

۱۳۵۵ھ کے بعد عامل مذکور یوشع بھائی کے بھائی حسین بھائی سے عام مؤمنین کو رفاہیت (بہبودی) پہنچانے کی غرض سے اسّی ۸۰ ممبروں پر مشتمل ایک انجمن سے رزا لے کر اپنا مبارک کام شروع کیا لیکن کرڈا ورواے مفاد پرستوں نے انجمن کو، دشمنِ دعوت ہونے کا فتنہ انگیز الزام لگا کر توڑنے میں کامیابی حاصل

کیا اور عالم حسین بھائی صاحب کو راتوں رات بھگا دیا ان دونوں بھائیوں (یوشع اور حسین) کے ذریعہ اودے پور میں حق پرستوں پر زبردست ظلم ہوا حالانکہ دونوں بھی اقتدار کے سخت مخالف تھے، راقم (احمد علی) ان دونوں سے بہت ہی قریب تھا۔ یوشع بھائی نے میرے والد ماجد ملا قربان حسین جی اور میرے استاد محترم ملا علی محمد جی ماسٹر صاحب کو انتہائی ذلت پہنچائی، زبردستی معافی کا میثاق کا چکر چلا کر اپنے آپ کو بڑا سورما بتایا اور سلام بند کے پھندے میں بہت سوں کو پھانسا، عمر بھر طاہر سیف الدین صاحب کی خوشامد کرنے کے بعد آخری عمر میں ان کے خلاف زہر اگلنے لگے جو بات عمر بھر تک چھپاتے رہے اور اسی بات کو بہانہ بنا کر مؤمنین کو ستاتے رہے وہ بات آخر وقت میں میرے سامنے ظاہر کر دی۔ محمد بدرالدین بھائی صاحب (بدری جناب) کے مانند انہوں نے بھی صحیح حقیقت (یعنی انقطاعی تصور) سے مجھے آگاہ کیا جس حقیقت کو میں آج برسرِ عام ظاہر کر رہا ہوں۔ "غمناک دردناک" نامی میری کتاب میں اس کی تفصیل ملاحظہ کیجیے (ص ۱۳۹)

اُودے پور کو مدینہ کا خطاب

عبدالقادر نجم الدین[۱] کے مانند طاہر سیف الدین صاحب[۵] اور محمد برہان الدین صاحب[۶] بار بار اودے پور آتے رہے اور لاکھوں روپے لے گئے۔ اُودے پور جیسی خدمت شاید کسی شہر نے کی ہو اسی لیے تو اودے پور کو "مدینہ" کہتے تھے اور اودے پور کی مثال دے کر دوسرے شہروں کو بھی، خدمت کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ آج بھی اودے پور کے نام سے ہی بڑی کمائی کر رہے ہیں فرق یہ ہے کہ پہلے دوست بنا کر اور آج دشمن بنا کر دھمکیاں دے کر کما رہے ہیں۔ آج (۱۹۸۲ء تک) سات سال ہوئے اودے پور کے نام سے سینکڑوں کی برأت کر کے پھر میثاق لے کے لاکھوں کی کمائی کر رہے ہیں۔ اودے پور کو تھوڑا! جتنا شکریہ ادا کرے کم ہے۔ اودے پور بھی کوٹھار کا شکر گذار ہے کہ اس کے ظلم و ستم اور انتہائی استحصال (لوٹ کھسوٹ) کے باعث وہ جاگ اٹھا، کوٹھاری بند سے آزاد ہوا، اس حالت کے ساتھ بھی اودے پور نے کوٹھار کو ہر حالت میں ہر قیمت پر منوانے کی کوشش کی تاکہ انتشار نہ ہو۔

نوٹ ۱: یوشع بھائی صاحب غالباً ۱۳۵۷ھ میں حج پر گئے۔ بیت اللہ، عرفات وغیرہ کسی شہید میں سیدنا کا نام تک نہیں لیا سورتی جا کر پانے شکایت کی تو سیدنا نے ان کو بہت عتاب کیا۔

اُودے پور کی اصلاح پسندی

(۱) ۱۹۷۰ء / ۱۳۹۰ھ میں سیدی داؤد بھائی صاحب شجاع الدین تس کے عرس پر کھانے کے بجائے فقط صلوات (مختصر شیرنی) پر اکتفا کرنے پر کڑاور والے اور علی شمشی والے مفاد پرستوں سے جماعت کا اختلاف ہوا، ان ناہنجاروں نے بک دیا کہ "کتے (جماعت) چاٹ جائیں گے" (اسی قسم کی بکواس چار استادوں کے لئے سورت میں ہوتی تھی) جماعت بکواس کو برداشت نہ کر سکی۔ حلیم اور کھچڑے کی دیگیں دھری رہ گیئں انہیں تالاب اور زمین میں دفن کر دیا گیا۔ اس توہین اور نقصان کی ذمہ دار فقط مفاد پرست ٹولی تھی نہ کہ باعزت غیر تمند جماعت۔ پھر بھی برہانی کوٹھار نے بے غیرت مفاد پرستوں کی بے جا طرفداری کر کے برہانپور میں مرحوم شیخ غلام علی عرف کالو بھائی کی قیادت میں زبردستی جماعت سے معافی منگوائی بغرض اصلاح مجبوراً انہوں نے معافی مانگ لی۔

میونسپل الیکشن کا معاملہ

(۲) دوسرے سال اودے پور میونسپلٹی الیکشن میں وای این کے اشارے پر چار مفاد پرست امیدوار کھڑے کئے گئے اس وقت بوہرہ یوتھ ایسوسی ایشن بہت ہی چھوٹے اور محدود طریقے سے فقط ۳۰ ممبر پر مشتمل قائم ہو چکی تھی جس کا مقصد تھا جماعت کی اصلاح اور مفاد پرستوں سے حساب طلب کرنا۔ حاضر عامل عبد علی بھائی صاحب بدری سے جماعت کے رئیسوں کی ایک مٹنگ بلانے کی مانگ کی گئی۔ عامل صاحب کڑاور والوں کے زیر اثر تھے لہٰذا اس سے انکار کر دیا تب جماعت کے بیشتر رئیس خود دارالامارت (ڈالان) پر گئے انہوں نے عامل صاحب سے صاف صاف کہدیا کہ الیکشن میں جس طریقے سے امیدوار کھڑے کئے گئے ہیں وہ بالکل ٹھیک نہیں ہیں ان امیدواروں کو جماعت ہرگز پسند نہیں کرتی انہیں ہٹایا جائے اور جماعت سوچے کہ کن لوگوں کو امیدوار بنایا جائے۔ بیچارے عامل صاحب میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ کڑاور والوں سے صحیح بات کہدے، اس لئے کچھ نہ کر سکے۔ کانگریس پارٹی نے مفاہمت کرانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ملی، آخری وقت میں کانگریس پارٹی کے نیتا اور راجستھان کے وزیر اعلیٰ موہن لال سکھاڈیا صاحب نے یہ کوشش کی کہ دونوں طرف کے دو دو امیدوار میدان میں رہیں لیکن کڑاور والوں نے یہ بات بھی نہ مانی۔ دونوں طرف سے چار چار امیدواروں نے چناؤ لڑا کر بھاری ووٹ حاصل کرنے والے کڑاور والی پارٹی کے چاروں امیدوار ہار گئے۔ اور یوتھ کے تین

اُمیدوار جیت گئے اس سے کوٹھار میں کھلبلی مچ گئی۔ کوٹھاری عامل عبدعلی بھائی بدری نے یوتھ کے لیڈر غلام حسین اور ان کی پارٹی کو جیت کی خوشی میں دارالامارت پر بلاکر شربت پان سے اکرام کیا اور مبارکباد دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عامل صاحب اپنے والدماجد جناب محمد بھائی صاحب بدرالمبین "بدری جناب" کے مانند روشن خیال تھے، عامل پر کوٹھار کی خفگی ہوئی اور وہ معزول کر دیئے گئے اور یوتھ والوں پر بھی خفگی ہوئی مرحوم شیخ غلام علی کالو بھائی وغیرہ معزز رئیسوں کو بمبئی بلایا گیا۔ شیخ کالو بھائی معذور تھے، اس لئے وہ اٹھاکے لے جائے گئے۔ بات چیت کے بعد سیدنا کا سلام ہوا اور غلام حسین و سجاد حسین تاج وغیرہ کو ملا کے خطاب سے نوازا گیا، بمبئی اور اودے پور میں اس دہری جیت کی شاندار خوشی منائی گئی مگر یوتھ والوں کی اس خوشی سے وائی این (جو اس وقت حاضر نہیں تھے) اور اس کے چیلے ملا ذاکر حسین کڑاوروالے آگ بگولہ ہوگئے۔ انتقامی صورت میں ملا ذاکر حسین کو "شیخ" اور رئیس خاص بنا دیا گیا۔

قدیم نجمی کمیٹی کو توڑ کر نئی نجمی کمیٹی کی تشکیل

محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء کے عشرۂ مبارکہ کی وعظ کے لئے کوٹھار نے شہزادہ قائد جوہر کو اودے پور بھیجا قدیم رئیسوں کا درجہ گھٹا دیا گیا جماعت کے بزرگ رئیس خاص اور سکریٹری جناب اکبر علی ھیتا والے کو نیچے اتار دیا گیا، ذاکر حسین کڑاوروالے کو اوپر چڑھا دیا گیا۔ نئے رئیس بنانے کے نام پر مفاد پرستوں اور بدنام زمانہ گرگوں کو بڑی تعداد میں رئیس بنا دیا گیا۔ عشرہ کے بعد قدیم نجمی کمیٹی توڑ کر نئی نجمی کمیٹی بنانے کی تجویز رکھی گئی۔ یوتھ کے نمائندوں نے قائد جوہر سے صاف صاف کہدیا کہ وہ چاہیں جن کو ممبر بنائیں لیکن شرط یہی ہے کہ وہ بے داغ اور ایماندار ہونے چاہئیں اگر ایسا نہیں ہوا تو مخالفت کی جائے گی۔ بظاہر قائد جوہر نے ایسا ہی کرنے کا وعدہ کیا لیکن کیا وہی جو سوچ رکھا تھا۔ ۲۲ محرم الحرام کی شب کو مجلس کے درمیان نئی کمیٹی کے ناموں کا اعلان کیا گیا کمیٹی میں اُن ممبروں کی بھرمار تھی جو کوٹھار کی ہاں میں ہاں ملائیں، کوٹھار کو لوٹنے کھسوٹنے کا پورا پورا موقع دے سکیں یوتھ والوں کو جان بوجھ کر نظرانداز کر دیا گیا قدیم کمیٹی کے تمام عہدیداروں کو ہٹا دیا گیا اُن کی جگہ کڑاوروالا اور بھالم والا خاندان کو بھر دیا گیا اِس طرح ساری جماعت دو خاندانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی۔ اس واقعہ سے نوجوانوں کے اندر غم و غصّہ کی زبردست لہر اٹھ کھڑی ہوئی، انہوں نے بوہرہ واڑی میں زبردست احتجاجی جلوس نکالا جس میں حسب ذیل نعرے لگائے گئے۔ "نئی نجمی، نیا دھوکا"! "نئی نجمی نہیں چلیگی"

"من مانی نہیں چلے گی" ۔ "ہماری مانگ الیکٹیڈ کمیٹی (ELECTED.COMMITTEE)" اس واقعہ کے دوسرے دن قریب چالیس بزرگ حضرات دارالامارت پر قائد جوہر کے پاس پہلے سے اجازت اور وقت لے کر یہ درخواست لیکر گئے کہ کمیٹی پر نظر ثانی کی جائے اور یہ تجویز رکھی کہ مولائی فخرالدین شہید کے عرس پر سیدنا صاحب گلیاکوٹ آنے والے ہیں لہٰذا آپ اور ہم عرض کریں گے پھر سیدنا صاحب جو بھی حکم کریں گے وہ منظور کیا جائے گا۔

ڈالان پر خونی حملہ

۲۴ محرم الحرام صبح کا بھرپور ناشتہ کرکے قائد جوہر ڈالان کے ایوان میں آئے شب کو جناب سجاد حسین تاجاجی والے کے یہاں شاندار ضیافت نوش فرما چکے تھے۔ اِس کے پہلے ایک منظم خفیہ سازش (جو ذاکر حسین اور بمبئی سے آنے والے غنڈوں نے سیفی اکھاڑے میں طے کی تھی) ایوان کے آس پاس کی کوٹھریوں میں اودے پور کے شبابی غنڈے شہزادہ صاحب کے ساتھ ہی جماعت کی طرف سے تیار کئے گئے ناشتہ سے سیر وسیراب ہوکر چاقو، سائیکل کی چین وغیرہ کو چھپا کر اشارے کے انتظار میں تھے، سلام اور عرض کرنے کے لئے آنے والے چالیس بزرگ اِدھر ابھی شہزادے کو سلام کر ہی رہے ہیں روپے کا ڈھیر ایک طرف لگ رہا ہے اور اُدھر سے ذاکر حسین کے اشارے سے غنڈے اچانک بزرگوں پر ٹوٹ پڑے نہتے صلاح پسند مومنین زخمی ہونے لگے چیخ پکار ہوئی بہت سوں نے شہزادے کو کہا کہ یہ لوگ ہمیں ناحق کیوں مار رہے ہیں آپ روکئے مگر وہ تو بت کی طرح کرسی پر بیٹھا ہوا خونی منظر دیکھتا رہا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ذاکر حسین نے ہی پولیس اور حکام کو بلوایا اور فریاد کی۔ اُس دن راشٹرپتی اودے پور میں آئے ہوئے تھے حکام اپنی مصروفیت کے باوجود آئے اور جب معاملہ نازک دیکھا تو ، شہزادے کو کہا کہ آپ انجمن کو توڑنے کا اعلان کر دیجئے انتہائی بحث و مباحثہ کے بعد انجمن کو توڑنے کا اعلان کر دیا۔ شام کو بوہرہ واڑی قطب پورہ میں ایک عام مجمع میں پبلک نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور ہر طرح سے شانتی ہو گئی ـــــ

بھوکا پیاسا شہزادہ

فقط دو ہی کلاک کی کشمکش کے بعد شہزادہ صاحب نے ظہر کے وقت خوب کھایا پیا پھر رات بھر کی سیری سیرابی اور آرام کے بعد صبح کے بھرپور ناشتہ کے بعد گلیاکوٹ جانے کی تیاری کی۔ کسی کو خبر کئے بغیر ذاکر حسین اور اس کی پارٹی کو ساتھ لیکر روانہ ہو گئے ساتھ میں جماعت کا بھرپور ناشتہ بھی لیا جس میں کاجو پاک انڈے مرغی وغیرہ کے ساتھ وہ مچھلی بھی تھی جو اکبر علی جی ھتیا والے نے اُس کو ہدیۃً پیش کی تھی بشکم سیر شہزادے قائد جوہر جاتے جاتے لقمانی

مزار میں کچھ عورتوں کو بلواکر ہنگامہ برپا کیا اور میرے بھائی شیخ عبدالقیوم وغیرہ نے چلا کر کہا کہ " شہزادہ صاحب بھوکا پیاسا جاتے چھے اٹھنے روکنا کیم تھی " عورتیں رُکنے کے لیے چلاتی رہیں اور شہزادہ و ذاکر پارٹی پولیس کو ساتھ لیکر گلیاکوٹ پہنچے۔ موٹر ڈرائیور کی زبانی ہے کہ راستے میں وہ منظم پلان بنانے کا منصوبہ کرتے رہے جو ظاہر ہوا۔ ذاکر حسین نے پولیس کو جان بوجھ کر ایسا تأثر دینے کے لئے ساتھ رکھا کہ شہزادے کو جان کا خطرہ تھا اور ہم اُن کو بچا کر لائے ہیں۔ کتنا شرمناک اور حیرت انگیز ناٹک تھا ذاکر کڑاور والے کا۔ افسوس!

گلیاکوٹ کا المناک حادثہ

یہ لوگ پہلے جیسمند تالاب پہنچے اور وہاں اچھی طرح اودیپور جماعت کا توشہ کھایا۔ سیر و سیراب ہوئے اور پھر گلیاکوٹ (کھانے میں شریک بعض شبابی جو بعد میں یوتھی ہوگئے اُن کی یہ زبانی ہے)۔ وہاں ذاکر نے سیدنا سے کہا کہ " شہزادے تین تین روز تک بھوکے پیاسے رہے، اودیپور میں اُن کی جان کا خطرہ تھا ہم اُن کو بچاکے لائے ہیں۔ مولیٰ! آپ کی امانت آپ تک پہنچانے میں ہم کامیاب ہوا وغیرہ ..... بغیر کسی تحقیق کے شہزادے اور ذاکر پارٹی کی فاسقانہ بات کو مان کر سیدنا اطال اللہ بقاء آگ بگولہ ہوگئے۔ انہیں کے حکم سے باجی صاحب فخرالدین مولیٰ قس کے عرس کے موقع پر شبابی غنڈوں نے واگڑوالوں اور دوسرے مہمانوں کو زبردست اشتعال دلاکر اودے پور سے آنے والے زائرین کو خصوصاً عورتوں کو مارپیٹ کی اور لوٹ کھسوٹ کی۔ اودے پور سے مرد بہت کم اور عورتیں زیادہ آئی تھیں۔ اودے پور سے گلیاکوٹ آنے والے شبابی مشائخ شیخ عبدالقیوم راج وغیرہم، ابراہیم نانا بھائی کڑاور والا، قمرالدین چندن والا، ذاکر کڑاور والا، عادل نعمانی بھائی صاحب سیفی وغیرہم نے پہلے تو دھواں دھار

نوٹ لہ:- یادش بخیر! اودے پور سے گلیاکوٹ جانے سے قبل قائد جوہر نے یوتھ کے وفد کو دارالامارت پر بلا کر کہا تھا کہ باوا صاحب عرس پر گلیاکوٹ تشریف لا رہے ہیں تم لوگ وہاں آؤ میں تمہاری قیادت کروں گا اور یوتھ ایسوسی ایشن چلانے کی اجازت (رضا) دلا دوں گا۔ اس مقصد کے لئے اُس نے ایک بڑی رقم اپنے پاس سے دینے کی خواہش بھی ظاہر کی۔ یوتھ کے وفد کو اس غیر متوقع نوازش اور ہمدردی کے پیچھے کسی خاص سازش کا شبہ یقین کی حد تک ہوچکا تھا لہٰذا اس نے رقم لینے سے صاف انکار کردیا۔ عرس کے موقع پر کوئی بھی گلیاکوٹ نہیں گیا حالانکہ خفیہ سازش کے مطابق بہت کم پیسوں میں اودے پور سے گلیاکوٹ اور گلیاکوٹ سے واپس اودے پور جانے آنے کا انتظام موٹر بسوں کے ذریعے کیا گیا۔ یہ موٹر بسیں بوہر واڑی میں لاکر کھڑی کردی گئی تھیں۔ اودے پور کے مٹھی بھر آدمی ہی فریب میں آکر گلیاکوٹ چلے گئے۔ یہاں عورتیں سیدی فخرالدین شہید قس کی عقیدت اور داعی الزماں کے دیدار کی لالچ میں بہت بڑی تعداد میں گلیاکوٹ چلی گئیں۔ بعد میں جب حقیقت سامنے آئی تب انہیں بے حد افسوس ہوا، اپنے آپ پر غصہ بھی آیا کہ کیوں نہ عقل سے کام لیا اور کٹھاری فریب میں آگئیں۔ کوٹھاریوں کی یہ چال نئی نہ تھی سورت میں ہم لوگوں (اساتذہ) کے ساتھ اسی طرح سازش کرکے ہم پر مظالم توڑے گئے دوسری جگہوں پر بھی کئی بار یہی ترکیب آزمائی جاچکی تھی۔ اس حقیقت سے نسیم سحر کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ " ورودھیو گلیاکوٹ دھسی آیا " یعنی مخالفین نے گلیاکوٹ پر چڑھائی کی اور دھس آئے۔

تقریباً بیس کیس بھر اودے پور کی معصوم عورتوں کو چن چن کر مارا پیٹا اُن کی چادریں چھینیں ۔ ایک ایک عورت کے پیچھے سینکڑوں شبابی غنڈے دوڑتے مارتے کپڑے پھاڑتے زیور چھین لیتے دھول اڑاتے تھے ۔ اس خونی حادثہ کو دیکھ دیکھ کر خود سیدنا، شہزادے شہزادیاں اور کوٹھاری لوگ ہنستے تالیاں بجاتے تھے ۔ مردوں میں سے کچھ لوگ خود سیدنا کے سامنے سلام کے بہانے سے بلائے جاتے اور پیٹے جاتے تھے ۔ بھائی اصغر علی جاورہ والے (اودے پور کی ذاکر پارٹی کے لیڈر) کی زبانی ہے کہ میں وہاں حاضر تھا مکان کے دروازے بند کر دیئے گئے اور سیدنا کے سامنے مارپیٹ شروع ہوئی خود سیدنا کے اشارے سے یوسف نجم الدین مارنا شروع کرتے ۔ دیوان شیخ رجب علی نے مجھ سے پوچھا کہ "مارتے کیوں ہیں" میں تو وہاں سے بھاگ نکلنے کی کوشش میں تھا اتفاقاً ایک شبابی غنڈہ باہر سے آیا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا ۔ بڑی ہوشیاری سے میں باہر نکل گیا ۔ اودے پور والوں کے ساتھ ساتھ دوحد کے شیخ عبدالحسین باجی، اور شیخ اکبر علی اُچوانی والے وغیرہ بھی پیٹے گئے ۔ بعض عورتیں مار پیٹ کے بعد تین تین چار چار میل تک بھاگ نکلیں اور بمشکل اپنی جان بچا کر اودے پور پہنچیں ۔ گلیاکوٹ میں کربلا کی شامِ غریباں کا ہی ایک بھیانک منظر تھا ۔ ماؤں بہنوں نے اپنے اوپر گذرے ہوئے واقعات میرے سامنے بیان کئے ان کو قلمبند کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے ۔ غور طلب بات یہ ہے کہ قائد جوہر نے اپنے والد محمد برہان الدین کے قدم پر سر رکھکر زار و قطار رو کر کہا کہ میں نے آپ کی بغیر رضا نئی انجمن بنائی اور توڑ دی مجھے معاف کیجئے ۔ باوا صاحب نے بیٹے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر تسلی دی ۔ افسوس گنہگار کو تسلی دی جارہی ہے اور بے گناہ عورتوں کو مارا پیٹا جارہا ہے ۔ اگر محمد برہان الدین منصف ہوتے تو سب سے پہلے اپنے بیٹے سے برأت کرتے ۔

پہلی مارچ ۱۹۷۳ء کو گلیاکوٹ میں میرے بھائی شیخ عبدالقیوم کو پہلے سے معلوم ہو گیا تھا کہ کل کیا ہونے والا ہے تو اس نے ہماری بہن عاتکہ بائی وغیرہا کو اشارے سے کہدیا کہ یہاں سے چلے جاؤ مگر چلے جانے کا خیال کسی کو نہیں آیا سبب کہ یہ سب معصوم عورتیں مولیٰ کے دیدار اور عرس فخری کی مشتاق تھیں ۔ مذکورہ بہن عاتکہ بائی نے تو بھائی شیخ عبدالقیوم سے التجا کی کہ آقا مولیٰ کا سلام ہو جائے اور زکوٰۃ کے دو سو روپے بھی عرض کر دیئے جائیں ۔ بھائی نے بہن سے کہا کہ رہنے دے ابھی سلام اور زکوٰۃ کی بات، فوراً یہاں سے چلی جا ــــ! اس ایک ہی واقعہ سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ بیچاری بھولی بھالی عورتیں بالکل معصوم تھیں ــ بوہرہ یوتھ کیا ہے اور انجمن نجمی کا جھگڑا کیا ہے اس سے وہ مطلق ناواقف

تھیں، کبھی بھی وہ یہ ماننے کو تیار نہیں تھیں کہ ان کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ ہوگا۔ لہٰذا دوسرے روز خونی حملے ہونے پر ہی اُن کو پتہ چلا کہ شیخ عبدالقیوم نے اُن کے ساتھ ہمدردی کی تھی مگر وہ سمجھیں نہیں۔ (شیخ صاحب نے اپنے بچاؤ کے لئے اشتعال انگیز تقریر بھی کی اور انڈر گراؤنڈ مظلومات کے ساتھ ہمدردی بھی۔ یہ بات خود انہوں نے مجھے کولمبو سے نہایت افسوس کے اظہار کے ساتھ لکھ بھیجی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ میری حکمت عملی سے میں کوٹھار کے زہری ظالم پنجے سے بچ نکلا۔ اور بہن عائکہ نے بھی اپنے چشم دید واقعات میرے سامنے بیان کئے)۔ گلیاکوٹ کا حادثہ کبھی بھولے سے بھی بھلایا نہ جائے گا ظالم برہانی کوٹھار نے اس کو ہر چند چھپانے کی کوشش کی اور کر رہی ہے مگر وہ چھپ نہیں سکتا۔ اس یزیدی خونی حملے کے بعد رہی سہی زخمی عورتوں کو اکٹھا کر کے اُن سے بوہرہ یوتھ اودے پور کے چند بزرگوں پر لعنت پڑھوائی گئی۔ بعض زندہ دل ایماندار بہنوں نے اپنے بھائی یا باپ یا شوہر پر لعنت پڑھنے سے صاف انکار کر دیا اِس پر اُن کی بہت پٹائی ہوئی۔ اور بعض شبابی جوان مثلاً داؤد بھائی اصغر علی ترآوالے، حاتم علی تاج وغیرہ نے ان انسانیت سوز مظالم کو دیکھ کر شبابی وردی اتار پھینکی اور اُسی وقت یوتھ مظلومات کی مدد پر آ گئے۔"

افسوس کہ ظالم کوٹھار نے مظلوم عورتوں سے حلفیہ اقرار لیا کہ اودے پور جا کر کہیں گی کہ گلیاکوٹ میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ افسوس! جب یہ مظلومات مومنات مار کھا کر اودے پور آئیں اُس وقت میری بیوی صغریٰ اودے پور میں ہی تھی بہت سی بہنیں اس کے پاس زار و قطار روئیں اور کہا کہ ہم کبھی یقین نہیں کرتی تھیں کہ سورت میں آپ اور تین استادوں کے اوپر ظلم و ستم ہوا ہے مگر اب ہمیں یقین ہوا کہ در حقیقت آپ لوگ مظلوم ہیں سچے ہیں اور برہانی کوٹھار سورت، اودے پور اور گلیاکوٹ کے معاملے میں ظالم ہے۔ ایک مار کھائی ہوئی بہن سے میری بیوی صغریٰ نے پوچھا کہ آپ کے اُوپر کیا گذری؟ جواب دیا کچھ بھی نہیں، پھر دوسرے روز دوبارہ اُن سے پوچھا تو اُن کے اوپر گذری واردات بیان کر کے خوب روئی انہوں نے پوچھا کہ کل تو آپ نے کہا کہ کچھ بھی نہیں ہوا اور آج ایسا کہتی ہو مظلومہ بہن نے کہا کہ ہم سے قسمیں کھلوا کر یہ اقرار لیا گیا کہ ہم کہیں کہ گلیاکوٹ میں کچھ بھی نہیں ہوا" تو کم از کم ایک دن کے لئے تو قسم نبھاؤں۔ دیکھئے! کوٹھار کی کتنی حد تک زیادتی اور تعدی و بے ایمانی ہے۔ الامان! بعد میں میثاق و معافی کے جو فارم بنائے گئے اُن میں بھی یہ شرط لکھی ہوئی تھی کہ "گلیاکوٹ میں کچھ نہیں ہوا اور شہزادہ قائد جوہر کو یوتھ والوں نے تین تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر جان لیوا حملہ کر کے اودے پور سے بھگایا۔" (استغفر اللہ العظیم)

اسی لئے تو اودے پور کے سچے مظلومین مظلومات نے ایسے جھوٹے فارم پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ نسیم سحر نے لکھا ہے کہ "یوتھی لوگ مولانا کو جھکانے میں ناکامیاب رہے"! ایسا نہیں۔ بلکہ مولانا اُن کو غلط طور سے جھکانے میں بالکل ناکامیاب ہوئے۔

بوہرہ یوتھ کی تعداد میں ہزاروں کا اضافہ کیسے ہوا؟

اودے پور کے ڈالان پر چالیس صلاح پسند بزرگوں پر قاتلانہ حملہ ہونے کے بعد گلیا کوٹ میں بیگناہ عورتوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے کا مقصد یہ تھا کہ اودے پور کے سارے مؤمنین و مؤمنات اس قدر خوفزدہ ہو جائیں کہ قیامت تک کوٹھار کی مخالفت کرنے کی ہمت نہ کر سکیں، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اودے پور کے مؤمنین زبردست اکثریت کے ساتھ یوتھ طبقہ میں شامل ہو گئے۔ مرد تو مرد عورتوں کے دل سے بھی کوٹھار کا خوف کافور ہو گیا۔ میواڑ کی سرزمین نے ایک بار پھر راجستھانی راجپوت جوان مردوں اور غیرتمند عورتوں کی تاریخ زندہ کر دی۔ اپنی عزت، آبرو اور خودداری و خودمختاری کیلئے بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کا جذبہ اُن کے اندر پیدا ہو گیا۔ اُن کے دل و دماغ پر نام نہاد مذہبی جنون کا بھوت سوار تھا اُسے آنِ واحد میں رخصت کر دیا۔ اُنہیں یہ معلوم ہو گیا کہ کوٹھاری، مذہبِ اسلام کے محافظ نہیں۔ ظلم و ستم کرنے کے بعد جھوٹ بولنے پر مجبور کر کے اور جھوٹے حلف ناموں پر دستخط کروا کے کوٹھاریوں نے ثابت کر دیا کہ وہ سچے مسلمان نہیں ہیں۔ کیونکہ مذہبی پیشواؤں نے ظلم سہنا سکھایا ہے ظلم کرنا نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب کی بات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ یہ تھے وہ خیالات جنہوں نے اودے پور کے مؤمنین مؤمنات کو ظلمات سے نکال کر نور کا ٹھنڈا سایہ عطا کیا۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ بار بار ستائے جانے کے باوجود یہ لوگ اپنے اصولوں پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے (فقط اودے پور میں ہی آٹھ ہزار ہیں)۔ یہ تحریک اودے پور سے نکل کر نہ صرف ہندوستان کے طول و عرض میں بلکہ غیر ممالک تک پہنچ گئی ہے صداقت و نور سے ان کے ضمیر روشن ہیں جبکہ کوٹھاریوں کے ضمیر ظلم کے باعث بحرِ ظلمات میں تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ آیۃ الکرسی کی قسم!

یہ لوگ اب زرخرید مسلم لیڈروں اور دنیادار علماء کی پناہ لے رہے ہیں۔ اپنی دوکانداری بچانے

نوٹ لے: اودے پور آنے کے بعد اکثر و بیشتر مظلوم بھائیوں بہنوں نے مجھے بتایا کہ ہم سیدنا کو مانتے تھے مگر جب ایسا ظلم ہوا تب ہم سمجھے کہ وہ صاحب حق نہیں اگر صاحب حق ہوتے تو ایسا نہیں کرتے۔ (مصنف)

کے لئے اسلام کو خطرہ لاحق ہونے کا ڈھونگ رچ رہے ہیں، بابِ رحمت کا دعویٰ کرنے والے آج غیروں سے رحم و کرم کی بھیک مانگ رہے ہیں اس کو کہتے ہیں زمانے کا انقلاب۔

آمدم برسرِ مطلب۔ اودے پور میں دارالامارت پر ایجی ٹیشن کرنے والے نوجوان تھے۔ اگر یہ قصور تھا تو اس کی سزا ان کو ملنی چاہیئے تھی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ دوسرے دن چالیس بزرگوں پر خطرناک ہتھیاروں سے حملہ کروایا۔ اسی طرح نجمی کمیٹی توڑنے کا جھگڑا مردوں کے درمیان تھا عورتوں سے تو ان کا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ عورتوں نے تو یہ مانگ نہیں کی تھی کہ "جماعت کا انتظام ہمارے ہاتھ میں دیدو" تب پھر گلیاکوٹ میں عورتوں پر دل ہلا دینے والے مظالم کیوں ڈھائے گئے؟ کیا یہ انصاف ہے؟ کیا یہ شجاعت ہے؟ کیا یہ مردانگی ہے؟ کیا مذہب اور اسلام کی تبلیغ، توسیع اور ہدایت کا یہی طریقہ ہے، پنجتن پاکؑ، ائمہ کرامؑ، اور دعاۃِ حق اور دوسرے اولیاء اللہؒ نے بتایا ہے؟ قارئین حضرات! آپ ہی ان سوالات پر غور فرمائیں۔

المیۂ گلیاکوٹ کے متعلق نسیمِ سحر کیا لکھتا ہے؟

نسیمِ سحر میں اس دردناک واقعہ کو تو ایک مرتبہ یوں ہی کہہ کر ٹال دیا کہ :۔ اودے پور اور واگڑ کے درمیان جھگڑے ہوتے رہتے ہیں یہ بھی اسی جھگڑے کی ایک کڑی تھی اور ایک مرتبہ اس طرح اقرار کیا ہے "ستو سونار کی اور ایک لوہار کی: واگڑیا ؤیہ اودے پوریوں نے مارا پیٹا" پھر لکھتا ہے کہ، "مؤمنین نی طرف سی ایک زوردار گھا (زخم) منافقوں نے سہن کرو وپڑو" (یعنی شبابیوں کی طرف سے یوتھیوں پر زوردار حملہ ہوا) نسیم سحر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹؁ھ) دیکھئے یہاں شیخ کلیم الدین نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ گلیاکوٹ میں یوتھیوں پر زوردار حملہ کیا گیا تھا جبکہ کوٹھار کہتی ہے اور مظلومات سے حلفیہ اقرار لیتی ہے کہ "گلیاکوٹ میں کچھ بھی نہیں ہوا" بتائیے کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اب رہا یہ کہ خونی حملہ کیوں کیا گیا، کن کن کے اوپر کیا گیا تو وہ ہم نے اوپر صحیح طور سے بتا دیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ہم نے صحیح بتایا ہے۔ گلیاکوٹ میں مؤمنات عورتوں پر اور اودے پور میں مؤمنین بزرگوں پر اور رامپورہ میں نوجوانوں اور بزرگوں پر جو ظلم ہوا بربریت ہوئی اس کو برہانی کوٹھار نے بقلم نسیم سحر بالکل چھپا کر فقط اتنا ہی لکھا ہے فقط اتنا ہی لکھا ہے کہ "شہزادہ بارہ کلاک تک صبر کیدوا انے ۲۵ تاریخ گلیاکوٹ جی نے سیدنا نے عرض کیدی" (کیا عرض کی وہ ہم بھولا بھالا شہزادہ کے عنوان کے تحت لکھ چکے ہیں) یوتھیو بیجے دن گلیاکوٹ گیا انے گلیاکوٹ انے رامپورہ ماں گرتے کی ٹنگری اونچی "جیدو ڈھونگ کیدو" ایک جگہ کلیم الدین

لکھتا ہے کہ "گلیاکوٹ اننے رامپورہ ماں چڑھائی کیدی" یہ بالکل غلط ہے، حقیقت کیا ہے وہ ہمارے اس مضمون سے واضح ہوگا اور ہم لکھ چکے ہیں کہ سفر کا خرچ دینے کی لالچ کے باوجود گلیاکوٹ گئے نہیں البتہ عورتیں ضرور گئی تھیں اور وہ بھی اپنے اپنے خیال سے فخری زیارت اور مولیٰ کے دیدار کے لئے مگر افسوس کہ زیارت اور دیدار کے بجائے وہ بیچاری بے قصور پیٹی گئیں۔ عورتوں پر کوٹھار کا یہ ظلم ایسا ہے کہ جس کا جواز شرع و عقل اور انسانیت کی عدالت میں کہیں نہیں ملیگا۔ گلیاکوٹ کے المیہ کو جو چھپانے کی ہر چند کوشش ہوئی اور ہو رہی ہے مگر وہ کبھی بھی چھپ نہیں سکتی۔ رامپورہ کی حقیقت ہم ابھی لکھتے ہیں ــ الیکشن میں کوٹھار کی بغیر رزا کھڑے رہنے والے چار امیدواروں میں سے تین کی جیت ہوئی اور رزا والے چاروں ہار گئے۔ اس کے اوپر نسیم سحر نے لکھا ہے کہ "کالوجی یہ اکبر علی نادکرا زوار حسین نے الیکشن ما کامیاب بنایا" حقیقت یہ ہے کہ زوار حسین بن اکبر علی الیکشن میں فقط چار ووٹ سے ہار گئے تھے) اسنے رزا والاؤنے ہرادیا اسنے طوفان تھیو" بھئی کوٹھار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ رزا کی برکت سے جیت ہی ملتی ہے تو پھر کالوجی نے رزا والوں کو کیسے ہرادیا۔ بقول نسیم سحر کالوجی کوٹھار سے زیادہ زوردار نکلے اور کوٹھار کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔ یوں تو کوٹھار کی رزا والے بمبئی وغیرہ میں بھی ہار گئے تھے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس الیکشن میں جیتنے والے بوہرہ یوتھ کے سکریٹری عابد حسین ادیب، سجاد حسین جیپوری، فخر الدین جیپوری اور ان کے سربراہ جناب غلام حسین منیجر وغیرہ کو حاضر عامل عبد علی بھائی بدری نے مبارکباد دی اور اکرام کیا پھر بمبئی میں سیدنا نے ان کو بہت ہی نوازا مفسوحیہ (ملاپنا) بخشی مگر وائی این کی غیر حاضری میں۔ تب وائی این نے عبد علی بھائی صاحب عامل کو اودے پور سے ہٹادیا اور اپنے بھائی سیدنا کو کچھ بھی نہیں کہا البتہ اتنا ضرور کیا کہ ذاکر حسین کڑا اور والے کو شیخ جی بناکے اور رئیس خاص بناکے ایک طاغوتی فتنہ جگادیا اور عبد علی بھائی کی جگہ نعمان معینی کو عامل بناکر بھیجا۔

عامل نعمان معینی

یہ نعمان، وائی این کا پکا مُرید ہے اور بڑا ہی متفنی۔ اور اندرونی اتنا ہی انقطاعی۔ اس معینی کے دادا معین الدین نجم الدین صاحب کے خاندان کے ایک فرد تھے۔ جس نے طاہر سیف الدین (رض) صاحب کی تاکید کے ساتھ بھی کبھی ان کو سجدہ نہیں کیا جب بھی مجلس میں آتے کھڑے کھڑے ہی سلام کرکے بائیں جانب پچھلی بیٹھک میں اکڑے ہوئے بیٹھ جاتے

اور اس نعمان کے نانا شیخ اسمٰعیل عطّار (شیخ صالح بھائی عطّار و شیخ حاتم بھائی و شیخ شجاع الدین کے دادا) ہی تھے جس نے عبدالقادر نجم الدین (۱) کے خلاف بہت کچھ لکھا اور کہا اور نجم الدین سے خوب ہی خوشامد کروائی۔ نجم الدین صاحب کی ہجو (گالی واقعہ قصیدہ) لکھتے نجم الدین خود ان کے گھر پہنچ جاتے عطیہ دیتے اور اُن سے مدح لکھواتے (یہ عامل ابراہیم بھائی صاحب ذکوی مدفونِ اندور کی یہ زبانی ہے)۔ احمد آباد میں جب یہ نعمان بھائی عامل تھے میں تاجپور کی مسجد میں ماہ رمضان کی خدمت کے لئے گیا تھا تب انہوں نے مجھے ایک روز کہا کہ تم نے "خمائل الراتعین" کتاب دیکھی؟ میں نے یہ کتاب دیکھی اس میں کیا کیا باتیں لکھی ہیں، الاقل (احمد علی) سمجھ گیا کہ یہ کتاب نجم الدین کو باطل ٹھہرانے میں ایک قدیم اور زور دار کتاب ہے۔ جس کے مصنف رامپورہ والے شیخ چاند خانجی ہیں جن کا نام شیخ احمد علی حمید الدین کے شاگردوں میں سرِ فہرست ہے۔ سورت میں شیخ یمانی نے میرے اس اقرار پر کہ میں نے خمائل الراتعین دیکھی ہے انتہائی غم و غصہ کے ساتھ شیخ رجب علی کو کہا کہ دیکھو اس نے یہ کتاب دیکھی ہے جس میں کیا کیا لکھا ہے! نعمان کے سامنے میں تقیۃً جانتے ہوئے انجان ہوگیا اور اس کی بات سُنی اَن سُنی کر دی۔ اس واقعہ کے پہلے اِسی جگہ یعنی احمد آباد کی دارالامارت پر عامل فخرالدین بھائی عامر نے مجھے "ھذا البصائر" نامی کتاب ہدیۃً دی تھی جو مذکور کتاب خمائل الراتعین کا ترجمہ ہے۔ یہ عامل فخرالدین عامر بھی میرے سامنے کھلے ہوئے تھے داؤدی بوہرہ بلیٹن مجھے پڑھنے کو دیتے، کوٹھار کے خلاف کیا کیا باتیں کرتے اس حقائق سے نعمان معینی اور عامر وجیھی اور ان کے باپ داداؤں کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی اک بے ایمان عامل نعمان نے اودے پور اور گلیاکوٹ میں اور عامر نے گودھرا اور یمن میں ۱۳۹۳ھ میں ایک بھیانک طاغوتی فتنہ کھڑا کیا[2]۔

نوٹ ۱ :- انہوں نے ہی "سیرت نجمیہ" کتاب لکھی ہے جس میں نجم الدین اور حسام الدین کی سیرت اور نص کے متعلق وہ سب کچھ لکھا ہے جس کو آج برہانی کوٹھار چھپا رہی ہے۔ شیخ عبدالقادر تپیا نے مجھے یہ کتاب دی تھی حاتم بھائی صاحب ابن ماذون نضل بھائی صاحب (میرے شاگرد) نے مجھ سے نص نجمی کے متعلق باریک سوال کیا تو میں نے ان کو یہ کتاب پڑھنے کو دیدی تاکہ وہ خود پڑھ کر سمجھ لے۔ جب میری زبانی لی گئی تب سب سے پہلے یمانی نے مجھے پوچھا کہ کیوں حاتم بھائی صاحب کو تو نے نص نہیں ہونے کی تصور بتائی تھی نا؟ میں نے کہا کہ میں نے ان کو کھلے لفظوں میں کچھ نہیں کہا البتہ شیخ اسمٰعیل عطّار کی کتاب "السیرۃ النجمیۃ" میں نے ان کو دی تھی تاکہ اس کو پڑھ کر وہ خود سمجھ لیں۔

نوٹ ۲ :- یمن میں عامل فخرالدین عامر اور مفضل شہزادہ کی فتنہ۔ طاہر سیف الدین کی بیٹی پرنسس مریم بائی (عرف مُنا بہن) کو اپنے دام میں پھانسنے والا اوّل نمبر کا شکاری یہی فخرالدین عامر وجیھی ہے۔ اس کو شکار کا بہت شوق ہے۔ تمام شہزادوں کو شکار کا شوقین بنانے والا یہی تو ہے جب گودھرا میں برگتی منڈل کی کانفرنس ہوئی اُس وقت اسی نے وہاں ظلم عظیم کیا تھا پھر یمن میں ظلم کیا۔ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں شہزادہ مفضل بن محمد برہان الدین صاحب داعی زمن کے داماد نے یمن میں گھر گھر جاکر غریب یمن والوں سے بہت ہی سختی کرکے قریب چار لاکھ سے زیادہ رقم اکٹھی کی اور یمن کے مائیہ شیخ حسن صاحب کو ساتھ لے کر ہندوستان آئے۔ اس کارگذاری کے صلے میں مفضل کو عقیق الیمن کا خطاب ملا اُن کے باپ

(بقیہ نوٹ: صفحہ ۴۴ پر)

۱۳۹۲ھ کے ذی قعدہ کے آخر میں نعمان کی بیوی پرائمس کی آگ میں جل کر مر گئی اس وقت یہ نعمان برہانپور میں تھا اودے پور کی پوری جماعت نے سوگواری میں تمام دن ہڑتال کی۔ برہانپور سے وہ بمبئی بلایا گیا اور وہاں سے وائی این نے بوہرہ یوتھ کو توڑنے کی پوری اسکیم اس کو بتانے کے بعد بیوی کی موت کی خبر دی اور اودے پور بھیجا وہ جنازے میں شریک ہوا پوری جماعت قبرستان میں حاضر تھی سب کے سامنے کہا کہ، "آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں، میرے پاس شکریہ کا کوئی لفظ نہیں" میرے بھائی شیخ یعقوب علی اُن کی دلسوزی ہمدردی میں پیش پیش تھے۔ سوئم کا پوری جماعت کا کھانا بھی جماعت کی طرف سے ہوا۔ مگر افسوس کہ کھانے کے بعد ہی نعمان نے فتنہ پر کمر کسی اور ۱۳۹۳ھ کے عشرۂ مبارکہ قائد جوہر کو اپنا ہاتھا بنا کر ایسی فتنہ کی کہ جس سے گھر گھر میں آج تک آگ لگی ہوئی ہے۔

برادرم شیخ یعقوب علی پر کوٹھاری پنجہ

طاہر سیف الدین صاحب کی وفات کے بعد ۱۳۸۶ھ میں محمد برہان الدین نے سردار بننے کے بعد اپنی پہلی سالگرہ کے موقع پر اودے پور کو منتخب کیا کیونکہ اودے پور خدمت گذاری میں ہر وقت ہمیشہ پیش پیش رہا اودے پور نے مع جان مال خوب خدمت کی۔ میرے بھائی زنجبار کے بارہ ۱۲ چودہ ۱۴ سالہ سفر سے آئے ہوئے تھے رقم اچھی لائے تھے کوٹھار کو یہ کب گوارا ہے کہ کوئی ملا بھائی خوشحال رہے۔ بھائی کو شیخ بنانے کی لالچ دی گئی۔ آخر کار سلام ضیافت وغیرہ میں تیس ۳۰ ہزار کے قریب خرچ کروا دیا۔ شیخ بنانے کا سلام پانچ ہزار مقرر کئے۔ پھر عین کھانے کے وقت گیارہ ۱۱ ہزار مانگے۔ بھائی کے پاس اتنی رقم حاضر نہیں تھی تو پانچ ہزار نقد اور چھ ۶ ہزار ادھار طے کئے گئے۔ ضیافت وغیرہا کا سلام الگ قریب کل تیس ۳۰ ہزار ہوئے۔ ملا بھائی سے اتنا بھاری سلام لینے کا یہ پہلا ہی موقع تھا۔ اللہ اللہ! دینی مراتب کی یہ خرید و فروخت!! افسوس۔ پھر بھائی کو علی راجپور کی عمالت دی گئی۔ بعد میں کوٹھار کی سختیاں، ،

(صفحہ ۴۳ کے نوٹ کا بقیہ) :- منصور الیمن کی طرف سے۔ یہ بھی خوب رہی۔ پھر کوٹھار نے یمن کے لئے ایک دستور (غلامی خط) تیار کر کے نائب کو بنا کر کہا کہ یمن میں اس کو رائج کرو نائب نے کہا کہ یمن جیسے اسلامی ملک میں ایسا دستور رائج نہیں ہو سکتا مجھے اس سے عافیت دیجئے کوٹھار کب ماننے والی تھی نائب کے ساتھ مفضل، جوذر، سفر اور رئیس بھائی صاحبان یمن گئے۔ انتہائی کوشش کے ساتھ بھی وہ دستور رائج کرنے میں بالکل ناکامیاب رہے مگر نائب پر بڑی خفگی اتری وہ الگ کر دیئے گئے اتنا ہی نہیں بلکہ اُن سے اور شیخ حیدر علی نزار شیخ محمد حسین وغیرہ سے بھی برأت کی گئی۔ ظلم کا دور شروع ہوا اور زیادہ ظلم کرنے کے لئے مذکور فخر الدین عامر نائب بنا کر بھیجے گئے۔ دو سالہ انتہائی ظلم رانی کے بعد یمن کی حکومت نے اس کو یمن سے نکال دیا اس ظلم رانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یمن اودے پور کی مانند جاگ اٹھا آج وہاں بوہرہ یوتھ انجمن قائم ہو چکی ہے جس کے سکریٹری ہیں شیخ محمد بن حسین نائب۔

برداشت نہیں ہونے سے گوشہ نشین ہوگئے۔ الیکشن کے وقت وہ اودے پور ہی میں تھے الیکشن میں آپس
میں مصالحت ہوجائے ایسی باتیں ہوتی تھی اس اثناء میں یعنی الیکشن کے نتیجے کے پہلے بھائی کو ایک خواب
ہوا کہ طاہر سیف الدین صاحب اور موجودہ سردار مصالحت کرنے کا پیغام دے رہے ہیں فتنی ذاکر
حسین کڑاور والے نے بھائی سے یہ خواب کی تحریر لی اور تاریخ ۸ ماہ رمضان ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء ہی میں بمبئی جاکے
اور تحریر بتاکے شکایت کی کہ اس خواب کی اشاعت کے باعث رزا والوں کی ہار ہوئی ہے کوٹھار کی بھائی
کے اوپر سخت خفگی ہوئی۔ ۱۱ تاریخ کو بھائی کو جو ماہ رمضان کی خدمت کے لئے راجولا گئے تھے، گاؤں چھوڑدینے
کا تار بھیجا اور مجھے جبلپور ایک کوٹھاری خط تنبیہاً ملا کہ تمہارے بھائی نے مخالفوں کا ساتھ دیا ہے۔
پھر ان کے اوپر برأت کا چکر چلا، تصفیہ کے لئے برہانپور گئے اور سورت آئے اسی اثناء میں یا تو میں،
بھائی کی معافی کے لئے کوشش کر رہا تھا کہ خود میں بھی برأت کے پنجے میں پھانسا گیا۔ سورت اور بمبئی میں
انتہائی ذلت کے ساتھ ظلم وستم کے ساتھ بہت ہی دھکے کھانے کے بعد بھائی کی معافی ہوئی میثاق
ہوا۔ میرے بھائی بالکل بے قصور تھے پھر بھی وہ بہت ستائے گئے دو سال کچھ اطمینان کے بعد وہ پھر
بلاقصور پکڑے گئے۔ قائد جوہر کی فتنہ کے وقت عشرۃ کی خدمت کے لئے خلجی پور گئے تھے ستائیسویں
محرم اودے پور آئے اس وقت قائد جوہر گلیاکوٹ پہنچ چکے تھے۔ بھائی اودے پور کے واقعات سے
بالکل بے خبر تھے پھر بھی گلیاکوٹ میں ان سے برأت کرنے کا اعلان کیا گیا۔ میرے چھوٹے بھائی شیخ عبدالقیوم
کے اشارے سے گلیاکوٹ تصفیہ کے لئے گئے وہاں بے قصور یعقوب علی ذلیل کئے گئے اُن کے بیٹے اسحاق سے
کہا گیا کہ تیرے باپ سے اُس کے منہ پر برأت کر اور لعنت پڑھ (سورت میں میرے گھر پر بھی سب سے پہلے
اسی کو بھیجکر کوٹھار نے میرے سے برأت کروائی لعنت پڑھوائی)۔ اس کپوت اسحاق نے ایسا ہی کیا
پھر اس کا نام اسحق بن یعقوب علی بدل کر شبّیر اودے پور والا رکھا گیا۔ ولدیت بغیر نام کیسا؟!
برہانی ظلم میں اب یہ بات بالکل معمول ہوگئی ہے کہ وہ اپنے معتقدین کے نام ہی بدلتے رہتے ہیں اور ان
کے نام نہاد مخالفین کی اولاد کے نام بدل کر ولدیت ختم کردیتے ہیں۔ ان احمقوں سے کوئی پوچھے کہ
ولدیت کیسے ختم کی جاسکتی ہے کیا وہ شخص زمین سے نکلا ہے یا آسمان سے اترا ہے۔ ماں باپ بغیر
وہ کیسے پیدا ہوا؟ اُف تف برہانی نری حماقت پر! گلیاکوٹ میں اس ظلم عظیم کے بعد ایک یمانی
طالبعلم بھائی کے پاس آیا اور اُن کے پیٹ میں ایک ڈنڈے کی نوک چبھوتے ہوئے بولا "فی الصبح اذبحک"

"صبح ہوتے ہی تجھے ذبح کروں گا" سالا کہاں جاتا ہے شہزادہ صاحب اودے پور ہوتے ہوئے تو وعظ کے لئے باہر کیوں گیا اور تاخیر سے کیوں آیا (وعظ کے لئے جانا وہ بھی انہیں کی رضا سے اور تاخیر سے آنا کیا ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ جس کی سزا اتنی حد تک ہو۔ اللہ اللہ کیا ایسے ہی ہوتے ہیں بابِ رحمت؟)

میرے مظلوم بھائی نے اِدھر اُدھر بچاؤ کی بہت کوشش کی اپنی بے قصوری بتائی فدائیت جتائی، "مگر، بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت ؛ نہیں کام آتی دلیل اور حجت۔" بھلا ہو نعمان معینی کا کہ اس نے بھائی کو اشارۃً کہا کہ رات کے اندھیرے میں ہی چلے جاؤ" کبھی کبھار جانی دشمن کو بھی رحم آجاتا ہے" کیسی تھی یہ خستہ حالی! الاماں۔ بھائی کو کسی ہوٹل والے نے بھی سہارا تک نہ دیا تو کہیں خالی زمین پر بمشکل رات بسری کر کے حسبِ اشارہ چپکے چپکے صبح کے پہلے ہی اندھیرے میں پہلی بس سے کلکرڈ ونگر پور میں بھائی یعقوب علی انجینئر کے یہاں سہارا لینے کے بعد اودے پور پہنچے۔ خدا خدا کر کے ظالموں کے پنجے سے چھوٹے میرے چھوٹے بھائی شیخ عبدالقیوم کولمبو پہنچے اور وہاں سے مجھے گلیاکوٹ کے مظالم کی بھیانک داستان صورت لکھ بھیجی اس وقت میں صورت میں برہانی برأت کے باعث نظر بند تھا۔

میری نئی زندگی کا آغاز

گلیاکوٹ کے المیہ کی خبر ملتے ہی زار و قطار رونے کے بعد ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنے کے بعد عزم کر لیا کہ اب میں ان ظالموں کے ساتھ نہیں رہوں گا دعا کی رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ۝ عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝[1] ترجمہ:- پروردگار عالم تیری نعمت کو اب گنہگاروں کی مدد میں ہرگز استعمال نہیں کروں گا۔ تو مجھے ظالموں سے بچا، میں نے ظالموں کا ساتھ دیکر تقیۃً ہی صحیح اپنی جان پر بڑا ظلم کیا سو تو مجھے بخشدے امید ہے (بلکہ یقین ہے) کہ میرا پروردگار مجھے سیدھی راہ بتائے اسے ہمارے پروردگار ہمیں کامل صبر دے اور

نوٹ ۱:- اس آیت میں القریۃ الظالم اھلھا کے جملی عدد ۱۳۹۱ ہوتے ہیں بحمداللہ ۱۳۹۱ھ میں ہی میری دعا مستجاب ہوئی اور ظالم لوگوں سے نجات ملی۔

ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور ہمیں کافروں پر نُصرت دے میں تیری خیر کی طرف محتاج ہوں میری ہر بات اللہ کی طرف ہے وہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے ۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں کامل صبر دے اور مسلمانوں کی حالت میں ہمیں موت عطا کر ۔ اے ہمارے رب اس گاؤں (سورت سے باطل دعوت) سے ہم کو نکال کہ جس کے اہل (برہانی نجمی) ظالم ہیں اور ہمارے لئے پیدا کر ایک حمایتی اور ہمارے لئے پیدا کر ایک مددگار ۔ آمین ۔ ہمیشہ یہ دعائیں وردِ زبان رہیں ۔

مقالہ "بدری جناب"

اور اسی وقت "بدری جناب" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس میں مرحوم مشفق جناب محمد بھائی صاحب بدرالدین بن طیب بھائی صاحب زین الدین بن عبدالقادر نجم الدین نے جو باتیں الاقل سے کہی تھیں وہ اکثر باتیں لکھدی، جس سے نجمی وسیفی وبرہانی کی اصلی حقیقت روشن ہوتی ہے اور اس مضمون کو شائع کرنے کے لئے حسین بھائی سنجاوالا اور طاہر بھائی کمخواب والے سے ملا ۔ ان لوگوں سے یہ میری پہلی ہی ملاقات تھی ۱۳۹۰ھ سے پہلے یا ہماری نظربندی کے بعد بھی تین سال تک یعنی گلیاکوٹ کانڈ سے پہلے تک ان صاحبوں سے میرا اور میرے تین ساتھیوں کا کسی بھی طرح کچھ بھی تعلق نہ تھا ۔ ہم ظالم کوٹھار سے بہت ہی خوفزدہ تھے سخت تقیہ میں رہتے تھے ۔ ہمارے اوپر کوٹھار یہ الزام لگاتی ہے کہ ہم کمخواب والے سنجاوالے ناگپور والے، حیدرآباد والے سے تعلق رکھتے تھے اور وہ ہمیں مدد کرتے تھے ۔ یہ الزام بالکل غلط اور جھوٹا ہے ۔ بلکہ جب ہمارے اوپر برہانی ظلم کی تلوار لٹک رہی تھی اس وقت کسی ذریعہ کمخواب والے طاہر بھائی کی طرف سے یہ پیغام ملا تھا کہ ہماری مدد کی ضرورت ہو تو ہم تیار ہیں تب ہم نے شکریہ کے ساتھ صاف انکار کر دیا البتہ گلیاکوٹ کے المیہ کے بعد الاقل نے سوچا کہ جبکہ میرے اہل الوطن پر بھی ظلم ہونے لگا ہے تو اب مظلوم ہو کر رہنا سہنا بھی ایک قسم کا ظلم ہے خصوصاً جبکہ سورت میں میرے

نوٹ ۱ :۔ <u>سورت میں ہماری خستہ حالی</u> :۔ بحمداللہ اللہ سبحانہ الاقل کی مظلومانہ دعا کو سن لی سورت میں تین سالہ ہماری نظربندی رہی ۔ برأت کے بعد معافی، میثاق اور پھر برأت، نظربندی اور ظلم کا چکر چلا اور ایسی اسکیم بنائی گئی کہ ہم چاروں استاد اپنے اپنے گھروں میں نظربند جیسے ہو گئے چاروں کو آپس میں بھی ملنے سے روکا جاتا تھا اور گھر بیٹھے وظیفے بھیجے جاتے تھے جو ایک دوغلی چال تھی لوگوں کو ہم سے ہر قسم کے تعلق کی سخت ممانعت کی جاتی تھی حتیٰ کہ دھوبی، حجام، دودھ والے، ڈاکٹر وغیرہ کو بھی ہمارے گھر آنے جانے کی روک لگادی گئی ۔ برأت کے بعد پہلی مرتبہ سیدنا سورت آئے تو ہم کو پہلے سے کوٹھار نے کہلوا دیا کہ تم لوگ سلام کے لئے آؤ گے تو طلبہ اریسٹ کریں گے لہٰذا ہم انتظام کر کے بلوائیں گے ۔ سیدنا رہے وہاں تک روزانہ ہم نے (استاذ صاحب) سلام کے لئے عرض کروائی مگر ۔ ۔ ۔ ۔

(آگے صفحہ ۴۸ پر)

گھر میں بھی کسی بہانہ سے طلبہ میری بیوی بچوں کو خوب آکر ستانے لگے اس وقت ہمیں محسوس ہوا کہ اب ہمیں کسی بھی سہارے کی سخت ضرورت ہے اسی لئے اولاً میں نے کمخواب والے خاندان سے تعلق قائم کیا پھر تینوں رفقاء کو بھی میں نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔ کیونکہ جامعہ سیفیہ کے طلبہ کوئی نہ کوئی بہانہ بناکر ہمارے گھروں میں گھس آتے تھے اور ہمیں ستاتے تھے مسخری اڑاتے تھے گالیاں دیتے تھے،

(صفحہ ۴۷ سے آگے)... مگر آ حکل کرتے ہوئے وداعی وقت آگیا اور پھر جواب ملا کر اب وقت نہیں ہے۔ پھر سیدنا کے جانے کے بعد یہ بات پھیلائی کہ یہ لوگ کیسے منافق ہیں کہ سلام کے لئے ہی نہیں آئے اور سلام کے لئے آنے کی رزا منگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ دوسری مرتبہ میرے بھائی شیخ عبد القیوم کی رائے سے (جو مجھے گاہ گاہ کوٹھار کی حالات کو مد نظر رکھکر رائے بھیجتے رہتے تھے) مع فیملی میں زینی بنگلہ سلام کو بغیر اطلاع جا پہنچا۔ سلام تو ہوا مگر کہا گیا کہ کسی قسم کی عرض نہیں کروگے۔ سیدنا اُس وقت یعنی ۱۳۹۲ھ محرم میں وعظ کے لئے سورت آئے تھے۔ میں نے شکرانہ میں دست بدست ایک قصیدہ پیش کیا اور اسی دن چونکہ جمعہ کا دن تھا ظہر کے وقت مسجد میں گیا دوران نماز طلبہ مجھے گھورتے رہے اور عصر کے بعد حملہ کے لئے آستینیں چڑھائیں، میں گھبرا کر انتہائی پریشانی کے ساتھ بے ساختہ چلا اٹھا کر الغیاث۔ الغیاث یا مولانا۔ یا مولانا! مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ اور پھر جو کچھ میرے اوپر سال بھر تک ظلم ہوا وہ کہتا چلا مسجد میں ہزاروں لوگ جمع تھے ایک سناٹا سا چھا گیا میرے ایک ہمدرد دوست یوسف بھائی کٹپیس والے نے میری حمایت کی کہ صبح تو سلام ہوا اور ابھی مارپیٹ ہو رہی ہے تو وہ بیچارا ایکرام گیا بعض شبابی غنڈے مجھے مارنے کی تیاری بنانے لگے۔ اُس دن تلواروں کے جلو میں شاہی سواری نکلنے والی تھی مسجد کے خادم نے تلوار اٹھانے والے شیخ غلام عباس علی سینلی وغیرہ کو کہا کہ تلوار کو میان میں کرو یعنی ظلم کو بند کرو۔ یہی خادم، شیخ سجاد حسین کے خونی کیس میں مدت تک جیل میں رہا پھر بے تحاشا رشوت دہی کے بعد اس کی رہائی ہوئی تو والی زین نے بھی مجلس میں اس کو گلے سے لگایا اور ملا بنا دلایا الغرض جب میں نے بھی مجمع میں طلبہ کے ظلم کی پول کھول دی تو بجائے انصاف اور داد رسی کے دوسرے روز جامعہ کے درس اساتذہ اور طلبہ میرے گھر پر چڑھ آئے اور وارننگ دی کہ ہم تیرا خون کر دیں گے اور پھر جھوٹی تہمت لگائی کہ تو نے ایک منظم سازش کی اور مسجد میں چلایا۔۔۔ ساتھ ساتھ سبھی نے فحش گالیاں دیں۔ آنے والوں میں شیخ جعفر اُجینی، شیخ سیف الدین اندوری، شیخ عاشق بنگلے برہانپوری، شیخ ابراہیم ڈونگری وعلی حسین بہانپوری وغیرہ تھے۔ میری اہلیہ صغریٰ اور بیٹی نفیسہ نے مجھے ان ظالموں سے بچانے کی بہت کوشش کی اور ان کو بھگایا۔ دیکھیے اس طرح ہمارے پورے تین سال نکلے سلام اور نماز کے لئے ڈیوڑھی اور مسجد میں جاتے تو خوب ستائے جاتے اور نہیں جاتے تو منافقت کا الزام لگایا جاتا مار کھاتے تھے مگر فریاد نہیں کر سکتے۔ رونے تک پر پابندی لگا دی گئی بالآخر ۱۳۹۵ کے جمادی الاخریٰ میں کولمبو والے شیخ صالح بھائی موسیٰ جی کے ذریعہ ایک سرکاری انکوائری آئی۔ قانون یہ ہے کہ انکوائری کرنے والوں کو ہمارے گھر آنا چاہیئے اس کے بجائے پہلے یہ خبر بدری محل (بمبئی) پہنچتی ہے جس کے خلاف انکوائری آئی تھی اور بمبئی سے ابراہیم بھائی زین الدین سورت آتے ہیں اور دائی زین جامعہ کے منتظم کو فون کرتا ہے کہ چار اساتذہ کو ستانا بند کرو پھر ہم چاروں کو شیخ حاتم بھائی عطار ایسا کہلوا کر بلاتے ہیں کہ سیدنا کی طرف سے تمہارے لئے خاص پیغام آیا ہے لہٰذا میری آفس میں جاؤ۔ ہم سمجھے کہ ہمارے اوپر طلبہ طرف سے جو ظلم ہو رہا ہے شاید اب اس سے خلاصی ہو جائے گی۔ ہم گئے ہم اتنے مرعوب اور مدہوش تھے کہ برأت کے بعد سات مہینے میں یہ ہماری پہلی ملاقات تھی مگر دعا سلام کے سوا ہم آپس میں ایک دوسرے سے کوئی بات کر نہ سکے کیونکہ ہمارے آس پاس کوٹھاری حاتم بھائی چکر لگا رہے تھے بڑی انتظار کے بعد پولس انسپکٹر وغیرہ آئے اور ہمارے سامنے انکوائری کے کاغذات پڑھکر سنائے جس میں ان تمام مظالم کی فریاد تھی جو ہمارے اوپر گذرنے اور گذر رہے تھے افسوس کہ ہم بے حد خوفزدہ تھے انتہائی تکلیف اور گھٹن میں تھے اور بے حد کمزور بے سروسامان اور جامعہ کی آفس میں ہی تھے ہمارے
(آگے صفحہ ۴۹ پر)

ہم پر تھوک جاتے تھے مار پیٹ کرتے تھے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔ جسدن گلیاکوٹ میں میرے ہم وطن بقصور ماؤں بہنوں پر ظلم ہوا اس کے چار دن بعد ہی (اور اسی دن میرے بھائی پر گلیاکوٹ میں حملہ ہوا تھا) میرے میرے گھر پر رات کو جامعہ کے غنڈے جس میں ایک اودے پور کے حسن علی حبیب اللہ والے (عرف نائی) کا بیٹا تھا بھیس بدل کر آئے پہلے تو ہم نے تحقیق کی کہ وہ کون ہے غداروں نے ایسی باتیں کیں کہ ہم کو اعتماد ہوگیا ان کو بڑے اکرام سے اندر بلایا مگر اندر آکر انہوں نے بکواس شروع کی اور کہا کہ "تیرے لکھنے سے ہی اودے پور میں جھگڑا ہوا ہے۔" حالانکہ ہم اودے پور کے حالات سے بالکل بے خبر تھے ہمارے اوپر ایسی پابندیاں لگائی گئی تھیں کہ گویا ہم دنیا سے کٹ چکے ہیں۔ میرے فرزند لقمان نے ان کو دھکا دیکر باہر نکالا۔ انہوں نے مار پیٹ شروع کر دی برأت کے ڈر سے جالی والا کوئی بوہرہ پڑوسی ہماری مدد پر نہیں آسکتا تھا۔ بڑی مشکل سے ہم نے حملہ آوروں کو بھگایا اور اُس وقت میرا بیٹا لقمان اور دونوں بیٹیاں پولس میں جانے لگے ہم نے ان کو روکا انہوں نے غصے میں کہا کہ آپ کو غیرت نہیں آتی کہ اب تو ہم اپنے گھر میں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ایسی نازک حالت میں بھی آپ کوٹھار کی ہی رٹ کھینچتے ہیں اتنا کہکر میری دو بیٹیاں پولس تھانے پہنچیں۔ پولس تھانے پہنچنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا مگر افسوس کہ پولس کوٹھار کی خریدی ہوئی نکلی۔ روز روز کی ایسی ذلت اور ایذا سہنا اب ہمارے لئے دشوار ہوگیا تھا۔ ہمارا ضمیر اندر ہی اندر

(صفحہ ۴۸ سے آگے) ہمارے آس پاس کوٹھاریوں کا گھیراؤ تھا ایسی حالت میں ہمارے بزرگ شہید شیخ سجاد حسین کے منہ سے سوئے "سب سلامت ہے"، کچھ نہیں نکل سکا پھر ہم نے بھی ایسا ہی کہدیا اور تحریر ہوگئی حالاکہ کوٹھاری نے تحریر کی ایک نقل لے لی۔ بعد میں ہم نے کوٹھاری عطار کو کہا کہ سیدنا کی رعایت کے خاطر ہم نے "سب سلامت ہے" لکھوا دیا ہے اور تمہیں خوب علم ہے کہ ہمارے اوپر کیا کیا گذر رہی ہے لہذا سیدنا کو عرض کرو کہ ہماری تکلیفیں دور کریں مگر افسوس کہ ظلم میں اور اضافہ ہوگیا۔ وائی این کا طلبہ کو حکم آگیا کہ اب ہم خطرے سے باہر ہوگئے جو کرتے تھے کرتے رہو۔ اس فرعونی حکم سے ہماری تکلیفیں دوہری ہوگئیں۔ اس انکوائری کے بعد بھی ایک مرتبہ مذکور شیخ صالح بھائی کولمبو والے کے ذریعہ اور دو مرتبہ حسین بھائی سنجاوالا وغیرہ کے ذریعہ انکوائری آئی مگر ہر وقت ہم نے "سلامت ہے" ہی لکھوایا! ہم چاہتے تو رنگے ہاتھوں ظالموں کو پکڑوا سکتے تھے مگر ہر وقت ہم نے ان کو ہی بچایا۔ مقصد یہ تھا کہ ہمیں کوٹھار سے جھگڑا نہیں کرنا ہے تاکہ موجودہ نظام میں انتشار نہ ہو اس لئے ہم کو ان کے ساتھ ہی رہنا تھا برسوں تک ہم نے اپنا تصور چھپائے رکھا جیسا کہ سابق حق پرست علماء نے کیا انتشار کے خوف سے، طاہر سیف الدین صاحب ہمارے استاد شیخ سجاد حسین کو جانتے ہوئے کہ وہ مجھے داعی مطلق نہیں مانتے انہے کو ظاہر نہیں کیا بار بار استعفا دینے کے ساتھ بھی الگ نہیں کیا مگر موجودہ برہانی پالیسی اس کے خلاف نکلی ہمیں مخفی تصور کو ظاہر کرنے پر مجبور کیا گیا۔ پھر اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کے بعد نہیں بلکہ جبر و تشدد کے ساتھ ہی ہمارا میثاق لیا گیا معافی نامے پر جس میں الزام ہی الزام تھے، زبردستی دستخط کروائے گئے۔ ہم نے اس لئے دستخط کئے کہ اصلی بات ڈھکی چھپی رہے چالو نظام میں افراتفری نہ ہو مگر افسوس کہ اپنی حد تک ہماری مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانے کیلئے ذاتی انتقام لینے کے لئے وائی این نے ظلم کا دور جاری رکھا میں نے بہت ہی صبر سے کام لیا حتی کہ جب اودے پور اور گلیاکوٹ کے مظالم رونما ہوئے اس وقت میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا میرا جلال دب نہ سکا اور میں نے پختہ عزم کر لیا کہ...
(آگے صفحہ ۵۰ پر)

چھٹ پٹا رہا تھا ہمیں حرکت و عمل کے لئے جھنجھوڑ رہا تھا بار بار دعوتِ انقلاب دے رہا تھا سورت میں اُس وقت ہماری مدد کرنے والے چند اصلاح پسند لوگ موجود تھے جن کی امداد لینے سے ہم پہلے دور رہے تھے ان میں حسین بھائی سنجاوالے اور طاہر بھائی کمخواب والے بڑے ہی صاحبِ عزم و استقلال تھے، حق پرستوں کے پرستار تھے۔ ہم اُن کے تعاون سے ہی کوٹھاری زنجیروں کو توڑ کر آزاد دنیا میں قدم رکھ سکتے تھے ہم نے ایسا ہی کیا اور ۱۳۹۳ھ میں المیۂ گلیاکوٹ کے بعد میں نے عزم کرلیا کہ اب ان ظالموں سے نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ "بدری جناب" والا مضمون داؤدی بوہرہ بلیٹن عید دیوالی نمبر ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء میں میں نے چھپوایا جس سے کوٹھار میں ہلچل مچ گئی۔ بہائی رائل فیمیلی کے گھر گھر میرا مضمون پڑھا گیا اور بعض نے تو تجوری میں اس کو محفوظ کرلیا۔ کوٹھار کی طرف سے تلاش ہونے لگی کہ لکھنے والا کون ہے۔ بڑی حد تک تو وائی این کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ مضمون اودے پوری احمد علی ہی کا ہے کیونکہ اس مضمون میں ایسی بھی باتیں صاف صاف تھیں جن کا تعلق محمد بھائی صاحب بدرالدین (بدری جناب) وائی این اور میرے سے تھا۔ مثلاً شیخ محمد علی ہمدانی کے نکاح کا مسئلہ --- اس مضمون کے بعد میرا سورت میں رہنا خطرناک تھا اب میرے قتل کی سازش ہونے لگی۔ بمبئی سے زین الدین موٹر والا کے ذریعہ اودے پور کے کارکنوں کو یہ باطنی خبر مل گئی۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف اودے پور میں میرے بھائی شیخ یعقوب علی نے محرم الحرام کی مجالس کی صدارت کرلی۔ اب کوٹھار ہم دونوں بھائیوں کو ختم کرنے میں لگ گئے۔

گلیاکوٹ کے المیہ کے بعد اودے پور میں تشدد، خوف و ہراس اور خلفشار

گلیاکوٹ کے مندرجہ بالا المیہ کے بعد کوٹھار کا حد درجہ سنگدل، جابر، چالاک اور مغرور ایجنٹ

(صفحہ ۴۹ سے آگے) کہ بحولہ اللہ و قوتہ اب میری زندگی اس طرح گذرے گی کہ "زندہ رہے تو غازی اور مرگئے تو شہید"۔ سورت میں میری گوشہ نشینی اور نظربندی کے زمانے میں میرے ایک بزرگ ہمدرد دوست جن کا خاندانی تعلق بھی رائل فیمیلی سے تھا خفیہ طور سے میرے گھر آئے بہت سے خانگی اسرار سے مجھے واقف کیا اور جاتے جاتے میرا ہاتھ سختی سے پکڑ کر کہا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو اقرار کرو کہ "آئندہ تم کچھ کر گذرو گے" مطلب یہ کہ ظالم کوٹھار کے خلاف آواز اٹھاؤ گے۔ کیونکہ آج تمہارے ہی نام سے یعنی چار اساتذہ کے ہی نام سے حکم سنایا جارہا ہے ہر کسی معاملہ میں کہا جاتا ہے دھمکایا جاتا ہے کہ خبردار اگر نہیں مانو گے تمہاری حالت بھی ان چار اساتذہ کی مانند کی جائے گی۔ علیٰ ہذا ہمارے اوپر جو بھی ظلم ہورہا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو؟ میں نے انتہائی مایوسی سے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ انہوں نے تین چار مرتبہ اقرار لیا میں نے انشاء اللہ العزیز کہا پھر اودے پور کے انقلاب کے تین سال بعد وہ مجھے بمبئی مدعو دہ میں ۱۳۹۶ھ کے ماہ محرم میں ملے مجھے گلے لگا کر بہت روئے اور کہا کہ اب وعدہ پورا ہوگیا! اللہ تمہاری مدد کرے آگے رہنا اٹل رہنا ہمت سے آگے بڑھتے رہنا میری نیک دعا آپ کے ساتھ ہے اتنا کہکر جلدی چلے گئے کہ مبادا کوئی شناسا دیکھ نہ لے۔ (مصنف)

مقامی مدرسہ کا ہیڈ معلم شیخ فخرالدین جوڑ توڑ کرکے اودے پور کے عامل نعمان کو چلتا کروادیا اور خود گلیا کوٹ سے ایکٹنگ عامل بنکر اودے پور آیا یہاں آتے ہی اُس نے یوتھ والوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کرکے عام برأت کا اعلان کردیا۔ تمام مؤمنین و مؤمنات کو معافی نامے کے فارم پر دستخط کرنے اور پھر سے میثاق لینے کا چکر چلایا یوتھ کے حامیوں کو بُری طرح تنگ اور پریشان کرنا شروع کردیا مجلسوں میں ان کے خلاف زہر افشانی اُس کا مذہب بن گیا۔ معافی مانگنے والوں اور میثاق لینے والوں کو مخلصین نام دیا گیا انہیں جمع کرکے خاص طور سے عورتوں کو جمع کرکے یوتھ والوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کرنا شروع کردی۔ یوتھ والوں کو تمام مذہبی اور نیم مذہبی امور کے لئے رزا دینا بند کردیا کفن دفن تک کی رزا بند کردی انہیں کافر اور داعی و دعوت کے دشمن کے نام سے پکارنے لگا اودے پور کے شبابی غنڈے اور بنیات کی جوان عورتیں اُس کے ساتھ سائے کی طرح رہنے لگیں اُس کے باڈی گارڈ بن کر خدمت کرنے لگیں اور اُس کے اشاروں پر یوتھ والوں سے لڑائی جھگڑے، مار پیٹ اور اُن پر سنگباری کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھیں اُس کی مدد کے لئے کوٹھار کا ایک تانترودیا کا ماہر (جنتر منتر کا علم جاننے والا) بھاڑے کا ٹٹو شیخ محمد حسین ہوشنگ آبادی اودے پور آگیا یک نہ شد دو شد۔ اِن دونوں نے مل کر شہر میں بدامنی مار دھاڑ، لوٹ مار کے ذریعہ ایسا طوفان بدتمیزی پھیلایا کہ شہر کے تمام مذاہب کے لوگ دنگ رہ گئے۔ یہ جھگڑے پولس اور عدالتوں تک پہنچے جیلوں کے دروازے کھل گئے کئی بے گناہ یوتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی گئیں پولس کی تنگ کوٹھریوں اور جیلوں کی کال کوٹھریوں میں ٹھونسا گیا برأت کے چکر نے ایک ایک خاندان میں نفرت و عداوت کا زہر گھول دیا لاتعداد خاندانوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ ماں باپ اور اولاد، شوہر اور بیوی، بھائی اور بہن میں جدائی اور دشمنی ہوگئی، مساجد میں امامت کی نمازیں بند کردی گئیں، موت ہونے پر نماز جنازہ اور کفن دفن کے لئے جھگڑے ہونے لگے "رزا" نے قضا کا روپ لے لیا۔ قصہ مختصر یہ کہ ساری بوہرہ جماعت خانہ جنگی، انتشار اور خلفشار کا شکار ہوگئی۔ اِس درمیان یوتھ والوں ہر ممکن صلح و صفائی کرنے کی کوششیں کیں لیکن سنگدل و ظالم کوٹھار کا دل کسی طرح نہ پسیجا ظلم پر ظلم بڑھتے گئے جن کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اودے پور شہر کے تمام مذاہب اور سماج کے ذمہ دار معزز لوگوں نے، سیاسی لیڈروں نے، منسٹروں وغیرہ نے بھی بھرپور کوشش کی کہ کوٹھار مان جائے

لیکن مُرغی کی وہی ایک ٹانگ۔ فدی کوٹھار نے کسی کی بات نہیں مانی۔ تب مجبور ہو کر یوتھ والوں نے "رزا" کا بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ جنازہ نکالا۔ سولہ مارچ ۱۹۷۵ء کو زبردست تعداد میں اجتماعی نکاحوں کا جشن مناکر کوٹھار کی تاناشاہی کے خلاف بوہرہ تاریخ میں پہلی بار زبردست انقلاب کا پرچم لہرادیا۔

رامپورہ میں بوہرہ یوتھ کا خونِ جگر یا آبِ حیات

بوہرہ یوتھ کی تاریخ میں رامپورہ (مدھیہ پردیش) کا سفر ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ساڑھے سات سو یوتھیوں کا قافلہ رامپورہ جاکر پیشواء قوم محمد برہان الدین سے ملکر اپنی خاکساری کا زندہ ثبوت دینا چاہتا تھا لیکن کوٹھار کے دل و دماغ پر فرعونیت اس قدر غالب آگئی تھی کہ اس خاکساری کو خاک میں ملاکر ہی دم لیا۔ کوٹھار بوہرہ یوتھ کو ساری بوہرہ قوم میں ذلیل و خوار کرکے اُن کی عزت آبرو کو پاؤں تلے کچل کر اور بہت بڑی رقم بطور جرمانہ وصول کرکے اپنے فرعونی اقتدار کا رعب ساری قوم پر جمانا چاہتی تھی لہٰذا اس نے یوتھیوں سے ملنے سے انکار کردیا۔ تب یوتھیوں کو خُونِ جگر ہی پینا پڑا تھا۔ لیکن یہ خون ان کے حق میں آبِ حیات ثابت ہوا۔ جس طرح خضر کو بحرِ ظلمات پار کرنے کے بعد ہی آبِ حیات دستیاب ہوا اسی طرح یوتھ کی تحریک کو بھی رامپورہ کا سفر کرنے پر حیاتِ ابدی حاصل ہوئی۔ آج یہ تحریک عالمگیر تحریک بن گئی ہے اس نے کوٹھار کے فرعونی اقتدار کی اینٹ سے اینٹ بجاکر رکھدی ہے۔ رامپورہ کا سفر داؤدی بوہرہ قوم کی اصلاحی تحریک میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس سفر کی سرگذشت جاننے کے لئے قارئین حضرات ضرور بے تاب ہونگے لیجئے پیشِ خدمت ہے

یوتھ والوں کی جانب سے
"رامپورہ" میں صلح صفائی کرنیکی کوششیں

جب جھگڑا کافی بڑھ گیا تو بزرگ لوگ رئیس اوّل شیخ غلام علی (کالو بھائی) صالح محمد نائب صاحب صدر، بھائی سجاد حسین تاجناجی، اکبر علی ھیتا والے، بھورجی صاحب کتھا والے، شیخ یعقوب علی، غلام حسین شیخ صاحب، سیف الدین تاج، وکیل یحیٰی علی، خان محمد جے کھنے والے، سکریٹری عابد حسین ادیب، سجاد حسین جے پوری، فخرالدین جے پوری وغیرہ رئیسوں نے ساڑھے سات سو جوان اور

بزرگوں کا قافلہ رامپورہ سیدنا صاحب کی خدمت میں جاکر تصفیہ اور مصالحت کرنے کی مبارک کوشش کی۔
ماہ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ کی نویں تاریخ رامپورہ پہنچے اپنے قومی لباس میں بس سے اُترے سیدنا کی خدمت میں
سلام کے لئے کہلوایا۔ شبابی غنڈے ایک روز پہلے رامپورہ پہنچ کر سیدنا میں اس طرح فتنہ انگیزی کی
کہ پوتھی لوگ مسلح ہوکر حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ اللہ اللہ! جس طرح ان لوگوں نے گلیاکوٹ
میں غلط باتیں کرکے عورتوں پر حملہ کروایا اسی طرح رامپورہ میں بھی انہوں نے انتہائی شرمناک جھوٹی
باتیں کرکے بزرگ اور جوان مردوں پر حملہ کروانے کی ناپاک کوشش کی۔ بڑی مشکل سے شیخ ابراہیم
یمانی کے سامنے چندہ بزرگوں کی پیشی ہوئی۔ اس کے پہلے بے قصور پوتھیوں بزرگوں اور جوانوں
کو دھکے لگائے گئے، فحش گالیاں دی گئیں حتیٰ کہ سخت گرمی اور دھوپ میں وہ پیاس سے
لحلحارہے تھے یہ پیاسے مسافر ایک کنویں کے پاس رہنے والے رامپورہ واسیوں سے بالٹی
مانگی ان کو کہا گیا کہ یہ پوتھی کافر ہیں ان کو پانی کے برتن بالٹی وغیرہ تک مت دینا ایسی خستہ حالی
دیکھکر ایک مسلمان عورت نے بالٹی دی اور پیاسوں کی مشکل حل کی۔ بعض بزرگ اسّی اسّی سال
کے بھورجی بھائی کتھاوالے سجاد حسین تاج وغیرہ ایک مسجد کی دیوار کے سائے میں کھڑے تھے،
تو رامپوری شیخ یوسف چھینیا نے آکر ان کو سائے میں سے ہٹا دیا۔ مطلب یہ کہ اودے پور کے مظلومین
کو پانی ملے نہ سایہ۔ آخری کڑی دھوپ میں بھوکے پیاسے یہ مسافر کھڑے کھڑے تڑپ اٹھے پھر
بمشکل شیخ یمانی کے سامنے بلائے گئے۔ انتہائی ذلت سے سبکو للکارا۔ شیخ کالو بھائی معذور
تھے وہ اٹھا کر لائے گئے تھے اُن کا اور سب بزرگوں کا مقصد تھا اصلاح کرانا اور جھگڑے کو نپٹا دینا۔

رامپورہ میں یزیدی دربار

شیخ کالو بھائی اور سجاد حسین تاج جی وغیرہ رئیسوں کو ایک طرف اور چند شبابی غنڈے ذاکر حسین
وغیرہ کو ایک طرف بٹھایا۔ شیخ ابراہیم یمانی (یمانی نہیں یعنی معنی آگے آئے گی) ایک زرّین گادی پہ
بیٹھے اور متکبرانہ انداز سے چیخے چلاتے قریب ایک درجن الگ الگ کاغذات لے کے آئے تھے اُس
میں سے ایک ایک کاغذ نکالتے گئے اور اس میں لکھے ہوئے غلط الزام پوتھیوں پر لگاتے گئے کہنے لگے
تم نے ایسا کیا تم نے ایسا کیا ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے گئے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سیدنا ہی کہہ رہے
ہیں انتہائی توہین و تذلیل کی اس شاکلہ نے مظلومین کے ذہن میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ اس وقت

شام کا یزیدی دربار کا نقشہ سامنے کھنچ گیا جس طرح یزید اقتدار کے نشہ میں چور ہوکر اہل البیت صلعم کی رسوائی کرتا تھا اسی طرح برہانی اقتدار کے نشہ میں چور ہوکر یمینی شیخ مظلوم بزرگوں کو رسوا کر رہا تھا۔ یمانی (نجدی) شیخ چلآیا تم لوگوں نے شہزادہ قائد جوہر کو تین تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا۔ اس بحر الزام کو سنتے ہی شیخ کالو بھائی نے جھنجھلا کے کہا کہ ہرگز نہیں ہم نے شہزادہ صاحب کی انتہائی اکرام کے ساتھ مہمانداری کی ہے۔ ابراہیم یمانی چلآیا کہ چپ اے کالو! شیخ صاحب چپ ہوگئے ایک رئیس نے کہا کہ ہم نے پوتھ توڑ دی سب کچھ ختم کر دیا اب سیدنا کا سلام ہوجائے اور باوا ملاخان صاحب کی زیارت! یمانی نے کہا کہ ہرگز نہیں فی الحال اودے پور جاؤ عامل کے ہاتھ پر معافی ہوگی کسی نے عرض کی کہ یہ نعمان بھائی صاحب ہمارے عامل یہاں موجود ہیں اسی وقت معافی ہوجائے کہا ہرگز نہیں تم نے گناہ کبیرہ (؟) کیا ہے وہ ایسے کیسے معاف ہوسکتا ہے۔۔۔۔ بہرحال ناامید ہوکر سب مسجد کے باہر آئے۔ اور پھر دوبارہ سہ بارہ ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن بے سود تب یہی طے پایا کہ واپس چلے جانا ہی بہتر ہے۔ ممکن ہے رات کے اندھیرے میں حملہ کر دیں اور الٹا الزام لگائیں۔

کوکرنیشر میں نئی پوتھ کا قیام

ایک مُحب سے حملے کی باطنی خبر مل گئی تھی لہٰذا مغرب کے کچھ بعد قافلہ روانہ ہوکر کوکرنیشر میں پہنچا طے پایا کہ یہیں رات بسری کی جائے۔ وہاں ایک میدان میں اچھی جگہ ملی اور پانی وغیرہ کا انتظام بھی۔ سبھی تھکے ماندے بھوکے پیاسے سو گئے۔ اور منتظمین نے رات بھر کھانا تیار کر کے صبحدم سب کو ناشتہ کرایا اور پھر تازہ دم ہوکر ایک میٹنگ بلائی۔ شیخ کالو بھائی اور اکثر کے معتقد لوگوں کا ذہن اب وہ نہیں رہا جو ایک دن قبل تھا سب نے ملکر عزم بالجزم کیا اور نعرے لگائے کہ "ایک ساتھ مریں گے اور ایک ساتھ جئیں گے"۔ اُسی وقت ایک نئی کابینہ بنائی گئی اُس کابینہ میں بوڑھے جوان سب شامل ہوگئے جب کہ پہلے فقط نوجوان ہی تھے۔ منیجر غلام حسین بھائی پھر ایک مرتبہ اکیلے رامپورہ گئے غرض کہ پھر بھی کوئی صلاح کا راستہ نکلے لیکن بے سود! آپ کو امید قوی تھی کہ یمانی شیخ میری کچھ رعایت رکھیں گے کیونکہ آپ اُن کی جب سیفی برہانی قافلہ اودے پور آتا بہت ہی خدمت کرتے تھے ہر وقت اپنے ہی گھر میں یمانی کو مع اسٹاف ٹھہراتے۔ اور ہر ممکن

نوٹ ما :۔ سیدی عبدالقادر حکیم الدین صاحب کے والد ماجد باوا ملاخان صاحب کے وطن رامپورہ میں آپ کے زمانے میں ظالم حکومت کی طرف سے ظلم ہوا تھا، مؤمنین مؤمنات اپنی جان بچاکر رامپورہ سے بھاگے اور کوکرنیشر میں دم لیا مولی ان نفوس کو ہر طرح سے سہارا ملا؛ اسی طرح توتھی مظلوموں کو اسی کوکرنیشر میں سہارا ملا ــــــ

بہ دل وجان خدمت کرتے افسوس احسان کا بدلہ اساءۃ ہی سے ملا۔ جب بھائی غلام حسین بھائی ناکامیاب لوٹے تب قافلہ فوراً اودے پور طرف روانہ ہوگیا۔ اور اودے پور آنے کے بعد ۱۲ ربیع الاول عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا شاندار جلسہ کیا ۲۰ ربیع الآخر سیدنا کی سالگرہ تین دن تک زور و شور سے منائی مگر کوٹھار نے کہا کہ یہ تو فقط دکھاوا ہے، اور کلکٹر کی رائے سے مولاتنا فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی شہادت کی مجلس چمن پورہ کی مسجد میں شاندار طریقہ سے کی کیونکہ شبابیوں نے یہ مجلس وجیہ پورہ کی مسجد میں کی تھی اور بہت ہی خوشی اور فتح مبین منائی تھی کہ ہم نے پوتھیوں کو شہر سے باہر کردیا اور انہوں نے بغیر رزا کی مسجد میں مجلس کی حالانکہ بار بار اس مسجد میں کوٹھاریوں نے نماز پڑھی اور پڑھائی ہے پھر ایک ہی سال کے بعد وہ خود بخود تمام مساجد کو چھوڑ کر تھی پول باہر بھٹے کے پاس غمری گودام اور سونی کے نوہرے (محلے) میں نماز و مجلس کرنے لگے۔ پہلے اسی جگہ کو کوٹھار والے وشمرہ کا بھٹا کہتے تھے۔

۲۳ جون ۱۹۷۳ء کا المیہ

یہ دن بوہرہ سماج کی تاریخ میں نہ جانے کس نام سے لکھا جائے گا۔ یہاں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ، کوٹھار نے پوتھیوں کا خاتمہ کرنے کی غرض سے ایک بہت ہی خطرناک خفیہ سازش تیار کی۔ مولاتنا فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی مجلس کے بعد دوسرے دن سب سے پہلے موئید پورہ کی مسجد سے ایک بجے کے قریب سائرن بجایا گیا۔ سائرن بجتے ہی تمام شبابی غنڈے قسم قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہوکر گھروں سے باہر نکل آئے اور جو پوتھی نظر آیا اس پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ یوتھ کے جوان اس ناگہانی آفت سے ایک بار تو گھبرا گئے لیکن فوراً اپنی دفاع کرنے کے لئے میدان میں اتر گئے۔ دونوں طرف سے کافی مار دھاڑ ہوئی۔ لیکن خفیہ سازش کے تحت پھر سائرن بجایا گیا۔ سائرن بجتے ہی تمام شبابی گھروں میں بھاگ گئے اور مسلح پولس محلوں میں آگئی۔ آتے ہی یوتھ والوں کو چن چن کر مارنے اور گرفتار کرنے لگی اتنے میں کرفیو لگا دیا گیا۔ کرفیو لگتے ہی شبابی غنڈے باہر نکل آئے اور مسلح پولس کو پوتھیوں کے گھر بتانے لگے بتائے ہوئے گھروں میں مسلح پولس نے گھس کر خاندان کے ہر مرد و زن کو اس قدر مارا پیٹا کہ سب کے سب لہولہان ہوگئے ظالموں نے ضعیف عورتوں، زچاؤں اور نونہالوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ گھروں میں جتنے بھی مرد ملے انہیں مارتے پیٹتے گھسیٹتے

پولس موٹر تک لے گئے اور رات کے اندھیروں میں انہیں جیل کی کال کوٹھریوں میں بند کر دیا۔ آدھی رات تک یہ تماشا ہوتا رہا بوہرہ کے پچاسوں کارکنوں اور جوانوں کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ دوسرے دن کرفیو میں کچھ چھوٹ دی جانے پر بے شمار عورتوں بچوں اور بوڑھوں نے اپنے زخموں پر محلوں میں موجود "سیفی ڈسپنسری" اور دوسرے پرائیوٹ دواخانوں میں مرہم پٹیاں کروائیں۔ یہ "المناک مناظر" دیکھکر غیر بوہرہ شہریوں کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے رات کے اندھیرے میں تو زیادہ پتہ نہ چلا، صبح کرفیو میں چھوٹ ملنے پر پتہ چلا کہ لاتعداد بوہری جوانوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ سنٹرل جیل قیدیوں سے کھچا کھچ بھر گئی تھی ان میں سے کتنے ہی زخمی لوگ اب بھی تڑپ رہے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا تو کسی کا پاؤں کسی کی ناک پر چوٹ آئی تھی تو کسی کے کان پر، کسی کے سر سے خون بہہ رہا تھا تو کسی کے پشت سے ایسا لگتا تھا مانو سارے لوگ ہلدی گھاٹی سے ابھی ابھی لوٹ کر آ رہے ہوں نہ تو امیدوں کا چیتک (گھوڑا) کہیں نظر آ رہا تھا نہ کوئی تسلی و تشفی دینے والا! شکتی سنگھ (غمگسار بھائی)۔ عجیب عالم تھا۔ مظلوم بوہری دوسرے مظلوم بوہری کو صبر و شکر کی تلقین کر رہا تھا۔ خیر یہ سب ہوا۔ اس کے باوجود کوٹھار اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ بوہرہ کی تحریک اور زیادہ جاندار ہو گئی، یہ حادثہ ان کے لئے پیغام حیات جاوداں لیکر آیا سب ایک ہو گئے سب مضبوط ہو گئے۔ سب متحد ہو گئے کوٹھار کی چالبازیوں سے سب کے سب اچھی طرح واقف ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے سنبھل گئے۔

نعمان معینی کی فتنہ کے بعد قاسم نعمانی کے صلح کے آثار اور وائی۔این کی رخنہ اندازی

جمادی الاخری ۱۳۹۳ھ میں آپس میں صلح کے لئے قاسم بھائی صاحب نعمانی آئے۔ اصلاح پسند بوہری جانبازوں نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھا کر دار الامارت پر لے گئے ان کا بہت اکرام کیا یہ قاسم بھائی صاحب ایک ماہ تک دونوں فریق سے گفتگو کرتے رہے۔ سیدنا قطب الدین شہید کے عرس کی مجلس میں دونوں فریق کو شامل بھی کر دیا اور تمام حالات سے سیدنا صاحب کو واقف کرنے کے لئے احمد آباد گئے قریب تھا کہ وہ اصلاحی پیغام لے کر آ دے پور لوٹیں مگر وائی این نے رخنہ ڈالدیا اور صلح نہیں ہونے دی معاملہ جوں کا توں رہا حتی کہ ۱۳۹۳ھ کا محرم آیا۔ بوہریوں کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ،

مجلس حسین علیہ السلام کس طرح قائم کی جائے؟

یاد رہے کہ تمام مذہبی امور کی
رزا (اجازت) بند کر دی گئی تھی مسجد
میں نماز باجماعت بند کر دی گئی تھی تمام مجالس بند ہو گئی تھیں۔ محرم کی وعظ کی مجالس کرنے کا بھی کوئی انتظام سیدنا صاحب کی طرف سے نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے ضلع کلکٹر صاحب کو ایک خط لکھکر یہ مانگ کی تھی کہ وعظ کی مجلس نہیں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس لئے یوتھ والوں کو مسجد میں وعظ نہ کرنے دی جائے۔ شبابی بوہروں کو حکم دیا گیا کہ آس پاس کے گاؤں میں چلے جائیں۔ یوتھ والوں کے لئے تو سبھی دروازے بند ہو چکے تھے۔ لیکن اودے پور میں خدا کا گھر تو موجود ہے ایک نہیں پانچ مسجدیں موجود ہیں لہٰذا آزادانہ طور پر وعظ کی مجالس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ میرے بڑے بھائی شیخ یعقوب علی اُس وقت تک گوشۂ تنہائی اختیار کئے ہوئے تھے لیکن عاشقانِ امامِ مظلوم علیہ السلام کو ذکرِ حسین سے محروم رکھنا مناسب نہیں تھا لہٰذا انہوں نے ان مجالس کی صدارت کرنا منظور کر لیا۔ اودے پور میں عالموں کی کمی کبھی نہیں رہی۔ اس وقت بھی کئی نوجوان اور بزرگ علماء موجود تھے۔ اُن کی ایک میٹنگ بلاکر تقریروں اور مرثیہ خوانی کا پروگرام تیار کیا گیا۔ جناب غلام عباس جی کھاکر والے، جناب ڈاکٹر عباس علی علوی، جناب فیاض علی وفا، جناب عابد حسین ادیب، جناب صالح محمد نائب وغیرہم نے تقریر کرنا منظور کیا۔ مرثیہ خوانی کے لئے جناب اصغر علی جاوریہ کی پارٹی، جناب مشتاق حسین گمانی کی پارٹی جناب سجاد حسین جے پوری جناب حاتم علی تاج کی پارٹی اور انفرادی طور پر جناب یعقوب علی موتی والے جناب ملا طاہر علی مؤمنجی جناب اکبر علی وغیرہم تیار ہو گئے۔ ان سب لوگوں کے تعاون سے وعظ کی مجالس اس قدر شاندار رہیں کہ اس سے قبل کی سبھی مجالس پھیکی پڑ گئیں۔ بھائی شیخ یعقوب علی نے بھی ہر روز نصف گھنٹہ تک پنجتن پاک علیہم السلام اور شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم کا ذکر کیا نیز عاشورہ کے دن شہادت نامہ پڑھا۔ ان علمی، تواریخی اور پُرسوز تقریروں، مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کی یاد آج بھی تازہ ہے۔ محرم الحرام کی دوسری تاریخ اور یوم عاشور کو شبابیوں نے سخت مزاحمت کی لیکن بے سود۔ اس عمل سے کوٹھار میں زلزلہ آگیا

نوٹ ۱: البتہ روزِ عاشور رونگ لیا شیخ اکبر علی نے موئید پورہ کی مسجد میں صبح و شام شبابہ کے سامنے وعظ تو کی مگر نماز پڑھانے میں پولس کی انتہائی فورس کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔

اور خود سیدنا صاحب نے بمبئی میں تخت پر کہا کہ " یعقوب "طاغوت" یہ مہاری بغیر رزا اودے پورما تخت پر بیٹھی نے وعظ کیدی"۔ اکیلے وعظ کرنے کی اور تخت پر بیٹھنے کی بات بالکل غلط تھی اور ابھی تک واعظین تخت پر نہیں بیٹھے ہیں۔ تخت پر بیٹھنا تو درکنار خاص الگ کوئی فرش پر بھی نہیں۔

راقم کی اودے پور کو روانگی

اُس سال عاشور کی وعظ الاقل نے سورت میں طاہر بھائی کمخواب والے کے گھر میں کی تھی اور اسی روز آقا حسین مظلوم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ لے کر میں نے وطنِ عزیز اُودے پور جانے کا عزم کر لیا۔ بالکل خفیہ طور سے تاریخ چودھویں میری بیٹی شہر بانو مظلومہ کو لیکر اودے پور جانے کے لئے نکلا (شہر بانو مظلومہ اس لئے کہ برہانی کوٹھار نے بڑی بے رحمی سے اس کی طلاق کروائی تھی[1])۔ اودے پور اور بمبئی میں میرے رشتہ داروں اور احباب میں میرے متعلق سخت بےچینی تھی کیونکہ ان کو بمبئی کے ایک معتمد رئیس کے ذریعہ یہ راز معلوم ہو گیا تھا کہ کوٹھار کی طرف سے مجھ پر قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے بحمد اللہ جب میں صحیح سلامت وطن پہنچ گیا احمد آباد تک میرے بھانجے یحییٰ بھائی اور ذاکر حسین علی میانجی والے

نوٹ [1]:۔ اسی طرح کوٹھار نے سینکڑوں طلاقیں کروائیں اور آباد گھروں کو اجاڑا۔ ایک اور مثال حسب ذیل تحریر سے ملاحظہ کیجئے۔ سیف الدین اکبر علی دہلی والے سے اُن کی بیوی سکینہ بنت سجاد حسین قربان حسین کنوار یہ نے کوٹھار کے حکم سے طلاق طلب کی اس کے والد نے اس طرح تحریر لکھ دی داؤدی بوہرہ جماعت کے سکریٹری صاحب کو ـــــ اودے پور مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۸۰ء۔ بخدمت جناب سکریٹری صاحب داؤدی بوہرہ جماعت (اودے پور) ۔ محترمی! گذارش ہے کہ میری بچی سکینہ بانو بنت سجاد حسین کنواریہ والا ساکن اودے پور کا نکاح سیف الدین ابن اکبر علی دہلی والا ساکن محلہ نجم پورہ اودے پور کے ساتھ ہوا تھا۔ ہم چونکہ ۱۹۷۳ء کو اس نکاح کو انجام پائے ایک عرصہ بیت گیا ہے، اس درمیان میں یوتھ اور شباب کے اختلافات پیدا ہو گئے۔ میرے داماد اور ان کے خاندان کے لوگ بوہرہ یوتھ سے تعلق رکھتے ہیں اور میں اور میری بچی شباب سے تعلق ہیں۔ اپنے مذہبی رہنما کے فرمان کے مطابق ہم یوتھ والوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے اور اسی وجہ سے میں اور میری بچی اور میرے گھر کے لوگ اب ہمارے اور سیف الدین اکبر علی دہلی والے کے درمیان کوئی رشتہ قائم رکھنا نہیں چاہتے۔ میری بچی سکینہ بانو جس کا میں ولی ہوں اور جس کے دستخط نیچے منظوری کے طور پر کئے گئے ہیں اور اس رشتہ کو بخوبی توڑنا چاہتی ہے اور طلاق قطعی کی خواہشمند ہے۔ لہٰذا ہم لوگ یہ رشتہ توڑنے پر مجبور ہیں اور آپ سے درخواست ہے کہ میرے داماد سیف الدین اور میری بچی سکینہ بانو کے درمیان قطعی طلاق کروانے کی مہربانی کریں۔

فقط :۔ دستخط (سجاد حسین قربان حسین کنواریہ والا)

سجاد حسین نجم پورہ ۔ اودے پور

سکینہ بانو

(اس خط کی اصل کاپی داؤدی بوہرہ جماعت اودے پور کی آفس میں موجود ہے) رجسٹرڈ شدہ ۳۴۳ ـــ راقم الحروف محمد علی کی بیٹی شہر بانو کی طلاق (جو کوٹھار نے کروائی) کے متعلق میرے داماد شیخ سیف الدین کے آٹھ خطوط موجود ہیں جس میں انہوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ کوٹھار کے جبر تہدید میں طلاق دینے پر آمادہ ہوا ہوں۔ اس خطوط کا تذکرہ تھوانی کمیشن کی رپورٹ میں نمایاں طور پر آیا ہے۔ قارئین حضرات بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ اس زمانہ میں معاویہ والی سیرت پر کوٹھار چل رہی ہے ـــــ

مجھے لینے کے لئے آئے تھے اور اودے پور اسٹیشن پر بھی رشتہ داروں اور احباب نے استقبال کیا۔ ان کو بہت
ہی خوشی ہوئی فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ وَاَخْرَجَنِیْ مِنَ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَہْلُہَا وَجَعَلَ
لِیْ مِنْ لَّدُنْہُ وَلِیًّا وَّجَعَلَ لِیْ مِنْ لَّدُنْہُ نَصِیْرًا فَلَہُ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ کَبِیْرًا کَبِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔
پندرہویں تاریخ سیدنا حاتم اعلی اللہ قدسہ کے عرس کے مبارک موقع پر میں اودے پور پہنچا۔ ۱۳۶۶ھ میں
جب ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم ہوئی اُس وقت میں ماہِ رمضان کی خدمت کے لئے ایبٹ آباد گیا تھا۔
تقسیم کے بعد ہر طرف خونریزی ہوئی وہاں مقید ہوگیا۔ سخت پریشانی کے عالم میں میں نے سیدنا حاتمؒ کی
بارگاہ میں راولپنڈی میں ۲۲-۱۱-۱۳۶۶ھ التجائی قصیدہ لکھا۔ ابھی التجا ختم ہوئی تھی کہ راستہ کھلنے کی خبر
ملی اور میں صحیح سلامت براہِ کراچی و بمبئی اودے پور پہنچ گیا آقا حسین علیہ السلام اور سیدنا حاتم قس نے
فوراً میری حاجت روائی کی فالحمد للہ میری بہن عاتکہ بائی اور بہنوئی جناب غلام عباس بھائی کی انتہائی
کوشش تھی کہ میں اودے پور پہنچ جاؤں انہوں نے میرے لئے مکان کو بھی کرایہ دار سے خالی کروا کے تیار
رکھا تھا سورت میں حسین بھائی سنجاوالا نے مجھے اودے پور پہنچانے کی بہت کوشش کی اودے
پور جانے کے بعد یوں تھی بہن بھائیوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا ہر روز میرے گھر پر ملنے والوں کا تانتا
بندھا رہتا ہم مظلوم لوگ ایک دوسرے کو اپنی غمناک داستانیں سناتے اور خدا کا شکر ادا کرتے کہ اس
ہر حال میں صبر و شکر سے کام لینے کی جرأت و ہمت عطا کی ہمیں حق و صداقت پر قائم رکھا۔
فرصت کے اوقات کو میں نے تصنیف و تالیف میں صرف کرنا شروع کر دیا میری قیمتی کتابوں کا پورا
خزانہ کو ٹھار نے سورت میں لوٹ لیا تھا وہاں میرے پاس (قرآن مجید اور ایک خاص پیٹی کے سوا جو
جبلپور میں تھی ظالموں کی بدنظر سے بچ گئی) کوئی کتاب نہیں تھی نہ کوئی بھی شخص دے سکتا تھا۔ سورت
کی اس تین سالہ نظر بندی اور برأت کے دوران راقم نے قرآن مجید مع ترجمہ لکھا اور دعائم الاسلام
جلد اول و ثانی، شرح الاخبار جزء اول و ثانی جو مجھے کسی محب سے سورت میں ہی مل گئی تھی۔ پھر اودے پور
میں آنے کے بعد لمعیات، النجم الثاقب، حکیمی سیرت، لقمانی سیرت کا ترجمہ کیا، میری سوانح زندگی لکھی
جس کا عددی نام "غمناک دردناک" رکھا، اور کتاب امام اسماعیلؑ (تصنیف شیخ حسن علی صاحب سانگیوروالا) کو نقل کیا۔ اودے پور میں آنے کے بعد کتب ملنے لگے تو میرے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید مترجم کے
تفسیری حاشیے لکھے۔ یہ ادھورا کام پورا ہوا غرض کہ تصنیف تالیف کو ہی اپنی زندگی کا بہترین ذریعہ

بنالیا تاکہ اپنی دَور روزہ زندگی میں یہ نیک کام تو کر جاؤں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گذشتہ دنوں میں یہ کام کافی آگے بڑھ گیا۔ مؤمنین کی زبردست خواہش کو دیکھکر میں نے مجلسوں میں، نماز کے اوقات میں، صبح کی نماز کے بعد، فاصلہ راتوں میں وثیق کے بعد وسیلہ کے دوران، نصف شب کو نصف اللیل اور تہجد کی نماز کے بعد ہر اتوار کے دن صبح آٹھ بجے مؤید پورہ کی مسجد میں مستقل طور پر نشست رکھکر، ماہِ صیام میں ہر روز صبح نماز کے بعد مجلس تلاوت قرآن مجید کے دوران، ماہانہ ہر دسویں رات، موالی طاہرین کے ہر عرس کی مجالس میں، مذہبی اور علمی و تواریخی و فقہی و فلسفی بیانات کرنے کا سلسلہ قائم کیا اور گھر میں عربی تعلیم کا حلقہ قائم کیا جس میں جناب ڈاکٹر عباس علوی و ڈاکٹر شبیر بھائی جیپوری پیش پیش رہے اس درمیان یو تھ والوں نے کوٹھاری رزا کو خیر باد کہکر مذہبی امور کے عمل کو شرع محمدی و فاطمی دعوت کے نہج کے مطابق شروع کر دیا تھا ۱٦ مارچ ١٩٧٥ء ٥ ربیع الاول ١٣٩٥ھ کے تاریخی جشن اجتماعی نکاح ٧٩ اُنھیاسی جوڑے کی ادائیگی میں حصہ لیکر میں نے عملی طور پر ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے مؤمنین کی خدمت کرنا شروع کر دی۔ اس پر کوٹھاریوں نے مجھے احمق اور میرے بھائی شیخ یعقوب علی کو طاغوت کہنا شروع کر دیا۔ عصر حاضر کے بہت بڑے نامی گرامی مفکر برٹرینڈ رسل کا کہنا ہے کہ ہم سب لوگوں نے اپنی عقل کی آنکھوں پر اپنی اپنی پسند کے رنگ والے شیشوں کے عینک لگا رکھے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر شخص اُسی رنگ کا دکھائی دیتا ہے اور ہم ویسا ہی دیکھنا بھی چاہتے ہیں۔ لہٰذا کوٹھاریوں کی جیسی فطرت تھی جیسے ان کے اعمال تھے جیسی اُن کی سیرت تھی ویسے ہی لوگ ان کو نظر آئیں تو اس میں کیا تعجب ہے۔ ہم نے نہ تو مذہبی رہنما یا پیشوا یا ولی یا ہادی ہونے کا دعویٰ کیا نہ کوئی نیا فرقہ قائم کیا نہ کوئی نیا عقیدہ اپنایا۔ البتہ سابق سیدنا صاحب نے داعئ مطلق، داعئ منصوص ہونے کا غلط دعوےٰ کیا تھا اتنا ہی نہیں ناگپور (اپیل) کیس میں تو امام الزماں کو خیالی ہستی تک کہدیا اور خود زمین کے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ موجودہ سیدنا بھی ایسا ہی دعوےٰ کرتے ہیں اپنے سامنے لوگوں سے سجدہ کرواتے ہیں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ اور پاؤں چمواتے ہیں ان کی قسم قسم کی بدعتوں میں دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ قارئین حضرات خود فیصلہ کرلیں کہ طاغوت کون ہے۔

اجتماعی نکاح کے بعد میری بیٹی نفیسہ کا منصور علی جیواجی کھتے والے کے ساتھ پہلا انفرادی نکاح ہوا پھر ١٩٧٨ء ١٣٩٨ھ تک سات اجتماعی نکاح کے اور دَور ہوئے اور بہت سے انفرادی۔ ابھی ١٤٠٠ھ تک

۲۹۲

دو سو بیانوے نکاح اود ے پور میں، اور سورت، بمبئی، مالیگاؤں، انگلینڈ، سوئڈن، سیلون وغیرہا میں قریب سو نکاح ہوئے اور ہوتے رہیں گے الحمد للہ کہ مدت مدیدہ کی کوٹھار کی ظالمانہ قید سے نجات ملی۔ ہم نے ان نکاحوں میں مسلم قاضی صاحبان کو بھی شامل کیا تاکہ کوٹھار کے ناگفتہ بہ الزام سے بچ سکیں۔ کوٹھار تو مسلم قاضی کے نکاح کو حرام نہیں کہہ سکتی اور اگر وہ ایسا کہتی ہے تو یہ اس کی بے جا ہٹ دھرمی ہی ہے کیونکہ خود سابق سیدنا صاحب کے والد سیدنا برہان الدین صاحب نے امۃ اللہ بائی کے ساتھ نکاح کیا جس سے صالح بھائی صاحب صفی الدین (مکاسر) اور ابراہیم بھائی صاحب زین الدین (راس الحدود) پیدا ہوئے۔ امۃ اللہ کی والدہ مسلم عورت تھی اس کا نکاح سنگاپور میں حیدر معطی والے رئیس کے ساتھ ایک مسلم قاضی نے پڑھایا۔ میرے سامنے بدری جناب نے اس کی تصدیق کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے اور مزید یہ بھی کہا کہ ایک روز علی بھائی وجیہی نے صالح بھائی صاحب صفی الدین کو کہلایا کہ آخر آپ ہیں کس ماں کے بیٹے؟ صالح بھائی صاحب بہت غصہ ہوئے۔ بدری جناب سے میری یہ بات بتاریخ ۸ رجمادی الاخری ۱۳۸۲ھ میں سورت میں ہوئی تھی۔ سابق سیدنا نے "عبدفاطمہ نکاح کیس" میں صلح کی اور مسلم قاضی کے نکاح کو جائز کہنا پڑا۔ فیض اللہ بھائی ہمدانی نے کوٹھار کی رزا بغیر اپنے بیٹے حاتم بھائی کا نکاح پڑھایا اس نکاح سے پیدا ہونے والی حاتم بھائی کی بیٹی کا نکاح موجودہ سیدنا کے سالے کے ساتھ ہوا ہے۔ اب بتائیے ہمارے نکاح ناجائز کیسے؟ اسی لئے کوٹھار ہمارے ان نکاحوں کو ظاہر میں ناجائز کہنے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ آج تک نسیم سحر کو بھی صراحۃً ایسا کہنے کی جرأت نہیں ہوئی البتہ خانگی مجلسوں میں دبی آواز سے ضرور کہہ دیتے ہیں۔ ہماری ان شادیوں کا ہر مذہب و ملت کے لوگوں، پیشواؤں اور دھرم گروؤں نے خیر مقدم کیا، مسلمان قاضیوں، ہندو دھرم کے مہنتوں، عیسائی مذہب کے پادریوں، پارسی مذہب کے عالموں نے ان کو قابل صد تحسین و آفرین قرار دیا۔ دنیا بھر کے اخباروں، ریڈیوں اور ٹیلیویژنوں نے ان کا استقبال کیا۔ یہ واقعہ بوہرہ قوم کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و ملت کے لئے ایک آدرش ایک نمونہ ایک قابل تقلید کارنامہ تسلیم کیا گیا۔ بی بی سی لندن، وائس آف امریکہ، شری لنکا ریڈیو، پیکنگ ریڈیو، پاکستان ریڈیو وغیرہا نے ایسے ایک تاریخی اقدام بتلایا۔ ایسی حالت میں حقائق کو توڑ مروڑ کر نسیم سحر اور اس کے جیسے کوئی کچھ بکواس لکھ دے یا کہہ دے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں ؎

صدائے خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جھوٹی بکواس کا پلندہ "اودے پور حقیقت کے آئینے میں"

جیسا کہ اُوپر اشارہ کیا گیا ہے اودے پور میں شیخ فخر الدین دموی اور شیخ محمد حسین ہوشنگ آبادی نے معافی و میثاق، برأت اور اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ مؤمنین میں زبردست فتنہ و فساد برپا کیا۔ داؤدی بوہرہ قوم میں "شباب اور مخلصین" نام کا ایک الگ کٹر، متعصب اور ضدّی فرقہ قائم کر لیا اُن کے دلوں میں نفرت و عداوت کا زہر ہلاہل بھر دیا، اُن کی اشتعال انگیزی سے نہ صرف بوہرہ واڑی بلکہ سارے اودے پور کی زندگی میں خلل پڑنے لگا۔ دن رات لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ سے جنتا اور سرکار تنگ آ گئی۔ آخر کار ضلع حکام نے راجستھان سرکار کے ذریعہ کوٹھار کو مجبور کیا کہ ان فتنہ گروں کو اودے پور سے ہٹا دیا جائے۔ تب کوٹھار نے انہیں اودے پور سے ہٹایا۔ محمد حسین ہوشنگ آبادی اپنی وفاداری اور خدمتگذاری کا انعام و اکرام حاصل کرنے کی غرض سے بمبئی میں پاک موڈیہ اسٹریٹ میں بمبئی کی "انجمن شیعت علی" کے زیر اہتمام ہوئے عام جلسہ میں خود پر ہوئے من گھڑت مظالم کی داستان بیان کی اور پوتھ والوں کے خلاف کافی بکواس کی۔ اس کے علاوہ "اودے پور حقیقت کے آئینے میں" نامی ایک کتابچہ بھی شائع کیا۔ اس کتابچہ میں اوّل سے آخر تک غلط واقعات بیان کئے، جس میں حقیقت کا نام و نشان نہیں۔ یہ غلط واقعات اس انداز سے بیان کئے گئے ہیں کہ نام نہاد مخلصین مشتعل ہو جائیں اور پوتھ والوں کو ظالم جابر سمجھنے لگیں۔ اس شرارت آمیز اور فتنہ ساز کتابچہ کا مدلل جواب ہم نے ایک الگ کتاب کی صورت میں تحریر کر دیا ہے جو عنقریب شائع کی جائے گی۔ یہاں اتنا ہی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ کتابچہ بالکل غلط اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ صحیح حقیقت یہ ہے کہ نماز جنازہ کی رزا کے لئے پوتھی مومنین ان کے پاس جاتے اجازت نہیں ملتی میتیں بے گور و کفن پڑی رہتیں رزا کے بدلے اینٹوں کی بارش ہوتی انتہائی ایذا رسانی ہوتی شبابی حملوں کے جواب پوتھیوں کی طرف سے ملتے کوٹھار فقط ایک ہی طرف جھکی رہی اور آج بھی ہے۔ دونوں فریق کے آج بھی نئے کیس عدالت میں چل رہے ہیں خصوصاً گلیاکوٹ، کانڈ، اور مسجد موید پورہ کانڈ کا کیس۔ یہ دونوں کیس بالکل اہم ہیں جن کو حکومت دبائے بیٹھی ہے[1]۔

نوٹ [1] ڈیوڈھی کیس بحمد اللہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۰ء ۱۵ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ اس اہم کیس کا فیصلہ مظلوم پوتھیوں کے حق میں نکلا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد موید پورہ کی خونی داستان

۱۳۹۴ھ کے عیدالاضحیٰ کی نماز شبابیوں نے ہندوؤں کے ایک سونی نوہرے (محلّے) میں پڑھی جو ایک ایسی جگہ تھی کہ وہاں نماز پڑھنا پڑھانا شرعاً ناجائز تھا۔ اس طرح وہ اب مساجد کو چھوڑ کر خانگی نوہروں اور گوداموں میں نمازیں ادا کرنے لگے اور اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح موید پورہ کی مسجد پر اور دارالامارۃ پر خاص طور پر قبضہ کرلیں تاکہ اس میں ایک بھی بوتھی نہ آسکے۔ اُن کی یہ حرکت محض بیہودی حرکت ہے کہ عامۃ تمام بلاد کی طرح اودے پور میں بھی مساجد پر خاص اُن کا ہی قبضہ رہے ایسی حالت میں کوٹھار کا یہ الزام لغو اور لچر ہے کہ اودے پور کی مساجد پر بوتھی بیہودیوں کا قبضہ ہے" مساجد پر خالص قبضہ کرنے کے لئے ۱۳۹۵ھ کے عشرۂ مبارکہ میں ماذون خزیمہ قطب الدین گلیاکوٹ آئے اور خاص منظم سازش کے تحت خونی کارروائی کی۔ محرّم کا مہینہ شروع ہونے سے کچھ دن قبل ضلع حکام نے بوتھ کے کارکنوں کو بلاکر کہا کہ "موید پورہ کی مسجد شباب گروپ کو دیدو ورنہ انجام ٹھیک نہیں ہوگا۔" بوتھ کے کارکنوں نے کہا کہ "مسجد کھلی پڑی ہے اُس میں ہر کوئی آسکتا ہے اگر شباب والے محرّم کی مجلس کرتے ہیں تو ہم ان میں شامل ہونے کو تیار ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ہمیں مجلس میں شرکت نہ کرنے دیں۔ اگر وہ مجلس کا اہتمام نہیں کرتے تو ہم کریں گے اُن میں وہ لوگ بخوشی شرکت کریں، ہم انہیں نہیں روکیں گے۔ حسب دستور پانچ مجلسیں مؤید پورہ کی مسجد میں اور پانچ وجیہ پورہ کی مسجد میں ہونگی۔ مسجدیں خدا کی عبادت اور دیگر مذہبی مجالس کے لئے ہوتی ہیں ان میں ایک گروپ کو جانے دینا اور دوسرے کو روکنا ٹھیک نہیں ہے۔ ہم داؤدی بوہرے ہیں ہمیں بوہرہ جماعت سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ مسجدیں ہمارے باپ داداؤں نے بنائی ہیں ہمیں ان میں داخل ہوکر عبادت یا مجلس کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ حکومت کو ہمارے مذہبی معاملات میں اس حد تک دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اگر ہمیں مسجدیں جانے کا حق نہیں ہے

(صفحہ ۶۳ کا بقیہ) ۷ ہم بزرگوں اور جوانوں پر شبابیوں نے کیس کیا تھا اس میں ان سب پر پچاس ہزار روپے کا سامان لوٹنے کا گھر جلانے کا الزام بھی لگایا تھا لیکن بتاریخ مذکورہ اس کا فیصلہ بوتھی مظلوموں کے حق میں نکلا اور فیصلے میں سبھی کو فاضل جج نے باعزت بری کردیا۔ اس فیصلے کو جج صاحب نے ایک ڈرامہ سے تعبیر کیا اس میں شباب کے عامل شیخ شرف علی کی زبانی یہ بھی کہ "ہم نے یہ کیس بوتھ والوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے کیا ہے اگر وہ میثاق لے لیں تو ہم کیس ختم کردیں گے وغیرہ۔ اس فیصلے کے بعد انجمن شیعۃ علی کی مذکورہ کتاب "اودے پور حقیقت کے آئینے میں" بالکل رد باطل ہوگئی اور جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئی والحمدللہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔۔۔

توسیدنا صاحب اور اُن کے شباب لوگ عدالت سے ممانعت کا حکم (STAY ORDER) لائیں اور ہمارے خلاف عدالت میں مقدمہ چلائیں۔" ضلع حکام نے کہا "یہ سب ہم نہیں جانتے ہیں تو اوپر سے حکم ہے کہ آپ کو مسجد میں جانے سے روکیں اور مسجد مؤید پورہ شباب گروپ کو دلوادیں۔ آپ دوسری مسجدوں میں مجلس کرلیں۔" یوتھ والوں نے صاف صاف کہدیا کہ "ہمیں یہ بات منظور نہیں ہے۔" اور چلے آئے اُس کے بعد بار بار کارکنوں کو بلاکر ڈرایا دھمکایا۔ یوتھ والوں نے صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت سے رجوع کیا لیکن کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ محرم کی پانچ تاریخ کو پھر ضلع حکام نے بلاکر کہا کہ اگر مسجد مؤید پورہ شباب والوں کو نہیں دی تو ہم تم کو کچل دیں گے (we will crush you) جب حکومت نکسل وادیوں کو کچل سکتی ہے تو تم کیا ہو۔ اچھی طرح سوچ لو۔ آج چار بجے تک ہمیں جواب مل جانا چاہیئے ورنہ ہم تم سب کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیں گے اور مسجد پر قبضہ کرلیں گے۔" ان کارکنوں نے ایک ہنگامی میٹنگ بلاکر سارے حالات کا جائزہ لیا۔ یہ طے پایا کہ تمام خاص خاص کارکنان انڈر گراؤنڈ (under ground) چلے جائیں اور دوسرے کارکنان باہر رہ کر مورچہ سنبھالیں اور انڈر گراؤنڈ کارکنان سے رابطہ قائم رکھیں کسی بھی حالت میں مسجد سرکار کو نہ سونپیں۔ مؤید پورہ اور وجیہ پور کی مسجدوں میں عشاء کی نماز کے بعد کافی تعداد میں مؤمنین جمع ہوجائیں اور یوم عاشورہ تک باہر نہ نکلیں۔ اُسی دن حکومت کی جانب سے بوہرے محلوں میں مسلح فوجی پہرہ لگایا گیا۔ محلوں میں مسلح پولس گشت لگانے لگی، جماعت خانہ میں بہت بڑی تعداد میں فوجیوں کی چھاؤنی لگادی گئی تمام محلوں میں خوف وہراس کی فضا ساری ہوگئی دفعہ ۱۴۴ لگادی گئی۔ یوتھی مرد وزن بڑی تعداد میں شب کو دونوں مسجدوں میں جمع ہوگئے قرآن مجید کی تلاوت اور مرثیہ خوانی سے ساری رات زندہ کی گئی۔ نصف اللیل اور تہجد کی نماز پڑھکر باری تعالیٰ کے دربار میں دعائیں مانگی گئیں۔ آخر کار رات تمام ہوئی۔ سنہ ۱۳۹۵ھ محرم کی ۶ چھ تاریخ کا سورج طلوع ہوا سردی اپنے شباب پر تھی۔ دنیا والے سردی سے بری طرح کانپ رہے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد رات بھر جاگنے کے سبب زیادہ تر لوگ کپڑے بدلنے نہانے دھونے کھانا پکانے وغیرہ کی غرض سے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ تھوڑے سے ضعیف العمر آدمی اور چند عورتیں اور بچے بچیاں مسجد میں رہ گئیں۔ حسب سابق میرے بھائی شیخ یعقوب علی نے وعظ کی مجلس کی صدارت کی۔ اور مرثیہ خوانی شروع ہوئی۔

کچھ دیر میں مسلح پولیس کی حفاظت میں شباب گروپ کے قریب تین سو آدمی مسجد میں داخل ہوئے۔ سفید ٹوپیاں اور سفید اچکن سے ملبوس ان لوگوں سے مسجد میں موجودہ لوگ فریب میں آگئے انہیں اپنے بھائی سمجھ کر مسجد میں اُن کو بیٹھنے کے لئے جگہ دینے لگے۔ لیکن ان لوگوں نے اپنے جُوتے اور بوٹ نہ اتارے اور سیدھے مسجد کے اندرونی حصّہ میں قبلہ کے پاس چلے گئے پھر اچانک وہاں سے مورچہ بنا کر بوہھی مؤمنین کے پیچھے کھڑے ہو کر وظا تفنا پڑھنے لگے اس کے بعد ایک شخص زور سے چلّایا "جہاد کا وقت آگیا ہے" "دعوت کے دشمنوں کو ہلاک کردو" "دعوت پر قربان ہوجاؤ" یہ سنتے ہی شبابیوں نے اپنے کپڑے میں چھپا کر لائے ہوئے چاقوؤں، چھریوں، سائیکل چینوں، الیسڈ بلبوں وغیرہ سے بوہھیوں پر خونی حملہ کردیا (سونی کے نوہرے میں یہ ہتھیاروں کی تقسیم ہوئی تھی) مسجد کا صحن میدانِ کربلا بن گیا۔ نیچے شبابی غنڈے بوہھیوں کو بری طرح مار رہے تھے اور اوپر کی منزل پر شبابی عورتیں گھس کر بوہھی عورتوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اندر بوہھیوں کی چیخ پکار بلند ہو رہی تھی واحُسینا واحُسینا کی دردناک آوازوں سے مسجد گونج رہی تھی بھاگ دوڑ مچ رہی تھی خون بہہ رہا مسجد کی آرائش کا سامان باہر پولیس چپ چاپ کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی جب شبابی غنڈے اچھی طرح بوہھروالوں کو مار کاٹ چکے تب پولیس حرکت میں آئی۔ شبابی غنڈے اُن کے آتے ہی پچھلے دروازوں سے بھاگ گئے اور پولیس والوں نے بوہرہ کے مرد و زن پر ہی اندھا دھند لاٹھیاں برسانا شروع کردی شہریوں کے جان و مال کے محافظ ہی شہریوں کے جانی دشمن بن گئے۔ مسجد کی تمام ٹیوب لائٹ پھوڑ دی گئیں۔ شبابی حملہ آور جوتیاں پہنے ہوئے تھے اور بوہھی کھلے پَیر تھے جب پولیس مسجد میں گھس آئی تب انہوں نے کھلے پَیر والوں پر لاٹھی چارج کیا کیونکہ پولیس کے نزدیک یہ نشانی تھی کہ کھلے پَیر والے بوہھی ہیں۔ ایک بیس سالہ لڑکی مسجد کی دو منزل اوپر سے نیچے پھینک دی گئی۔ پولیس نے مسجد میں مؤمنات کی بے عزّتی کی جس کا ذکر لکھنے سے قلم لرزتا ہے شام کو اسپتال سے تمام زخمیوں کا برسرِ بازار گشت نکالا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر تمام خلقت رو رہی تھی اور ظالموں پر پھٹکار برسا رہی تھی۔ جب مسجد میں یہ خونی واقعہ ہوا آناً فاناً یہ خبر مسجد سے باہر بوہھیوں کو پڑی وہ سب لوگ سر پر کفن باندھ کر مسجد کی جانب دوڑے۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے فوج اور پولیس پر قابو پالیا لاٹھی چارج کرنے سے انہیں روکا مسجد سے زخمی لوگوں کو نکال کر اسپتال پہنچانا شروع کیا تقریب ڈھائی سو افراد بُری طرح زخمی ہوئے اور لاتعداد دوسرے افراد کو معمولی چوٹیں آئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اسپتال میں چاروں طرف خون کی بوندیں نظر آرہی تھیں۔ زخمیوں کے خون سے وہاں بھی خون بہہ رہا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں دوسرے مذاہب کے لوگ یہ دردناک منظر دیکھنے کو جمع ہو گئے تھے اور ظالموں کو کوس رہے تھے۔ میرے بھائی شیخ یعقوب علی ظالموں کے اول نشانہ تھے سب سے پہلے انہیں کو ایک لنگڑے شبابی نے لات ماری اور مجلس میں سے اٹھ جانے کو کہا مگر کچھ لوگوں نے اپنی جان پر کھیل کر مسجد سے صحیح سلامت بچاکر قریب کے داؤد محمد جی والے کے ایک مکان میں پہنچا دیا (بچانے والے بھی بُری طرح زخمی ہوئے اور رجب علی نوّے سالہ بزرگ کو اتنی حد تک مارا کہ وہ انتہائی تکلیف کے بعد اسپتال میں انتقال کر گئے رحمہ اللہ وغفرلہٗ) راستے میں ان پر خوب پتھراؤ ہوا مگر وہ بچ نکلے۔

اِس درمیان مؤید پورہ میں آنسو گیس چھوڑ دی گئی اور ایسا پوڈر بھی پھینکا گیا جس سے زخم زیادہ گہرا ہو جاتا ہے چاروں طرف سے فوج اور مسلح پولیس نے مسجد کو اپنے حلقہ میں لے لیا تھا۔ کرفیو آرڈر لگا دیا گیا خستہ و خراب مسجد کو فوجی رنگروٹوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا تین دن تک اُس پر فوج کا قبضہ رہا۔ آٹھویں شب کو سرکار نے اندھیرے میں مسجد کے تمام شکستہ سامان کو نگر پالیکا کی ٹرکوں میں بھر کر لے گئی اور مسجد کی صفائی کروا دی۔ گیارہویں تاریخ تک تالے پڑے رہے اور پولیس کا پہرہ رہا لیکن بارہویں شب کو پولیس نے علی محمد بھائی ہتیا والے کو جو مسجد کے منتظم تھے مسجد کا قبضہ دے دیا بارہویں تاریخ مذکور علی محمد بھائی اِبن کالوجی نے بلند آواز سے اذان دی اور بوہریوں کی نمازیں اور مجلسیں بدستور چالو ہو گئیں یہ بھی اللہ سبحانہٗ کی بوہریوں پر بڑی ہی رحمت تھی کہ بجائے شباب ان کو پولیس نے بلاکر قبضہ دیا الحمد للہ۔

اُدھر اسپتال میں ہر وارڈ میں مجروحین کا علاج سرگرمی کے ساتھ کرایا گیا بوہری گروپ کے جتنے بھی بوہرہ ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں تھیں اُن سب نے خدمت کرنے میں دن رات ایک کر دیا۔ تیسری طرف

نوٹ نمبر ۱:- پوڈر پھینکنے والا ایک شبابی اصغر علی جو پپیسا والا کہلاتا ہے چند مدت کے بعد اسی پوڈر کے زہر سے مر گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ سڑ گئے تھے۔ آخری وقت میں زار و قطار رو کر کہتا تھا کہ اسی ہاتھ سے میں نے مسجد میں زہر ملا پوڈر پھینکا تھا آج مجھ کو اس کی سزا مل گئی۔

نوٹ نمبر ۲:- ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ خان پورہ کی مسجد میں شبابی نائب عامل شیخ شرف علی حاضر عامل شیخ طاہر کے حکم سے چند شبابی مردوں اور عورتوں کو لے کر نماز کے بہانہ سے گھس گئے تاکہ بتدریج اس مسجد پر قبضہ ہونے کے بعد مؤید پورہ کی مسجد پر بالکل قبضہ جمالیں اور بوہری لوگوں کو آنے سے روکیں۔ خانپورہ کے چند بوہری نمازیوں نے سخت مزاحمت کی اور شبابیوں کو قبضہ کرنے سے روکا۔ اسی طرح مؤید پورہ کی مسجد میں ہوا۔ اور حکومت کی طرف سے بھی استناعی حکم آگیا کہ ۱۹۷۵ء میں جن والوں کو قبضہ سونپا گیا تھا وہی قبضہ برقرار رہے گا۔ اس طرح شبابیوں کی جب تک مصالحت ہو یہ آخری کوشش بھی ناکام رہی۔

پولیس کارروائی کے لئے بوتھ کا ایک گروپ الگ سے لگ گیا جو تھی طرف جناب ڈاکٹر اشفاق اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا انہیں چھڑانے کی کارروائی میں کچھ لوگ لگ گئے۔ اس واقعہ کے سبب محرم کی چھٹی تاریخ کو ہی جتنے لوگ انڈر گراؤنڈ چلے گئے تھے وہ باہر نکل آئے اور حکومت سے لوہا لینے کے لئے میدانِ عمل میں اتر گئے - اس خونی واقعہ کے بعد یعنی چھٹی محرم کے بعد ساتویں تاریخ صبح سویرے منہ اندھیرے ہی سارے شبابی بوہرے موٹر بسوں سے اودے پور سے نکل کر آس پاس کے گاؤں بھاگ گئے جن غنڈوں نے حملہ کیا تھا وہ گلیا کوٹ بھاگ گئے اودے پور میں صرف بوتھی بوہرے رہ گئے۔

نسیم سحر نے اس صحیح واقعہ کو بالکل غلط پیش کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ "بوتھی تین ہزار (۳۰۰۰) تھے اور ہتھیار لئے ہوئے تھے اور انہوں نے ہی حملہ کیا - اذانیں کھول دی (معاذاللہ، شرم شرم) شبابی زخمیوں کو بوتھ والوں نے بتایا کہ یہ تو ہمارے ہیں بوتھیوں نے مسجد کا خالص قبضہ کر رکھا تھا اس لئے شبابیوں نے ۱۲؍ جنوری ۱۹۷۵ - ۱؍ محرم ۱۳۹۵ھ حکومت کو مؤید پورہ کی ایک مسجد کے لئے عرض کی حکومت نے وعدہ کیا"۔ پھر نسیم سحر رقمطراز ہے کہ " شباب کی ایک بڑی جماعت مسجد میں ذکرِ حسین نہ کر سکے ؟ اور یعقوب تخت پر چڑھے ؟ اس انقلاب کا جواب انقلاب سے ہی اٹھایا جا سکتا تھا" اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا...

یہ ہے نسیم سحر کا خلاصہ ..... درآنحالیکہ حقیقت یہ ہے کہ سونی کے نوہرے سے شبابی غنڈے ہتھیاروں کو کپڑے کے اندر چھپا کر منظم طور سے مسجد میں آئے حالانکہ ۱۴۴ دفعہ لگی ہوئی تھی تو کیا یہ دفعہ بوتھ والوں کیلئے تھی ؟ شبابیوں کے لئے نہیں ؟ شباب قریب تین سو تھے اور بوتھ والے بہت ہی کم اور وہ بھی بزرگ لوگ بوتھ والے اودے پور میں آٹھ نو ہزار ہیں اور شباب تین چار ہزار - بوتھ والے مجلسِ حسین میں قومی لباس میں نہتے بیٹھے ہوئے تھے اور شباب مسلح ہو کر آئے تھے اور انہوں نے ہی حملہ کیا جبکہ بوتھ والوں کو اس کا وہم تک نہ تھا - زخمی بوتھ والوں کی تصاویر موجود ہیں جانچ کر لی جائے۔ مسجد کھلی تھی جس کا جی چاہے آئے مگر شبابی لوگ خالص قبضہ چاہتے تھے، بوتھ والوں پر مسجد کی بے حرمتی کرنے، قرآن مجید پھاڑنے اور ننگے ہونے اور بغیر رزا جماعت کی دکانیں بنانے، مقبرہ سے معلّق (تعویذ) اٹھانے کے جھوٹے الزامات اس لیئے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ کبھی معاف نہیں کرے گا الا لعنت اللہ علی الکاذبین - نسیم سحر نے دبی زبان سے اقرار بھی کر لیا کہ

نوٹ ۱: - گلیا کوٹ میں اس خونی واقعہ کے ذمہ دار خزیمہ قطب الدین نے شبابی بھگوڑوں سے کہا کہ مسجد کا قبضہ لیتے اور دو چار سر لیکر آتے۔ خالی کیوں آئے۔ ظالم شبابی مظلوم کی شکل بن گئے بھوکے پیاسے آوارہ۔ یہ مظلوم نما ظالم لوگ عاشورہ سے پہلے اودے پور لوٹے مثل شمر لعین بجائے انعام واکرام یزیدی عتاب کے مستحق ہوتے ہوئے لوٹ کو لینے گئے مگر خصم کھو کے آئے اور بشکل خانیورہ کی مسجد میں عاشورہ کے دن ظہر کے بعد دو گھنٹہ مجلس کر گئے۔

انقلاب کا جواب زبردست انقلاب ہی تھا یعنی شبابیوں نے ہی زبردست حملہ کیا اب کوٹھار کا یہ کہنا کہ گھیا کوٹ اوراودے پور میں ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوا سراسر جھوٹ ہے حقیقت پوشی ہے اس حقیقت کی رپورٹ ہزاروں صفحات پر مشتمل راجستھانی حکومت نے تیار کی ہے۔ رپورٹ تیار کرنے والے حکام بھی مظلومین اور مظلومات کی زبانی سن کر رو پڑے تھے۔ افسوس یہ رپورٹ برہانی کوٹھار کی رشوت تلے آج تک دبی ہوئی ہے واللہ عزیز ذو انتقام۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ شیخ شرفعلی شبابہ کے نائب عامل نے ہی اپنے رشتہ داروں کی قبروں پر جماعت کے مصلین (پتھر کے تعویذ) رکھوا دیئے بغوائے الٹا چوبر کوتوال کو ڈانٹے نسیم سحر نے یہ الزام یوتھ والوں پر لگایا ہے افسوس۔

اجتماعی سنڈاس کی ایک لین کو ختم کرکے وہاں جماعت نے کوٹھے دکانیں بنوائے جس کے سنگ بنیاد کا افتتاح ذاکر حسین کراور والے وغیرہ کی حاضری میں خود عامل نعمان معینی نے کیا تھا آج بھی اس کے سلام وغیرہ کا حساب جماعت کے دفتر میں موجود ہے۔ ایسی حالت میں کلیم الدین کا الزام کہ بغیر رزا دکانیں بنائیں غلط ہے۔ کلیمی کا یہ الزام بھی بے بنیاد ہے کہ " سکھاڈیا صاحب (راجستھان کے سابق چیف منسٹر) کے کہنے سے قاسم بھائی صاحب صلح کے لئے آئے مگر نہ مانا" کیونکہ سکھاڈیا صاحب کے کہنے سے ہی سیدنا کے پاس رامپورہ گئے۔ مگر وہاں کوٹھار نے ان کو رسوا کرکے نکالا پھر سکھاڈیا صاحب خود سیدنا کے پاس گئے تو سیدنا نے ان کی ملاقات نہیں لی اور قاسم بھائی صاحب کی مصلحانہ اسکیم کو وائی این نے ہی ٹھکرا دیا یہ حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ماہ محرم میں جس میں عہد جاہلیت کے لوگ بھی لڑائی برائی سے دور رہتے تھے برہانی غنڈوں نے مسجد میں (جس میں ہتھیار لے کے آنا اور لٹکانا شرعاً ممنوع ہے) خونریز حملہ کیا وہ بھی ذکر حسین علیہ السلام کرنے کی حالت میں اور وہ بھی نہتے بزرگوں اور بچوں اور عورتوں پر جبکہ اسلامی قانون جہاد میں بھی ایسے لوگوں پر حملہ کرنا بالکل حرام ہے۔ اور وہ بھی ہتھیاروں کو چھپائے ہوئے بگلا بھگت سفید قومی لباس میں سج کر دھوکے سے حملہ کیا حالانکہ اسلام میں جہاد میں بھی دھوکا بازی کرنا منع ہے الغرض بیسیوں صورت سے یہ کوٹھاری حملہ حرام اور انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ تھا اس طرح محرم میں مسجد میں مجلس حسینی میں عاشقان حسین ؑ کی انتہائی شرمناک بے حرمتی کی ہے۔ الٹا یوتھیوں پر بے حرمتی کا الزام اصلاً بھی فتنہ انگیز ہے

خاص نوٹ:- مسجد کے خونریزی حملہ کی رپورٹ ضلع حکام نے تیار کی اس میں بعض بہنوں نے اجمالاً یہ لکھوایا تھا کہ مسجد میں پولیس کے ہاتھوں ہماری بے عزتی بے حرمتی کی گئی۔ اس حملے کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے سرکاری رپورٹر دوبارہ آئے اور سوید پورہ کی مسجد میں پرائیوٹ میٹنگ میں آٹھ دس بہنوں سے اس کی تفصیل پوچھی گئی اس میٹنگ میں رپورٹر حاکم "ایک کاتب" اور میرے بھائی شیخ یعقوب علی ہی تھے بمشکل بہنوں نے زبانی ادا کی جو بالکل پرائیوٹ رکھی گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ برہانی کوٹھار نے کتنی حد تک مسجد کی اور مسجد میں مومنین و مومنات کی بے حرمتی کی تھی انا للہ و انا الیہ راجعون ہ

کلیمی تضاد بیانی اور جھوٹ

شیخ کلیم الدین نے ۱۳۹۵ھ ماہ رجب کے پرچے میں لکھا ہے کہ "یوتھی لوگ فقط دو ہزار ہیں" اور ۱۳۹۶ھ کے ماہ محرم کے پرچے میں لکھا ہے کہ "سوید پورہ کی مسجد میں تین ہزار یوتھیوں کا مجمع تھا اور وہ شباب پر حملہ آور ہوئے جو فقط دو سو تھے"۔ ایک اور جگہ شیخ صاحب نے اور کچھ لکھا ہے شباب کی تعداد ایک جگہ سات ہزار اور کسی اور جگہ پانچ ہزار اور اعلان برہانی نے بارہ ہزار سے بھی زیادہ بتائی ہے اور ۱۳۹۷ھ میں عالمی داؤدی بوہرہ کانفرنس اودے پور کا ذکر کرتے ہوئے کلیمی جناب نے لکھا ہے کہ شبابی جلوس میں فقط اودے پور کے آٹھ ہزار شباب اور باہر کے تین سو تھے۔ حقیقت وہی ہے جو ہم لکھ چکے کہ اودے پور میں یوتھ دو حصہ اور شباب ایک حصہ ہیں۔ بچارے کلیم الدین نے تو یوتھیوں کی تعداد اتنی بھی بتائی ہے، کوٹھاری عمال تو کہتے پھرتے ہیں کہ یوتھیوں کی چار پانچ فیملی ہی رہ گئی ہے سب کے سب میثاق میں آگئے ہیں حتی کہ یوتھی مشائخ بھی۔ یہ جھوٹ کب تک۔

اب رہا یہ الزام کہ "یوتھیوں نے رشوت دیکر حکام کو اپنا بنا لیا"۔ تو بھئی یہ بات تو روز روشن کی طرح مشہور ہے کہ کوٹھار بیت المال کی لاکھوں بلکہ کروڑوں کی رقم رشوت دینے میں خرچ کر رہی ہے اور بے گناہ مومنین کو پٹوا رہی ہے۔ جب شبابی غنڈے ۶ محرم ۱۸ جنوری کے حادثہ کے بعد جوابی حملوں کی تاب نہیں لاکر گلیاکوٹ بھاگے تو کوٹھار نے راجستھانی حکام سے شکایت کی کہ تم نے ہمارے لئے

نوٹ ۱:- "اتنی تاخیر کیوں؟" یاد رہے کہ ۶ محرم ۱۳۹۵ھ کا اندوہناک واقعہ نسیم سحر سے ایک سال تک اوجھل رہا۔ ایک سال کے بعد ۱۳۹۶ھ میں نسیم سحر نے بعنوان "حقیقت کی روشنی میں" اس واقعے کو توڑ مروڑ کر غلط سلط لکھ مارا جبکہ داؤدی بوہرہ بلیٹن نے فوراً گلیاکوٹ کا ڈنکا بجا کر نکالا۔ ویسے عام عادت ہے کہ اہم واقعات کے لئے ہر اخبار کا خاص نمبر نکلتا ہے اور نسیم سحر نے پورے ایک سال کے بعد اس واقعہ کو اپنے پرچے میں جگہ دی ...... اتنی تاخیر کیوں؟

کیا کیا؟ مطلب یہ کہ بھاری رقم لینے کے ساتھ بھی تم نے ہمیں مسجد نہیں دلائی۔ حکام نے جواب دیا کہ ہم نے ہماری پوری طاقت سے کام لیا مگر تمہارے لوگ فقط مسجد سے ہی نہیں بھاگے بلکہ اودے پور ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بیچارے بوہرے والے کیا رشوت دیں گے ان کے پاس ہے کیا۔ ہاں اُن کے پاس ہے حق و صداقت اور سچا عزم و استقلال اور کوٹھار کے پاس ہے قارونی خزانہ [2]:

ناگپوریوں کا ساتھی کون؟

کلیم الدین نے ایک الزام یہ لگایا ہے کہ " اہل اودے پور نے ناگپور والوں کا بھی ساتھ دیا اور اودے پور سے ہی ناگپوری امام کے ظہور کی بشارت کا اعلان ہوا۔" یہ الزام بالکل شرارت انگیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیس ۳۸ سال پہلے اودے پور کے حاضر عامل عبدعلی بھائی صاحب بن محمد بھائی عمادی نے ڈالان (دارالامارت) پر میرے بھائی یعقوب علی سے کہا کہ میں نے آج شب کو ریڈیو پر سنا ہے قَدْ اٰنَ وَقْتُ الظُّهُوْرِ وَقَدْ وُلِدَ خَيْرُ الْبَشَرِ (ظہور کا وقت قریب ہو چکا اور خیر البشر پیدا ہو چکے) اس عمادی اعلان کے بعد ہی سورت سے اڑتالیس مرد و عورتوں نے ناگپوری دعوت میں شامل ہونے اور طاہر سیف الدین صاحب سے برأت کرنے کا عام اعلان کیا ان اڑتالیس اشخاص کے سربراہ لوگ تھے قادر بھائی صاحب بن جعفر بھائی کلیم الدین و طیب بھائی علوی وغیرہ یہ قادر بھائی تو نجمی خاندان کے تھے اور طیب بھائی علوی سورتی نجمی سرداروں کے خاص محب تھے، ناگپور جانے کے پہلے اُس نے نجمی خاندان کے سرداروں سے مثلاً محمد بھائی صاحب بدر الدین (بدری جناب) و عبدالحسین بھائی صاحب عز الدین، وزیر (محب وزیرہ) و عبدالحسین بھائی صاحب سیفی (حاضر سیدنا کے سسر) وغیرہم سے وداعی ملاقات لینے گئے اور سو سو دو سو دو سو کا سب کو سلام کیا جو ان سرداروں نے قبول کیا اور پھر طیب بھائی نے کہا کہ میں آپ کو گڈ بائی Good Bye کہنے کو آیا ہوں ---- (خود بدری جناب کی یہ زبانی ہے)

نوٹ [1]:- یاد رہے کہ خود کلکٹر جی مسجد کے دروازے پر ڈنڈا لیکر بیٹھے تھے اور کہتے تھے کہ مسجد دلا کر رہوں گا، کیونکہ نٹ کے منسٹر بھانڈ اصاحب نے یہ الفاظ اودے پور کی ایک عام سبھا میں زور و شور سے کہے جو ہاتھی پول باہر شاہراہ پر منعقد کی گئی تھی۔

نوٹ [2]:- تقریب؟ ۱۳۹۸ھ کے عشرۂ مبارکہ میں شباببوں کے یہاں خدمت کے لئے سردار قوم کے سب سے چھوٹے بھائی (۱۲ ابن) محمد الباقر آئے تھے مجالس حسین علیہ السلام میں زیادہ سے زیادہ اپنے والد (۵۱) اور بھائی (۵۲) کی نام نہاد شانات اور بوہرہ والوں پر لعنت ملامت ہی کی۔ روز عاشور شبابیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر لارجی ولے کے اِن بھاری ہجوم دھوم اور نعرے بازی چراغان شربت اور میوے کی تھالیاں و نذرانے کے شاندار ماحول میں ضیافت کھانے کے لئے گئے ۱۶ محرم کو اسی طرح بوہرہ محلے میں آنے والے تھے مگر ماحول تنگ ہو جانے سے نہیں آسکے پھر راجستھان کے ہر گاؤں میں دورہ کیا خوب نذرانے لئے جلسے جلوس نکالے گھر، گھر دکان دکان پر جبراً قدم کے بہانے لاکھوں وصول کئے ہر قسم کی وصولیات کے بعد مانگتے تھے کہتے تھے کہ کوٹھار کے پیر اودے پور کے بوہرہ والوں کے خلاف لاکھوں (بطور رشوت) کا بوجھ آپڑا ہے لہذا اس خرچ سے نپٹنے کے لئے بڑی رقم دو۔ اور اسی کا نام ہے تقریب۔

پُرلطف تماشہ یہ کہ بخمی خاندان میں سے تین بزرگ عورتیں اور ایک بزرگ مرد یعنی قادر بھائی صاحب بھی ان اڑتالیس اشخاص میں شامل تھے اسی وجہ سے ناگپوری فرقہ اب اڑتالیسیہ سے معروف ہوا۔ جنہوں نے طاہر سیف الدین صاحب سے برآت کی موجودہ سیدنا کی ساس اور اس کی چند سہیلیاں بائی صاحبات نے بھی ناگپور جانے کی تیاری کی تھی مگر بروقت خبر ملنے پر روک دی گئیں۔ اور اس فرقہ کے بانی عبدالحسین جیواجی کیٹرونج والے نے جس وقت دعویٰ کیا تھا اس وقت مذکور عامل عبدعلی بھائی صاحب کے دادا ابراہیم بھائی صفی الدین والد (مکاسر) عبدعلی عماد الدین بھی ناگپوری مہدی باغ والے کی دعوت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوئے تھے لیکن روک دئے گئے اب بتائیے کلیم الدین صاحب! کہ حقیقت کیا ہے اور آپ کیا بک رہے ہیں آپ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں جو میں نے لکھی پھر بھی حقیقت کو چھپا کر اودے پور کے مؤمنین کو ہی بدنام کر رہے ہیں۔ پہلے بخمی گریبان میں دیکھئے اپنے ہی جامہ کی تلاشی لیجیے۔ یاد رہے کہ اودے پور میں آپ کے ہی عمادی عامل نے جو کچھ کہا۔ ظہور کے متعلق۔ اس سے اہل اودے پور نے کچھ بھی اثر نہیں لیا۔ البتہ سورت کی بخمی سیفی ڈیوڑھی والوں نے ہی اثر لیا اور وہ ہی منافق نکلے۔ بچارے اہل اودے پور بھولے بھالے مؤمنین کو اس بخمی جعلسازی سے کیا سروکار۔ اہل اودے پور کی بھرپور مخلصانہ خدمت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیفی و برہانی سرداروں نے ان کو اہل مدینہ کہا بار بار انصار کا لقب دیا اور ایسا کہکر ان سے اور ان کو ذریعہ بنا کر تمام شہروں سے کروڑوں وصول کئے اور کر رہے ہیں۔ پہلے اودے پور کی تعریف کرکے لوٹ مچاتے تھے اور اب مذمت کرکے اور ایسا کہکر لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں کہ اگر نہیں دوگے نہیں مانوگے تو اودے پور جیسا تمہارا حال کیا جائے گا برأت کی جائے گی۔ یاد رہے اودے پور اب بیدار ہو چکا ہے اودے پور کی بیداری ہی سے کوٹھاری اقتدار کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے اسی لئے وہ کہہ رہی ہے۔ بقول نسیم سحر اہل اودے پور نے دین کی کایا پلٹنے کا ارادہ کر رکھا ہے فاطمی دعوت خطرہ میں ہے۔ اسلام خطرہ میں ہے' ارے بھئی دین اسلام فاطمی دعوت کو کبھی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا ہرگز نہیں۔ البتہ فاطمہ آئی کے بیٹے وائی این وغیرہ کی اموی معاویہ والی شاندار ضیافتیں کھانے کی دعوتیں ضرور خطرے میں ہیں ——

وَشَمُرَة — اودے پور کے حق پرستوں کے لئے کوٹھاری غنڈوں نے وَشَمُرَة گالی کا انتخاب

کیا ہے بالی والوں کو وَشمرہ اور کراوڑ والوں کو مخلص کہتے چلے آئے ہیں حالانکہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ وَشمرہ (چھپکلی) کو کہتے ہیں جس کو عربی زبان میں وَزَغ کہتے ہیں۔ منافق کی تمثیل وَزَغ سے دی جاتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ ملعون مروان بن الحکم لعنۃ اللہ کو وَزَغ ابنِ وزغ کہتے تھے یعنی منافق بن منافق۔ ظاہراً یہ ایک تمثیلی معنی ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول حقیقت تھا موت کے بعد مروان بن ملعون کا پورا جثہ چھپکلی کی شکل میں تبدیل ہو کر بیشمار چھپکلی بن کر ختم ہو گیا وہاں موجود لوگوں نے دکھاوے کے لئے لکڑی کا جثہ بنا کر دفن کیا (کتاب انا مدینۃ العلم وعلی بابھا)

مشہور ہے کہ مروان اسلام کا اہلبیت صلعم کا کٹر دشمن تھا۔ ہر زمان میں صاحب حق کے موذی دشمن کا حال ایسے منافق جیسا ہی ہوتا ہے علی ہذا مولانا محمد بدرالدین شہید اعلی اللہ قدسہٗ چھیالیسویں[۴۶] حق کے داعی کی دشمنی کرنے والوں کو، آپ کو زہر دے کر شہید کرنے والوں کو اور اُن قاتلوں کے اس کالے کرتوت کو چھپا کر اُن کی جانشینی کرنے والوں کو ہم منافق بن منافق ہی کہیں گے وَشمرہ بن وَشمرہ وَزغ بن وزغ ہی کہیں گے۔ ابراہیم بھائی صفی الدین بن عمادی جناب اپنے ایک قصیدہ میں لکھتے ہیں کہ "مولانا بدرالدین نے دیدی گھنی اذیت؛ نہ واسطے نہ بولا گذرا بلا وصیت" عبدالقادر نجم الدین اپنے مولیٰ آقا بدرالدین صاحب قس کو (نقلِ کفر کفر نباشد) عِنّین جیسے لفظ سے گالی دیکر ایذا رسانی کرتے حتی کہ ایکمرتبہ تو یہاں تک کہدیا کہ میرے والد صاحب (مولانا طیب زین الدین صاحب) نے کب اُن پر نص کی؟ بدرالدین قس مولیٰ کو زہر سے شہید کرنے والے نے آپکی نص تک کا انکار کر دیا تھا۔ اسی لئے تو وہ بھی نص سے محروم رہے۔ شرع محمدی میں ہے کہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوگا یَا قَاتِلاً لِلْبَدرِ کَیْفَ وَرِثْتَہ ؛ اَنّیٰ یُوْرِثُ قَاتِلٌ مَقْتُوْلَہ

اب قارئین حضرات ہی بتائیں کہ ایسے شخص کو اور اس کے جانشینی کے دعویداروں کو اور ان کے مریدوں کو ہم وَشمرہ وَزَغ مروانی کہیں تو ہم بحمداللہ حق بجانب ہیں یا نہیں؟

نام کے ساتھ شیخ کیوں؟

نسیم سحر میں ہے کہ "دعوت نا تسلسل نو ج انکار چھے تو پچھے نام ساتھے شیخ نی ایا دھی نشانی (یعنی دعوت کے سلسلہ کا ہی انکار ہے تو اپنے نام کے ساتھ شیخ لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟) یہ غلط الزام ہے کہ ہم دعوت کے تسلسل کو نہیں مانتے فاطمی امام علیہ السلام کی دعوت کے بغیر ایک لمحہ بھی یہ عالم باقی

نہیں رہ سکتا البتہ فترہ کا وقت آتا ہے جیساکہ مولانا المقدس محمد بدرالدین اعلی اللہ قدسہٗ کے بعد آیا، زمین کی پشت پر امام علیہ السلام یقیناً ہیں اور آپ کی دعوت بھی ہے ہماری بدقسمتی سے وہ ہم سے غائب ہیں۔ اب رہا "شیخ" کا لقب تو برابر ہے کہ اس شیخ کے لقب سے جو نجمی کو ٹھار سے دیا جاتا ہے ہمیں کوئی فائدہ نہیں اور نہ اس کی کوئی قیمت، ظاہر ہیں اس لقب سے تعارف ہوگیا ہے اس لئے لکھنا پڑتا ہے ورنہ حقیقت میں کوٹھار کے بنائے ہوئے اکثر مشائخ بقول مصنف موسمِ بہار "ہیں نقارچی کے طبلے، بیہودان کے عِصابہ اور شملے"۔ صحیح شیخوخیۃ (حدّیّۃ) کامل تقوٰے اور صاحبِ حق سے اتصال سے ہی ملتی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں آج کوٹھار کی یہ شیخوخیۃ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے سے ہی ملتی ہے بکتی ہے جو چاہے خرید لے۔

اقرار:- نسیم سحر صفر ۱۳۹۶ھ میں شیخ کلیم الدین نے اقرار کیا ہے کہ "انقطاعی تصور والے شریعت پر چلانا چاہتے ہیں" بہت بہت شکریہ۔ کبھی کبھی صحیح حقیقت کلیمی لب پر آہی جاتی ہے۔

یہ آپ نے کہاں سے لکھا

کلیم الدین نے لکھا ہے کہ "سیدنا بدرالدین کہتا رہیا کہ مھارا منصوص حدودماں مخصوص نجم الدین چھے" آپ نے یہ متفقی جملہ کہاں سے لکھا؟ وائی این نے سید ھپور میں وعظ میں اِسی قسم کے جملے کہے تھے میں نے محمد بدرالدین صاحب (بدری جناب) سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ "یوسف بھائی صاحب نے آم نہ کہوو جوئیہ، اگر اھنو کہوو صحیح ہوئے تو ہیچے جھگرو ج سانو" تین مرتبہ بڑے ہی تعجب کے ساتھ فرمایا کہ "یوسف نجم الدین کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے، اگر یہ بات صحیح ہوتی تو پھر جھگڑا ہی کیوں رہتا ہ؟ مطلب یہ کہ کلیم الدین اور نجم الدین وغیرہ جو ایسا کہتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہے۔

راقسم کا اور سیدنا کا لندن کا سفر

۱۳۹۵ھ میں الاقل نے بمبئی میں ابناءِ آدجی پیر بھائی کے زیر اہتمام وعظ کی اُسی سال اودے پور میں ۶ محرم مسجد میں خونریز حملہ ہوا تھا اور ۱۳۹۶ھ میں میں نے لندن میں وعظ کی جس کا اہتمام داؤدی بوہرہ ویلفیر سوسائٹی (انگلینڈ) نے کیا تھا۔ بھائی احمد علی بن

مرحوم اسماعیل بھائی صاحب لقمانی مذکور سوسائٹی کے چیرمین میرے خاص میزبان تھے اور ۱۳۹۷ھ و ۱۳۹۸ھ
اودے پور میں وعظ کی۔ میں جب لندن جارہا تھا تو بمبئی ایرپورٹ پر وائی این کی فیملی اور اسٹاف
ملا، جو کراچی جارہا تھا عجیب انقلاب ہے کہ وائی این نے مجھے ایسا نظربند کردیا تھا کہ میں گھٹ
گھٹ کر مرجاؤں، مگر وائے رے الٰہی قدرت کا کرشمہ کہ آپ کا اسٹاف مجھے ایرپورٹ پر
لندن جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ نسیم سحر والے نے میرے اس سفر کی مذاق اڑائی ہے اور لکھا
ہے کہ "مان نہ مان میں تیرا مہمان" جناب کلیم الدین! حقیقت یہ ہے کہ میں تو بڑے ہی مان
سے انگلینڈ بلایا گیا تھا وہاں میں نے بڑے ہی اکرام کے ساتھ لندن، لیسٹر اور برمنگھم میں عشرہ
کی وعظیں کی جس میں شباب والے بھی آتے تھے، عشرہ کے بعد ٹیلنڈ، برٹن اور ڈرنٹ وغیرہ
دیہاتوں میں وعظیں کی اور گھر گھر حق کی آواز پہنچائی۔ وہاں قریب ایک ہزار بوہرہ میں میری
وعظ میں عاشورہ کے روز پانچسو کے قریب تھے اور اتنے ہی شبابیوں کی، چاروں جگہ لندن،
لیسٹر، برمنگھم اور مانچسٹر کی وعظوں میں تھے۔ نسیم سحر نے تو شبابیوں کی بہت زیادہ تعداد بتائی
ہے جو غلط ہے۔ نسیم سحر کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ سیدنا لندن کی کانفرنس میں خاص طور سے
بلائے گئے تھے حقیقت یہ ہے کہ عام طور سے جس طرح داؤدی بوہرہ ویلفیر سوسائٹی انگلینڈ کے
روشن خیال بوہروں کو پندرہ دعوت نامے ملے اسی طرح کوٹھار کو چند دعوت نامے ملے اسی
عام دعوت نامے سے سیدنا "مان نہ مان میں تیرا مہمان" لندن پہنچ گئے اور کانفرنس میں ان
کو فقط ڈوہی منٹ شروع میں بولنے کے لئے ملے کرسی پر خصوصی طور سے ٹوال بچھایا گیا سو وہ
بھی ہٹا دینے کا حکم ہوا نہ ان کا کوئی خاص امتیاز تھا نہ کوئی تقریر!! بلکہ یو ایم او ایسوسی ایشن نے
ایک اجتماع کی دعوت میں سیدنا کے نام کے ساتھ ہز ہولی نس لکھنے سے انکار کردیا اس لئے آپ
اجتماع میں شریک نہیں ہوئے اور کانفرنس میں بھی فقط پہلے ہی دن گئے پھر بالکل غائب حالانکہ کانفرنس
میں اسلامیات کے اوپر کئی دنوں تک مقالات پڑھے گئے۔ سیدنا کا ایک بھی مقالہ نہیں تھا نہ کوئی
تقریر ایسی شاکلہ میں کلیم الدین کا یہ کہنا کہ "سیدنا نے لندن میں اسلام کی زبردست اشاعت کی،
اور تمام اہل اسلام نے جان لیا کہ "رسول اللہ صلعم کے نائب مناب آپ ہی ہیں سب کو اس بات کا
علم الیقین بلکہ عین الیقین ہوگیا۔" بہت خوب!! جب تمام مسلمانوں کو بقول نسیم سحر عین الیقین ہوگیا کہ،

سیدنا ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نائب مناب ہیں تو اُن میں سے کتنے آپ کے مرید ہوئے، مستجیب ہوئے سبھی کو مین الیقین ہونے کے بعد تو سبھی کو آپ کا عہد و میثاق لے کر آپ کی دعوت میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ ان کے ناموں کی ذرا فہرست تو بتاؤ اور لندن کے اخباروں میں وہ تقریریں بھی بتاؤ جس کا تم دعویٰ کرتے ہو کیونکہ تمام تقریریں اور مقالات کی کانفرنس نے اشاعت کی تھی۔ بتائیے کہاں ہیں آپ کی تقریریں اور مقالات !! کلیم الدین صاحب آپ کا یہ سیدنا صاحب سے مذاق نہیں تو پھر کیا ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ اپریل ۱۹۸۰ء میں سیدنا کینیا (افریقہ) گئے اور وہاں سے لندن گئے۔ لندن میں اسلامی کانفرنس میں یوسف نجم الدین نے تقریر کی۔ تقریر کے جواب میں ممباسہ کی ایک دلیر سلمیٰ نامی بہن نے اس کو للکارا کہ یہاں سیرۃ نبویہ پر لمبی چوڑی تقریر کرتے ہو اور انڈیا وغیرہ ہر اس جگہ جہاں اسلام پسند مؤمنین رہتے ہیں شرمناک ظلم کرتے ہو شیم شیم

لندن میں سیرتِ نبویہ کا نمونہ

کلیم الدین صاحب رقمطراز ہیں کہ سیدنا لندن میں نبوی سیرت کے نمونہ نظر آئے۔ بہت ٹھیک اسی لئے تو رانی ایلزبیتھ کو سلام کرنے کے لئے آپ باادب بالاحظہ رفیق احمد زکریا کے پیچھے لین (کیو) میں کھڑے منتظر نظر آرہے ہیں (دیکھیئے بلٹز اردو ...... میں ایک تصویر) نسیم سحر نے یہ تصویر نہیں چھاپی لیکن ایک دوسری تصویر چھاپی ہے جس میں سیدنا اور رانی ایلزبیتھ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلٹز والی تصویر نہیں چھاپ کر کلیم الدین نے حقیقت پوشی کی ہے غیر محرم عورت کے سامنے بیٹھنا یا کھڑا رہنا یہ دونوں شاکلہ کیا نبوی سیرت ہے ؟ اور سیدنا جیسے زمین کے خدا ہونے کا دعویٰ کرنے والے کیلئے رُسوا کن !! ارے جناب آپ سے تو دہلی کی جامع مسجد کے امام عبداللہ بخاری بدرجہا اعلیٰ اسلامی نمونہ ثابت ہوئے کہ الیکشن کے سلسلے میں پرائم منسٹر شریمتی اندرا گاندھی نے انہیں بلایا تو جواب دیا کہ میں نہیں آسکتا۔ اندراجی کو اگر ضرورت ہے تو میرے پاس آئیں۔ اس سے بھی بڑھکر ہمارے سابق دعاۃِ حق تھے جو نبوی سیرت کے اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ دنیا کے راجہ مہاراجہ اُن کے پاس آتے تھے نہ کہ وہ جاتے تھے نہ وہ اُن کے خطابات کو قبول کرتے تھے جس طرح آج حاضر سردار اور اُن کے والد صاحب خطابات لینے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور ایسے خطابات کو بڑا ہی شرف اور فخر سمجھتے ہیں۔ داعیٔ حق مولانا عبد علی سیف الدین صاحب قس حاکمِ سورت کے پاس بلانے سے بھی

نہیں گئے پھر حاکم ہی انتہائی عقیدت کے ساتھ درسِ سیفی میں آکر آپ کے دور سے دیدار کر کے چلے گئے اور آپ اپنے درسِ علمی میں مشغول رہے، ۲۱ فروری ۱۹۷۸ء کویت کے المجتمع اسبوعی ایک پرچے میں ایک تصویر ہے جس میں کویت کے امیر جابر احمد الصباح اونچے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے نیچے ایک کرسی پر حاضر سیّدنا جن کے لئے اسی پرچے سلطان البُہرہ لکھا ہے باادب بیٹھے ہیں اور بوہروں کے لئے ایک خصوصی مسجد کی زمین کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ایک تصویر کے نیچے مدیر نے لکھا ہے کہ بوہروں کے لئے الگ خصوصی مسجد کے لئے زمین اور اجازت نہیں ملنا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ اسلامی عقائد کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ بُہرہ باطنی اور گمراہ فرقہ ہے اگر ان کو خصوصی رعایت دی جائے گی تو کویتی مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی ......

یہاں جائے غور ہے کہ اگر سیّدنا نبوی سیرت کے نمونہ ہوتے تو ان کے سبب پوری قوم بدنام نہ ہوتی۔ کوٹھار کے اعلانِ برہانی پرچے میں میرے متعلق لکھا ہے کہ مجھے لندن کی کانفرنس میں تقریر کرنے نہیں دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کانفرنس کے بہت پہلے ہی میں ہندوستان آچکا تھا پھر اصغر علی انجنیئر صاحب لندن آخر آخر میں پہنچے اور انہوں نے کانفرنس میں ملّاجی صاحب کی اسلام سے خلاف ورزی کو آشکار کیا۔

امام کو نہیں مانتے

" حیدرآبادی جاحد (زاہد علی)، کے مانند چار اساتذہ اور بوہری لوگ امام کو نہیں ملنتے۔ صلٰوۃ کی مذاق کرتے ہیں دعاۃ کو نہیں مانتے، بلا وضو نماز پڑھتے ہیں" وغیرہ ..... (اردو ترجمہ)۔ کلیم الدین کے یہ بے ہودہ الزامات ہیں۔ جواب سے پہلے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کے بغیر نہیں رہا جاتا... الا لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی ... (جھوٹے اور ظالم لوگ اوپر اللّٰہ کی لعنت، افترا پردازوں سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے)۔
بحمد اللّٰہ ہم اکیسویں فاطمی امام، امام طیب علیہ السلام اور آپکی نسلِ اطہر سے تاقیامت آنے والے ائمہ علیہم السلام کو اور اُن کے دُعاۃِ حق کو بدل و جان مانتے ہیں جو نص بنص قائم ہوتے، امام کے صلٰوۃ اور نذر کے صحیح طریقے کے قائل ہیں اور عامل بھی ۔ دِیْنِیْ اِعْتِصَامِیْ بِالْھُدَی الْمَنْصُوْصِ لَمْ اَخْتَرْ سُلُوْکَ طَرِیْقَۃٍ وَثَنِیَّۃٍ ۔ میں منصوص ہدایت سے معتصم ہوں بُت پرستی میرا مسلک نہیں ہے۔

امامی صلہ کی مذاق

عبدالقادر نجم الدین صاحب (ط ط) نے اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے عماد الدین صاحب کو ایک لاکھ روپے دیئے (اس روپے سے عماد الدین صاحب نے سورت میں تاپی ندی کے کنارے برجی بنگلہ بنایا (بدری جناب نے مجھے یہ ایک لاکھ والی بات بتائی اور اس کے متعلق عماد الدین کا ایک خط بھی بتایا جس خط کو انہوں نے نجم الدین پر لکھا تھا) اس وقت عماد الدین صاحب نے کہا کہ اس عطیے کے صلے میں میں آپ کو ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں جس سے آپ کو لاکھوں کروڑوں کی رقم ملتی رہے گی پھر انہوں نے امام کے صلہ کی رسم جاری کرائی یہ رسم ستر کے دعاۃ حق کے زمانے میں نہیں تھی (یہ شیخ عبدالقادر ابن شیخ عبدالحسین تپیا کی زبانی ہے)۔ اب بتایئے کہ صلۃ الامام کی مذاق کون کرتا ہے ستم بالائے ستم یہ کہ آج کے نجم الدین (دوائی این) نے تو امامی صلہ کی رقم میں چند اچند اضافہ کر دیا ہے اور بار بار وصول کرنے کی رسم جاری کی ہے۔ امام کے نام سے صلۂ نذر المقام اور خمس وصول کر کے اپنی ذاتی عیاشی اور کنبہ پروری میں خرچ کرنا صلہ وغیرہ کی مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ امام کو نہیں ماننے کا الزام لگانے والے اپنے ہی گریبان میں ذرا جھانکیں۔ جب ناگپور والی اپیل کا فیصلہ ملا تب بڑی فتح مبین منائی گئی حالانکہ اس رسوائے عالم فیصلہ میں جو ایک بھاری رقم دے کر حاصل کیا گیا تھا۔ امام کو خیالی ہستی بنایا ہے۔ بے شک امام کو خیالی ہستی بتا کر اپنے آپ کو مطلق مالک و مختار بتانا حقیقتاً ایک طاغوتی حرکت ہے، دوسری بات یہ کہ ہر وقت اپنے آپ کو ہی ہمشانِ امام بلکہ امام بتلانے والے طاہر سیف الدین صاحب اور محمد برہان الدین صاحب ایسا کر کے امامِ حق کو بھلا دینے والے ہی زاہد علی حیدر آبادی سے بھی بڑھ کر ہیں۔ بحمد اللہ ہمیں اور حامدانِ آل محمد صلعم سے کوئی سروکار نہیں۔

وضو بغیر نماز

اب رہا یہ الزام کہ ہم بلا وضو نماز پڑھتے ہیں کلیم الدین نے کب اور کہاں دیکھا کہ ہم وضو کئے بغیر نماز پڑھتے ہیں بمبئی میں ۱۳۹۸ھ کی عشرہ کی وعظ میں مکاسر صالح صفی الدین صاحب نے کہا کہ آدمجی پیر بھائی کو استنجاء کرنا بھی یاد نہیں تھا۔ جناب کو جواب ملا کہ آپ نے کب ان کو دیکھا کہ وہ استنجاء برابر نہیں کرتے تھے۔ یہ دونوں باتیں انتہائی مضحکہ خیز ہیں غلط ہیں لیکن یہ تو صحیح ہے کہ نجمی طاغوتوں کا قیام مولانا محمد بدر الدین قس کی طرف سے نہیں ہے یہ لوگ امام الزمان علیہ السلام اور ان کے داعی مولانا محمد بدر الدین کے عہد بغیر قائم

ہوئے ہیں تو بلاشک باطناً یہ لوگ وضوء بغیر ہی نماز پڑھ رہے ہیں یعنی عمداً امامی بغیر ہی دعوت قائم کر رہے ہیں لہٰذا اس کی دعوت باطلہ ہے۔ برآں مزید ایک بات یہ کہ طاہر سیف الدین کو برص (کوڑھ) تھا ایسی حالت میں وہ برسوں تک نماز امامت پڑھاتے رہے جو شرعاً ناجائز ہے ایک روز انہیں کے بیٹے اسماعیل شہاب الدین نے مجھ سے اور میرے مفید منعم شیخ سجاد حسین شہیدؒ سے پوچھا کہ کیا داعی کو کوڑھ نکل سکتی ہے اور نکلے تو پھر کیا؟ ایسا ہی سوال ان کے ماں جائے بھائی عبد القادر بھائی صاحب نے پونہ میں شیخ محمد علی المصری (استاذ جامعہ) سے پوچھا تھا۔ دونوں بھائیوں کا مقصد اس سوال سے واضح تھا کہ ان دونوں کا اشارہ اپنے باوا طاہر سیف الدین کی طرف تھا۔ سنا ہے کہ خود شیخ کلیم الدین بھی اس مرض میں مبتلا ہے اور ایسی حالت میں وہ نماز جماعت پڑھاتے ہیں۔ یہاں ایک ایرانی شخص کا مقولہ یاد آیا " می گویند نماز بے وضو نمی شود۔ من نماز بے وضو کردم و شد" لوگ کہتے ہیں کہ بے وضو نماز نہیں ہوتی میں نے بے وضو نماز ادا کی اور ہو گئی۔

اب رہا ہمارا عمل تو اس کو پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ امام حق اور دعاۃ حق کی غیبۃ اور فترۃ کے وقت میں ہر ایک شرعی عمل الٰہی حکم کے مطابق ہر کوئی جانکار شخص ادا کر سکتا ہے اور کروا سکتا ہے اور وجوباً ایسا کرنا ہی چاہیے شرعی عمل کسی حالت میں رک نہیں سکتا۔

بقول نسیم سحرؒ چار پھنیلا ابو جہل (چار پڑھے لکھے پکے جاہل) اس صفت سے جامعہ سیفیہ کے چار اساتذہ کو موصوف کرنا بڑی جہالت ہے جس کی تردید کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پڑھے لکھے کو جاہل کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھیرے کو روشن سورج کہنا۔

الجامعۃ السیفیۃ نے ہی ان فاضل اساتذہ کو العلیم الرشید اور العلیم الجید (الدرجۃ الاولۃ العالیۃ) جیسی اعلیٰ علمی سندیں دے رکھی تھی۔ شاید کوٹھار کا مطلب یہ ہوگا کہ جان بوجھ کر ان اساتذہ نے ہمارے اقتدار کو للکارا۔ برابر ہے جان بوجھ کر ہی ہم نے ایسا کیا۔ مدت دراز تک ہم تقیہ میں رہے ہماری زبان اور قلم پر روک تھی اب بحمد اللہ ہم آزاد ہیں اس لیے صحیح حقیقت لکھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ کوٹھار نے ہماری زبان و قلم پر تالے لگائے تھے، دل و دماغ

پر ہر گز نہیں۔ بحمد اللہ اب تو ہماری قلم اور زبان بھی آزاد ہیں۔

علماء اور علم کا قتل

۱۳۹۵ھ کے ذی القعدہ کی ذِکرای کی مجلس میں امیر وائی این نے چار اساتذہ پر بہت سے الزامات لگائے اور طلبہ کو اکسا کر ان غریب اساتذہ کے گھروں پر حملہ کروایا نتیجۃً شیخ سجاد حسین صاحب بڑی بیدردی سے طلبہ کی مار سے جوان کے شاگرد تھے، شہید ہوئے۔ اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

وائی این نے اس مجلس میں یہ بھی کہا کہ دیگر زبانوں میں لکھے ہوئے قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیریں پڑھنا بند کرو۔ تمنا، بلیٹنز، داؤدی بوہرہ بلیٹن، سندیش (گجراتی) بمبئی سماچار کی بوہرہ ورتمان کولم وغیرہ کا پڑھنا بند کرو۔ وغیرہ۔ وائی این کی ان پابندیوں سے واضح ہے کہ وہ قوم کو جاہل اور بے خبر رکھنا چاہتے ہیں علم اور علماء کو قتل کر کے یا ڈرا دھمکا کر ان کو گوشہ نشین کرا کے قوم کو جہالت کی گٹر میں ڈھکیلنا چاہتے ہیں۔ اقتدار پر آتے ہی طاہر سیف الدین صاحب نے اکثر و بیشتر دعوت کی ان تمام کتابوں پر قبضہ کیا جس سے ان کی پول کھلتی تھی اور ان تمام علماء کو مار اپیٹا اور ذلیل کیا جن کو بھی اصلیت سے واقفیت تھی۔ ساتھ ساتھ قوم کی دولت اور اوقاف پر قبضہ کیا۔ اُن کے دل و دماغ اور قلم و زبان پہ روک لگائی، انگریزی پڑھنے پڑھانے کی ممانعت کی۔ برائے نام مغالطے کے لئے انگریزی جاری ہے اور دوسری طرف اپنی خود کی اولاد کی انگریزی وغیرہ عالمی زبان میں تعلیم و تربیت کی۔ یہ ہے استحصال قوم کا بدترین نمونہ، ایسا کر کے انہوں نے قوم پر جابرانہ تسلط کیا جو آج بھی ہے۔

داؤدی بوہرہ کون؟

فاطمی اسلامی دعوت کے اصول میں سے ہے کہ اللہ کی توحید کرو، اللہ کے ہر ولی کو ان کی حد میں واحد سمجھو۔ نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ غلو اور قلو یعنی ہر ایک حد کو ان کی حد سے بڑھانا یا گھٹانا گمراہی ہے۔ داؤدی بوہرے کا یہ خاص عقیدہ ہے اور ہم اس عقیدے پر جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ثابت قدم ہیں آلِ محمد ائمہ حق اور ان کے دُعاۃ کرام چھیالیس دُعاۃِ حق جو نص بنص قائم ہوئے ان کے ہم معتقد ہیں ہم مانتے ہیں کہ چھیالیسویں داعی مولانا محمد بدر الدین اعلی اللہ قدسہ نے عبدالقادر نجم الدین صاحب کو قائم نہیں کیا تھا بلکہ نظام کی حفاظت کے لئے علماء نے ان کا انتخاب کیا تھا خود

ایسر وائی این نے کراچی کے "ڈان" کا "سیفیہ انک" بتاریخ ۱۰-۱۱-۱۹۵۵ء کے صـ۶ پر اس حقیقت
کی وضاحت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ مولانا بدرالدین کو زہر پہنچا اور آپ انتقال کر گئے۔ اب اس
عقیدے پر جو ثابت ہیں وہی داؤدی بوہرے ہیں جو مولانا داؤد بن قطب کے پیرو ہیں۔ اور اس کے
خلاف دعوے کرنے والے غیر داؤدی بوہرے۔ اس لحاظ سے ہم ہی داؤدی بوہرے ہیں۔

نسیم سحر اور کوٹھار کا بار بار ہمارے متعلق لکھنا اور کہنا غلط ہے کہ اب یہ لوگ داؤدی بوہرے
نہیں رہے۔ فروری ۱۹۷۷ء میں اودے پور میں بوہرہ یوتھ کے زیر اہتمام سنٹرل بورڈ آف داؤدی
بوہرہ کمیونٹی کی طرف سے داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس بلائی گئی تھی اس میں ملاجی صاحب والوں
نے یہ کہہ کر کانفرنس ہال میں گھسنے کی ناکامیاب کوشش کی تھی کہ وہ بھی داؤدی بوہرہ ہیں مگر وہ
بذریعہ حکومت روکے گئے کیونکہ ان کا مقصد تھا فقط توڑ پھوڑ اور مار دھاڑ کرکے کانفرنس کو
ناکام بنانا۔ بحمد اللہ کانفرنس کامیاب رہی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوٹھار کی اس کانفرنس میں مزاحمت
کرنا ہی واضح دلیل ہے کہ بوہرہ یوتھ داؤدی بوہرے ہیں۔

انتہائی غلو بحیثیت ناظم قائم ہونے والوں نے داعی مطلق ہونے کے دعوے
سے بہت آگے بڑھ کر کیا کیا دعوے کئے اور کر رہے ہیں ذرا ملاحظہ ہو نسیم سحر
کے جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ کے پرچے میں کہ " پندرہ ربیع الآخر کو محمد برہان الدین صاحب نے اپنی تقریر
میں کہا کہ آپ نو (طاہر سیف الدین صاحب نی) مقام احمد چھے آپ احمد چھے آپ نورانی
ذات ھتا ھیکل النور ماں جی نے سمائی گیا قاب قوسین نی شان ظاہر تھئی خدا نی صلوات
آپ اوپر ہوجو۔" "قرآن مجید ماں محمد انے آل محمد انے اھنا دعاۃ نا اوصاف بیان تھیلا چھے
اھنو نچوڑ ایکاثہ ماں داعی نی صفات بابرکات ماں ھتو نہ نو جلوہ روضہ طاہرہ ماں دیکھی لو۔"
" امام علیہ السلام یہ اپنے جمعہ نی راتے یاد فرمایا انے اسراء (معراج) نو شرف اپو دنی فتدلی
فکان قاب قوسین نی شان موجب اپنے قربت حاصل تھئی۔" گذر نار داعی نو مشہد کوئی منصوص
یہ نہ بنایو ھوو مشہد باؤنما داعی یہ بنایو جوڈ ۱۴۰۰ ورس سی قرآن مجید منتظر ھتا کہ تمہ سونا نا
ورق سی پتھر پر کوترائے (نورانی قلم سی دلو پر نہیں) کیا قرآن؟ کہ جہ نے علی اعلی یہ فاطمۃ نا گھر
ماں پہلی وار لکھا۔" یہ روضہ طاہرہ مجمع الانوار چھے انے مولانا طاہر سیف الدین منبع الانوار چھے۔"...

یہ ہے برہانی اور دائی اپنی تقریروں کا خلاصہ۔ ذرا غور سے پڑھیئے ان تقریروں میں واضح کیا گیا ہے کہ طاہر سیف الدین الٰہی مقام اور محمدی معراج والے ہیں، امام ہیں صلوات کے حقدار اور امامی ہیکل والے ہیں (معاذ اللہ) اور ان کے روضہ میں نقش کیا ہوا قرآن بعینہٖ وہی قرآن ہے جس کو مولانا علیؑ نے لکھا تھا حالانکہ اسماعیلی طیبی اور تمام شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ وہ علیؑ والا قرآن آج ہمارے پاس نہیں ہے۔ افسوس صد افسوس کہ داعیٔ مطلق کا دعوٰی بھی جو شخص ثابت نہیں کر سکا حالانکہ عدالتوں میں انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تو پھر یہ مذکورہ دعوے کیسے؟ طاہر سیف الدین صاحب نے جب پہلی مرتبہ داعیٔ مطلق ہونے کا دعوٰے کیا تھا تب علماءِ حق نے ان کو "طاغوت"، فرعون اور انا ربکم الاعلیٰ کا دعویدار کہا تھا۔ علیٰ ہذا وہ اور ان کے پیرو ہرگز داؤدی بوہرے نہیں ہیں۔

روضۃ الطاہرہ

بقول نسیم سحر روضۃ طاہرہ میں قرآن مجید کے نقش ہونے پر ہم ناراض نہیں ہیں البتہ ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ ظاہری نقش و نگار کے بہ نسبت زیادہ عمل پر زور دینا اہم ترین ہے، دوسری بات یہ کہ جس بمبئی میں کروڑوں روپے سے ہیرے جواہر اور سونے سے مرصّع مقبرہ بنایا جاتا ہے اور اس مقبرے کے افتتاح کے وقت کروڑوں روپے کے خرچ سے ستّر دن تک نمود و نمائش کے لئے مختلف طور سے خوشی کے جشن منائے جاتے ہیں! اسی بمبئی میں اور اس کے اطراف میں ہزاروں مؤمنین گندے علاقے میں بوسیدہ جھونپڑیوں میں تلخ ترین زندگی گذار رہے ہیں جس کے لکھنے سے میری قلم لرزاں ہے۔ ایک طرف یہ امیری اور دوسری طرف قوم کی یہ غریبی۔ تیسری بات یہ کہ محمد برہان الدین صاحب کو اپنے والد کا شاندار مقبرہ بنوانا تھا (جس کا وہ فخر کرتے ہیں) تو اپنی جیب خاص سے بنوالتے بیت المال سے کیوں؟ قوم کے چندے سے کیوں؟ جو چندہ غریب سے غریب فرد سے جبراً وصول کیا گیا تھا۔ ماضی سیدنا صاحب ہی ایسے مرحوم ہیں جن کا مقبرہ اور ان کی فاتحہ خوانی کے ہزاروں کھانے قوم ہی کی جیب سے ہوئے، ان کے وارثوں نے ایک پائی بھی نہیں خرچی بلکہ اس بہانے سے نذرانے کی شکل میں بڑی بھاری کمائی کی جس کو قومی زبان میں میٹھا منہ کہتے ہیں۔ چوتھی بات یہ کہ ان کا مقبرہ ایسی جگہ پر بنایا گیا جس کے اوپری حصہ میں بھٹیار خانہ تھا اور نیچے آج بھی گٹر بہتی ہے۔ گٹر کے متعلق بہت کم لوگوں کو اس کی جانکاری تھی لیکن خود ان کے بیٹے یوسف نجم الدین صاحب نے ہی اس کا علانیہ اظہار کیا۔ بتاریخ ۴ ذی القعدہ سنہ ۱۳۹۰ھ سورت میں جب

چاروں اساتذہ سے اُس نے برأت کروائی تب انہوں نے ڈیوڑھی کے شارع عام پر ہزاروں کے مجمع میں زور شور مکارانہ طور پر زار وقطار روتے ہوئے چلاّ کر کہا "الوگو (اساتذہ) ایم کھے چھے کہ مھارا باوا جی صاحب نے (طاہر سیف الدین نے) گٹر ماں دفن کیدا" وائی این نے ایسا کہا حالانکہ اس کے مُنہ سے ایسی بات نکلنا ایک عجیب بات ہے یا ایسا کہیے کہ قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس اظہار عام سے پبلک میں جستجو پیدا ہوئی پھر تو سبھی نے جان لیا کہ بمبئی کے بھنڈی بازار میں بنے ہوئے روضہ کے نیچے گٹر بہہ رہی ہے اب ایسی حالت میں ہیرے جواہر کا شاندار قبہ صحیح حقیقت کو چھپا نہیں سکتا۔

پانچویں بات یہ کہ شرع محمدی میں مقبرے کو بالکل سادہ بنوانے کی وہ بھی ایک معمولی حدتک رخصت ہے۔ پنجتن پاکؑ، ائمہؑ اور دُعاۃ حقؒ نے کہیں بھی شاندار مقبرے نہیں بنوائے۔ مولانا علیؑ اور امام حسینؑ و عباسؑ علمدار کے روضے شاندار بنانے والے فاطمین ائمہ نہیں تھے بلکہ دنیا کے بادشاہ لوگ تھے جن کا عمل قابل سند نہیں ہے۔ بے شک عبادتگاہ اور اولیاء اللہ کے مقبرے مثل کعبہ شریف سادہ ہی ہوتے ہیں۔ دنیا کے شاہوں کے مقبرے مثل تاج محل (آگرہ) و روضۂ طاہرہ (بمبئی) شاندار ہوں تو ہوں!! اس مقبرے کی رونق بڑھانے کے لئے نور مسجد شہید کر دی گئی عام مسلمانوں میں جب اس کی مخالفت اور چرچا ہونے لگی تب ایک مسجد نما مکان بنا کر اس کا نام فاطمی مسجد رکھ دیا بتائیے جناب یہ اسلام دشمنی ہے یا نہیں؟ کوٹھار کی زیادتی اب تو اتنی حد تک بڑھ گئی ہے کہ روضۂ طاہرہ کے آس پاس رہنے والے مومنین کے مکانات برأت کی دہشت بتا کر زبردستی لے رہے ہیں تاکہ مقبرے کی زیبائش میں اضافہ کیا جائے۔

ہماری اس حق گوئی اور حقیقت شناسی کو ہی کوٹھار وہابیت کہتی ہے۔ افسوس۔

جعفریت

کوٹھار ہم کو جعفریہ بھی کہتی ہے۔ کہاں جعفر وغیرہ دشمنان اہل البیت اور کہاں ہم محبان اہل بیت۔ مذہباً اس سے ہمارا دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے اُس نے تو داعیٔ حق اور ان کے والی ہند سے سرکشی کی اور اپنی بڑھائی اور اقتدار وجاہ طلبی کے لئے داعیٔ حق کی مخالفت کی اور دین حق سے مذہب اہل البیت صلعم سے انحراف کیا۔ ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس سے ہماری تشبیہ جعفر سے دی جا سکے ہم اپنے عمل کی وضاحت پہلے کر چکے ہیں البتہ عبدالقادر نجم الدین صاحب اور ان کے وارثوں کا عمل خصوصاً صاحب سے انہوں

نے ادّعاء باطل کیا ہے مذکور جعفر کا ہی عمل ہے۔ اسی طرح سلیمانیہ، علویہ، ہجومیہ، ناگپوریہ، بھائیہ، احدیہ، مجیدیہ وغیرہ باطلہ فرق سے ہماری تشبیہ دینا کوٹھار کی زبردست سراسر فتنہ انگیزی، ظلم اور افتراپردازی ہے۔ ضرار والوں سے بھی جیسا کوٹھار کہتی ہے ہمارا کوئی لگاؤ نہیں !!

مسجد ضرار

المدینۃ المنورۃ میں اسلام کے خلاف نصرانیوں کی مدد سے منافقوں نے مسلمانوں کو ضرار یعنی مضرت پہنچانے کی غرض سے ظاہراً ہمدردی کا دکھاوا کر کے ایک نام نہاد مسجد بنائی تھی، جس کو گرا دینے کا حکم الٰہی ہوا تاکہ منافقوں کی سازش کا خاتمہ ہو جائے بحمد اللہ ہمارا عمل اس کے خلاف ہے۔ آج ایک سو چالیس سال سے فاطمی دعوت کے نام سے نجمی خاندان بوہرے قوم کا استحصال کر رہا ہے جس کی وضاحت ہم کر چکے خصوصاً سائٹھ ستّر سال سے استحصال کے ساتھ بیدار دماغ مؤمنین اور علماء پر بے انتہا ظلم ہو رہا ہے ہماری تحریک اس کے خلاف ہے۔ اس مقدس تحریک کا مقصد یہی ہے کہ قوم کی دولت قوم پر خرچ ہو بیت المال کا حساب کتاب صاف ستھرا ہو اور شرع محمدی کے خلاف جو جو بدعتیں ہو رہی ہیں وہ ختم ہوں۔ آج سے ایکسو سال پہلے بھی علماء اور نجم الدین صاحب کے خاندان کے افراد نے ایسی ہی ایک تحریک چلائی تھی جس کا نام تھا حِلف الفضائل، حِلف الفضائل کی مفصّل تاریخ ملاحظہ کیجیے اس کتاب کے ابتدائی صفحات پر۔ اتنی زبردست تحریک چلانے والوں سے نجم الدین صاحب وغیرہ نے کبھی برأت نہیں کی۔ علامہ شیخ صادق علی صاحبؒ النصیحۃ کے پوتے شیخ عبد الطیب نے تیسرے سردار قوم محمد برہان الدین صاحب پر دعویٰ کیا اور ڈگری بھی لے آئے پھر بھی اس سے برأت نہیں کی۔ آج تو معمولی معمولی باتوں میں برہانی کوٹھار برأت کرتی ہے یہ قاطع الرحم ظالمانہ برأت تو جناب طاہر سیف الدین صاحب کا ہی قاتل حربہ ہے ضِراراً و تفریقاً بین المؤمنین و اِرصاداً..... اس ضرار کی بنیاد جناب نجم الدین صاحب سے پڑی جس کی ہر طرح سے پختگی طاہر سیف الدین صاحب نے کی تخت دعوت پر آتے ہی علماءِ حق کو ستانا، ان کو مٹانا، گھر بٹھانا، ہر جگہ سے ہٹانا شروع کیا۔ انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کر کے۔ داعی مطلق کا لبادہ اوڑھا۔ ہر قسم کی بدعت کو رائج کر کے اور سنت کو مٹا کے برأت[1] (جماعت خارج، سلام بند، سوشل بائیکاٹ اور اظہار ناراضگی) کے ذریعہ انتہائی مضرت پہنچانا شروع کی جو طرف حق پرستوں کی رسوائی اور گھر گھر فتنہ اور برأت کے سبب ایسا اشتعال پھیلا یا کہ الامان والحفیظ۔

نوٹ [1]: ۔ برأت کو مختلف اوقات میں مختلف الفاظ سے تعبیر کرتے رہتے ہیں مثلاً جماعت خارج، سلام بند، سوشل بائیکاٹ اور اظہار ناراضگی وغیرہ

یہ ایسی مضرت (ضرار) ہے اور مومنین کے درمیان تفریق کے ہاروتی ماروتی حربے ہیں کہ جس سے آج لاکھوں بوہرے ہی پریشان ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ عالمگیر حیرانی ہے - اب ایسی مضرتوں کو دور کرنے کے لیے، ظالم کا خاتمہ کرنے کے لیے اور مظلوم کی مدد کرنے کے لیے کوئی انجمن یا کمیشن قائم کیا جائے تو کونسی بڑی بات ہے !! علیٰ ہذا ضرار کے بانی نجم الدین صاحب اور ان کے وارث (۱) برہان الدین صاحب ہی ہیں نہ کہ بوہرہ یوتھ -

اتنے پریشان کیوں؟

نسیم سحر کا بار بار یہ کہنا کہ بوہرہ یوتھ مٹھی بھر ہیں پھر ان کو طاغوتی فوج (یعنی ایک بڑی بھاری عظیم الشان سرکش فوج) کہنا تضاد بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جب یہ لوگ مٹھی بھر ہیں تو پھر ان کے کوئی بھی اعلان یا اسکیم سے آپ لوگ اتنے پریشان کیوں؟ آپ کے سیفی بدری محل میں زلزلہ کیوں آجاتا ہے، اودے پور میں جب ۱۹۷۷ء میں کانفرنس ہونے کا اعلان ہوا تو دہلی، اودے پور، جیپور کے چکر کاٹنے میں اور لاکھوں روپے کی رشوت دینے میں اتنے مصروف کیوں؟ انتہائی پریشانی کے ساتھ خود سیدنا گلیا کوٹ آدھمکے اور قریب پچیس (۲۵) ہزار لوگوں کو (۱۱) جمع کیا لاکھوں کا خرچ کیا اور ہزاروں کو اودے پور بھیجنے کی اسکیم بنائی تاکہ کانفرنس کو ناکامیاب بنائیں اور جب کانفرنس کامیاب ہوگئی تو شہر شہر خصوصاً اودے پور میں کالے جھنڈوں کے ساتھ خموش جلوس نکلے جن میں عورتیں بھی پیش پیش تھیں (۱) اتنی پریشانی کیوں؟ اس کے برعکس بوہرہ یوتھ بالکل پرسکون ہیں اودے پور میں تو ایک عظیم مجمع ہے اور ہر طرح سے سکون و اطمینان ہے ہی، مگر جامنگر میں معز بھائی میڈی والے، دھوراجی میں طاہر بھائی، لاٹھی میں رسول بھائی، اندور میں پروفیسر محمد حسین بھوپالی، گودھرا میں سیفی بھائی باواگڑ والے وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے وطن میں تن تنہا ملاجی صاحب کی گشتاپو ٹولی کا پرسکون مقابلہ کر رہے ہیں درآنحالیکہ نہ ہمارے پاس آپ جیسی لاکھوں کی فوج ہے اور نہ قارونی خزانہ - یہ ہے سکون حق اور یہ ہے اضطراب باطل - کلیم الدین صاحب ایک طرف لکھتے ہیں کہ " اکثریت ہوتے انے لوک شاہی چلاہے تو تھئی سکے انے آلوا نیتیتی ماں گنائے انائے نتھی " مطلب یہ کہ بوہرہ یوتھ مٹھی بھر اقلیت میں ہیں جو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے بھی قابل نہیں ان کو کیا حق کہ لوک شاہی کا مطالبہ کریں - اور دوسری طرف

نوٹ ۱ :- کوٹھار جس میں اپنا مفاد سمجھتی ہے اسی طرح سے عورتوں کو آلۂ کار بناتی ہے اور بعد حکم کرتی ہے عورتیں بغیر پردہ باہر نکلیں - اس طرح دنیا کو بھی مغالطہ دیتی ہے کہ ہم پردے کے قائل ہیں - اس نسوانی جلوس کا فوٹو نئی دنیا (دہلی) کرانیکل اور دیگر اخبار میں دیکھ سکتے ہیں -

لکھتے ہیں کہ حق کے معاملہ میں اقلیت اکثریت کا سوال ہی نہیں ہے۔ بعض حق پرست اقلیت باطل پرست اکثریت پر غالب آجاتی ہے"۔ دیکھئے کلیم الدین کی ہی بات سے ہماری حقانیت ثابت ہوگئی۔ "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" یہ آیۂ مبارکہ ہمارے ہی حق میں ہے۔

اکسیر والے مولی

آپ کہتے ہیں کہ "ہمارے مولی کے پاس اکسیر ہے ان کی نظر ہی سب کو سونا بنا دیتی ہے"۔ ایسا ہے تو پھر آپ سونے چاندی ہیرے جواہر حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت کیوں کرتے ہیں۔ سلام لینے کے لئے دربدر شہر بہ شہر کیوں گھومتے ہیں۔ اکسیری نظر والے اولیاء اللہ کبھی بھی دنیا کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے قصیدۃ البردۃ والے نے کتنا اچھا کہا ہے:

وَرَاوَدَتْہُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَھَبٍ عَنْ نَفْسِہٖ فَاَرَاھَا اَیَّمَا شَمَمٍ "آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے آکر سونے کے اونچے اونچے پہاڑوں نے خواہش کی کہ آپ ہمیں اپنا لیجئے آپ نے اس سے منہ پھیر کر اپنے نفس مبارکہ کی بلندی بتائی"۔ اسی لئے آپ کی نظر اکسیری تھی۔

گولڈن جوبلی

فاطمی دعوت کے مالک ہونے کا دعوی کرنے والے طاہر سیف الدین صاحب نے اپنی پچیسویں ۲۵ سالہ تخت نشینی سالگرہ کو سلور جوبلی (چاندی کی عید عید فضی) اور پچاسویں ۵۰ سالہ تخت نشینی کی سالگرہ کو گولڈن جوبلی (عید ذہبی یعنی سنہری عید) کے نام سے منائی۔ اُس وقت ایک محافظ فوج بنائی جس میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو شامل کیا لڑکوں کا نام، شباب العید الذھبی اور لڑکیوں کا نام بنیات العید الذھبی رکھا۔ بہت سے جریدے سوینیر نکالے شہر بہ شہر دھوم دھام سے گشت نکالے اور سونے چاندی کے موضوع پر بہت سے قصائد اور مضامین لکھے اور لکھوائے اور فاطمی دعوت کے عقائد حقہ کے مطابق ہی اپنے اس عمل کو بتایا درآنحالیکہ سلور جوبلی اور گولڈن جوبلی جیسی کوئی اصطلاح یا رسم فاطمی دعوت و دولت میں نہیں ملتی اور نہ فاطمی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے۔ یہ تو انگریزوں اور نصرانیوں کی رسم اور اصطلاح ہے۔ یہ بھی طاہر سیف الدین صاحب کی ایک بدعت ہے۔ اِس موقعے پر انہوں نے اپنے آپ کو مستنصر امام کے باب الابواب مولانا المؤید شیرازی اعلی اللہ قدسہ کے ہمشان بتایا اور آپ کی اس بیت کو خود اپنی ہی ذات کیلئے تمثیلاً لکھی اور اسی بیت کے ہم معنی خود اپنے لئے اشعار لکھے۔ بیت یہ ہے:

اَصْبَحْتُ تِبْرًا لِشَمْسِ الْھُدٰی　　　وَھَیْھَاتَ اَنْ تَاْکُلَ النَّارُ تِبْرًا

(میں آفتابِ ہدایت (امام الزمانؑ) کے فیض کو قبول کر کے خالص سونا ہوگیا اب آگ مجھے نہیں کھا سکتی)
اس تمثیل سے طاہر سیف الدین نے اپنے آپ کو داعیٔ مطلق تو کجا باب الابواب اور معصوم ثابت کرنے کی نامبارک کوشش کی ہے۔ کجا آدم کجا ابلیس ناپاک؛ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ کہاں علیؑ اور کہاں معاویہ[1]۔ اسی بدعت کے مطابق نسیم سحر والے نے بھی اپنے پچیس سالہ، پچاس سالہ اور ساٹھ سالہ پرچوں کو سلور، گولڈن اور ڈائمنڈ جوبلی نمبر نام سے شائع کیا ہے۔ جیسے گرو ویسے چیلے۔

مسجدوں کا استعمال کیوں؟

کلیم الدین صاحب لکھتے ہیں۔ "دُعاۃ کو نہیں ملتے تو مسجد میں کیوں آتے ہیں؟" درحقیقت ہم منصوص دعاۃ حق کو، دل وجان سے ملتے ہیں البتہ غیر منصوص مدّعیوں کو نہیں مانتے۔ ایسی حالت میں ہمیں کوٹھار مسجد میں نہیں آنے دیتی۔ مسجد اللہ کا گھر ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ ہر بندۂ خدا کو خدا کے گھر میں جانے کا فطری وشرعی حق ہے اور تمام مسجدیں قوم کی محنت اور دولت سے بنی ہیں اور بے پور کی مؤید پور اور وبھیہ پورہ کی مسجدوں کو یالی والوں نے بنائی تھی اب فقط شباب والوں کو کیا حق ہے کہ ان پر اپنا خالص قبضہ جمائیں اور یوتھ والوں کو آنے سے روکیں۔ بحمد اللہ آج بوہرہ یوتھ مسجدیں جاتے ہیں اور شباب ذاتی عداوت سے خدا کے گھر کو چھوڑ کر باہر جنگل میں جاتے ہیں۔

کیا ذکرِ حسینؑ (معاذ اللہ) بکواس ہے؟

۱۳۹۶ھ کے عشرہ کی ذکر کرتے ہوئے کلیم الدین کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ "یوتھ میں تفرقہ ہوا ہے، عاشورا کے دن لرٹیڑے اور ملٹری آگی یونس اور مشرقی سے بکواس (معاذ اللہ) کروائی اور دوپہر کو مجلس نہیں ہوئی۔" (نسیم سحر کے گجراتی الفاظ کا ترجمہ) ۔ افسوس صد افسوس کہ کلیم الدین ذکرِ حسین علیہ السلام کو بکواس سے تعبیر کرتے ہیں۔ لعنت ایسے یزیدی پر جو ذکرِ حسین علیہ السلام کو بکواس کہتا ہو۔ چند لاکھ بوہروں کے علاوہ کروڑوں مسلم اور غیر مسلم آج ذکرِ حسین علیہ السلام کرتے ہیں تو کیا یہ لوگ معاذ اللہ بکواس کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ کلیم الدین نے ذکرِ حسینؑ کو "بھاشن" لکھا ہے۔ بکواس اور بھاشن جیسے لفظوں سے ذکرِ حسین صلوات اللہ علیہ کی توہین کرنا محض یزیدیت نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ،

نوٹ [1] :۔ (وَاَینَ الثریّا واینَ الثریٰ وابنِ معاویۃ من علیؑ یعنی کہاں زمین کی مٹی اور کہاں آسمان کا ستارہ ثریا)
مشہور ہے کہ مشہور رجانہ بھائی گمّہ جس میں ان کی معصومیت کی پول کھل چکی ہے۔

تفرقہ، لڑائی، ملٹری کا آنا وغیرہ سب باتیں بالکل جھوٹ ہیں۔ ۱۳۹۶ھ میں اودے پور میں جناب شیخ سجاد حسین مشرقی اور ملا یونس مبارکپوری نے وعظ کی۔ ڈاکٹر عباس بھائی علوی اور فیاض حسین وفا صاحب نے تقریریں کی۔ الاقل وعظ کے لئے لندن گیا تھا اور میرے بھائی شیخ یعقوب علی بمبئی اور محمد شیخ علی احمد صاحب مالیگاؤں گئے تھے۔ بحمداللہ ہر جگہ ہماری وعظیں ہوئی اور بوہرہ یوتھ کی تحریک اب اودے پور سے نکل کر ہر جگہ پھیلنے لگی۔ اس لئے کلیم الدین دکوٹھار آگ بگولہ ہوگئے اور قسم قسم کی بکواس کرنے لگے۔ ذرا غور کیجئے کہ ہم ذکرِ حسینؑ کرتے ہیں تو کلیم الدین اس کو (معاذاللہ) بکواس کہتا ہے اور منسٹر شنشی بھوشن کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے کوٹھار کے کالے اور گونگے جلوس نکلتے ہیں تو اس گونگے سیاہ جلوس کی، شان میں یہ آیت کریمہ لکھتا ہے: وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (رحمٰن کے سامنے (روزِ قیامت) تمام آوازیں خاموش ہوجائیں گی) افسوس ایسی آیہ کریمہ کو کلیم الدین کہاں چسپاں کرتے ہیں۔

سلیمان جی گودھرا والے کا جنازہ

بمبئی میں ۱۳۹۵ھ کے ماہ ذی القعدہ میں مرحوم سلیمانجی کنٹراکٹر گودھرا والے کو کھار کے مقبرہ میں دفن نہیں کرنے کے لئے شبابی غنڈوں نے چڑھائی کی۔ خود وائی این نے محلّوں میں آکر پکارا کہ "چلو جہاد میں"۔ اس وقت الاقل بھی وہیں تھا۔ جنازہ پانچ گھنٹہ تک سڑک پر پڑا رہا۔ یوتھیوں کی خوب پٹائی ہوئی۔ کسی نے مجھے کہا کہ تمہاری جان کا خطرہ ہے چلے جاؤ۔ میں نے کہا کہ میّت کو دفن کرکے ہی یہاں سے ہٹوں گا۔ انتہائی پریشانی کے بعد ہم مقبرہ میں داخل ہوئے۔ مسجد میں نمازِ جنازہ کے بعد ظہر عصر کے لئے بلند آواز سے اذان دی۔ شبابی غنڈوں کی گرفتاری ہوئی اور ہم نے میّت کو دفن کرکے شبابیوں کو بھاری شکست دی تو بھی انہوں نے فتح مبین ہی منائی۔ اس واقعہ کے متعلق کلیم الدین لکھتے ہیں کہ گودھرا والے کے جنازے کے لئے اودے پور سے گروجی کو بلایا۔ پھر اسی پرچے میں کلیم الدین لکھتے ہیں کہ اب ان لوگوں کو (یوتھیوں کو) جلدی سے ایک گروجی کو قائم کردینا چاہیئے اور اپنے مذہب کا اعلان کردینا چاہیئے۔ دیکھئے تضاد بیانی اور دروغ گوئی۔ صحیح ہے کہ دروغ گو را حافظہ نہ باشد (جھوٹوں کا حافظہ درست نہیں ہوتا)

پکّی براءت کے پانچ اصول

۱۳۹۵ھ کے مجمع الخیر نامی جشن میں سورت میں براءت کے پانچ اصول کا اعلان کیا گیا تھا وہ اصول یہ ہیں:

۱۲ مخالفین سے سوشل بائیکاٹ کرنا ۱۳ اُن سے سلام کلام نہیں کرنا ۱۴ کمیٹیوں جماعتوں میں سے ان کو نکالنا ۱۵ ان کے ساتھ لین دین نہیں کرنا ۱۶ اوران کے پرچے واخبار مثلاً بلیٹن، جرأت، بلٹز، سندیش، بمبئی سماچار، تمنا وغیرہ نہیں پڑھنا۔ (نسیم سحر محرم ۱۳۹۵؁ھ) اس اعلان نے گھر گھر شہر شہر برأت کی جو آگ ساٹھ ستّر سال سے لگا دی گئی تھی تیز کر دی گئی۔ بلٹز اردو نے لکھا ہے کہ اگر کوئی قانون داں آدمی سیّدنا سے پوچھتا ہے تو مکر جاتے ہیں اور صاف انکار کر دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں برأت جیسی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ بلٹز ۲۶ فروری ۱۹۷۶؁ء دیکھئے۔ "بوہرہ پر مظالم کیخلاف مصنفین کا احتجاج" والے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ انجار (کچھ) میں ۱۷، ۱۸، ۱۹ جنوری کو آل انڈیا سماننتر رائٹرز کانفرنس ہوئی جس میں ہندوستان کی تقریباً تمام زبانوں اور علاقوں کے کہانی کار ناول نگار اور شاعر و نقاد شریک ہوئے اس کانفرنس کے صدر ہندی کے مشہور افسانہ نگار اور "ساریکا" کے اڈیٹر جناب کملیشور تھے۔" (یہی کملیشور صاحب بوہرہ عالمی کانفرنس اودے پور کے بھی صدر تھے اور انہوں نے برأت کے خلاف مؤثر تقریر کی تھی) کانفرنس میں جناب اصغر علی انجنیئر بھی شریک تھے۔ کملیشور صاحب کی تجویز پر بوہرہ اصلاحی تحریک پر بحث مباحثہ کے لئے ایک سیشن رکھا گیا اور اصغر علی انجنیئر صاحب سے اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی۔ انجنیئر صاحب نے بوہرہ فرقہ کا تاریخی جائزہ لیتے ہوئے ترقی پسند بوہروں کی تحریک کا تفصیلی ذکر کیا اور ان پر سیدنا صاحب کے خاندان کی طرف سے توڑے جانے والے طرح طرح کے بہیمانہ اور انسانیت سوز مظالم کا ذکر کیا اس تقریر کا رائٹروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے مظلوم بوہروں کی حمایت اور ہمدردی کا اظہار بڑے ہی انوکھے طریقے سے کیا۔ انہوں نے متفقہ طور سے فیصلہ کیا کہ وہ آج صبح کا ناشتہ نہیں کریں گے۔ کئی افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں نے اصغر علی انجنیئر کو اس موضوع پر کہانی اور ناول لکھنے کا یقین دلایا۔ "دلت ادب" کے نامور ادیب بھی وہاں موجود تھے انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ "آل انڈیا ریڈیو پروگریسیو رائٹرس ایسوسی ایشن" (A-I-R.Progressive writers association) 'دلت رائٹر ایسوسی ایشن" اور "سماننتر رائٹر ایسوسی ایشن" کا ایک مشترکہ وفد ہوم منسٹر کے چیف منسٹر سے ملے، اور سیدنا کے خاندان کی طرف سے برأت کا حربہ استعمال کرنے سے جو خاندان تباہ ہوئے ہیں انہیں اس سے آگاہ کرتے ہوئے چھوت چھات کی اس لعنت کو ختم کرنے کی مانگ کی جائے۔" اس بیان

سے واضح ہے کہ برہانی برأت کیسی جان لیوا ہے۔ برأت کے اثبات میں نسیم سحر نے ظ انصاری کا ایک مضمون چھاپ مارا ہے۔ مشہور ہے کہ یہ ظ انصاری قادر مطلق خدا کا منکر اور نام نہاد داعیٔ مطلق کا شیدائی ہے اور داعی این ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ پکے دوست ہیں۔ ناستک کا دوست ناستک ہی ہوتا ہے۔ ہم ہرگز ناستک نہیں۔ کلیم الدین کا الزام بے بنیاد ہے کہ ہم ناستک ہیں"۔

شدّاد کون؟

مصر کے مشہور عالم محمد کامل حسین نے داعی این کو طفلِ مکتب اور ان کے والد طاہر سیف الدین صاحب کو دجّال کہا ہے (مقدمہ کتاب الحکمۃ)۔ طاہر سیف الدین صاحب نے برأت اور تشدد کے ذریعہ ہی اپنے اقتدار کو قائم رکھنا شروع کیا۔ آپ نے گدی پر آتے ہی عمّال کو بلایا اور کہا کہ یاد رکھنا اَنَا شَدِیدٌ عَلَی العُمّال (میں عاملوں کے لئے سخت ہوں) اس سخت کلامی کو سنتے ہی حاضرین عمّال میں سے شیخ عبد الحسین شاجاپوری سابق استاد جامعہ کے سسر اور جناب مکاسر صالح بھائی صاحب کے استاذ مرحوم ملا احسان حسین نے اپنے دوستوں سے بے ساختہ کہا کہ اللہ اللہ لَا شَدِیدٌ بَل شَدَّاد (قسم بخدا تم سخت شدید نہیں ہو بلکہ سخت ترین ہو شدّاد ہو) اور ہوا بھی ایسا ہی آج ساٹھ ستّر برس سے شدّادیت اور دجّالیت کا دور دورہ ہے۔ کوٹھاری لوگ بھی اپنے مولی برہان الدین کو اشد اور قہّار ہی کہتے ہیں۔ اس حقیقت ثابتہ کو چھپانے کے لئے ایک غریب مقہور و مظلوم شیخ سجاد حسین شہید کو شدّاد کہنا بڑی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ گلیاکوٹ میں رہ کر اودے پور والی کانفرنس کو توڑنے کے لئے جب شبابی غنڈوں کو یہ کہکر اودے پور بھیجا کہ جاؤ اودے پور کانفرنس کو توڑو، مسجد میں گھس جاؤ جہاد کرو، فدا ہو جاؤ .... وہاں حاضر ایک شبابی نے کسی سے کہا: "بھلا مولی نے کبھی ہمشاں مار پیٹ کروانے حکم کرے؟"

امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ

انتہائی المناک شرمناک بد دیانتی ہے طاہر سیف الدین کو امام حسین علیہ السلام کے ہمشان بتانا، امام حسینؑ کے ماتم کے ساتھ ان کا ماتم کرانا، ہر مجلس میں حسینی مرثیہ کے ساتھ ان کا مرثیہ پڑھوانا، شب قدر اور روز عاشوراء امام حسینؑ کے سلام اور دو رکعت کے ساتھ اُن کا سلام اور دو رکعت نماز پڑھنا اور پڑھوانا اور بجائے فاتحہ صلوات پڑھنا اور پڑھوانا۔ چاہے کسی بھی داعی کا عرس ہو، ہر عرس میں صلوٰۃ اللہ کی دعاء میں صاحبِ عرس کے لئے دعاء کے ساتھ ان کے لئے بھی بظاہر نام لے کر دعاء کرنے کو واجب قرار دینا، ج

اور زیارت کے ہر مشہد میں اُن کو شامل کرنا، ساتھ ساتھ مولانا قطب الدین کی شہادت مولانا شجاع الدین کی بار بار اسیری اور زہر سے شہادت، مولانا محمّد بدر الدین کی شہادت، ایضاً تمام یمانی اور ہندی دعاۃ کرام کی علمی عملی جانفشانیوں کو بُھلا کر فقط اپنے والد کی ہی نام نہاد شان بتانا۔ نسیم سحر میں بھی بجائے اظہارِ حق و حقیقت اِنہی جعلی باتوں کی رٹ لگانا۔ آج بیدار دماغوں کے نزدیک سوائے جہالت، ضلالت اور حماقت اور کچھ نہیں۔

فاطمی دعوت کو کون مٹا سکتا ہے؟

نسیم سحر کا بیدار لوگوں پر بار بار یہ الزام لگانا کہ یہ لوگ حکّام کو اپنے ساتھ لیکر فاطمی دعوت کو مٹانا چاہتے ہیں "کتنی لغو ہے یہ بات۔ بھلا فاطمی دعوت کو کون مٹا سکتا ہے محمدی شریعت فاطمی علوی دعوت ازلیہ ہے۔ فاضل اساتذہ اور یوتھیوں پر ایسا الزام لگا کر پبلک کو ان سے برگشتہ کرنے کی یہ ایک بیجا ہٹ دھرمی ہی ہے۔ رہی حکّام کو ساتھ لینے کی بات تو جناب شیخ صاحب بتائیے کہ سابق (و موجودہ) وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو ان کی سالگرہ پر پانچ ہزار روپے کا چیک کس نے بھیجا تھا۔ مہاراشٹر کے سابق گورنر علی یاور جنگ کو عید کی ڈنر پارٹی میں پچیس ہزار روپے کا چیک اور سابق چیف منسٹر جناب وی پی نائیک کو پندرہ ہزار روپے کا چیک کس نے دیا تھا؟ راجستھان کے سابق چیف منسٹر جناب ہری دیو جوشی کو بانسواڑہ میں اسپتال کے نام سے اور گذشتہ الیکشن کے موقع پر الیکشن لڑنے کے لئے کانگریس پارٹی کے نام سے اور سابق وزیر داخلہ جناب گلاب سنگھ شکتاوت کو ہزاروں روپے چندے کے نام سے کس نے دئیے؟ سیدنا برہان الدین نے یا یوتھ والوں نے؟ پارلیمنٹ کے زیادہ تر مسلم ممبروں سے سانٹھ گانٹھ کس نے کر رکھی تھی؟ سابق راشٹرپتی جناب فخر الدین علی احمد کو، اور دنیا بھر کے منسٹروں اور علماء کو روضہ طاہرہ لانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ کس نے بہایا؟ بوگس ٹرسٹ اور فاؤنڈیشن کا اعلان کرنے کے لئے بڑے بڑے جلسے کر کے اُن میں بڑے بڑے سرکاری عہدیداروں کو کس نے بلایا؟ ہند، پاک، عراق، سعودی عرب، مصر وغیرہ عرب ممالک کے سربراہوں کو ڈنر، عصرانے اور ٹی پارٹیاں کون دیتا رہا؟ یوتھ والے یا سیدنا برہان الدین؟ حقیقت یہ ہے کہ ان ہتھکنڈوں سے ہی حکومت کو فریب دیکر سیدنا صاحب اپنا اُلّو سیدھا کرتے رہے ہیں۔ راجستھان کی حکومت کو تو ایک طرح سے خرید ہی لیا تھا جبھی تو بار بار یوتھ والوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے

میں کامیاب ہو سکے، آخری وقت وہ کون سا جادو تھا جس کے زور سے اودے پور کے ہمارے سات مقدمے عدالت سے ہٹا لینے کے لئے دئے گئے حکم پر لال سیاہی پھیر دی گئی؟ یہ شری ہری دیو جوشی سے پوچھیے جناب!

مولانا کا ظہور ہوا

کلیم الدین صاحب رقمطراز ہیں کہ "چاروں اساتذہ کو کھلا کرنے سے مولانا کا ظہور ہوا۔" یہ خوب رہی سابق مولانا (طاہر سیف الدین) تو مرتے دم تک یہ اعلان کرتے رہے کہ امام کا ظہور میرے ہاتھ پر ہوگا۔" غریب مر گئے اور ان کی پیشین گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ کلیم الدین صاحب نے مولانا (حاضر سیدنا) کے ظہور کی بشارت دے دی کیا اس سے قبل مولانا صاحب پردے میں (ستر میں) چلے گئے تھے؟ ظہور کیسے ہوا؟ - اگر ظہور کا مقصد یہ ہے کہ اُن کے مقام و منصب و شان کی اصلی حقیقت کیا ہے اُس پر پردہ پڑا ہوا تھا؟ - یہ پردہ ان اساتذہ نے اٹھا دیا۔ اور تمام مؤمنین کو حقیقتِ حال سے آگاہ کر دیا تو اس بیان کا ہم استقبال کرتے ہیں۔ چاروں اساتذہ اور یوتھوں پر جو مظالم ہوئے اُس کے سبب برہانی طاہری کوٹھار کی اصلیت ظاہر ہو گئی مولانا کا حقیقی معنی میں ظہور ہو گیا کہ وہ کون ہیں؟ "حقیقت نو ظہور" کے عدد بھی تیرہ سو نوّے (۱۳۹۰) ہوتے ہیں اسی سال میں اساتذہ پر سورت میں ظلم کی ابتدا ہوئی تھی۔ "غمناک دردناک" ۱۳۹۰ مظالم کا دور دورہ ہوا جس کے باعث کوٹھار کے متعلق لوگ اب برسرِ عام کہنے لگے کہ "ہم ان کو ولی اللہ سمجھتے تھے مگر یہ تو عبد الطاغوت اور طاغوت نکلے، اچھا ہی ہوا کہ ہم اندھیرے میں سے نکلکر روشنی میں آگئے خدا بھلا کرے ان اساتذہ کا کہ انہوں نے ہمیں صحیح حقیقت سے واقف کر دیا اور ظلمات میں سے نکالکر نور کی طرف لے آئے" رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ....

قدردانی اور گمراہی

شیخ کلیم الدین صاحب لکھتے ہیں کہ یہ لوگ (اساتذہ) کہتے تھے کہ کوٹھار نے ہماری کیا قدر کی؟ جناب من! اپنی بے قدری کی شکایت کرنے والے یہ بے چارے اساتذہ نہیں ہیں بلکہ نجم الدین کا خاندان ہے۔ یہی کوٹھار کے بڑے بڑے دیوان العظمت ہیں اور خود آپ بھی! کیا آپ نے بار بار میرے سامنے اس قسم کی باتیں نہیں کیں اور

نوٹ[1]: بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۸۰ء ایک اہم کیس کا فیصلہ بوہرہ یوتھ کے حق میں نکلا اس سے شبابی لوگ بہت ہی گھبرا گئے اور وہ خود حکومت والوں سے اپیل کر رہے ہیں کہ تمام مقدمات ختم کر دیئے جائیں واہ رے انقلاب — والحمد للہ

کوٹھار کی طرف سے ہونے والی بے قدری کا رونا نہیں رویا؟ ۔ ۲۰ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ بدری محل کی چاندنی پر عین مغرب کے وقت شیخ ابراہیم یمانی دیوان العظمۃ ؟ نے مجھے ٹھہرا کر اپنی سفید داڑھی مبارک کو پکڑ کر بڑے ہی حسرت کے لہجہ میں کہا۔ " سوف ممارا قدر کیدی خدمت کرتا کرتا بڈھو تھئی گیو " یعنی آپ نے اپنی اسّی سالہ بزرگ سفید ریش کو بتا کر کہا کہ خدمتگذاری میں کھوسٹ بڈھا ہو گیا ہوں مگر میری کچھ قدر نہیں کی گئی ۔ بات یہ ہوئی تھی کہ اس سال جامعہ سیفیہ کے سالانہ امتحان میں یمانی صاحب کے بیٹے شبیر ناپاس ہوئے تھے اسی طرح میرا بیٹا یوسف بھی ناپاس ہوا تھا لہٰذا مجھے اور یمانی صاحب کو امیر الجامعہ یوسف نجم الدین کی طرف سے تنبیہ نامہ پہنچا ۔ یمانی صاحب اس تنبیہ کو برداشت نہ کر سکے اور میرے جیسے چھوٹے آدمی کے پاس بھی انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال دی تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہمرازوں کے سامنے کیا کیا کہتے ہونگے ۔ حاضر سیّدنا کے سُسر عبدالحسین بھائی صاحب نے ایک روز میرے سامنے شکایت کی کہا کہ سوف یوشع بھائی نے یونہ نی عمالت ملانے ہم سے نہیں ؟ بطور نمونہ یہ چند مثالیں ہیں ۔ بیچارے اساتذہ جان توڑ محنت کرتے تھے جس کا اقرار خود یوسف نجم الدین نے بھی کیا ہے پھر بھی ان کا وظیفہ بہت ہی کم ہوتا تھا دس یا بارہ روپے سے ابتدا ہوئی تھی ان کا یہ وظیفہ پچاس اور چالیس سالہ خدمت کے بعد بمشکل دو سو پچہتر، دو سو بیس تک پہنچ سکا تھا انہوں نے انتہائی تدبیر اور کرکسر سے وقت گذارا نتیجے میں ان کو مار پیٹ سر سامان اور کتابوں کی لوٹ اور زندگی بھر تک برأت کا عذاب ملا، درآنحالیکہ تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے کوٹھار کو لاکھوں روپے کی وصولیات کر کے دی ایسی حالت میں ان کو نمکحرام کہنا انتہائی ظلم ہے حقیقتاً نمکحرام کوٹھار ہی ہے قائد جوہر شہزادہ ہے کہ جس نے اودے پور میں خوب کھایا پیا اور گلیا کوٹ میں جا کر کہا کہ میں تین روز کا بھوکا پیاسا ہوں ایسا کہکر سینکڑوں معصومات کو بیدردی سے پٹوایا۔ نمکحرام ہے وہ نجمی رویل فیمیلی جو گھر بیٹھے قوم کی دولت سے عیاشانہ زندگی گذارتی ہے اور ہمیشہ سیّدنا کے خلاف زہر اگلتی ہے ۔

(علاوہ طعام و کچھ عطیات)

لالچی رویل فیمیلی

سیّدنا کے خاندان کے افراد (نام نہاد شہزادے اور شہزادیاں ، من الیھم) دولت کے کس قدر بھوکے اور کس قدر لالچی ہیں اس کی یہاں ایک مثال دی جاتی ہے ۔ ایک دن ماہِ رمضان میں عامل فخرالدین عامر وجیہی نے احمد آباد میں مجھے بتایا کہ جب

میں نے سیفی فاؤنڈیشن سے احمد آباد کے لوگوں کے لئے پچیس (۲۵) ہزار اُدھار لئے تو شہزادے جب بھی مجھے ملتے یہ طعنہ دیتے کہ اور عامل تو ہزاروں روپے لوگوں سے دلاتے ہیں پر تم ہو کہ ہم سے پچیس (۲۵) ہزار روپے لے گئے۔ کیسے عامل ہو؟ کچھ، لوگوں سے دلانے کی بھی سبیل نکالو۔" پھر فخر الدین مجھے کہنے لگے کوٹھار میں لاکھوں کروڑوں روپے موجود ہیں اور ہر سال ان میں کروڑوں کا اضافہ ہو رہا ہے قوم کے وہ جو کچھ چاہے کر سکتی ہے۔ کن فیکون جیسی حالت ہے (مبالغہ آمیز لہجے میں کہا) مگر کیوں نہیں کرتے؟ ان کا پیٹ کیوں نہیں بھرتا؟ یہ لوگ قوم کی ترقی کے لئے کیوں کچھ نہیں کرتے؟ کیا کریں گے اس قارونی خزانے کو؟... وغیرہ" انہوں نے کوٹھار کی بہت سی راز کی باتیں مجھے بتائیں اور مجھے "ھٰذا بصائر" نامی کتاب بھی دی جس میں نجمی خاندان کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا گیا ہے یہ وہی عامر صاحب ہیں جن کی اور مشہورِ زمانہ مَنا بائی کی لیلیٰ مجنوں والی کہانیاں مثل وزیر و وزیرہ" مشہور ہیں۔

(۱) بحرین کے ایروڈرم پر بعض شہزادوں کا ورود ہوا شہر میں ان کے استقبال اور واجبات و نذرانے کی ادائی کا اعلان ہوا۔ لوگوں نے اچھا استقبال کیا اور نذرانے و واجبات ادا کئے، ہزاروں دینار کا ڈھیر لگ گیا ایک شہزادے نے دوسرے کو آہستہ سے کہا GOOD.BIJNASE (بہت اچھا بیوپار ہے)۔ ایک پرتاب گڑھ والے نے سُن لیا۔ اُس نے کوئی چیز ادا نہیں کی اور شہر میں آکر لوگوں کو کہا کہ ان شہزادوں کو ہزاروں دینار دے کر کیوں احمق بنتے ہو انہوں نے تو اپنا ایک ذاتی بزنس بنا رکھا ہے۔ اسی لئے اکثر پرتاب گڑھ والے کوٹھار کے مخالف ہیں۔

(۲) بدری محل میں بعض دیوانجی کو ایک چمچے کے متعلق میں نے سنا (جو بہت ہی خدمتگذار تھا) وہ چوتیا آ گیا اس طرح حد سے زیادہ خدمت کرنے والوں کے لئے یہ لوگ ایسے ہی شرمناک الفاظ استعمال کرتے ہیں (۳) بھائی سجاد حسین ولد قمر علی صابن والے کی زبانی ہے کہ چاندا کے شکار گاہ میں محمد برہان الدین نے نماز مغرب کی اذان دی نیت لے رہے تھے کہ آواز آئی کہ "شیر شیر آیو" سیدنا صاحب نماز کو چھوڑ کر شیر کے پیچھے دوڑے۔ شیر ملا نہیں اور نماز بھی فوت ہوئی۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم۔

نسیمِ سحر کی مستقل بکواس

نسیمِ سحر میں بسا اوقات یہ خبر چھاپی جاتی ہے کہ "جمعہ کی جمعہ کی نماز امامی شان سے ہوئی۔

نمازِ امامی شان سے ہوئی" یہ سفید جھوٹ اور زبردست دھوکہ ہے۔ بوہروں میں مثل شیعہ اثنا عشری کبھی جمعہ کی نماز یعنی جمعہ کے دو خطبے والی دو رکعت نماز کبھی ہوتی ہی نہیں۔ جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز عام دنوں کی طرح ہی ہوتی ہے لیکن اپنے آقا کی چمچی کرنے کی غرض سے ایسا لکھتے ہیں۔ جناب شیخ جی یہ تو بتائیں کہ آپ نے امام الزمانؑ کو جمعہ کی نماز پڑھاتے ہوئے کب دیکھا ہے اُن کی شان کا دیدار آپ کو کب ہوا؟ کیا اس طرح آپ مؤمنین کو گمراہ نہیں کر رہے ہیں؟ امام اور امامی جیسے الفاظ بار بار استعمال کر کے آپ اپنے آقا کو در پردہ "امام" بنانے کی ناپاک حرکت نہیں کر رہے ہیں؟ درآنحالیکہ اُن کا اور اُن کے پانچ پیشرؤں کا داعی ہونا بھی ابھی تک ثابت نہیں کیا جا سکا۔ اس طرح کی ناپاک حرکتیں کر کے آپ خود کو اور سارے بوہرے سماج کو دھوکا دے رہے ہیں۔ یہ سراسر بدعت ہے اس کا خمیازہ ایک نہ ایک دن ضرور بھگتنا پڑے گا۔

مجیدیہ کون ہیں اور حقیقی طیبی داؤدی بوہرے کون ہیں؟

شیخ کلیم الدین صاحب ہم لوگوں کو اور ہمارے ہمخیال لوگوں کو مختلف زمانوں میں ہوئے مخالف فرقوں سے ملا دینے میں بہت ہی ماہر ہیں کبھی انہوں نے یہ بھی کہدیا کہ اساتذہ اور بوہرہ لوتھ مجیدیہ ہیں۔ اس ابو جہل کو معلوم ہے کہ فاضل اساتذہ اور بوہرہ لوتھ امام طیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیسویں فاطمی امام کے اور ان کی نسل پاک سے تا قیامت ہونے والے ائمہ علیہم السلام کے پکے معتقد ہیں طیبیہ ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ کوئی بھی معیوب اپنے عیب کو دوسروں پر لگا کر خود بری ہونے کی بے عیب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ چودھویں فاطمی امام معز علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق تفتیش کرائی کہ جو ہر ایک عورت کو فاحشہ بتاتی تھی بعد از تحقیق وہی فاحشہ نکلی رَمَتْنِی بِدَائِهَا وَانْسَلَّتْ عربی کہاوت مشہور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں فاطمی امام مولانا آمر علیہ السلام نے اپنے چچازاد بھائی عبدالمجید کو آپکی قصر دعوت (حویلی) کا حافظ امین بنایا اور اپنے بیٹے امام طیب علیہ السلام کو اپنا جانشین امام اور مالک بنایا۔ عبدالمجید شروع شروع میں تو اپنے کو نائب (مستودع) کہتا تھا مگر امام آمرؑ کی شہادت کے بعد طیب امام علیہ السلام کی امامت کا انکار کر کے خود اپنے آپ کو مالک اور امام بتانے لگا دعیٰ عبدالمجید ادعاءً عتیق وَقَامَ مَقَامَ تیمی عَدِی (سیدنا علی بن محمد) (عبدالمجید نے مثل عتیق ادعاء باطل کیا اور تیم کے میت، عدی کے دعی کے مقام میں قائم ہوا) ــه

"عبدالمجید بھوبھائی چھیرو امام امرؑ نو ہیارو — حوالو قصر نی دعوۃ نو مستودع کرے سونپو سارو
نمکحرام ھتیو وہ جیوارے دین نے دنیا مار ھارو — نمکحرامو نو بھی بھلو کیج ھتیو پچھے کوئی دل مار اتارو
شروع کھتو ھو مکھ بھی طیب امام نو نائب چھو — چھاک کیر نی چڑھے تیوارے کھوالا گو صاحب چھون (شیخ صادق علی)

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ہمارے اس عہد میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ شہید مولانا محمد بدرالدین قس نے عبدالقادر نجم الدین کو نہ تو داعی مطلق مالک بنایا تھا نہ نائب، بلکہ علماء نے آپ کے بعض اشارے کا سہارا لے کر نجم الدین کو ناظم طریقہ قائم کر دیا سابق علماء کے وفات کے بعد نجم الدین اور ان کے تین جانشینوں نے دبی زبان سے اور پانچویں صاحب طاہر سیف الدین نے کھلے عام داعی مطلق ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اگر یہ لوگ اپنی شاکلہ پر رہتے تو ایک حد تک ٹھیک ہی ہوتا مگر وہ تو اپنی حد سے بہت آگے بڑھ گئے تو اب وہ تیمی اور عدوی کے ہی قائم مقام ہوئے صحیح معنی مجیدیہ ہوئے طیبی داؤدی بوہرے نہیں رہے۔ علی ہذا حقیقی طیبی داؤدی بوہرے ہم ہی ہیں فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین۔

لو اب تو امام احمد المستورؑ بن بیٹھے!

طاہر سیف الدین صاحب کے دعاوی میں سے یہ بھی ہے کہ میں امام احمد المستورؑ الشیخ الفاضل صاحب الرسائل (اخوان الصفاء کے رسائل کے مصنف) کے مانند ہوں، رمضانیہ رسائل لکھکر میں بھی ان کے ہمشان ہو گیا ہوں"۔ شاجاپور کے ایک کوٹھاری شاعر جوہر صاحب نے سورت میں میلاد کی مجلس میں اپنے قصیدہ میں حسب بالا ادعاء سیفی کا تذکرہ کیا مجلس کے بعد کھانے کی تھال پر شیخ طیب بھائی برہانپوری ماماجی نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ "بیوقوف کیا بکتا ہے کہاں امام احمد المستورؑ صاحب الرسائل اور کہاں یہ (طاہر سیف الدین) جامعہ سیفیہ اور کوٹھار کے علماء شیخ عمران بھائی و شیخ سجاد حسین شہید وغیرہ سے بعض رسائل لکھوا کر اپنے آپ کو امام احمد علیہ السلام کے ہمشان بتانا نری حماقت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب سے شیخ عمران علی اورنگ آبادوالے وفات ہوئے اور چار اساتذہ ہٹادئے گئے تب سے رسائل رمضانیہ کی اشاعت بند ہو چکی ہے۔

منصور الیمن بحقیق الیمن اور یمنی

طاہر سیف الدین نے اپنے بیٹے محمد برہان الدین صاحب کو منصور الیمن کا خطاب دیا۔ کہاں باب الابواب مولانا جعفر کے والد ماجد فاتح الیمن داعی ابوالقاسم منصور الیمن اور کہاں یہ! آنکھوں سے اندھا نام نین سکھ۔

"فیہات لیس الاسم کالمسمّی ؛ والجہل قد اصمہم واعمیٰ ۔ ذرا یہ تو بتائیں کہ یمن جاکر انہوں نے کون سی علمی یا عملی، ملّی یا ملکی فتوحات کیں، ہر کوئی صاحبِ عصا اور طور پر جلنے والا کلیم نہیں ہوتا فقط نام اور لقب رکھکر ہی صاحبِ نام کے ہمشان ہوجانا محض جہالت ہے۔ جب طاہر سیف الدین صاحب نے اپنے بیٹے محمد برہان الدین کو منصور الیمن کہا تب جناب محمد بھائی صاحب بدر الدین (بدری جناب) نے مجھے بتایا کہ سیدنا عبد القادر نجم الدین نے شیخ عبد اللہ بھائی حکیمی کو اپنے ابتدائی عہد میں یمن کا عامل بناکر بھیجا تھا اور ان کو منصور الیمن کا خطاب دیا تھا۔ شیخ عبد اللہ نے ہونے والے اپنے ایک بیٹے کا جعفر رکھدیا اور نجم الدین نے اس کو جعفر ابن منصور الیمن کہدیا۔ بدری جناب نے یہ مثال بتاکر یہ سمجھایا کہ یہ اور وہ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اب نام نہاد منصور الیمن نے اپنے بیٹے کو عقیق الیمن بنادیا جبکہ ۱۳۹۲ھ میں وہ یمن گئے اور وہاں کے غریب مؤمنین کا استحصال کرکے لوٹے یہ ذکر پہلے آچکا ہے۔ مزید برآں سیدنا نے اپنے دیوان کو پہلے یمانی اور پھر معین دین الیمانی بنادیا۔ موصوف بدری جناب کی زبانی ہے کہ شیخ ابراہیم یمانی بہت ہی تند مزاج ہے۔ فقط "غلیظ القلب، تلخ زباں اور سخت دل والا ہے۔ مؤمنین سے روپے وصول کرنے میں بہت ہی سخت ہے مجھے اس کی عادت بالکل پسند نہیں ہے اس یمانی کو کوئی سمجھتا ہوگا کہ یہ یمن واسی ہونگے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا خاندان رامپورہ میں یمنی تھا۔ یمنی ایسے لوگوں کو کہتے ہیں جو ایک قسم کا رنگ بیچتے ہیں۔ سورت میں آکر یہ رنگریز یمنی یمانی بن گئے اب یمانی سے معین دین الیمانی ہوگئے۔ بدری جناب نے سچ ہی کہا تھا آج پبلک اس یمانی کو قصائی کی تیز چھری کہتے ہیں۔

الیکشن اور بوہرے

ہندوستانی حکومت طاہری و برہانی کوٹھار کے نوٹ اور ووٹ کی حصول میں کوشاں رہتی ہے کوٹھار اسی نوٹ اور ووٹ کے ذریعہ حکومت کو اپنا طرفدار بناکر اصلاح پسند بوہروں پر ظلم کرتی رہتی ہے اودے پور کے جھگڑے کا اصل بھی میونسپلٹی الیکشن ہی ہے جس میں اجازت والے چاروں امیدوار ہار گئے اور بغیر اجازت والے جیت گئے میرے بھائی شیخ یعقوب علی سے پہلی برأت کا سبب بھی یہی الیکشن تھا کہ انہوں نے ملاجی صاحب کے اجازت والے کے لئے مسجد میں اعلان نہیں کیا حالانکہ یہ الزام بھی غلط ہی تھا کیونکہ بھائی شیخ یعقوب علی مقامی عامل نہیں تھے۔ یہ عامل کا کام تھا۔ اور دوسری برأت کا سبب تھا اودے پور میں تاخیر سے آنا۔

جب قائد جوہرا ودے پور میں عشرہ کے لئے آئے تھے۔ نسیم سحر میں بار بار حسب ذیل شعر آتا رہتا ہے وہ ہمارے حق پرستوں کے لئے ہی ہے نہ کہ مدعیانِ باطل کے لئے۔

کچھ بات[1] ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری — سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

نجم الدین سے نجم الدین تک

کلیم الدین لکھتے ہیں کہ " اودے پور میں کرۂ خاسرہ کے خیال والے دو ناپاک نے "نجم الدین سے نجم الدین تک" والے عنوان سے ایک پرچہ نکالا اور بغاوت کی ۱۹۱۸ء سے ۱۹۷۱ء تک لعنتی شیطانوں نے خوب کوشش کی" (اردو ترجمہ) - لعنتی شیطان اور ناپاک کو ہر شخص ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا وہ خود ہوتا ہے۔ ہاں راقم (احمد علی) نے ہی "نجم الدین سے نجم الدین تک" والا مضمون لکھا ہے اگر تم سچے ہوتے تو اس کا مدلل جواب لکھتے بکواس نہیں کرتے۔ بحمد اللہ ہم آل محمد صلوات اللہ علیہم کی سچی ولایت کے باعث فرقۂ ناجیہ ہیں نجات پانے والے ہیں کرۂ خاسرہ والے ہم نہیں۔ ولله الحمد - اور ۱۹۱۸ء سے ۱۹۷۱ء تک حق پرستوں نے مدعیانِ باطل کے خلاف خوب کوشش کی اور کر رہے ہیں ایسے مجاہدوں کو ناپاک لعنتی کہنا اور ان کے جہاد کو بغاوت کہنا کلیم الدین اور ان کے ہمنواؤں کا سراسر ظلم ہے ظلم کی اور ظالموں کی پشت پناہی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ۔ زیادہ افسوس یہ ہے کہ کلیم الدین صاحب خود انقطاعی خیال رکھتے ہوئے ایسا لکھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خود اپنے آپ کو لعنتی، شیطان اور ناپاک کہتے ہیں۔

ششی بھوشن کیخلاف عالمگیر مورچہ اور سورت میں اساتذہ پر خونی حملے کی سازش

مورخہ ۲-۱۱-۱۹۷۴ء کو بوہرہ یوتھ آفس (بمبئی) کی ایک نجی نشست میں ایم۔ پی ششی بھوشن نے اپنی تقریر میں کہا کہ "سبھی دھرموں کے مطابق جو شخص فلاں فلاں کام کرتا ہے وہ فرشتہ اور جو فلاں فلاں کام کرتا ہے وہ "شیطان" سمجھا جاتا ہے۔ (اردو ترجمہ) بس اتنی سی بات کو ٹھار نے زبردست طوفان اٹھا دیا۔ کلیم الدین صاحب لکھتے ہیں کہ "ششی بھوشن کے بھاشن سے

نوٹ نمبر ۱ :۔ اصل شعر اس طرح ہے :۔ کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری ؛ صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا (ترانۂ ہند) ؛ طالب سے وہنے والے آسماں نہیں ہم ؛ سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا (ترانۂ ملی) یہ دونوں اشعار ڈاکٹر اقبال کے ہیں نسیم سحر میں صحیح طور پر نہیں لکھے ہیں۔

سورت میں کھلبلی مچ گئی خصوصاً طلبہ بہت ہی پریشان ہو گئے۔ انتقام کے لئے سب کے سب اٹھ کھڑے ہو گئے اور بولے کہ سیدنا کی شان میں بولنے والا کون ہے اس کا نام بتاؤ ابھی اس کو ختم کر دیتے ہیں نواپورہ اور نورپورہ اور پٹھان واڑہ میں رہنے والوں کے خلاف مومنین اپنی سہن شکتی کھو بیٹھے تھے سینکڑوں کی تعداد میں کٹر دشمنوں کے گھروں پر مورچہ لے گئے وہ، روکنے سے رکتے نہ تھے تین روز تک محلوں میں لعنت پڑھتے رہے حضور نے بہت تسکین دی۔ عورتیں بھی غضبناک ہو کر آئیں اور کہا کہ مولانا ہم کو بھی ایسے مجاہدانہ ثواب میں شامل کرو۔ مولانا نے فرمایا کہ تم گھر میں بیٹھ کر مردوں کو مدد کرو۔" پھر مولانا نے فرمایا کہ "دشمنو نو نسر جیوی سکھیا ماں چھے" یعنی دشمن تو بہت ہی کم ہیں مگر تمہارے داعی کو کوئی گالی دے تو تمہاری دلآزاری ہونا ضروری ہے تمہارے دلوں میں شگاف پڑ جاتے ہیں دشمن مجھے گالی نہیں دیتا مگر وہ تو دعوت کو الٹا دینا چاہتا ہے ان تمام مخالفوں کے ساتھ یوتھیوں نے بھی دعوت کا عقیدہ چھوڑ دیا ہے یہ لوگ دعوت سے نکل گئے ہیں ان کے "پیشوا" بھی الگ ہیں ایسے بنائے گئے پیشواؤں سے اپنا کوئی تعلق نہیں ہے۔" اسی طرح یوسف نجم الدین نے کہا کہ شنتی بھوشن کو کیا حق ہے کہ ہمارے مذہب میں مداخلت کرے ہم ان کا مقابلہ کریں گے جس طرح میں نے پرسنل لاء کے معاملہ میں مداخلت کا مقابلہ کیا نعمان ہمارے مولیٰ کو یزید کہتا ہے اور شنتی بھوشن ہمارے آقا کو شیطان کہتا ہے آہ آہ۔ پھر مولانا، داعی این اور تمام حاضرین مجلس زار و قطار روئے اور نام نہاد دشمنوں کے اوپر خوب لعنتیں پڑھیں"، اس طرح سے طلبہ کو اکسا کر علامہ شیخ سجاد حسین صاحب، شیخ حسن علی صاحب اور شیخ علی احمد صاحب جیسے ضعیف و ناتوان کے گھر پر مورچہ بھیجا، لوٹا، مارا پیٹا حتیٰ کہ جناب شیخ سجاد حسین صاحب کو تو شہید ہی کر ڈالا انتہائی ظلم کیا جس کی طرف خود کلیم الدین کی حسب بالا عبارت سے واضح اشارہ موجود ہے لکھا ہے نواپورہ، نورپورہ اور پٹھان واڑہ میں رہنے والوں کے خلاف مومنین اپنی سہن شکتی کھو بیٹھے تھے۔ (اردو ترجمہ) واضح ہے کہ ان محلوں میں رہنے والوں سے مراد مذکور اساتذہ ہی تھے۔ شنتی بھوشن کی مخالفت میں شہر بہ شہر احتجاجی جلسے کروا کے کوٹھار نے حکومت پر دباؤ لانا چاہا۔ افسوس کہ شنتی بھوشن کے اس بہانہ سے مظلوم اساتذہ کو دوبارہ ظلم کا نشانہ

اور شیخ الجامعہ علامہ زماں سجاد حسین صاحب کی جان لیوا مار پیٹ کرنے کے بعد ان کے شہادت کے خونی کیس کو ہزاروں روپے خرچ کر کے ملزمین کو بری کروا دیا۔ بفحوائے مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ: وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون الٰہی عدالت میں ضرور مظلومین کو انصاف ملے گا۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ کلیم الدین صاحب نے تو ششی بھوشن کے کلام کو بالکل مجمل مبہم الفاظ میں ادا کیا اور وہ حقیقت بھی ہے۔ جیسا اوپر آ چکا۔ مگر یوسف نجم الدین نے اعلانیہ طور پر کہہ دیا کہ "ششی بھوشن مولانا کے شیطان تھے اور نعمان اپنے یزید تھے" اس طرح وائی این نے ہی اپنے باپ کو شیطان اور یزید کہا۔ اور صحیح انصاف کی بات یہ تھی کہ اگر ان دونوں نے ایسا کہا بھی ہو تو ان کو ہی مارتے ششی بھوشن اور نعمان بھائی کو چھوڑ کر ضعیف و ناتواں مظلوم اساتذہ کو کیوں مارا ان کا شب خون کیوں کیا؟ یوسف نجم الدین اور طلبہ اگر مردِ میدان ہوتے تو ان دونوں کو ہی پکڑتے مگر ایسا کرنے کی اُن میں طاقت تھی ہی کہاں؟ صحیح حقیقت یہ ہے کہ وائی این نے ان چار اساتذہ کے لئے ایک ایسی اسکیم بنائی تھی کہ ساری عمر اپنے گھروں میں گھٹ گھٹ کے مر جائیں۔ اور جو جو راز ان کے سینوں میں ہے وہ ظاہر ہونے نہ پائے مگر اللہ سبحانہ اور ولی اللہ امام الزمان صلوات اللہ علیہ کو اس ناپاک اسکیم کے خلاف ایسی قدرتِ قاہرہ کا اظہار مقصود تھا جس کے تحت وائی این کی یہ ظالمانہ اسکیم ختم ہو کر رہ گئی وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ۔

جب کوٹھاری تین سالہ نظر بندی سے راقم (احمد علی) بھاگ کر سورت سے اودے پور پہنچا تو کوٹھار بوکھلا گئی اور فوراً میری بیوی بچے اور تین اساتذہ اور ان کی بیویوں اور بچوں کو ستانا شروع کر دیا، سورت میں ہنگامی برأت کا جلسہ کیا اور ہماری فیملی سے کہا گیا کہ تمہارے بڈھول کو چھوڑ دو ہم تمہیں یہ دیں گے وہ دیں گے۔ مگر ہمارے وفادار بیوی بچوں نے کوٹھار کی ہر پیشکش ٹھکرا دی پھر دس مہینے کے بعد ہی ششی بھوشن کے بھاشن کا بہانہ لے کر تین ضعیف مستضعف اساتذہ پر دوبارہ شرمناک المناک حملہ کروایا اس وقت میں تو اودے پور میں تھا میرے بیوی بچے بھی مجھ سے آ ملے تھے لہٰذا ہمارا تو وہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ دیکھئے یہ ہے برہانی کوٹھار کی مردانگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَفْحَشُ الظُّلْمِ اَلظُّلْمُ عَلَى الضَّعِيْفِ (محمد صلعم) (بد ترین ظلم ہے کمزور پر ظلم کرنا) اور یہی خاصیت ہے برہانی نجمی ظالموں کی۔

اِس واقعہ کو "جرأت"[۱] نے ایک کارٹون سے بخوبی واضح کیا تھا۔ ایک پنجرے میں چار کبوتر تھے، اس کے پاس ایک بڑا درخت تھا درخت اور پنجرے کے پاس ایک خونخوار شیر تھا پنجرے میں سے ایک کبوتر نکل کر درخت کی اونچی ڈالی پر جا بیٹھا اور دوسرا کبوتر باہر نکلا کہ خونخوار شیر نے اس کو دبوچ دیا اور دو کبوتر پنجرے میں سے باہر نکل کر اڑنے کی کوشش میں ہیں۔ خونخوار شیر جو توانا اور طاقتور تھا وہ ہے کوٹھار، درخت کی مثال بوہرہ یوتھ وغیرہ عباد صالحین، پنجرے میں سے ایک کبوتر اڑ کر درخت کی اُونچی ٹہنی پر جا بیٹھا وہ ہے راقم الحروف احمد علی اور جن کو شیر نے دبوچ دیا وہ ہیں جناب مظلوم شیخ سجاد حسین شہیدؒ اور دو کبوتر ابھی باہر نکلنے کی کوشش میں ہیں وہ ہیں شیخ حسن علی اور شیخ علی احمد۔ اس تمثیلی کارٹون میں یہ بتایا کہ کبوتر جیسے حلالی اور کمزور جانور کو ایک حرامی خونخوار طاقتور شیر نے دبوچا ہے کیا کبوتر اور کیا اس کا گوشت اور شوربہ اور کہاں شیر اور اس کی طاقت، ایسا ہی ہوا ہے ہمارا عجیب وغریب قصہ۔ کوٹھار کی مثال بظاہر شیر سے دینے سے اس کی حیوانیت اور خونخوار ظالمانہ طاقت مقصود ہے نہ کہ ان کی شجاعت صحیح معنی میں اگر وہ شجاعت والے ہوتے تو شستی بھوشن اور نعمان بھائی کنٹراکٹر کو دبوچتے۔

یہ تو ہے سورت کا عبرتناک حادثہ۔ اِدھر اودے پور میں بوہرہ یوتھ کے مؤمنین پر ظلم ہونے لگا۔ بحمداللہ وبحولہ وقوتہ مَیں ان مظلوموں کی خدمت کرنے آپہنچا اور ہر ممکن خدمت کرنے لگا۔ بحمداللہ علیٰ بصیرۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ مَیں اور میرے ساتھی لوگ بصیرت والے ہیں اور سچائی پر ہیں، ایسی حالت میں کوٹھار اور کلیم الدین و امثالہٗ ہمیں چاہے جس القاب سے یاد کریں اور جس طرح چاہے جتنی گندی گالیاں دیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

عظیم الشان عددی القاب واسماء

مظلوم اساتذہ پر جان لیوا ظلم کا سال ۱۳۹۵ھ کا نام کوٹھار نے "سَنَۃُ البَرَکَاتِ التَّوۡلِیَتَۃ" اور "العَامُ التَّارِیْخِی" رکھا۔ ایضاً البِشَارۃُ الخَیۡرَۃ، مُجۡمَعُ الخَیۡر، تسبیح میقاتِ الاَربعین وغیرہا (یعنی شریف برکتوں کا سال، تاریخی سال، شاندار خوشخبری، نیکیوں کا اجتماع،

نوٹ ۱: اصلاح پسند مؤمنین کی ایک جماعت مالیگاؤں میں قریب پچاس سال سے مجاہدانہ تحریک چلا رہی ہے قریب پانچ سال ہوئے وہاں سے پندرہ روزہ "جرأت" نامی اردو پرچہ نکل رہا ہے اس پرچہ میں نہایت بے باکی سے صحیح، حق اور حقیقت کو آشکار کیا جا رہا ہے اس کے مدیر ہیں جناب حسن علی بادشاہ اور پرنٹنگ میں فرزند شبیر سوسائٹی۔ ۷۱ واڈیکر روڈ مالیگاؤں ناسک)

هیئات جہلم کی تسبیح وغیرہا) نام یہ ہیں کام وہ (یعنی خونخواری اور ظلم وستم)۔ جُمَّلِ ابجدی حساب سے ان جُملوں کا عدد تیرہ سو پچانو ۱۳۹۵ ہوتا ہے۔ کوٹھار اپنے ہر رسالے، پیغام اور کتاب کا نام اسی طرح عددی حساب سے نکالتی ہے اس کے خالق میرے ایک دوست شیخ اسحٰق علی ولد شیخ محمد بھائی اورنگ آبادی ہیں جنہوں نے روضۂ طاہرہ، قطبی روضہ، جامعہ سیفیہ کی مسجد وغیرہ میں قرآن مجید وغیرہ لکھے ہیں وہ بہت اچھے نستعلیق اور فن خطاطی کے ماہر اور ہنرمند ہیں مذکور عددی القاب اور اسماء نکالنے کا فن راقم الحروف (احمد علی) نے ہی ان کو سکھایا تھا، مذکور شیخ کو ہمیشہ اس کا اعتراف تھا اب کوٹھار چاہے جیسے گندے لقب سے مجھے یاد کرے اس شیخ کے بھائی شیخ طیب بھائی اور والد شیخ محمد بھائی پکے انقطاعی تھے ہمیشہ ناظم داعی کی نہیں مگر امام الزمان ع کی ہی مدح التجاء لکھتے تھے۔ یا امام الزماں کہاں تم کو پاؤں ؛؛ ڈھونڈنے کو غلام کس طرف جاؤں الخ یہ التجائی قصیدہ انہیں کا ہے جس کو میں نے شیخ محمد بھائی کے بیٹے ملا قیدار بھائی سے حاصل کیا تھا۔ مذکور شیخ اسحٰق بہت ہی محنتی اور ہنرمند ہونے کے باوجود معاشی طور سے ہمیشہ کوٹھار کے شاکی باکی رہے۔ ہمارے سامنے اکثر شکایتیں کیا کرتے تھے روضہ طاہرہ میں انہوں نے پورے قرآن مجید کی شاندار کتابت کی ان کو اس کے معاوضہ میں ایک ہیرا والی بسم اللہ کا ثواب بخشا گیا تھا۔ اس ایک مثال سے ہی اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ کوٹھار اپنے ہی خدمت گذاروں کا بھی کتنا استحصال کرتی ہے۔

کوٹھار کی بوگس اسکیمیں

اسی سال کے دوران کوٹھار کی طرف سے بہت سی اسکیموں کا اعلان ہوا جن کو نسیم سحر نے بہت ہی بڑھا چڑھا کر لکھا ہے۔ مثلاً اصولِ تعلیم وتربیت اور ہر فن کے لئے شہزادوں کی تعیین کی گئی۔ دینی عقائد کے لئے یوسف نجم الدین، قومی اور غیر قومی مسائل کے لئے اصغر کلیم الدین، تجارت اور صنعت کے لئے شبیر نور الدین، شبابی فوج کے لئے قائد جوہر کی تعیین ہوئی۔ یاد رہے کہ پندرہ سال پہلے بھی اسی طرح تعیین کی گئی تھی کہ جامعہ سیفیہ میں شہزادگان مختلف مضامین کا درس دینے کے لئے اور مصر سے فاضل اساتذہ تعلیم کے لئے آتے رہیں گے یہ اعلان فقط اعلان ہی رہا۔ اور تاریخ میں اس کی تدوین دی گئی۔ ۲ جامعہ کے مجلّہ (جریدے) نکالنے کا اعلان ہوا، بمشکل چار پانچ مجلّے نکالے گئے اور بس۔

۴۔ جامعہ میں لڑکیوں کی تعلیم کے اعلان کے دس سال بعد بطور نمونہ اس پر عمل ہوا، برائے نام آٹھ
لڑکیاں تعلیم لینے لگیں اور بس ۱۳؎ کوٹھاری رسائل میں شائع کیا گیا کہ سیدنا برہان الدین اور سب کے
سب شہزادے اور شہزادیاں حافظ القرآن ہیں۔ (ہیں یا نہیں وہ تو امتحان لینے سے ہی معلوم ہوگا)۔
۵۔ حاضر سیدنا کی تخت نشینی کے موقع پر اعلان کیا گیا کہ جامعہ سے متصل چودہ ۱۴ منزلہ عمارت طلبہ کے لئے
بنائی جائے گی اور سنگِ بنیاد بھی رکھا گیا جو ابھی تک اپنی جگہ سے ہٹا نہیں ہے۔ ۶۔ بمبئی میں تیس ۳۰
لاکھ کی ٹیکنیکل کالج اور اکیس ۲۱ لاکھ کی عربیک اسلامک اکیڈمی اور سورت میں دو ۲ لاکھ کی ماڈل
اسکول، نہج البلاغۃ کا گجراتی زبان میں ترجمہ شائع کرانا، تسہیل التجارات، فیض سیفی، سیفی فاؤنڈیشن
اساتذہ کے لئے پروویڈنٹ فنڈ، فارغ التحصیل فرسٹ نمبر طلبہ کو جامعہ ازہر (قاہرہ) بھیجنا، مسلم علیگڈھ
یونیورسٹی کی سندیں حاصل کرانا، گجراتی میں دینی معلومات کے لئے کتابیں شائع کرانا اور کوآپریٹیو
اسکیمیں اور اورنگ آباد کے قریب سیف آباد کی تعمیر وغیرہا کے اعلانات اعلانات ہی رہے البتہ
اس کے جو چندے وصول کئے گئے تھے وہ کوٹھاری تجوری میں جمع ہو گئے ۷۔ نہج البلاغۃ کی اسکیم کو ذرا
وضاحت سے معلوم کیجئے۔ مولانا علیؑ کی چودہ سوویں ۱۴ سالگرہ کے میقات پر نہج البلاغت کے گجراتی ترجمہ
کی اشاعت کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کے لئے چالیس ہزار کا چندہ جمع کیا گیا بطور نمونہ چند
ورقی ایک کتابچہ شُهُبُ البلاغۃ کے نام سے شائع کیا گیا۔ دامغ البہتان کے مصنف جناب الشیخ
العلیم الرشید میاں صاحب حسن علی سارنگپور والے سابق استاد جامعہ سیفیہ نے ترجمہ کر کے مکاسر
صالح بھائی صاحب صفی الدین کو سپرد کیا تھی مگر یوسف نجم الدین نے شائع نہیں کرنے دیا۔ بمبئی کے ایک
عامل مرحوم شیخ محسن بھائی ولد شیخ ہبۃ اللہ بھائی ناگپور والے نے پیشگوئی کی تھی کہ یوسف بھائی
صاحب نہج البلاغۃ کے ترجمے کو شائع نہیں کرنے دیں گے کیونکہ کوٹھار کا عمل علوی بیانات کے خلاف ہے
آخر ہوا بھی ایسا ہی (جامعہ سیفیہ کے پروفیسر شیخ عاشق حسین برہانپور والے کی یہ زبانی ہے) یہ شیخ ہمارے
ہی ہمخیال ہیں میرے سامنے بالکل کھلے ہوئے تھے جامعہ میں گلزار حکیمی اور تاویل الدعائم مطبوعہ کے
ایجنٹ تھے جس کو پروفیسر محمد حسن اعظمی مبارکپوری نے شائع کی تھی اور اس میں ۱۲۵۶ھ کے صحیح
واقعہ کو لکھا ہے اس میں منصوص علیہم چھیالیس دعاۃ حق کی فہرست الگ رکھی ہے اور چھ ۶ نظماء کی الگ
اسی پروفیسر نے اور جامعہ کے استاد و سورت کے نائب عامل شیخ یوسف بھائی اجینی نے اندور کے

پروفیسر جناب محمد حسین بھائی بھوپالی کو کوٹھار کی اصلیت سے واقف کیا تھا) ؎ جامعہ کے طلبہ میں سے فرسٹ نمبر پانے والوں کو انعام دینے کی اسکیم بنائی گئی وہ دو سال سے آگے نہیں بڑھی. پھر ایک سال خود کلیم الدین سے نے کسی رئیس کے ذریعہ انعامات دلائے کوٹھار نے فقط دو ہی ملا صاحبان کو انعام دئیے اور باقی انعامات برہانی شہزادوں کو دے دئیے گئے. جناب کلیم الدین صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ ایسی کھٹم بڑی اور ناانصافی کو دیکھ کر میں نے انعامات بھجوانا بند کر دیا. بتائیے جناب آپ کو یاد ہے کہ نہیں. خود آپ ہی میرے سامنے کوٹھار کی کاغذی اسکیموں کا کیسا مذاق اڑاتے تھے. ایک طرف مذاق اور دوسری طرف نسیم سحر میں اور اپنی تقریروں میں حد سے زیادہ مبالغہ کے ساتھ ان کاغذی اسکیموں کا اشتہار کرنا منافقت، دوغلاپن اور قوم کے ساتھ دھوکا بازی نہیں تو اور کیا ہے؟

جامعہ سیفیہ میں بھوک ہڑتال

سنہ ۱۳۶۰ھ میں بیس سالہ یوسف نجم الدین جامعہ کے امیر ہوتے نیا نظام قائم کیا. ایک سال کے بعد یعنی سنہ ۱۳۶۲ھ کے شعبان کی گیارہویں تاریخ طلبہ نے ماضی سیدنا کی حاضری میں بھوک ہڑتال کر دی پانچ روز تک انہوں نے سفرہ کا کھانا نہیں کھایا بھوک ہڑتال کا سبب یہ تھا کہ کھانا ایسا دیا جاتا تھا کہ وہ کھایا نہ جائے برسوں سے یہ شکایت اور دوسری تکلیفوں کی شکایتیں چلی آ رہی تھیں بمشکل طلبہ کو راضی کیا گیا.

اس بھوک ہڑتال میں آج کے بڑے بڑے کوٹھاری لوگ پیش پیش تھے مثلاً شیخ اکبر علی حافظ، شیخ طاہر علی شاہجاپوری عامل غرۃ المساجد بمبئی اور شیخ غلام عباس سیفلی وجامعہ کے حالیہ اساتذہ میں سے شیخ حکیم الدین شاہجاپوری و شیخ فخرالدین دموہی و شیخ عبدالقیوم و شیخ اکبر علی اودے پوری و شیخ علی محمد ناصر پرتاپوری و شیخ فخرالدین خمسی یمانی صاحب کے کاتب وغیرہ آج ان مشائخ سے حلفیہ پوچھا جائے کہ آپ لوگ جو کوٹھار کی صحیح حقیقت سے واقف ہیں اس کو ظاہر کیوں نہیں کرتے؟

نوٹ ؎:- یہ شیخ وہی ہے جس نے اودے پور میں زبردست فتنہ برپا کیا بوہرہ یوتھ کے مومنین کو اس ہنگامہ نے خوب ستایا رامپورہ کی فتنہ کے بعد یہی وہ تھا کہ جس کے پاس اودے پور کی رزاربی جھوٹے فارم دبرائے میثاق کا چکر چلایا درانحالیکہ اسی شخص نے مذکورہ بھوک ہڑتال کرنے میں پیش قدمی کی تھی اور سیدنا کے مکان کے سامنے کھڑے رہ کر چلایا تھا "ہماری بھوک اور تکلیف سے مولانا عبد علی سیف الدین قس کی قبر لرز رہی ہے" قاسم بھائی صاحب نعمانی جب اودے پور میں بغرض اصلاح آئے تھے اُس وقت میرے بھائی کے سامنے اس شخص کے کالے کرتوت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا "اس نے یعنی شیخ فخرالدین نے کرنی کھائی، جیسی کرنی ویسی بھرنی کے مصداق ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۸۱ء بمبئی میں اس شیخ کا ایکسیڈنٹ ہوا جس موٹر میں وہ تھے وہ موٹر ٹرین سے ٹکرا گئی شیخ بری طرح زخمی ہوئے ہسپتال میں اس کے دونوں پیر کاٹ دئیے گئے بے ہوشی کے عالم میں ہی وفات پا گئے انا للہ. شیخ نے تو اللہ سبحانہ کو جواب دیا مگر مظلوم کو ستانے والوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیے. فاعتبروا یا اولی الابصار

سنسنی خیز مقالہ

۱۳۸۱ھ کے ربیع الآخر میں جامعہ سیفیہ کے گیارہویں کلاس کے طلبہ میں سے ملا فضل حسین بن ملا اسماعیل اندوری اور ملا قطب الدین باجی دوحدی نے ایک سنسنی خیز مقالہ لکھا جس میں فارغ التحصیل طلبہ کی آئندہ زندگی کا جائزہ لیا گیا تھا۔ اس مقالہ میں اس مفہوم کی عربی عبارت لکھی تھی کہ اب آئندہ سال ہم جب جامعہ کی تعلیم سے فارغ ہونگے معاش کے لئے (کوئی خدمت کے لئے) ہمیں سیفی محل سے بدری محل اور بدری محل سے سیفی محل کے دھکے کھانے پڑیں گے جوتے تک پھٹ جائیں گے پگڑی کے پیچ گلے میں آجائیں گے انتہائی خوشامد کے بعد ہمیں کوئی عمالت یا مدرسہ ملے گا۔ ساٹھ سے ستر تک وظیفہ ہوگا پھر تو پیٹ پالنے کے لئے مالدار رئیسوں کی خوشامد کرنی پڑیگی افسوس جب یہ ہماری زبوں حالی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے تو نَغَصَنِيْ بِرِيْقِيْ وَ اَقْلَقَنِيْ عَنْ وِسَادِيْ وَمَنَعَنِيْ مِنْ مُجْتَمِعِيْ وَ رُقَادِيْ آقا علی زین کے یہ الفاظ یاد آجاتے ہیں کہ اس یاد سے (منہ کا تھوک سوکھ جاتا ہے، انتہائی قلق سے بےچینی سے نیند حرام ہوجاتی ہے)۔ اس مضمون کا مقالہ لکھکر پوری گیارہویں کلاس والوں نے جامعہ کی مسجد کے قبلہ کے پاس بیٹھ کر ایک ڈرامائی شاکلہ سے پڑھا۔ اس خبر سے سیفی محل میں زلزلہ آگیا دائی این اور متعلقین زار زار روئے طلبہ کی اس بے باکی اور بیداری سے وہ چونک اٹھے انتہائی قلم بندی، زبان بندی دماغ بندی کے ساتھ بھی طلبہ نے ایسا مقالہ لکھکر اور استاد شیخ سجاد حسین صاحب کی غیر حاضری میں کلاس میں ہی پڑھکر کوٹھار میں سنسنی پھیلادی دائی این نے آگ بگولہ ہوکر فوراً پورے اسٹاف کو سورت سے بلایا پہلے خود انہوں نے پھر ماضی سیدنا نے سب کو خوب ڈانٹا طلبہ کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے مگر قدیم اساتذہ خصوصاً جناب شیخ سجاد حسین صاحب پر ہی سارا وزن ڈالدیا اور سبھی سے باربار معافی منگوائی۔ اسی روز سے دائی این نے (Seniors) بڑے اور قدیم اساتذہ کو جامعہ سے نکالنے کا ارادہ کرلیا اُس کے اس ارادے کی تتمیم قریب دس سال کے بعد ہوئی ۱۳۹۰ھ میں جس میں ...... "غمناک دردناک" حادثات ہوئے۔

مذہبی علوم کی تعلیم و تبلیغ پر پابندی

۱۳۹۰ مؤرخِ فاطمی اُنیسویں داعی مطلق داعی حق مولانا ادریس

نوٹ ۱:۔ اسی شخص نے ۱۳۹۷ھ میں حیدرآباد میں اپنی عمالت کے دوران بوہرہ یوتھ کے جنرل سکریٹری اصغر علی انجنیئر اور ان کے ساتھیوں پر خونی حملہ کروایا تھا کوٹھار کا کٹر مخالف ہونے کے باوجود اس عامل نے ہر جگہ فتنہ برپا کی ہے حالانکہ یہ اور اس کے چچا شیخ عبدالحسین اور اس کا خاندان جو باجی کہلاتا ہے کوٹھار کی صحیح حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں اور ان کے مخالف ہیں اب یہ اودے پور میں عامل ہوکر آئے ہیں دیکھئے کیا گل کھلاتا ہے۔ پچھلا کوٹ کا ذمہ میں مذکور شیخ عبدالحسین باجی بھی ماخوذ ہوئے تھے ظلم سے تنگ آکر انہوں نے معافی مانگ لی تھی

عماد الدین اعلی اللہ قدسہ اپنی تاریخی کتاب عیون الاخبار میں لکھتے ہیں کہ امام معز[۱۴] علیہ السلام کی حضرت عالیہ میں جھوٹی حدیثیں اور روایات کے اختلاف کے متعلق چرچا ہوئی اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیث نبوی ہے کہ إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ ۔ (جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں اس وقت عالم پر فرض ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس پر خدا کی لعنت ہے)، پھر آپ نے سیدنا القاضی النعمان رضوان اللہ علیہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے نعمان اس زمان میں تمہارے جیسے عالم ہی اس حدیث میں مراد ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دعائم الاسلام کی تالیف کا حکم دیا اور اس کتاب کے اصول و فروع کی آپ کے لئے ترتیب دی۔

یاد رہے کہ فاطمی دعوت میں علم فقہ کی بنیادی کتاب دعائم الاسلام ہے ائمہ حق اور دعاۃ کرام نے اسی کتاب کو اپنا معتمد بنایا ظہور کے بعد ستر کے زمانے میں اسی کتاب کی تعلیم اور اس کی تعمیل جاری رہی ہر زمان کے مقتضی کے مطابق ہداۃ کرام تعلیم دیتے رہے مگر افسوس کہ ۱۲۵۶ھ میں مولانا بدر الدین قس کی زہر سے شہادت کے بعد دعاۃ مطلقین کی جگہ نظماء نے لی اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے کے لئے انہوں نے علماء فضلاء کی جگہ اپنے ہی خاندان کو مرتب کرنے لگے ناظم اول عبد القادر نجم الدین نے ۱۳۰۱ھ حج پر جانے کے پہلے اپنے بھائی عبد الحسین حسام الدین سے کہا کہ "اس وقت تو میں نے عبد علی عماد الدین کو قائم کیا ہے مگر آئندہ کے لئے یاد رہے کہ یہ عہدہ اپنے خاندان سے باہر نہ جانے پائے" (دیوشح بھائی صاحب نظامی کی یہ زبانی ہے) پھر نجم الدین حج سے واپس آنے کے بعد اسی فکر میں رہے جوں جوں علماء فضلاء انتقال کرتے گئے ان کی جگہ پر نجمی سادات اپنے رشتے کے قرب و بعد کے مطابق ترتیب میں آتے رہے حتی کہ ۱۳۰۰ھ تیرہ سو ہجری میں مجلس کی ترتیب نجمی سرداروں سے پر ہو گئی ایک بھی عالم فاضل اب ترتیب میں نہیں رہا جبکہ سابق دعاۃ حق کے زمانوں میں مجلس کی ترتیب علمی و عملی لیاقت کے مطابق دی جاتی تھی۔ پانچویں ناظم طاہر سیف الدین کے عہد میں علم اور علماء کی بے قدری انتہا کو پہنچ گئی ان کے لئے میدان صاف تھا۔ علماء مارے گئے پیٹے گئے لوٹے گئے رسوا کئے گئے اور کتابیں ہر جگہ سے کھینچی جانے لگی۔

طاہر سیف الدین نے اودے پور کا پہلا سفر ۱۳۳۶ھ میں کیا اس وقت اور پھر جتنی بار سفر کیا اس میں دعوت کی کتابیں چن چن کرنے گئے میرے والد صاحب کی زبانی ہے کہ میرے پاس بھی جتنی اعلی کتابیں تھیں وہ لے لی ۔۔ وعظ میں کہا کہ اودے پور سے مجھے قیمتی جواہر ملے۔ اس طرح ہر جگہ سے کتابیں منگوا کر اپنے قبضہ ۔۔

کی جانے لگیں تاکہ اُن کو بطورِ سند کوئی پیش نہ کر سکے خصوصاً وہ تمام رسائل جن میں ۱۳۳۵ھ کے واقعات درج ہیں قبضے کرتے چلے گئے۔ موسمِ بہار، نسیم بہار، تحفۃ المسائل، مصباح الاعلام، کشف الظلام، ہلوھر یوذاسف وغیرہ بہت سی کتابیں جو بوہرہ گجراتی زبان میں چھپی تھیں ان کو یہ کہکر ممنوع قرار دیا گیا کہ بغیر اجازت کی کتابیں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

طاہر سیف الدین نے بوہرہ قوم کو شروع میں انگریزی کی تعلیم سے بھی دور رکھا۔ مدرسہ حکیمیہ میں ہونے والے جھگڑے کی بنیاد بھی یہی شرط تھی کہ انگریزی زیادہ نہ پڑھائی جائے مگر اپنے خود کے بچوں کو انگریزی میں خوب آگے بڑھایا عیاں راچہ بیاں۔

قوم کو گجراتی، ہندی، اردو اور انگریزی زبانوں میں عربی زبان کی کتابوں کے ترجمے کی اشد ضرورت تھی مگر اس سے محروم رکھا گیا۔ مولانا علیؑ کی چودسویں سالگرہ کے موقع پر نہج البلاغہ کے گجراتی ترجمہ کا اور طاہر سیف الدین میموریل فنڈ کے مقاصد میں بہت سے ترجمہ کی اشاعت کا وعدہ کیا تھا جو آج بھی لاکھوں کی وصولیات کے باوجود وعدہ ہی رہا۔ ۱۳۹۵ھ کی مجمع الخیر والی مجلس میں تو حاضر سیدنا نے کہا کہ " بیجی زبان ما قران نا ترجماؤ پرھوو بند کرو" (نسیم سحر ۱۳۹۵ھ) مطلب یہ کہ قرآن اور دعوت کی کتابوں کا ترجمہ نہ کیا جائے اور اگر کسی نے تو اس کا پڑھنا محمد برہان الدین صاحب کے نزدیک ممنوع ہے حرام ہے۔ افسوس وہ تمام ترجمے والی کتابیں ختم کردی گئیں اور نئے ترجمے سے روکا گیا۔ ایک مرتبہ الاقل نے ترجمے کرنے کی عرض کی تھی جو نا منظور ہوئی آج بوہرہ قوم اپنے مذہب سے کتنی ناواقف ہے اس کی ایک مثال سنیئے کہ حیدر آباد میں مجھے ایک گریجویٹ جوان نے کہا کہ میں بوہرہ ہوں اس لئے کہ میں بوہرہ ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں واللہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرا مذہب کیا ہے؟ آج بوہرہ قوم چیخ چیخ کر طلب کر رہی ہے کہ اس سائنس کے زمانے میں ہمیں ہماری کتابوں کے ترجمے چاہیئے۔ اردو، انگریزی، ہندی، مراٹھی و گجراتی زبانوں میں ہمارا لٹریچر ہمیں دو، مگر کوٹھار گونگی بہری ہوگئی ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ اس کو اپنے اقتدار کو بچانا ہے کوٹھار خود اقرار کر رہی ہے کہ اودے پور کی تحریک اس کی اعلیٰ تعلیم کا نتیجہ ہے شرعی احکام کو اگر قوم جاننے لگے گی تو وہ اچھی طرح سمجھنے لگے گی کوٹھار کون ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے اندور کے پروفیسر

محمد حسین بھوپالی نے دعائم الاسلام کی تعلیم کے بعد یہ سمجھ لیا کہ کوٹھار کے عمل اور دعائم الاسلام کے احکام کے درمیان بڑا فرق ہے وہ کوٹھار کے پہلے پکے معتقد تھے مگر صحیح علم حاصل کرنے کے بعد کٹر مخالف ہو گئے، سبھی کو معلوم ہے کہ چار اساتذہ کی کتابیں چھین لی گئیں تاکہ یہ لوگ گھر میں بیٹھ کر بھی علمی ترجمے کا کام نہ کر سکیں بحمد اللہ میرے سورت کی تین سالہ نظر بندی کے عرصہ میں قرآن مجید کا متن لکھا پھر ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی ایضاً دعائم الاسلام کی دونوں جلدوں کا ترجمہ کیا اور کو شرح الاخبار کے دو جزء کا ترجمہ کیا اور اس کو عربی میں نظم کیا۔ ایضاً سیرتِ حکیمیہ، سیرتِ لقمانیہ، اور لمیعات النجم الثاقب کے ترجمے کے ساتھ سات سو صفحات پر مشتمل میری سوانح عمری لکھی۔

میرا یہ عمل کوٹھار کے اس الزام کی عملی تردید ہے کہ ہم فاطمی کتابوں کو مولائے کائنات آقا علی امیر المؤمنین علیہ السلام کو نہیں مانتے اور دعوت کی زبان سے ہمیں نفرت ہے اسی لئے میرے یہ تراجم دعوت کی زبان میں ہیں۔

دعائم الاسلام کا اردو، گجراتی اور انگریزی ترجمہ

ایسے ماحول میں میرے عزیز دوست یونس بھائی شکیب ولد رحمت علی مبارک پور والے نے بڑی ہمت سے اپنے نامساعد معاشی حالات کے باوجود۔ دعائم الاسلام کی دونوں جلدوں کا اردو گجراتی ترجمہ شائع کر کے بوہرہ قوم پر بڑا بھاری احسان کیا جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا اب دوسرا ایڈیشن نکلنے والا ہے۔ کوٹھار جیسا اوپر لکھا گیا عموماً ترجمے سے روکتی ہے اور یہ ترجمہ تو یونس بھائی کا ہے جن کو وہ اپنا مخالف مانتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا مگر ناکام رہی۔ علوی بک ڈپو کے منیجر نے ایک روز مجھے بتایا کہ ایک نجمی بھائی صاحب اپنی کار میں میری دکان سے دور بیٹھے رہے اور اپنے خادم کو روپے دے کر میری دکان پر بھیجا اور دعائم الاسلام کے دس نسخے خریدے [2] جناب محمد بھائی صاحب بدر الدین صاحب نے ایک روز میرے سامنے اس اردو اور گجراتی ترجمے کی تعریف کی اور کہا کہ میں نے بھی ایک ایک نسخہ خریدا ہے کیونکہ بچے عربی نہیں جانتے اس لئے یہ ترجمہ ان کے لئے بہت مفید ہے [3] کلکتہ میں مرحوم ظریف صاحب کو اپنے احباب کو ہدیۃً یہ اردو دعائم الاسلام دیئے عاقل صاحب حسن بھائی صاحب بن نعمان بھائی صاحب کو بھی دیا انہوں نے بخوشی

قبول کیا پھر جب سیدنا کلکتہ آئے تب ظریف صاحب کو ڈانٹا اور کہا کہ میری اجازت کے بغیر یہ کتاب چھپی ہے انہوں نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے عامل صاحب کو بھی یہ کتاب میں نے ہدیتہً دی ہے اور انہوں نے بخوشی قبول کی ہے سیدنا خوش ہوگئے اور خلوت میں عامل صاحب کی توبیخ کی مطلب یہ کہ کوٹھار ایسی مفید چیز سے سمجھدار لوگوں کو نہیں روک سکتی، مترجم شکیب صاحب نے "فاطمی اکابر" نامی کتاب بھی لکھی اور شائع کی ہے اور تاویل الدعائم کا ترجمہ شائع کرنے والے ہیں۔ جناب آصف فیضی نے دعائم الاسلام کی دونوں جلدوں کو شائع کرنے کے بعد ان کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔

نسیم سحر میں میرے بیس سالہ مضامین میں عیون الاخبار (مولانا ادریس رض) کی پانچویں چھٹی اور ساتویں جلد اور بہت سے مقالے بالاقساط شائع ہوئے۔ شیخ کلیم الدین نے اپنی ہمت سے کوٹھار کی ناراضگی ہوتے ہوئے شائع کردیے اور سیرت المؤیدیہ، قصص الانبیاء، نہج البلاغہ، شرح الاخبار وغیرہا کتابوں کے ترجمے بھی بالاقساط شائع کر رہے ہیں وہ بہت اچھی بات ہے مرحوم مکاسر جناب اسحٰق بھائی صاحب جمال الدین کی پاکیزہ سیرت (جو میں نے لکھی تھی) بالاقساط شائع کی مگر کتابی صورت میں شائع کرنے پر کوٹھاری پابندی لگ گئی میرے مفید اکرم جناب شیخ سجاد حسین شہید کی علوی مناجات کتابی صورت میں شائع کی تو کوٹھار کی طرف سے کلیم الدین اور موصوف شیخ صاحب پر سخت عتاب ہوا دونوں نے معافی مانگی۔ میرے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی کوشش ہو رہی تھی کہ بربائی ظالم برأت کے باعث اب تو اس کو دیکھنا پڑھنا بھی حرام کردیا گیا ہے۔ خود سیدنا نے اعلان کیا جس اعلان کو نسیم سحر نے چھاپا تھا کہ چار اساتذہ کی تحریریں تقریریں یکلخت ختم کردی جائے انتہا درجہ کی حماقت ہے یہ کہ اساتذہ کی تحریر و تقریر سب کی سب فاطمی لٹریچر ہے اسلامی علم و ادب ہے اس کو ادا کرنے والوں سے برأت کی گئی تو بھلا اُن تمام پاکیزہ علوم سے (معاذ اللہ) برأت کیسی؟ آج ہزاروں کتابیں کوٹھار کی بغیر اجازت چھپ رہی ہیں ان کو وہ کیوں خریدتی ہے اور پڑھتی ہے۔ دامغ البہتان کی تینوں جلد، اسماعیلیت تحقیق کی روشنی میں، اور تبصرہ شیخ حسن علی سابق استاد جامعہ سیفیہ کی تصنیفات ہیں جن کو کوٹھار نے ہی شائع کی ہے اب شیخ صاحب سے برأت کے بعد یہ کتابیں ممنوع قرار دی گئی ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ طلبہ کے پیروں تلے کچلی گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

برہانی ونجمی ریاکاری

۱- علم اور علماء کی دشمنی کے ساتھ یوسف نجم الدین لوگ دکھاوا کے لئے کچھ نہ کچھ اعلان کرتے رہتے ہیں سنہ ۱۳۷۰ھ میں نجم الدین نے سنا کہ کتاب عیون الاخبار کی سات جلدیں مصر اور دمشق سے شائع ہو رہی ہیں۔ انہوں نے شیخ سجاد حسین شہید اور چند اساتذہ کو بلایا الاقل بھی ان میں تھا ہم کو کہا کہ مصر سے ہم سبقت لے جائیں اور عیون الاخبار کو پہلے ہم شائع کر دیں تم لوگ فی الحال عیون الاخبار کی چوتھی جلد کو اشاعت کے لئے تیار کرو۔ ہم نے بڑی محنت سے چوتھی جلد تیار کی اور سیفی محل جا کے ان کو پہنچا دی، مگر آج تک وہ شائع نہیں ہوئی بلکہ تیار کردہ نسخہ بھی پھر ہم کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ایک مرتبہ سالانہ امتحان کے موقع پر نجم الدین نے مجھے کہا کہ چار دن بعد مولاتنا الحرۃ الملکۃ ع کا عرس ہے آپ کی سیرت دعوت کی بوہرہ گجراتی زبان میں ایک ہی دن میں تیار کر کے لاؤ میں نے مسلسل چوبیس ۲۴ کلاک میں بالکل آرام کئے بغیر سیدہ کی سیرت تیار کی عرس کے موقع پر چھپ کر شائع ہو جائے نجم الدین صاحب نے کچھ اصلاح کرنے کا حکم دیا دوسرے چوبیس کلاک میں اصلاح کر کے دی۔ مگر افسوس کہ آج دن تک وہ میرا تیار کردہ نسخہ کہاں گیا معلوم نہیں۔

۲- آقا علی علیہ السلام کی چودہ سو ویں ۱۴۰۰ سالگرہ کے موقع پر آپ کی شاعری پر مجھ سے ایک طویل مقالہ لکھنے کو کہا گیا اس مقالہ میں میں نے یہ ثابت کیا کہ مولانا علی ع کی طرف جو دیوان منسوب ہے وہ درحقیقت آپ ہی کا کلام ہے یا نہیں وہ مقالہ بھی ابھی تک لاپتہ ہے حالانکہ دوائی ابن نجم الدین نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کو شائع کروں گا۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جیسا کہ آگے بھی لکھا گیا ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آج بوہرہ قوم اپنے ہی لٹریچر کو ترس رہی ہے لہٰذا ہر ذی علم پر واجب ہے کہ قوم کی اس علمی بھوک کو دور کرے علم کو ظاہر کرے اگر ایسے بدعتی زمان میں صحیح علم کو ظاہر نہیں کریں گے تو وہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہونگے کوٹھار تو فقط دیکھاوا (ریاکاری) اور اپنے ہی بڑھائی کے لئے وقتاً فوقتاً اعلانات کرتی رہتی ہے۔ طاہر سیف الدین صاحب پہلے ہر ماہ رمضان میں عربی زبان میں مرحوم شیخ عمران علی اور جامعہ کے فاضل اساتذہ کے ذریعہ رسالے شائع کرتے تھے اب یہ رمضانی رسائل کی اشاعت بھی بند ہو گئی اس رسائل کی زبان عربی ہونے کے باعث اس کا فائدہ

عام پبلک تو خاص عربی داں لوگ بھی بہت کم اٹھاتے تھے۔ یوسف نجم الدین نے اس کو جامعہ کے نصاب میں جو داخل کر دیا ہے اس میں اس کی غرض فقط یہی ہے کہ جو کچھ ہے وہ میرے والد کے رسائل ہی ہیں ان رسائل کے سوا تمام کتابیں بے سود ہیں بس اسی کو پڑھو اسی کا نام ہے "ادبِ فاطمی"۔ دای این کی اس اسکیم سے پیشین ائمہ حق، دعات کرام اور فلاسفۂ دعوت اور علماء فضلاء کی تصنیفات کو بھلا کر فقط اپنے والد کو ہی دنیا بھر کے علماء سے بڑھ چڑھ کر بتانا ہے دای این کی یہ ناپاک اسکیم بہت ہی خطرناک ہے۔ ۱۳۷۱ھ کراچی میں وعظ کے دوران طاہر سیف الدین نے کہا تھا کہ انبیاء اوصیاء ائمہ اور دعاۃ میں سے کسی کا نام تمہیں یاد ہو یا نہ ہو فقط ایک ہی نام یاد رکھو اور وہ ہے "طاہر سیف الدین" مطلب کہ میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ (الامان الحفیظ)

شیرمتی اندراجی کے پاس کیوں گئے اور انہوں نے کیا کہا؟ شیخ کلیم الدین لکھتے ہیں کہ

" یوتھی لوگ دلی پہنچ گئے اور اندراجی کے پاس فریاد کی کہ ہمارے نکاح کروادو جواب ملا کہ بوہرہ قوم کے اندرونی معاملہ میں مداخلت نہیں کرونگی"۔ کلیم الدین نے غلط لکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ " اندراجی نے تو صاف صاف کہدیا کہ چھوڑو یہ دقیانوسیت، جاؤ کورٹ میں اور سیول میرج کر لو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو چیلنج نہ کر سکے گی آپ جیسے تعلیم یافتہ لوگ ابھی تک "رزا" کے چکر میں پڑے ہیں زمانہ کتنا آگے بڑھ چکا ہے"۔ اس پر یوتھ کے وفد نے بتایا کہ سیدنا ایسی شادی سے ہونے والے بچوں کو حرام کی اولاد بتاتے ہیں۔ خوفناک برأت (سماجی بائیکاٹ) کا ہتھیار استعمال کر کے لوگوں کا جینا حرام کر دیتے ہیں وغیرہ۔ یہ جان کر انہیں بہت ہی تعجب اور افسوس ہوا اور یقین دلایا کہ وہ رزا دلانے میں ہر ممکن کوشش کریں گی انہوں نے صلح بھائی عبدالقادر کے ذریعہ کوشش بھی کی لیکن کوٹھار خصوصاً وای این ٹس سے مس نہ ہوئے۔ داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس میں قدیم مجاہد اور گاندھی جی کے دوست حاتم بھائی دربار نے جو خاص اس اجلاس کے لئے کینیڈا سے آئے مجھے بار بار کہا " اندراجی ہمارے اوپر جو ظلم ہوتا ہے یہ کہکر ٹال دیتی ہیں کہ یہ نجی معاملہ

ہے۔ اور بنگلہ دیش بنانے دوڑ پڑتی ہیں ان کے نزدیک بنگلہ دیش کا معاملہ انسانیت کا ہے اور ہمارا معاملہ اندرونی ؟! کوٹھار سے بار بار رزا مانگنے پر بھی جب رزا نہ ملی تب راجستھان کے چیف منسٹر ہری دیو جوشی کے پاس گئے جب انہوں نے تسلی بخش جواب نہیں دیا تب شریمتی اندرا جی کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی بعض اسباب کی وجہ سے خموشی اختیار کی تب سنہ ۱۹۷۵ء کے ۱۶ مارچ مطابق ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۵ھ میں ہم نے اُنیاسی جوڑوں کی بڑی دھوم سے شادی کروائی۔

کلیم الدین کو شادی کا مسئلہ لے کر لوتھ والوں کا اندرا جی کے پاس جانا بہت ناگوار محسوس ہوا پر جناب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کوٹھاری مشائخ اور رائل فیملی کے ارکین خاصۃ سبھی شہزادے، بھائی میاں، چچا جان، ماموں جان وغیرہم نے لوتھ والوں کی مخالفت کرنے کے لئے کس کس کے در کی گدائی نہیں کی، کس کس کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائے کس کس کو ہزاروں لاکھوں روپے کے چیک نہیں دئے کس کس کے سامنے ٹسوے نہیں بہائے ؟ تب پھر چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کو ہی حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے اور کوٹھار کے خلافِ انسانیت اور خلافِ اسلام حرکتوں سے آشنا کرنے کی ہم نے کوشش کی اور اس حالت میں بھی رزا کے خلاف اقدام نہ کرنے کی اپنی ذمہ داری پوری کرنے کا آخری ثبوت فراہم کرنے میں ملک کی اتنی زبردست شخصیتوں کو شاہد بنایا تو آپ کے پیٹ میں مروڑیاں کیوں اٹھ گئیں ؟ اگر یہ اتمام حجت نہ کرتے تو آپ حضرات اور کوٹھار یہ غل مچاتے کہ ہمارے پاس رزا کب مانگی اور ہم نے کب نہیں دی اس طرح ہمیں ہی قصوروار ٹھہراتے۔ لہٰذا ہم نے جو کچھ کیا بہت سوچ سمجھ کر کیا۔

کلیم الدین کی لن ترانیاں

لکھتے ہیں کہ " دعوت الحق اور اس کے مالک کے سامنے دھاک دھمکی بتانے والے نام نہاد بوہروں نے نکاح کروا کے دعوت سے الگ ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ کے اپنی ہار کو جیت بنانے کے لئے تمام اخباروں کا سہارا لیا۔ نعمان نے اپنی بیٹی کا نکاح تو کوٹھار سے پڑھوایا۔ اودے پور میں کیوں ملاؤں سے نکاح پڑھائے اور تین قاضیوں سے نکاح پڑھائے۔ قاضیوں کا عقیدہ فاسد ہو تو بڑی مصیبت ہے اس طرح اودے پور والے ہار گئے ان کی مرضی تھی کہ اپنے مولیٰ سے اپنی من مانی کروالیں اور مولیٰ کو جھکادیں مگر مولیٰ کو جھکا نہ سکے اور آئندہ اب جتنے بھی نکاح

اس قسم کے ہونگے اس کے ذمہ دار بھی لوگ ہونگے قاضی الحق کے نکاح ہی جائز ہیں" وغیرہ (اردو ترجمہ)
بیشک قاضی الحق سے ہی نکاح پڑھوانا فاطمی ائمۃ اہل البیت صلوات اللہ علیہم کا بنیادی حکم ہے۔
مولانا احمد حمید الدین الکرمانی قس نے فرمایا ہے کہ "اَلْفَاضِلُ مَنْ فَضَّلَهُ الرَّسُوْلُ فاضل
وہی ہے جس کو رسولؐ خدا نے فاضل بنایا ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد قاضی الحق
اور فاضل آپ کے جانشین آقا علیؑ تھے اور آپ کے بعد آپ کی نسل اطہر سے ہونے والے ائمہ حق
تھے اماموں کے قائم مقام دعاۃ کرام تھے آخری داعی مطلق مولانا محمد بدر الدین قس تھے آپ
کی شہادت کے بعد آپ کی رزا سے نہیں آپ کی نص سے نہیں مگر اضطرارا بحیثیت ناظم عبد القادر
نجم الدین نے علماء کی رائے مشورہ سے امور الدین کی تولی کی کیونکہ شرعی احکام کا عمل ہر حال
میں واجب ہے خصوصاً ایسے فترت کے زمانے میں بہرحال شرعی عمل لازم ہے۔ دعائم
الاسلام وغیرہ فاطمی کتب میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں جس سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ
نکاح، نماز وغیرہ امور الدین کی تولی کسی کی اجازت کے بغیر جائز ہے۔
نجم الدین نے بھی اسی احادیث کے مطابق بغیر اجازت عمل کیا اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے جب وہ شریعت
کے خلاف عمل کرنے لگے تب علماء نے انجمن حلف الفضائل قائم کر کے روک لگائی ایک مرتبہ یہ بھی طے
کیا کہ نجم الدین کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھا لیں نجم الدین بڑے چالاک تھے دیکھا کہ اگر ایک بھی
نکاح میری بغیر اجازت ہو جائے گا تو راستہ صاف ہو جائے گا رزا کی اہمیت نہیں رہے گی لہذا
انہوں نے آگے رہ کر رزا بھیج دی اور وہ بمبئی چلے گئے یوشع بھائی صاحب نظامی کی یہ زبانی
ہے سنا اور طاہر سیف الدین صاحب نے بھی سورت کی کسی وعظ میں کہا تھا۔ ثابت ہوا کہ علماء
اعلام کے نزدیک بغیر اجازت نکاح پڑھانا جائز تھا اور ہے اسی طرح ہمارا عمل بھی برحق ہے
ہمارے نکاح صحیح ہیں ہم نے ہر ممکن بصد عجز و انکساری کوشش کی کہ برسوں سے جو نظام چلا
آ رہا ہے اسی کے مطابق عمل ہوں مگر ملاجی صاحب اپنی بے جا ضد پر اڑے رہے دھاک
دھمکی کی بات ہی سراسر غلط ہے آخر کار جب ان کو رحم ہی نہ آیا تو ہم نے سوچ سمجھ کر شرع
محمدی کے مطابق اپنا کام نپٹا لیا۔ اس سے دعوت سے الگ ہونے کی بات کرنا بالکل بیہودگی بلکہ
پاگل پن ہے اب ہمارے اس صحیح عمل کے مطابق کوئی بھی عمل کرے گا تو وہ برحق ہوگا اور ہم بھی اس

کے ذمہ دار ہونگے اور اس نیک عمل کا ثواب ضرور ہمیں ملے گا ہم نے ہمارے اس عمل سے ہر جابر و ظالم مدّعی کو زبردست شکست دی ہے کسی کی کیا مجال کہ ہم کو ہمارے دین حق اور عقیدۂ صدق سے الگ کر سکے۔ ؎

دوسری خاص بات یہ ہے کہ قاضی یا ملّا یا سیّدنا عقدۃ النکاح کے مالک نہیں ہیں۔ وہ تو فقط بحیثیت معلّم ہوتے ہیں صحیح طور سے عقدۃ النکاح کا مالک دلہن کا ولی ہوتا ہے اگر دلہن کا ولی اور شادی کرنے والا مرد دونوں آپس میں ایجاب و قبول کرلیں تو نکاح ہوگئے۔ سیّدنا کے خاندان میں تو ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ سیّدنا فقط خطبۃ النکاح یعنی دعا پڑھتے ہیں پھر متزوّج (دولہا) جس کے ہاتھ میں ایک تحریر ہوتی ہے وہ دیکھکر اپنے ولی سے مخاطب ہوکر پڑھ سناتا ہے پھر ولی بھی اپنے پاس جو تحریر ہوتی ہے وہ پڑھ سناتا ہے۔ پھر دولہا قبول کرتا ہے اس طرح دونوں آپس میں ایجاب و قبول کرلیتے ہیں اور سیّدنا خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ مان لو اگر بیچ میں سیّدنا وغیرہ نہ ہوں تو نکاح ہوجائے گا۔ یہاں سیّدنا کے ہی خاندان کا سورت کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ایک روز مزاحیہ طور سے عبدالطیب بھائی بن حسن بھائی ابن عبدالقادر نجم الدین نے قادر بھائی بن طیب بھائی بن عبدالقادر نجم الدین سے کہا کہ میری بیٹی اسماء کو تمہارے بیٹے عبدالحسین کے ساتھ بیاہ دیتا ہوں (دونوں یعنی اسماء اور عبدالحسین (دولہا دولہن) نابالغ تھے) اس کے جواب میں قادر بھائی نے کہا کہ ہاں میں تمہاری بیٹی اسماء کو میرے بیٹے عبدالحسین کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ مدّت کے بعد اسماء کی نسبت کسی کے ساتھ ہونے لگی اُس وقت حاضرین دوستوں میں سے کسی نے کہا کہ اسماء بائی کا نکاح عبدالحسین

نوٹ ؎۔ اب یہ لوگ جماعت باہر ہوگئے ۔ بوہرہ یوتھ کو جب میت کے تجہیز کی ضرورت پڑی تب جب میونسپل الیکشن کے لئے کھڑے ہوئے، جب انجمن نجمی پر نظرثانی کرنے کو کہا، جب ماہ عزاء میں مجالس حسینی کی ضرورت پڑی، جب بینک قائم کرنے کی ضرورت پڑی، جب سو سو جوڑے کی شادی کی ضرورت ہوئی جب سماجی و مالی تکلیف کو دور کرنے کے لئے بوہرہ جماعت کے الیکشن کی ضرورت پڑی پہلے کوٹھار کو خبر دی گئی رزالطلب کی گئی رزانہیں ملنے پر یا جواب ہی نہیں آنے پر اضطراراً عمل کرلیا گیا تب ہر عمل کے بعد کوٹھار نے کہا کہ " اب بوہرہ یوتھ داؤدی بوہرہ نہیں رہے دعوۃ سے الگ ہوگئے"۔ ہر عمل کے بعد یہی رٹ لگائی گئی۔ یہی بات کہی گئی تو کیا وہ اپنے ہر دوسرے عمل کے پہلے دعوت میں تھے پھر نکل گئے جماعت کے الیکشن کے وقت تو اس طرح کوٹھار نے تار بھیجا تھا اب تم لوگ الگ ہوگئے تمہارے اس الیکشن سے دنیا کے تمام داؤدی بوہروں کا کوئی تعلق نہیں ہوگا تم ایسا کرکے سیّدنا کا دل دکھاؤگے وغیرہ۔ پھر عالمی کانفرنس میں ایسا کہکر گھسنے کی کوشش کی کہ ہم بھی داؤدی بوہرہ ہیں ہم بھی شامل ہوں گے تو اب وہ داؤدی بوہرہ ہوگئے حالانکہ بار بار پہلے کہہ چکے تھے کہ وہ داؤدی بوہرہ نہیں۔

کیسی ہے کوٹھار کی نرالی منطق!

کے ساتھ ہو چکا ہے بیٹی اسماء کے باپ نے کہا کہ وہ تو ہم نے آپس میں مذاق کی تھی پھر یہ قضیہ عبد علی بھائی صاحب محی الدین جامی (طاہر سیف الدین کے استاد) کے پاس پہنچا انہوں نے فتویٰ دیا کہ نکاح ثابت ہے اب تو عبد الحسین بالغ ہونے کے بعد طلاق دے تب ہی چھٹکارا ہو سکتا ہے ۔ دیکھئے مذاق، مسخری سے بھی نکاح ہو گئے کتاب الحواشی وغیرہ فقہی کتابوں میں بھی ایسے مسائل موجود ہیں ۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اس نکاح میں نہ تو سیدنا کی رزا تھی اور نہ قاضی کا خطبہ بلکہ دوستوں کے درمیان مزاحیہ شاکلہ تھی مگر نکاح کی شروط برابر تھی تو نکاح ہو گئے اسی طرح طلاق بھی ہو جاتی ہے اب رہا قاضی کا نکاح کا خطبہ تو وہ تو دعار مستحب ہے پسندیدہ بات ہے ۔ دعائم الاسلام میں ہے کہ کل نکاح لاخطبۃ فیہ فہو کالید الجذماء یعنی مقطوع البرکۃ مطلب کہ خطبہ بغیر نکاح ٹھوٹھے ہاتھ جیسا ہے یعنی برکت والا نہیں ہے نکاح تو جائز ہے البتہ خطبہ یعنی دعار کا ہونا برکت کے لئے بہتر ہے مستحب ہے، ضروری نہیں ۔ اب کوٹھار کی یہ ڈینگ مارنا کہ ہماری اجازت اور ہمارے خطبہ بغیر کئے ہوئے نکاح ناجائز ہیں قطعاً غلط ہے بے بنیاد ہے خصوصاً جبکہ اُن کے پاس بھی تو رزا نہیں ہے اجازت نہیں ہے پہلے وہ اپنے آپ کو رزا کے مالک تو ثابت کریں اور وہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے اور نہ ابھی تک کر سکے ہیں[۱] ۔ رہی یہ بات کہ نعمان بھائی کنٹراکٹر نے اپنی بیٹی کے نکاح تو کوٹھار سے ہی پڑھوانے کی ضد کی اور یہاں اودے پور میں ایسا کیوں؟ تو جناب من آپ کو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ دونوں قضیئے میں کتنا فرق ہے سچے خبر تیری کو ہر پہلو سے تحقیق کرنے کے بعد ہی خبر چھاپنا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ نعمان بھائی کی بیٹی نے پہلے بصد عجز و انکساری ہر ممکن کوشش کرنے کے بعد اکثر اخباروں میں چھپوایا تھا کہ ملاجی صاحب میرے نکاح نہیں پڑھاتے (جس طرح بوہرہ یوتھ نے بصد عجز و انکساری رزا کے لئے ہر ممکن کوشش کی تھی) پھر بھی ملاجی صاحب نرم نہیں ہوئے ۔ تاآنکہ محمد رفیق زکریا صاحب اور نائک صاحب مہاراشٹر کے سابق چیف منسٹر نے بیچ بچاؤ کیا ۔ منسٹر صاحب نے ملاجی صاحب کو دھمکی دی کہ اگر نکاح نہیں پڑھاؤ گے تو تمہارا قاضی پنا چھین لیا جائے گا اس دھمکی سے ملاجی صاحب بے چین ہو گئے اور ماہ رمضان میں ہی فوراً نکاح پڑھانے کے لئے آمادہ ہو گئے مگر نعمان بھائی نے منظور نہیں کیا اور ماہ شوال میں نکاح پڑھوائے اور احتیاطاً ایک ملا صاحب کو بھی حاضر رکھا کہ اگر ملاجی صاحب بروقت

---

[۱] نوٹ: کتاب النجاۃ کی مثال کوٹھار پیش کرتی ہے کہ اس میں ہے کہ قاضی الحق کے خطبہ بغیر نکاح باطل ہے تو یاد رہے کہ یہ کتاب کوئی معصوم کی نہیں ہے دعائم الاسلام پر ہمارا اعتماد ہے

کرجائیں تو حاضر ملا صاحب سے نکاح پڑھوالیں۔ دیکھئے ملاجی صاحب حکومت کی دھمکی سے گھبرا گئے۔ کلیم الدین کا یہ لکھنا کہ یوتھیوں دھمکی میں ہمارے مولیٰ نہیں آنے والے تھے اور نہ آئے تو برابر ہے بیچارے مظلوم یوتھ والوں نے کب دھمکی دی تھی اور اگر دیتے بھی تو ملاجی جیسے جبارِ عنید کب ان کی دھمکی میں آتے یہ ہے حقیقت کی روشنی آپ سمجھ گئے نا۔

نام نہاد معجزوں کی بھرمار

عالمی داؤدی بوہرہ کانفرنس (اودے پور) کی کامیابی سے کوٹھار بوکھلا گئی اور گلیاکوٹ میں باجی فخرالدین قس شہید کے قبے میں سے، احمد آباد میں قطبی قبے میں سے اور بمبئی میں روضہ طاہرہ وغیرہا میں سے پانی ٹپکنے کا اور ماتم کرانے کا ڈھونگ رچایا اس نام نہاد معجزوں کی شہر بشہر خبریں پہنچائی اور ساتھ ساتھ یہ خبر دی کہ کانفرنس ناکام بنادی گئی ہے لہٰذا خوشی کا اظہار کرو اور فتح مبین مناؤ۔ بچارے عقیدتمند سوائے ہاں میں ہاں ملانے کے اور کیا کر سکتے تھے وہ تو ملاجی صاحب کی ہر ادا کو معجزہ ہی سمجھتے ہیں چاہے وہ ادا، اور عمل شرع محمدی اور انسانیت کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ملاجی صاحب نے اپنے باوا کی موت کو جو یکایک ماتھیران میں ہوئی معجزہ بتایا۔ پھر ماتھیران سے خفیہ طور سے لاش بمبئی لانے کی تھی اس لئے لائٹ آف کروانے کی سازش کروانے کے بعد ان کی موت سے ماتھیران میں اندھیرا چھا جانے کو معجزہ بتایا۔ لاش کو ماتھیران سے بمبئی لائے۔ (حالانکہ کسی مسلم لاش کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا شریعت کے خلاف ہے) اس کو بھی معجزہ بتایا۔ لاش کو چالیس گھنٹے کے بعد دفن کرنے کو (حالانکہ اتنی تاخیر کرنا شریعت کے خلاف ہے) بھی معجزہ بتایا۔ پھر لاش کو قصرِ حسینی کے ایک گوشے میں دفن کرنے کو بھی معجزہ بتایا حالانکہ وہاں نیچے گٹر بہہ رہی ہے اور وہاں اوپر کی جگہ باورچی خانہ تھا۔[1]

نوٹ [1]:- ملا علی محمد بہشتی والے (ساتارہ بمبئی کے باشندے) نے ماتھیران جاکر تحقیق کرکے پتہ چلایا کہ ایک آفسر نے امی سیدنا کی لاش پر سے چادر اٹھائی تو دیکھا کہ زبان باہر نکلی ہوئی ہے چہرہ بھیانک ہے ایسی حالت میں ایک شہزادہ نے اپنے باوا کی لاش کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس بات کی تحقیق محفوظہ نامی ایک یوتھی بہن نے بھی بتائی تھی۔ صالح بھائی کاپڑیا کو ٹھارہ کے خاص چمچے نے سیدنا کی موت کا آروپ سیاسی راشٹر ہینیوں پر لگایا تھا مرے نے انہوں نے یہ بات کہی تھی جنازے لے جانے میں احترام بالکل نہیں تھا اسی لئے تو پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ مسجد میں جنازہ قبلہ کی سمت نہیں رکھا گیا تھا جبکہ نماز ظہر و عصر ہو رہی تھی۔ نماز جنازہ پڑھ ہوئی اس وقت مسجد کے اوپر عورتوں کا عظیم ہجوم تھا اور عورتوں نے ظاہر مرثیہ سینی سولی کر کے ماتم کیا۔ قبر میں سے کیچڑ نکالا گیا نہیں تھی لہٰذا سیلاب کو بالکل اندر آنے نہیں دیا قبر بھر جانے کے بعد ہی پانی چھڑکا جاتا ہے لیکن پہلے ہی چھڑکا گیا سوئم کے بعد ہی قبر پختہ بنائی جاتی ہے مگر راتوں رات قبر پختہ بنادی گئی وفات کے پہلے نہ قبلہ رو کئے گئے نہ تلقین شہادت نہ وصیت نہ کچھ بلکہ یکایک وفات پاگئے۔ یہ سب حالات جو غیر شرعی ہیں ان کو بھی معجزہ ہی بتایا گیا۔

پھر سونے چاندی ہیرے جواہر سے بیت المال کے کروڑوں روپے کے خرچ سے روضہ بنانے کو اور اس کے افتتاح میں غریب قوم سے کروڑوں روپے وصول کر کے خرچ کرنے کو اور ستتر روزہ جشن منانے کو بھی معجزہ بتایا۔ حالانکہ غریب مومنین کی حق تلفی کر کے انہیں سے بھاری چندہ وصول کر کے اتنی حد تک فضول خرچی کرنا شریعت کے خلاف ہے اور ایسے شاندار مقبرے بنوانا بھی شریعت کے خلاف ہے۔ اب اسی روضے میں سے پانی ٹپکنے کی کارسازی کر کے ماتم کر لے کے معجزہ بتانا انتہا درجہ کی دھوکہ بازی ہے۔

طاہری وصیت کی مخالفت

جناب محمد بدرالدین صاحب نے مجھے بتایا کہ مقدس سیدنا نے مجھے وصیت کی تھی کہ اگر بمبئی میں میرا انتقال ہو جائے تو غرۃ المساجد کے پاس جو لائبریری ہے وہاں مجھے دفن کرنا اب میں نے اس وصیت کو سیدنا کو پہنچادی تھی وصیت کے مطابق عمل کرنا یا نہیں کرنا ان کی مرضی کی بات تھی موصوف بدری جناب کا مطلب یہ تھا کہ سیدنا نے طاہر سیف الدین صاحب کی وصیت کی مخالفت کی۔ پھر کہا کہ قصرِ حسینی میں دفن کرنے کا مطلب سیدنا نے یہ بتایا کہ وہاں امام حسین علیہ السلام کی ضریح بنائی گئی تھی لہٰذا وہ متبرک جگہ ہے۔" بدری جناب نے کہا ضریح بنائی گئی اس لئے وہ جگہ متبرک کیسے ہو گئی۔ قبر حسین علیہ السلام پر رکھے جانے کے بعد ہی وہ ضریح متبرک ہو گی۔ الغرض ملاجی صاحب اپنے ہر عمل اور ادا کو معجزہ بتا کر صحیح حقیقت سے عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ اللہ اور اللہ کے ولی امام الزماں صلوات اللہ علیہ سے متصل نہیں ہیں۔ اگر متصل ہوں تب بھی معجزہ بتلانے کو اپنی حقانیت کا ثبوت بنانا قرآنی ہدایت کے خلاف ہے قرآن مجید میں جگہ جگہ معجزہ طلب کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے افسوس کہ یہ بطلان کے پتلے اپنے ہر عمل کو معجزہ کہتے ہیں[1]۔

معصومیت کے دعویدار کیا کر رہے ہیں؟

مدراس میں برہان الدین صاحب نے نامہ نگاروں کو بیان دیا جب انہوں نے روضہ طاہرہ کی دیوار سے پانی گرنے کے متعلق پوچھا کہ گلیا کوٹ میں تیرہ سو سال پہلے فخرالدین شہید ہوئے

نوٹ [1]:۔ اگر کوئی آپ کو پانی پر چلتا ہوا اور ہوا میں اڑتا ہوا نظر آئے اور وہ بے عمل و بدکردار ہو تو آپ اُس کے اس فعل کو شعبدہ بازی اور بازیگری ہی سمجھئے شیخ صادق فرماتے ہیں کہ "جھوٹی کرامتوں پر نادان مت بہلئے، بازیگر و چلے چھے اک پاؤں تھی رسا پر

اس وقت کربلا میں تین روز تک خون کی بارش ہوئی تھی (ٹائمز آف انڈیا فروری ۱۹۷۶ء۔ انگریزی سے اردو ترجمہ) سیدنا کے سکریٹری کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ پانی قرآن کی آیتوں سے بہہ رہا ہے اور ایسا ہی معجزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ میں تیرہ ۱۳۰۰ سو سال پیش آیا تھا۔" اس معجزے کو کسی کیمسٹ نے کھلا چیلنج کیا ہے۔ (بلٹز اردو سنیچر ۵ مارچ ۱۹۷۶ء) ۔ ارے بھئی فخر الدین مولیٰ تیرہ ۱۳۰۰ سو سال پہلے نہیں مگر نو سو سال پہلے شہید ہوئے تھے۔ دوسری بات یہ کہ امام حسینؑ کا روضہ تیرہ سو سال پہلے بنا ہی نہیں تھا اس لئے روضے میں سے پانی بہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیدنا اور سکریٹری کی دونوں باتیں قطعاً غلط ہیں۔ مذکور بلٹز نے پھر یہ لکھا ہے کہ اس کی (پانی بہنے کی) تردید میں اصغر علی انجنیئر (سکریٹری جنرل سنٹرل بورڈ آف داؤدی بوہرہ کمیونٹی) نے ایک بیان میں کہا کہ پانی پتھر سے نہیں گنبد کے نیچے لگے ائیر کولر میں سے بہہ رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بہہ کر بند ہو گیا۔ اس معجزے کا دعوے محض اس لئے کیا گیا ہے کہ اودے پور میں منعقدہ ترقی پسند بوہروں کی کانفرنس کی طرف سے بوہروں کا دھیان ہٹا دیا جائے اور سیدنا صاحب اور ان کے خاندان کے ساتھ اندھی عقیدت پیدا کی جائے اس سلسلے میں ایک کیمسٹ جناب مظفر علی علی حسین صاحب نے بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ روضۂ طاہرہ میں ہونے والے معجزے کی خبر پڑھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی قرآن کریم میں معجزوں کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے معجزے دکھلانے سے احتراز کیا ہے، میں ایک کیمسٹ کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے کیمیائی ترکیب سے پتھر سے پانی نکال کر دکھا سکتا ہوں، اس معجزے پر یقین لانے والے کو یہ میرا کھلا چیلنج ہے، اصغر علی انجنیئر نے بلٹز کو بتایا کہ معجزے کے اس دعوے کو اخباروں میں چیلنج کرنے پر سیدنا صاحب کے حواری اُن کی ماں کو جو بیوہ ہے سخت پریشان کر رہے ہیں اور انہیں برأت (سوشل بائیکاٹ) کی دھمکی دے رہے ہیں تاکہ وہ اپنے بیٹے کا گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ دھمکی دینے والوں میں پاکموڈی اسٹریٹ کے ایک ڈاکٹر شیخ دیوانجی پیش پیش ہیں انہوں نے اصغر علی انجنیئر کے بھائیوں کو بلا کر دھمکی دی۔ انجنیئر صاحب نے کہا کہ یہ غیر قانونی عمل ہے اور ہوم منسٹری اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائے اصغر علی انجنیئر نے یہ بھی کہا کہ چند افراد پر مشتمل ایک کمیٹی اس کی چھان بین کے لئے مقرر کی جائے۔ اس کمیٹی میں پولس کمشنر، سول انجنیئر، سائنسداں اور سیدنا صاحب کا ایک نمائندہ شریک ہو۔

روضہ طاہرہ سے پانی ٹپکنے کا چکر

"ایک کیمسٹ کا کھلا چیلنج" کے عنوان کے تحت بلٹز میں سابق بیان لکھا ہے جو قابلِ غور ہے۔
کوٹھارا اس قسم کے معجزوں کا اعلان کر کے گلیاکوٹ میں ہزاروں بوہروں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوگئی تاکہ ان سب کو اودے پور کانفرنس کو توڑنے کے لئے اودے پور بھیجے اور ایسا کیا بھی مگر راجستھان حکومت نے تین روز تک چوطرف سے ناکہ بندی کر دی جس سے اودے پور خون خرابہ سے بچ گیا۔

"معجزہ اور شعبدہ بازی نبی اور مُتَنَبّی میں فرق؟"

مولانا احمد حمید الدین الکرمانی رضوان اللہ علیہ نے راحۃ العقل کے آخری مَشرَع میں وحی کی حقیقت بیان کرنے کے بعد وحی کے صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی الٰہی تائیدی قوّت کا یہ عالم بتایا ہے کہ وہ اپنی الٰہی قوت سے ایسے ایسے معجزے بتا سکتے ہیں کہ جو انسان کو حیرت میں ڈال دے اور انسان کی عقل اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتی اور نہ وہ معجزہ تعلیم سے حاصل کیا جا سکتا ہے یہ تو اللہ کی بخشش ہی ہوتی ہے۔ موہوبی شان ہے نہ کہ کسبی۔
اِس معجزے کے بالمقابل شعبدہ بازی ہوتی ہے اور جادو بھی، جو ایک قسم کی تعلیم سے ممکن ہے۔ جب شعبدہ باز اور جادوگر بھی عجیب و غریب چمکار بتا سکتے ہیں تو کیا عجب ہے کہ وہ روحانی الٰہی قدرت والے کہیں اس سے بھی زیادہ عجیب اور شریف معجزے نہ بتا سکیں؟ معجزہ کا تعلق فقط ذاتِ الٰہی سے ہوتا ہے اور شعبدے اور جادو کا تعلق خود شعبدہ باز اور جادوگر سے ہوتا ہے جو بھی چاہے سیکھ لے اور بتا سکے ابن العمید، مانی اور دیصان ایسے شعبدہ باز تھے ابن المقنع خراسان میں بے موقع چاند اُگا کے بتاتا تھا" پیغمبروں کا سب سے بڑا معجزہ ہمارے نزدیک کتابِ الٰہی اور شریعت ہے جس کے احکام اللہ کی اس خلقت کے مطابق ہوں اور نبی اور رسول اس احکام کا عملی نمونہ ہوں۔
تاکہ اپنے لائے ہوئے احکام سے خود عمل پیرا ہو کر تمام عالم کو اس کی تعلیم دیں اور سب کو نجات بخشیں اوّل سے آخر تک وہ ایک ہی حالت پر مستقل رہیں ان کے برعکس مُتَنَبّی (نبوت کا جھوٹا دعویدار) چاہے وہ اپنے جھوٹے دعوے کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کرے وہ چھپ نہیں سکتا اور اس کی اصلیت ظاہر ہو ہی جاتی ہے کہ وہ اللہ سے متصل نہیں منقطع ہے وہ اپنے اقوال کے مطابق

عمل کر کے اور آخر تک ثابت رہ کے نبی کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ داعی کرمانی رض صاحب کے بیان کا یہ مختصر خلاصہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ معجزہ ایک حقیقت ہے اور وہ پیغمبر حق سے ہی متعلق ہے اس کے مقابل مصنوعی جادو اور شعبدہ بازی ہے معجزہ والے اول سے آخر تک اپنی اصلی صحیح حالت پر قائم رہتے ہیں اور شعبدہ باز و جادوگر کی بعد میں قلعی کھل جاتی ہے اس کا عمل عالم کو نجات بخشنے کا نہیں بلکہ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے کا ہی ہوتا ہے اور یہی بات واضح طور سے ہم ظاہری و برہانی شعبدہ بازوں اور جادوگروں میں دیکھتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ نبیؐ حق کا ثبوت کیا معجزہ سے اور ولیؑ صدق کا ثبوت کیا کرامت سے ہوتا ہے؟ اس کا جواب دعائم الاسلام کی کتاب سے یہ ہے کہ مولانا القاضی النعمان قس نے فرمایا کہ "جیسا کہ اوپر لکھا ہے (یعنی نص و توقیف کا واضح بیان) اس طرح نبوت امامت کے بارے میں نص و توقیف کے ہم قائل ہیں نہیں کہ عام مسلمانوں کا جیسا کہ یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء مرسلین کی رسالت و نبوت کی تصدیق کے لئے بطور ثبوت ان کے معجزات کافی ہیں نص بشارت اور توقیف نہیں اگر وہ قرآن حکیم کا غور سے مطالعہ کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ قرآن انبیاء و مرسلین سے معجزات طلب کرنے والوں کی سخت مذمت کرتا ہے۔" پھر مولانا القاضی النعمان قس نے بہت سی قرآنی آیات سے اور عقلی دلیل سے یہ ثابت کیا کہ کسی نبی یا ولی کی حقانیت کے ثبوت کے لئے فقط معجزہ بتانا قابل اعتماد نہیں بلکہ نص توقیف و بشارت ہی معتمد علیہ ہیں۔ اللہ سے اور اللہ کے نبی اور امام سے اتصال کا ثبوت نص جلی ہے نہ کہ معجزہ و کرامت۔ اور منصوص علیہ کی ہی خصوصیت ہے وہ جب چاہیں کوئی معجزہ بتا سکتے ہیں۔ مگر معجزہ کی ضرورت جاہل لوگوں کے لئے ہوتی ہے عالموں کے لئے نہیں عالموں کو تو علمی عملی معجزہ چاہیے معجزہ اللہ اور اولیاء اللہ سے جو لوگ متصل ہیں انہیں کا کام ہے اور جو لوگ منقطع ہیں منصوص علیہم نہیں وہ جو کچھ حرکتیں کرتے ہیں وہ محض شعبدہ بازی ہے۔ ظاہری و برہانی نام نہاد معجزے ایسے ہی شعبدوں کی ایک کڑی ہیں۔ مثلاً روضوں سے پانی ٹپکنے کا ڈھنڈورا پیٹنا۔ کوٹھارا اور نسیم سحر نے ہم پر بے بنیاد الزام لگایا ہے کہ ہم اولیاء اللہ کے معجزات کے قائل نہیں ہیں ہم نے داعی کرمانی رض صاحب اور مولانا القاضی النعمان رض کے بیانات کا خلاصہ جو پیش کیا ہے اس کے ہم بدل و جان قائل ہیں بحمد اللہ ہم سمجھتے ہیں کہ معجزہ و کرامت کیا ہے اور شعبدہ بازی

کیا ہے۔ ہمارے نزدیک سب سے بڑا معجزہ الٰہی کتاب قرآن مجید اور شرع محمدی کے مطابق عمل ہے والحمد للہ۔ کلیم الدین لکھتے ہیں کہ "شہزادہ علی اصغر کلیم الدین کے ماتم کرنے سے پانی ٹپکا۔" شہزادہ داعی تو تھے نہیں اور تمہارے قول کے مطابق معجزہ تو داعی سے مخصوص ہوتا ہے تو کیا سیدنا کے گھر کا ہر فرد معجزہ نما اور سیدنا ہو گیا۔ ہمہ خانہ آفتاب، بڑے تو بڑے چھوٹے بھی سبحان اللہ۔ پھر لکھتے ہیں "پانی کی بوند گنبد سے زمین پر نہیں گرتی تھی بلکہ زوار کے سر پر ہی گرتی تھی۔ زمین پر نہیں گرنے کی کرامت آخر تک کیوں نہیں رہی پھر تو آپ ہی کے کہنے کے مطابق ہر جگہ پانی بہنے لگا۔ علی اصغر کلیم الدین نے کہا کہ یہ پانی باجی مولیٰ کے آنسو ہیں۔" یہ بھی بڑی ہی مضحکہ خیز بات ہے۔ عقیدت مند کیسے اندھے بہرے ہو گئے ہیں کہ ان کی بات پر ایمان لے آتے۔ پھر لکھتے ہیں کہ "جب پانی بہنے لگا تو اس وقت تحقیق کی گئی کہ کہیں اِدھر اُدھر پانی کی باٹلی تو نہیں ہے۔" یہ تو چور کی داڑھی میں تنکا والی بات ہوئی۔

اودے پور سے بالکل قریب گلیا کوٹ میں ہی اور وہ بھی اودے پور والی کانفرنس کی تاریخ کے ایک ہفتہ پہلے ہی یہ معجزہ ہوا اس کا کیا سبب؟ ۔ پھر سیدنا مدراس سے فخر الدین علی احمد صاحب کے جنازے میں شرکت کے لئے دہلی پہنچے اور آپ امام بلکہ خدا ہونے کا دعوٰے کرنے والے ہونے ہوئے نمازِ جنازہ میں ماموم بنے اور لوٹتے وقت گلیا کوٹ آئے اور دوبارہ پانی والا امام نہاد معجزہ دکھایا اور اس بہانے سے گلیا کوٹ میں قریب پچیس ہزار افراد کو جمع کیا اور سب کو اودے پور جاکر جہاد کرنے پر اُکسایا تاکہ جس طرح ۶ محرم ۱۳۹۵ھ میں گلیا کوٹ میں ہی رہ کر ماذون خزیمہ بھائی نے اودے پور میں مسجد میں ذکرِ حسین علیہ السلام کرتے ہوئے بوہرہ یوتھ مؤمنین کی خونریزی کروائی اور مسجد کو میدانِ کربلا بنادیا اس سے بھی بڑھ کر اب سیدنا خود اودے پور میں کانفرنس کو توڑنے کے بہانے مظلومین بوہرہ یوتھ، مہمانوں اور خدمتگذاروں کی خونریزی کرائیں مگر بحمد اللہ و بحولہ و قوتہ ان کی ناپاک تدبیریں الٹ گئیں اور پانی والا معجزہ شعبدہ ثابت ہوا اور کانفرنس ہو کے رہی۔

نوٹ نمبر ۱۔ ۱۳۷۰ھ میں الاقل بانسواڑہ میں عبداللہ پیر صاحب کے قبے میں زیارت کے لئے جا رہا تھا قبے میں جانے کے پہلے میں نے مجاور کو ایک گلاس پانی لے کر جاتے ہوئے دیکھا کچھ دیر بعد اس نے آواز دی کہ چلو چلو قبر مبارک سے پانی نکلا میں قبے کے اندر گیا اور مجاور سے کہا کہ تم ابھی پانی کا گلاس لے کر آ رہے تھے وہ میں نے دیکھا تھا تم نے ہی پانی ڈالا ہے اور بتاتے ہو کہ قبر سے پانی نکلا ہے مجاور نے شرم سے گردن جھکا دی اور خاموش ہو گیا۔

الوزارۃ السیفیہ کا تار کوئیت وغیرہ الوزارۃ السیفیہ سے تار پہنچا۔ تار کا مضمون یہ ہے:۔
(ایسے طول طویل سینکڑوں تار ہوئے تھے)۔

"منافقین اور مخالفین نے اودیپور کے پوتھیوں کے ساتھ مل کر دعوت اور داعی الزمان کے خلاف ایک کانفرنس منعقد کرنے کی ایک بیہودہ کوشش کی لیکن خدا کے فضل اور امام حسین صلوات اللہ علیہ، سیدی فخر الدین شہید، سیدنا طاہر سیف الدین صاحب اور سیدنا محمد برہان الدین کے وسیلہ سے حکومت نے ان کو کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی اور ان کی کوشش خاک میں مل گئی۔
اودے پور اور دوسرے بلاد کے مؤمنین مخلصین نے سیدنا برہان الدین سے اپنی پاک عقیدت اور فرمانبرداری کا اظہار کرنے کے لئے کانفرنس کے خلاف ایک شاندار اور پُرامن جلوس نکالا جس کی مقامی حکومت اور دوسرے شہریوں نے بڑی تعریف کی۔ مؤمنین نے ایک مجلس منعقد کی۔ جس میں قصیدہ خوانی کے ساتھ ساتھ مخالفین کی بیہودہ کوشش کی مذمت میں تقریریں کی۔ مولانا المنان نے مؤمنین مؤمنات اور بچوں کے لئے دعا فرمائی۔ جماعت کے ممبران اور کوئیت اور دبئی کے مؤمنین کو اس خبر سے آگاہ کریں۔" -الوزارۃ السیفیہ" دیکھئے اس تار میں صاف صاف لکھا ہے کہ "حکومت نے کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت ہی نہیں دی" اور کلیم الدین نے صاف صاف لکھا ہے کہ حکومت نے اجازت دی اور ہر طرح کی سہولیت بھی دی اور باہر سے آنے والوں کی ناکہ بندی کی وغیرہ۔ کلیم الدین کی یہ بات سچی ہے اور کوٹھار کی وہ بات جھوٹی۔ اسی طرح کوٹھار یعنی الوزارۃ السیفیہ اپنی ہر حتفِ مُبیر (مہلک ہلاکی) کو فتح مبین بتاتی رہی ہے۔

تضاد بیانی کلیم الدین ایک جگہ لکھتے ہیں کہ حضور کے آنے کے بعد ہی پانی گرتا تھا پھر کہیں لکھتے ہیں کہ آپ کی غیر حاضری میں بھی پانی گرنے لگا پھر معاملہ آگے بڑھا اور شہر بشہر موالی کے روضوں میں سے عالموں کے ماتم کرانے سے پانی گرنے لگا اب تو وقت اور موسم کی بھی پابندی نہیں رہی وقتاً فوقتاً جگہ جگہ ایسے معجزے ہونے لگے۔ اس سال ۱۳۹۸ھ کی بھی جامنگر برہانپور رسید حیپور گلیاکوٹ وغیرہا کی خبریں نسیم سحر میں چھپی ہیں (اس قسم کی جھوٹی خبریں اور جھوٹی نشانات پھیلانے کا ٹھیکہ فقط نسیم سحر کو ہی ملا ہے) لکھتے ہیں کہ اودے پور کے مخالفین کی ستمرانی پر موالی طاہرین، غصے سے پانی گرا کر ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو خاص

اودے پور کے موالی کرام سیّدی لقمانجی سیّدی خانجی فیر اور سیّدی داؤد بھائی خاموش کیوں رہے۔
خصوصاً جب سیّدنا نے ۵ رجون ۱۹۷۷ء ۱۸ رجمادی الاخری ۱۳۹۷ھ اودے پور میں خانجی فیر صاحب کے قبّے میں زور شور سے ماتم کرایا تب پانی کیوں نہ گرا؟ خانجی فیر صاحب کیوں نہ روئے؟ سیّدی لقمانجی ولی نے تو ان کو آنے ہی نہ دیا۔ پھر کلیم الدین کہیں لکھتے ہیں کہ تین سو سال کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے اور کہیں لکھتے ہیں کہ بہت سی جگہ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔" کب اور کہاں؟ اسی طرح سیّدنا کی تاریخی غلط بیانی کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

اب روضۂ طاہرہ بھی | گلیاکوٹ کے بعد بمبئی میں سیّدنا جس دن پانی کا معجزہ دکھانے والے تھے اُس دن بقول نسیم سحر پہلے رات کو چار بجے تک روضہ بند رہا حالانکہ ہمیشہ شب کو بارہ ۱۲ بجے بند ہوتا ہے اور صبح نماز سے پہلے کھل جاتا ہے مگر اُس دن صبح ساڑھے دس بجے کھولا گیا پہلے سیّدنا اور آپ کی خاص رائل فیملی روضے میں گئی پھر تاخیر سے پبلک بلائی گئی۔ سیّدنا نے امام حسینؑ کی شہادت پڑھی (روضے میں شہادت پڑھنے کا یہ پہلا ہی موقعہ تھا) اتفاقاً دیکھتے دیکھتے ایک شخص نے شہزادہ قاسم حکیم الدین کو بتایا پھر انہوں نے سیّدنا کو چونکایا کہ دیکھئے تیسری تختی میں سے گنبد سے پانی نکلنے لگا ہے (ایک عام آدمی کو سیّدنا کے پہلے خبر پڑی سیّدنا کو نہیں) پھر آہستہ آہستہ سب جگہ سے پانی نکلنے لگا۔ پھر سیّدنا نے فرمایا کہ میں باونواںؒ داعی چھوں ھجی بھی دشمنو آوی جائے منے مانی لے (سیّدنا کا ایسا کہنا چہ معنی دارد؟) سیّدنا کے جانے کے بعد بھی چار گھنٹے تک پانی نکلتا رہا۔ اور سیّدنا مدراس چلے گئے" یہ ہے کلیم الدین کا بیان جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ سب منظم ناٹک تھا۔
اب جب کہ حق پرستوں نے کہا کہ یہ تو ایئر کولر کے لیکج کا نتیجہ ہے تو کوٹھار جگہ جگہ جلسے کرا کے یہ ہوّا پھیلانے لگی کہ مخالفین اولیاء اللہ اور ان کے معجزات کے منکر ہیں۔ یا للعجب!
آپ کو یاد ہوگا سیّدنا و مولانا احمد حمید الکرمانیؓ کا بیان کہ سچے نبی صاحب المعجزات اور مُتَنَبّی یعنی جھوٹے دعویدار کے درمیان خاص فرق یہ ہے کہ صاحبِ حق اپنی اصلی سچی حقیقت پر قائم دائم رہتے ہیں اور مدعی باطل بدلتا رہتا ہے اس کے تقدس کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ظاہری و برہانی کردار کو آپ جانچیں گے تو صاف صاف نظر آئے گا پہلے کچھ تھا اور اب کچھ ہے۔

ایک بھیانک دھوکہ | پانی والے شعبدہ کے ساتھ مظلوم امام حسین علیہ السلام کے نام کو جوڑنا

اور "دلائل معجزۃ الحسین المظلوم" و انباء معجزۃ الغریبۃ نامی کتابیں مقالات اور اکثر اخبارات میں اس کے اشتہارات چھپوا کر جگہ جگہ بھجوانا جلسے اور مجلسیں کروانا اور اپنی نام نہاد حقانیت کا ڈھنڈورہ پٹینا پٹوانا اور حق پرستوں کے خلاف پرچار کرنا انکا بھیانک دھوکہ ہے اسی کا نام ہے "مسجدِ ضرار اور مکڑی کا جالا" یعنی کمزور ترین اور پیچیدہ اسکیمیں جس سے اہل حق کو مضرت پہنچائی جائے بوہرہ یوتھ اور اصلاح پسندوں کی اسکیمیں اس قسم کی کمزور ہوتیں جیسا کلیم الدین نے لکھا ہے تو خود سیدنا کو گلیا کوٹ آکر ہزاروں کو نام نہاد معجزہ کے بہانے جمع کرنے کی اور اتنی حد تک دوڑ دھوپ کرنے کی کیا ضرورت تھی بقول آپ کے جب ہم اِن ہیں ساڑھے تین تھے مٹھی بھر تھے مکڑی کے جالے جیسے تھے تو اتنی بے چینی کیوں ؟ انتہائی پریشانی کا کیا سبب ؟ برعکس بحمد اللہ ہم بہت ہی پُرسکون تھے خصوصاً اودے پور میں آنے والے ہمارے مہمانوں کا جوش اور اطمینان قلب کا تو کیا کہنا۔ کلیم الدین کا ایسا بتانا کہ ہم بہت پریشان تھے بالکل غلط ہے رہا پولس کے ذریعہ بچاؤ کرنا تو وہ بقول حکم الٰہی خُذوا حِذرکم (اپنا بچاؤ کرتے رہو) ہمارا فطری حق ہے دانشمندانہ عمل ہے آپ نے لکھا ہے کہ بوہیوں کا دعویٰ ہے کہ "ہم پنچانویں فیصد ہیں تو پھر اتنی گھبراہٹ کیوں"؟ اولاً تو ہم نے ایسا دعویٰ کیا ہی نہیں ہے اور جیسا اوپر لکھا گیا ہمیں گھبراہٹ بالکل ہی نہیں ہے البتہ بظاہر ہم قریب دس ہزار سے زیادہ ہیں اور آپ لوگ دس لاکھ سے کم ہی سہی مگر اتنی اقلیت کا ایسی اکثریت کو چیلنج کرنا بہت بڑی بات ہے دیگر حقیقت یہ ہے کہ بباطن اکثریت آپ کے ساتھ نہیں ہے آپ کی قاطع الرحم اور قاتل (خونریز اور رشتہ توڑنے والی) برأت کے خوف سے بظاہر وہ آپ کے ساتھ ہیں بحمد اللہ آپ کی فرعونی طاقت، قارونی دولت اور شامی احمقوں کی بھیڑ کے مقابل ہمارا اٹکنا اٹل رہنا ہی ہماری سچائی کی واضح دلیل ہے۔ آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بالفرض اگر مان لیں کہ کوٹھار والوں کی حاضری میں پانی والا معجزہ ہوا ہے (اور ایسا ہو سکتا ہے امام حسین علیہ السلام کے معاجز سے ایسی بات دور نہیں عماد الدین خباب لکھتے ہیں

غم مان حسینؑ نا روجوا ے لوگو انسو سی مکھ اپنے دھو جوا ے لوگو
اھنا تو غم مان روئے چھے پتھر سمجھو تو سمجھو نہ سمجھو نہ سمجھو

اگر درحقیقت ایسا ہوا بھی ہو تب بھی وہ اس معجزے سے منصوص علیہ اور حق والے تو ہرگز ثابت نہیں

ہو سکتے جوان کا گمان ہے کیونکہ امام حسینؑ کا تو ہر شخص شیدا ہے کافر ہو یا مومن بھلا ہو یا برا سبھی کیلئے حسینی کرامات حسینی انعامات عام ہیں کربلا المعلیٰ، لکھنؤ وغیرہا میں آگ پر چلنا اور تلواروں کے ماتم سے زخمی ہونے کے بعد فوراً شفایاب ہو جانا ہر عاشقِ حسین کے لئے ممکن ہے۔

کس کے بارہ بج گئے؟

شیخ صاحب رقمطراز ہیں کہ " کوٹھار نا ایکجھ ہونکار ایار بھنڈاری ھال نا بھنڈا ریا ماز ڈنائی گیا انے سنیچر نا دن بارہ[۱۲] واجے بوتھیوں نا بارہ[۱۲] واجی گیا" شیخ جی آپ نے بالکل غلط لکھا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے۔ بوتھیوں کے ایک نعرے نے کہ اودے پور چلو، بدری سیفی محل میں قیامت برپا کردی اسی لئے خود سیدنا کو گلیاکوٹ کے مورچے کی کارروائی کرنی پڑی اس کے پہلے اودے پور سے جب یہ آواز اٹھی کہ "گلیاکوٹ چلو" تو دونوں محل میں زلزلہ آگیا ۱۹ فروری ۱۹۷۶ء سنیچر کو دس بجے شباب نے بھنڈاری ہال میں گھسنے کا ارادہ کیا کہ فوراً پولیس کا عملہ حرکت میں آگیا کلکٹر صاحب فوراً چیٹیک پہنچ گئے اور لاٹھی چلانے کا حکم دے دیا ایک معلم جو علمبردار تھا یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ فدا ہو جاؤں گا مگر جب لاٹھیاں چلنے لگیں تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دُم دبا کے سب سے پہلے بھاگا اور اُن کے بارہ[۱۲] بج گئے۔ اِدھر وائی ایں کی فدائی فوج میں بھگدڑ مچی اور اُدھر کانفرنس کا سیشن اطمینان کے ساتھ اتوار کو شب کے بارہ[۱۲] بجے تک چلتا رہا ہم بھی اس میں برابر کے شریک رہے۔ جب شبابی غنڈے سنیچر کو ناکامیاب رہے تو انہوں نے اتوار کو موید پورہ کی مسجد میں حسبِ معمول ہونے والی درسِ قرآنی کی مجلس میں چھٹی محرم کی طرح خونریز حملہ کرنے کی سازش کی رات کو بارہ[۱۲] بجے باطنی مل گئی تھی میں نے درس قرآنی کی مجلس ملتوی رکھی جس سے شبابی غنڈے ہاتھ ملتے رہ گئے۔ بمصداق اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے مکار شبابیوں نے حسبِ سابق حملہ کرنے سے قبل خود پولیس میں جا کر یہ شکایت کی کہ "بوتھ والے موید پورہ کی مسجد میں جمع ہو کر ہمیں مارنے کی سازش اور تیاری کر رہے ہیں اس لئے ضروری کارروائی کی جائے۔" ہماری جان خطرے میں ہے ہمیں بچائیے۔" یاد رہے شبابیوں نے اودے پور میں جب جب بوتھ والوں پر خونی حملے کئے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے یہی ہتھکنڈے کام میں لیتے رہی ہیں، اُن کی فریاد پر پولیس صبح آٹھ بجے مسجد میں پہنچی تو مسجد بند دیکھ کر چلی گئی اس حقیقت کو شیخ جی نے بالکل برعکس لکھا کہ " جگ پتر بیسے چڑھیو احمق (احمد علی) گر و بچہ لے نے طاغوتیو ایک مسجد ما؛

جئے چڑھا – نے پولیس اہنے بھگایا" یہاں شیخ صاحب نے مجھے گرو جی لکھا ہے اور اکثر جگہ لکھتے ہیں" یوتھ والوں نے اپنا کوئی گروقائم نہیں کیا ہے۔ سچ ہے کہ جھوٹے کا حافظہ درست نہیں ہوتا اور جھوٹا شخص ملعون ہے۔ بحمداللہ میں مظلوسوں میں سے ایک مظلوم خادم ہوں میرا نام اور کام احمد ہے علی ہے والحمدللہ۔

داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس اور برہانی معجزے - ایک حقیقت دوسرا ڈھونگ

کلیم الدین غلط لکھتے ہیں:- "انسو والا معجزہ سی کانفرنس والا گڈ گڈی گیا – نے کملیشور نی ساریکا (مینا) چیخی – نے چپ بھئی گئی" (مطلب یہ کہ آنسو والے معجزے سے کانفرنس ختم ہوگئی اور ساریکا نامی پرچے کے ایڈیٹر کملیشور جو اس کانفرنس میں صدر تھے خوش ہوگئے ساریکا مینا پرند کو کہتے ہیں) حالانکہ کانفرنس کی کامیابی سے کوٹھار بوکھلا گئی اور معجزے کا ہوا کھڑا کیا گیا۔ اور جس طرح مینا بندر کے سر پر بیٹھ جاتی ہے تو بندر کودنے لگتا ہے اور مینا کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا اسی طرح کانفرنس کی مینا کے چیخنے سے لنگور نما شبابی خوب کودے اور مینا نما کانفرنس کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ بلکہ مینا کی منیٰ (امیدیں) پوری ہو کے رہی۔ کوٹھار کے خلاف کلیم الدین نے کانفرنس کے انعقاد کا صاف صاف اقرار کیا ہے جو حقیقت ہے اور یہ بھی کہ "حکومت نے شباب کو بھالم والے غلام عباس کے گھر میں بھی اکٹھا نہیں ہونے دیا کسی کے گھر میں کوئی ملے تو اس کو کیسے روک سکتے ہو قاعدے کا روپ گدھے کا ہے" وغیرہ۔ پھر لکھا ہے "کالی جھنڈیوں کے ساتھ خموشی جلوس نکالا جس میں آٹھ ہزار تین سو افراد شامل تھے جلوس کی دو تصویریں بھی دی ہیں" حقیقت یہ ہے کہ شبابی جلوس کا پہلا حصہ بماثل شیخ اسمٰعیل خنجر اور اودے پور کے شیخ صاحبان اور باہر سے آئے ہوئے طلبہ کا تھا دوسرا حصہ عورتوں کا تھا جو بے پردہ برسرِ بازار جھنڈیاں لے کر نکلی تھیں ایک عورت زوجہ عباس باٹلی بوس والی کے ہاتھ میں بڑا جھنڈا تھا جس کے اوپر لکھا تھا "کانفرنس دھوکہ ہے" جس کی تصویر یوتھ والوں نے لی ہے اور چھاپی ہے کلیم الدین نے اس دوسرے حصہ کی خبر اور تصویر نہیں چھاپی اس طرح اس نے حقیقت کا خون کیا، افسوس جلوس کا تیسرا حصہ اودے پور اور باہر سے آئے ہوئے شباب کا تھا شیخ نے یہاں جس

طرح حق پوشی کی اسی طرح لندن والی سیدنا اور ایلزبتھ کی تصویر چھاپنے میں حقیقت کو چھپائی، اردو بلٹز میں جو تصویر آئی تھی اس کو کلیم الدین نے نہیں چھاپی جس میں سیدنا خود رفیق زکریا کے پیچھے کی لین میں ایلزبتھ کے پاس جانے کے لئے منتظر کھڑے نظر آرہے ہیں رفیق زکریا ایلزبتھ رانی سے ہاتھ ملا رہے ہیں اور سیدنا اس کے بعد جانے کے لئے منتظر ہیں۔ کلیم الدین نے بھی ایک تصویر ضرور چھاپی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا رانی ایلزبتھ کے سامنے با ادب بیٹھے ہیں۔ کیا یہی ہے اسلام کی شان کا ظہور لندن میں !! اور اب تو ان شہزادوں کی عیاشی کی انتہا ہوگئی۔ ۱۹۷۶ء میں محمد برہان الدین ان کے خاص قافلہ کے ساتھ بمبئی سے کولمبو وغیرہ کی ٹور کے لئے اسٹیمر ایلزبتھ ٹو" میں نکلے اور دوسرے سال ان کے بھائی اور ماذون خزیمہ قطب الدین معہ اپنے خاص قافلہ میں اسٹیمر میں نکلے دنیا کو معلوم ہے کہ اس اسٹیمر میں دنیا بھر کے عیش و عشرت اور ہوس نفسانی کے سامان مہیا ہیں۔ مذہبی روحانی رہنما اور یہ ٹور ؟ انگریزی کرنٹ اخبار کے مطابق اسی سال میں مذکور خزیمہ قطب الدین اور ایکٹریس نفیسہ علی مسلمہ بانو کی شادی ہوئی اور ڈھوون (شہد کا جنگل) نامی تھانہ (بمبئی) میں واقع وہ عالیشان بنگلے میں رہیں گے جس کی چرچا بمبئی سماچار وغیرہ اخبار میں شائع ہوچکی ہے —— کلیم الدین لکھتے ہیں "قاضی ۔ نے کل دعا نے تلاوۃ کرادی" (یعنی قاضی کو پتلے کے مانند چابی بھر کر تلاوت کروائی) دیکھیئے کس طرح قرآن مجید کی تلاوت کی مذاق کی جارہی ہے کیا قاضی صاحب سے تلاوت قرآن کروانا ناجائز ہے ؟ روضۂ طاہرہ کے افتتاح میں بھی ایک فلسطینی مولوی صاحب سے کوٹھاریوں نے تلاوت کروائی تھی۔ سکھاڑیا صاحب کے آنے کا پروگرام تھا ہی نہیں تو پھر اُن کے نہیں آنے کی بات کرکے طعنے دینا چہ معنی دارد ؟ بروانی سے کسی کے نہیں آنے کی بات کرنا بھی مضحکہ خیز ہی ہے یاد رہے کہ کوٹھار کی انتہائی روک ٹوک اور دھاک دھمکی کے ساتھ بھی جاورہ، ناسک، بھلائی، رائے پور، گلیاکوٹ، ناگپور، نیمچ، کپڑونج، فتح نگر، سعودی عرب، رتلام، حیدرآباد (پاکستان) مالیگاؤں، گودھرا، دوحد، چالیس گاؤں، رنالہ، سنتر، اجین، دھاری، دھرول، دھوراجی، بھوپال، کنیڈا، کویت، اندور، جامنگر، دوبئی، بمبئی، سورت، برہانپور، احمدآباد اور مہو سے مجاہدین ملت و ملک بالکل نڈر ہوکر آئے تھے اور اکثر نے اپنی اپنی آپ بیتی ملاجی کے ظلم و ستم کی خونیں داستانیں سنائی تھی۔ کنیڈا سے اپنی

محترمہ بیوی کے ساتھ آنے والے آزادی کے سپاہی حاتم بھائی دربار نے کہا کہ میں امید قوی رکھتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں نجمی ظلم وستم کے خاتمہ کو دیکھ لوں اندراجی نے ہمارے ساتھ بہت ہی ناانصافی کی اور ہمارے اوپر ہونے والے ظلم کو نجی معاملہ کہکر ٹالدیا افسوس بمبئی میں انجمن شیعۂ علی کی لمبی چوڑی تجویز اور پھر جگہ جگہ جلسے جلوس تجویزیں وغیرہ کوٹھار کی انتھک دوڑ دھوپ بے معنی قرار دی!

نسیم سحر جمادی الاخری ١٣٩٧ھ

"اودے پور کی کہانی ایک فدائی کی زبانی" کا جائزہ

اس کے آٹھ صفحات انیس ١٩ سے ستائیس ٢٧ تک اس عنوان کے تحت شیخ سیف الدین بن المرحوم ملّا اسمٰعیل جی اندور والے نے کانفرنس کو توڑنے کے لئے ان کے اودے پور کے سفر کا تذکرہ کیا ہے مذکور فدائی جامعہ سیفیہ میں ابتدا سے انتہا تک میرے شاگرد رہے اور دس سال تک میرے مکرم داماد بھی، پھر کوٹھار کے حکم سے انہوں نے میری مظلومہ بیٹی شہر بانو کو طلاق دی بڑی بے رحمی سے برہانی کوٹھار نے میری بچی کی طلاق کروائی اس معاملہ میں دو سال کشمکش رہی اور ایسے وقت میں کہ کوٹھار نے ہم سورت میں نظر بند کر رکھا تھا برات چالو تھی میرے داماد اور ان کے والد ملّا اسماعیل کے ہمدردانہ خطوط ہمیں ملتے رہے جن سے صاف واضح ہے کہ کوٹھار ان کو طلاق دینے پر مجبور کر رہی تھی وہ خطوط ہمارے پاس موجود ہیں میرے داماد نے میری مظلومہ بیٹی کو آخری ملاقات کے وقت جو سورت کے رانی باغ میں ہوئی تھی انتہائی درد و غم سے لبریز لہجہ میں زار و قطار روتے ہوئے کہا تھا کہ " تمیں لوگ (یعنی چار مظلوم اساتذہ اور ان کے گھر والے) حسینی چھو امام حسین علیہ السلام تمہاری مدد کرسے باواجی صاحب (شیخ احمد علی) نے مھارو سلام پہنچاوجے! میں تنے کوٹھار نا دباں سی طلاق دیوا پر مجبور تھیو چھو حالانکہ مجبور نی طلاق نا جائز چھے مگر میں یہ واسطے خوشی بخوشی تنے چھوڑوں چھوں کہ اگر تو مھارا گھرماں رہسے بھی تو تنے مھارا گھر والاؤ تیم کوٹھار والاؤ راحت نہیں لیوا دے تاری زندگی تلخ نر تھائے تہ واسطے میں تنے خوشی سی طلاق آپوں چھوں[1] "

نوٹ ۱ :۔ میرے ماضی داماد شیخ سیف الدین نے کہا کہ تمیں حسینی چھو امام حسینؑ تمنے مدد کریسے' اس درد ناک کلام سے مجھے ہمدرد جناب کی بات یاد آئی، جب شیخ سجاد حسین شہید کے مکان میں طلبہ نے پانی کا کنکشن کاٹ دیا تب ان کے بیٹے محمد بھائی نے جناب محمد بھائی صاحب بدرالدین سے جا کر یہ بات کہی جناب نے درد مند ہو کر تین مرتبہ فرمایا کہ "سوں پانی بند کری دیدھو؟ پھر فرمایا کہ بھائیو امام حسینؑ تمہاری مشکل نے دور کرسے میں باوا صاحب نے (حاضر تشید نانے) کھاری شکاوں جھوں کم یوسف بھائی صاحب نے سمجھاوی سکتو نتھی؟ .... موصوف بدری جناب کا اس ہمدردانہ بات کے تین روز بعد ہی آپ وفات ہو گئے اللہ سبحانہ آپ کو دار السلام میں اعلیٰ جنت افضل جزاء عطا کرے آمین آپ چار مظلوم اساتذہ کے آخر وقت تک ہمدرد رہے جزاہ اللہ افضل الجزاء

مذکور فدائی اور ان کے بہنوئی شیخ سیف الدین بن ملا عبد القادر استاد جامعہ کو میں نے بارہ سو چھپن[۱۲۵۶] کے واقعات سے اچھی طرح واقف کیا تھا۔ ان کے والد ملا اسمٰعیل کو، پروفیسر محمد حسین بھوپالی، محمد حسین علیمی ھیتی، اور اہل اندور و اہل احمد آباد و اہل کراچی وغیرہم کو اندور کے سابق عامل جو وہیں وفات اور دفن ہوئے ابراہیم بھائی صاحب زکوی نے نجم الدین صاحب پر نص نہ ہونے کے واقعات سے پوری طرح واقف کیا اور وہ اکثر کہا کرتے کہ جامعہ کے اساتذہ طلبہ کو ان واقعات سے واقف کیوں نہیں کرتے انہوں نے مجھے بھی بہت سی خفیہ باتیں بتائیں اور پچیس تیس قدیم خطوط کے فوٹو دئے جن کی میں نے نقل کر لی تھی انہوں نے مجھے چار مرتبہ اندور خدمت کے لئے بلایا میں ان کا محرم راز تھا وہ بلاناغہ داؤدی بوہرہ بلیٹن پڑھتے ان کے بیٹے اسماعیل بھائی صاحب وغیرہ بھی پڑھتے پھر مجھے پڑھنے کو دیتے ایسے جناب کو ابراہیم یمنی دیوان صاحب کہتے کہ اَوَّلُ مَنْ سَجَدَ (طاہر سیف الدین کو سب سے پہلے سجدہ کرنے والے) یمانی صاحب کہتے کہ داؤد بھائی صاحب شہاب الدین تو ساجد تھے ہی اوّلُ مَنْ سَجَدَ نہیں جیسا لوگ کہتے ہیں اوّلُ مَنْ سَجَدَ تو ابراہیم بھائی بھائی صاحب زکوی ہے جس نے مولانا کو سب سے پہلے سجدہ کیا پھر سرداروں نے ان کی اقتدار کی۔ قارئین کرام! غور کیجئے کہ کوٹھار کے نزدیک جس کے اخلاص کا بظاہر یہ حال ہو وہ بباطن کوٹھار کے کتنے مخالف تھے۔ اسی قسم کے ہیں مذکور فدائی اور ان کے والد و بھائی و بہنوئی وغیرہ۔ ان کے (شیخ سیف الدین کے) والد ملا اسماعیل کو ایک روز میری بیٹی بانو اور اس کی جیٹھانی بلقیس نے بھی خلوت میں ایک کتاب پڑھتے دیکھا پڑھنے کے بعد انہوں نے کتاب کو الماری میں چھپا دی پھر دونوں نے وہ کتاب دیکھی تو حیرت میں پڑ گئے وہ کتاب تھی کشف التعمیہ کا ترجمہ "انکشاف" جس میں نجمی نص و اقتدار کو اچھی طرح رد باطل کیا گیا ہے اور ۱۲۵۶ھ کے صحیح واقعات کو کشف کیا گیا ہے۔

فدائی کے بڑے بھائی ملا افضل حسین بھی غافل نہیں تھے "سنسنی خیز مقالہ" جس کا ذکر آچکا ہے اسی کا اور اس کے ساتھی شیخ قطب الدین باجی کے دماغ کا آئینہ دار تھا جس سے کوٹھار میں زلزلہ آگیا فدائی کے چھوٹے بھائی ملا علی حسین ماسٹیک ہے وائی این نے اس کو جامعہ سے نکال دیا تھا بڑی محنت اور انتہائی کوشش کے بعد پھر اس کو داخلہ ملا فی الحال وہ بھی بڑا مخلص بن بیٹھا ہے۔ جونا گڈھ کی عمارت کے دوران دھوراجی میں مجاہد طاہر علی پر خونی حملہ لے گیا تھا۔ فدائی کے اس مختصر تعارف کے بعد

اب سنیئے اس کی کہانی کے بعض فقرے۔ پانی والے معجزہ کو لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ،
"سیدی ماذون خزیمہ بھائی صاحب کے ذریعہ تمام شہزادوں، سرداروں، طلبہ اور رئیسوں نے جہاد کے لئے اودے پور جانے کی سیدنا صاحب سے رزا مانگی سیدنا نے حکمت کے تحت بعض کو ہی اجازت دی (مطلب یہ کہ چند طلبہ اور رئیسوں کو ہی اجازت دی شہزادوں اور سرداروں کو نہیں، چڑھ جا بٹیا سولی پر کی کہاوت کے تحت طلبہ مریں یا جئیں کوئی پرواہ نہیں) ہم نکلے اس وقت میں نے کہا کہ ضرور ہم میں سے کسی منافق نے اودے پور ہمارے نکلنے کی خبر پہنچادی ہوگی (بھائی فدائی جب تم فدائی ہونے کے لئے نکلے تو پھر اتنی تشویش کیوں؟ اور کیا تمہارے ساتھ بھی منافق لوگ تھے؟)" انسپور چوکی اور سلومبر میں پولیس نے ہم کو روکا اور ہم نے ضد کی تو جیل لے جانے کی دھمکی دی. ہم سوا سو تھے. اٹھارہ کلاک کی کشمکش کے بعد ہم تین چہتر طلبہ کلیاکوٹ واپس چلے گئے (ایسا کیوں؟ جب فدا ہونے کے لئے نکلے تھے تو پھر مورچہ پر پہنچنے کے پہلے ہی بوہریوں سے مرعوب ہو کر الٹے پیر کیوں بھاگے؟) "تار ٹیلی فون اور سیدھے راستے ہمارے لئے بالکل بند نظر آئے بڑی محنت کے بعد ایک پرائیوٹ جیپ کار والے کے ساتھ بات طے کی اور غلط راستے سے تین چار چکر سے بمشکل اودے پور پہنچے. تمام دنیا کے واسطے اودے پور کے راستے کھلے تھے مگر ہمارے ہی لئے بند تھے تمام بس پر ہماری چیکنگ تھی کہ ایک بھی بوہرہ اودے پور جانے نہ پائے۔" (ہاں فدائی کی بات صحیح ہے ذاکر حسین کڑاور والا اور شہزادہ علی اصغر وغیرہ بھی لوٹا دئے گئے تھے کلیم الدین نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے اور حکومت کو برا کہہ کر اس کے قاعدے کو گدھے سے مشابہت دی ہے حالانکہ اسی حکومت کے ذریعہ بوہریوں پر انتہائی دردناک غمناک مظالم ڈھائے گئے ہیں یہ بھی صحیح حقیقت ہے کہ راجستھانی حکومت نے بحکم مرکزی حکومت اس کانفرنس کو منعقد کرنے کی تین دن کی اجازت دی تھی مگر شبابیوں کی غنڈہ گردی سے بچنے کے لئے کلکٹر نے کہا کہ اتوار کے دن کا پروگرام اتوار رات کو ہی تمام کر دیا جائے بغرض امان بوہریوں نے اس مصلحانہ بات کو منظور کر کے شبابی غنڈوں کے خونی عزائم کو ختم کر دیا بس اتنی ہی بات پر اتوار کو اودے پور میں فتح مبین منائی اور بقول فدائی سلومبر میں شبابیوں کے شیخ نے فتح مبین کا شربت پیا)۔ فدائی کہتے ہیں "کانفرنس میں کتنیک تجویزیں پاس کی گئیں دفن کی اور زیارت کی مانگ کی گئی جنت کی نہیں۔" (جنت کے نام نہاد ٹھیکیداروں

نے احمقوں کی جنت میں بسنے والوں نے یہ بات بھی خوب کہی؟) "عبدالحسین عزی نے اذان دیکر یاجوج ماجوج کو بھگایا" (بالکل صحیح بات ہے سنیچر کو بارہ بجے یاجوج ماجوج نما شبابی غنڈے پر لاٹھی چارج ہوا اور وہ اتوار کے روز ہی اودے پور سے ایسے بھاگے کہ پھر نظر نہیں آئے بحمداللہ کانفرنس والوں نے اور دو دن قیام کیا آرام سے رہے اتوار کو قرآنی درس کی مجلس پر حملے کی ذکر جو آگے آچکی ہے اُس کا ذکر فدائی نے نہیں کیا حالانکہ وہ حاضر تھے البتہ یہ غلط بات لکھی ہے کہ "شبابی گشت کے بعد بوھری لوگ گشت نکالنے والے تھے مگر حکومت نے روک دیا"۔ فدائی نے شبابی گشت کی تعداد کلیم الدین کی طرح آٹھ ہزار بتائی ہے حالانکہ آٹھ سو بھی نہیں تھے۔ اور لکھا ہے کہ "پچیس ہزار گلیا کوٹ ملکی اودے پور آنے کے لئے تیار تھے اگر مکمل ناکہ بندی نہ ہوتی تو ہم اودے پور میں اتنے آجاتے کہ فتح ساگر کا تالاب پُر ہو جاتا"۔ مطلب یہ کہ بقول فدائی ۳۳۰۰۰ تینتیس ہزار کا لشکر جرار فقط ستر، بہتر بوھریوں کے مقابل تیار کیا گیا تھا یہی تو ہے بہتر حسینی کے مقابل ہزاروں لاکھوں یزیدیوں کی چڑھائی کی زندہ مثال؟!! میں ابھی ابھی لکھ چکا ہوں کہ اسی فدائی نے میری بیٹی بانو کو وداعی سلام کے وقت کہا تھا "تمیں حسینی چھو امام حسین علیہ السلام تینے مدد کرسے باوا جی صاحب نے مھارو سلام پہنچاوجے" پھر فدائی لکھتے ہیں "شتی بھوشن کے بعد اب کوئی لیڈر ہمارے خلاف بھاشن نہیں دے سکتا" یہ بھی ٹھیک؟ آپ کو خبر نہیں ہے کہ جب وائی این کینیا سے نکالے گئے ممباسہ سے نیروبی آئے اور وہاں کے ایک بڑے افسر کو بیس لاکھ شلنگ رشوت دینے کی تیاری بتائی تاکہ ڈی پوٹ کا حکم رد کیا جائے مگر منصف افسر نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور وائی این معہ اپنے قافلہ کینیا سے بڑے بے آبرو ہو کر نکلے۔ اس خبر کو نیشن اخبار نے شائع کیا تھا اس آغا خانی حاضر امام کے ذریعہ اس خبر کی تردید میں ایک مضمون اس اخبار کو بھیجا گیا نیشن اخبار کے ایڈیٹر نے اس تردیدی مضمون کو چھاپنے سے انکار کر دیا (یہ مضمون آپ کے وائی این کی حمایت میں تھا) بلکہ سچائی کی حمایت میں اپنے عہدے کو بھی ٹھکرا دیا[۱]۔ ابن الوقت کوٹھار بوہرہ یوتھ مؤمنین کو دشمنانِ اسلام بتاکر نسیم سحر ماہ رمضان ۱۳۹۷ھ میں لکھا ہے کہ "ان لوگوں نے تمام دشمنانِ اسلام کو مثلاً جنتا پارٹی کو جس کے پیٹ میں آر ایس ایس ہے اور آر ایس ایس کے پیٹ میں جن سنگھ ہیں اپنے ساتھ لیکر دعوت پر حملہ کیا ہے" (اردو ترجمہ) کیا کلیم الدین اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ ظاہری و برہانی طاغوتوں نے چند حق پرست مظلوم کے خلاف

نوٹ [۱]۔ دیکھئے جس امام کی نیابت کا دعویٰ کرتے ہیں انھیں امام علیہ السلام کے قاتل کو بھی اپنا حامی بناتے ہیں۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔

ہر قسم کے حکمراں طبقہ اور مفاد پرست علمائے اسلام کو کروڑوں روپے کی رشوت دے کر آج ستّر اسّی سال سے اُکسا رہے ہیں۔ خود کلیم الدین بھی اسی کارِ بد میں آلۂ کار رہے ہیں اور ہیں ہزاروں دنیاوی لیڈروں اور ریاکار علماء کے ساتھ تصویریں کھنچوا کر اور ان کا ساتھ لے کر اپنا اقتدار بچا رہے ہیں اس کے برعکس مظلوم حق پرست مؤمنین بے سر و سامان ہیں سوائے اللہ سبحانہٗ ان کا کوئی مددگار نہیں۔

کوٹھار کی ابنُ الوقتی کی ایک مثال۔ ہندوستان کے سابق وزیرِ اعظم مرارجی دیسائی نے جب بمبئی میں جماعت خارج نہیں کروانے کا بل پاس کیا اس وقت سیفی کوٹھار نے ان کی انتہائی لعنت ملامت کی مرارجی کو مُرار کہتی تھی (عربی میں مُرار یعنی کڑوا آدمی) پھر کچھ وقت کی تبدیلی ہوتے ہی مُرارجی کی اکرامیہ پارٹی سورت میں شیخ حاتم بھائی موگری کے مکان میں بصدارت عامل یحییٰ بھائی صاحب کی گئی اس وقت چند سورتی جوانوں نے باہر پٹھان واڑے میں مرارجی کے خلاف نعرے لگائے تو مذکور عامل صاحب نے سورتیوں کو بھی مجلس میں بہت ڈانٹا۔ پھر وقت کی تبدیلی ہوتے ہی کانگریس نے جب جے پی اور مرارجی کو قید کیا تو کوٹھار کانگریس کی حمایت میں اُن کے خلاف آواز اٹھانے لگی اور الیکشن میں اندرا حکومت کو جتانے میں انتھک کوشش کی اب جب کانگریس کی شکست ہوئی اور جنتا پارٹی کی حکومت ہوگئی تو اب جنتا پارٹی کے تلوے چاٹنے میں مصروف ہوگئی۔ بمبئی میں جے پی کی طبیعت پُرسی کی اور دہلی میں راشٹرپتی اور وزیرِ اعظم مرارجی کی ملاقات حاصل کرنے کی دوڑ دھوپ شروع ہوگئی۔ اس گرگٹ والی رنگ بدلی کی پروا نہیں کرتے ہوئے جے پی نے کوٹھار کو تنبیہ نامہ بھیجا اور برأت ختم کرنے کو لکھا اور جواب مانگا اس خط کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے جے پی کے خلاف تحریک شروع کر دی گئی اور بمبئی میں مسجد میں بیٹھ کر ان کے لئے بددعا کی اور "ستیاناس" کہا۔

اب جب ۱۱ ستمبر ۱۹۷۷ء کو پٹنہ میں جے پی نے ایس ایم جوشی کو بلا کر تحقیقاتی کمیشن بٹھانے کا انتظام کیا۔ ۱۱ اتوار کو صبح آٹھ بجے شبابی غنڈے سینکڑوں کی تعداد میں نعرے لگاتے ہوئے جے پی کے مکان پر پہنچ گئے اور جے پی پر دباؤ ڈالا ایسی حالت میں کہ بیماری کے باعث وہ بہت ہی پریشان حال تھے اور جوشی صاحب کے آنے کے پیشتر ہی ہر ممکن حیلے حوالے کر کے بڑی ہشیاری سے جے پی سے اس دستاویز پر دستخط کروائے جو فوراً ریڈیو سے نشر کروا دیا جس میں ان کے پیشتر بیان کی تردید تھی جوشی صاحب اور نعمان بھائی کنٹراکٹر بمبئی سے میرے داماد منصور بھائی کتھا والے اور ان کی بیوی نفیسہ (میری بیٹی)

اور محفوظہ بہن تاج اودے پور سے پٹنہ پہنچے اور جے پی سے ملے۔ شبابی فوج بھی جے پی کے شکریہ کے لیے آپہنچی۔ شبابی نعرے بلند ہو رہے تھے جوشی صاحب نے جے پی صاحب سے ملاقات کی۔ تردیدی بیان کے بارے میں جوشی صاحب نے جے پی صاحب سے کافی بحث کر کے اُن سے اپنی غلطی کا اعتراف کروایا۔ پھر شبابی لوگوں نے جوشی سے ایک گھنٹے کی گفتگو میں ہر ممکن ان کو اپنا بنانے کی ناکام کوشش کی اس کے بعد جوشی صاحب سے بوہری بھائیوں بہنوں نے ملاقات کی تین گھنٹہ باتیں ہوئیں آخر میں جوشی صاحب نے اطمینان دلایا اور کہا کہ تحقیقاتی کمیشن کا کام جاری رہے گا۔ اُدھر کوٹھاریوں نے جگہ جگہ جے پی کے بیان کو سنتے ہی فتح مبین منائی اور اب جے پی کے لئے بد دعا اور ستیاناس کے بدل دعا کرنے لگے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۷ء کے بمبئی سماچار کی 'وو ہرہ ورتمان کالم' میں یہاں تک لکھوا دیا "اللہ جے پی نی عمر شریف نے دراز کرے" لو بھائی اب داعی کے لئے جو دعا ہوتی ہے یعنی "طول اللہ عمرہ الشریف" وہ اب جے پی کے لئے ہونے لگی، یہ بھی خوب رہی۔ اودے پور میں شبابی عامل شیخ اسماعیل خنجر نے ۲۹ ماہ رمضان کو فتح مبین منانے کا اعلان کیا اور کہا کہ عید کے پہلے ہی عید مناؤ۔

نتھوانی تحقیقاتی کمیشن [1]

بچارے شبابیوں نے فتح مبین منائی ہی تھی کہ نتھوانی تحقیقاتی کمیشن کا اعلان ہوا کہ ہمارا کام بہر حال چالو رہے گا اس اعلان سے تمام خوشیاں، روشنیاں، مٹھائیاں، گرو جیوں کی سلامیاں اور نذرانے دھول میں مل گئے۔ مارچ ۱۹۷۸ء کے اواخر میں جگہ جگہ شوال نامے بھیجے گئے جس کے سرورق پر لکھا تھا۔ "آپ جانتے ہی ہونگے

نوٹ [1]:- فرشتوں کے لباس میں شیطانوں کا اجتماع۔ نتھوانی کمیشن کی تحقیقاتی سماعت کی پہلی بیٹھک بمبئی میں ملبار ہل کے ان کے بنگلے پر بتاریخ ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۷۸ء بروز اتوار ہوئی تقریب شام ساڑھے سات کلاک تک سماعت جاری رہی چودہ [14] اشخاص کی زبانی ہوئی۔ اس بیٹھک کی مخالفت کرنے کے لئے چو طرف سے شبابی غنڈے ہزاروں کی تعداد میں نعرۂ جہاد بلند کرتے ہوئے آپہنچے تھے۔ اودے پور سے بھی تقریب سوا سو ڈیڑھ سو گرگے پہنچ گئے تھے۔ نتھوانی کے بنگلے کے چو طرف پولس کا سخت انتظام تھا جب پولس کو ہٹا کر بنگلے میں گھسنے کی شبابیوں نے کوشش کی اور پتھراؤ کیا تب پولس نے لاٹھی چارج کیا سینکڑوں شبابی زخمی ہوگئے ان نام نہاد فدائیوں میں بھگدڑ مچی ۹۲ زخمی ہسپتال میں داخل کئے گئے جن میں سے آٹھ بہت زیادہ زخمی تھے جس میں ایک مسلم سربراہ اور ڈاکٹر قاسم جی دیوان بھی شامل ہیں۔ بارہ [12] اشخاص پر مشتمل ایک گروہ نے نتھوانی کے گھر میں شب کو گھس کر گندا کچرا پھینکنے کے ساتھ گندے نعرے لگائے وہ سب گرفتار کر لئے گئے راج بھون اور کراوفرڈ مارکیٹ کی تھانہ چوکی پر بھی دھرنا دیا گشت اور بھوک ہڑتالیں شہر بشہر کی گئی جس کا نتیجہ صفر نکلا۔ ایسی شکست فاش کے باوجود شہر بشہر جگہ جگہ کوٹھار فتح مبین منائی گئی یا للعجب!! - یاد رہے کہ ۲۳ جون ۱۳۷۴ھ مولاتنا فاطمۃ الزہراء کی شہادت کے روز ہی شبابی غنڈوں نے اودے پور میں بھی مومنین کو گھر گھر میں گھس کر بذریعہ پولس خونی حملے کروائے تھے اسی روستان ظالموں کی بمبئی میں تباہی ہوئی۔

بمبئی میں ۲۸-۲۹-۳۰ اپریل تینوں دن تک روزانہ شہر گشت ہوا ہزاروں شبابی سفید ٹوپی سفید کرتا سفید ازار (باقی اگلے صفحہ پر)

کہ بوہرہ قوم کے دھرم گروؤں اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے بڑے دھرم گرو کے نام سے قوم کے اصلاح پسند لوگوں کے انسانی حقوق برباد ہو رہے ہیں اس مطلب کی فریادیوں کی تحقیق کرکے صحیح رپورٹ پبلش کرنے کے لئے سٹی زن فار ڈیموکریسی (CITIZEN FOR DEMOCRACY) نامی کمیٹی نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا ہے بمبئی کے ہائی کورٹ کے سابق جج اور لوک سبھا کے رکن شری نریندر نتھوانی (مقیم احمد آباد) اس کمیشن کے صدر ہیں ۲۔ سابق ہائی کورٹ کے جج وی ایم تارکنڈے ۳۔ پروفیسر گوا لو دستور ۴۔ ڈاکٹر معین شاکر ۵۔ استاد جامعہ عثمانیہ ڈاکٹر عالم خوندمیری اور ۶۔ شری چندر کانت دَرُو اس کمیشن کے اراکین ہیں۔

اس کمیشن نے ایک سوال نامہ تیار کیا ہے اس کو غور سے پڑھنے کے بعد جوابات لکھ کر اس عنوان سے بھیج دیجیے (نتھوانی کمیشن کیئر آف شری چندر کانت دَرُو ۹۔ نیو انکا پوری سوسائٹی، گل بائی ٹیکرا احمد آباد (ہند))

اگر آپ اپنا نام مخفی رکھنا چاہتے ہوں تو فارم پر لکھ دیجئے اور ہمارے سامنے اگر بیان دینا چاہتے ہوں تو وہ بھی فارم پر لکھ دیجئے یہ کمیشن مذہب کے متعلق کچھ بھی تفتیش نہیں کرے گا اپنے ہندوستانی حکومت میں جو مذہبی آزادی دی گئی ہے اس آزادی کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ اس مقدمے کے بعد سوالات چار اقسام پر مشتمل تھے ۱۔ شہری حقوق اور انسانی حقوق جس میں ۴۲ سوالات تھے ۲۔ اجتماعی مقاطعہ (برأت) اور جماعت سے باہر کرنا ۱۳ سوالات ۳۔ نذرانے سلام وغیرہ ۱۸ سوالات ۴۔ متفرقات۔ اس کے ساتھ ثبوتی دستاویز اور تفصیلات الگ لکھی جائیں۔ یہ ہے سوالنامہ کا خاکہ جس میں صاف صاف لکھا گیا ہے کہ مذہب کے متعلق کسی قسم کی تفتیش نہیں کی جائے گی مگر کوٹھار نے یہ بات کہہ کر "مذہب اسلام میں مداخلت کی جا رہی ہے تمام علمائے اسلام کو دہلی، لکھنؤ، دیوبند، بمبئی وغیرہ کے مولویوں کو اکسایا۔ بعضوں نے کمیشن کے خلاف بھی بیانات دئے اور اجلاسات میں تجویزیں پاس کیں اس غلط عمل کے خلاف سنٹرل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) پہنے ہوئے ہاتھوں میں تسبیح، قرآن مجید اور جائے نماز لئے ہوئے ہر گاؤں کی جماعتوں کے الگ الگ جھنڈے لئے ہوئے کمر پر پٹہ اور ہاتھوں پر سیاہ پٹیاں باندھے ہوئے زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے چوراہوں پر نکلتے رہے تیسویں تاریخ جس دن کمیشن کی پہلی میٹنگ ہونے والی تھی یوم جہاد منایا گیا۔ اس تہہ گشت میں جامعہ سیفیہ کے طلبہ بالتمام اور کوٹھار کے مشائخ اور عمال و معلمین آگے آگے چلتے تھے۔ سیدنا کے خاندان کا ایک رکن بھی نہیں تھا البتہ کوئی ایک ہفتہ پہلے والی این عمدروں کو چیف کمانڈر بمبئی کے جہاد والی اسکیم تیار کرکے کراچی چلا گیا محمد برہان الدین معہ اسٹاف چھ مہینہ سے کراچی (پاکستان) وغیرہ اسلامی ممالک میں گھومتے رہے تاکہ کمیشن سے بچاؤ بھی رہے اور کروڑوں کی وصولی بھی ہوتی رہے۔

بمبئی میں تین روز تک یہ جنونانہ دھوم ہوتی رہی روز جہاد اسلام کو خطرے سے بچانے کا دعوے کرنے والے ان لوگوں نے ظہر عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی اگر سچے مسلمان ہوتے تو ضرور نماز پڑھتے حالانکہ قرآن مجید لئے ہوئے وہ میدان میں نکلے ہوئے تھے یا سبحان اللہ کسی اخبار نے یہ خبر چھاپنے کی ہمت نہیں کی بمبئی سماچار کے سوائے لہٰذا اس سے برأت ظاہر کر دی گئی ——

بورڈ کے سکریٹری بھائی اصغر علی انجنیر، شیخ احمد علی (راقم الحروف) وتلایونس بھائی سکیب وغیرہم نے شہر بشہر جاکر علماء کی غلط بیانی کی تردید کی اور اس قضیئے کے حقیقی پہلو سے واقف کرایا جس کا اثر بہت اچھا پڑا اور اکثر نے اپنے کئے ہوئے بیانات پر اظہار افسوس کیا۔ اب اس سُوالنامہ کی اشاعت کے بعد کو تھار کی مخالفانہ ہلچل بہت زور پکڑ گئی، ہر جگہ جموشش جلوس اور جلسے کئے جانے لگے۔ ۱۸ اپریل ۱۹۷۸ء منگلوار کو اودے پور میں کالے جھنڈوں کے ساتھ شباب کا بڑا جلوس نکالا گیا دکانیں بند رکھی گئیں پرچے شائع کئے گئے، تمام اخبارات میں اشتہارات نکالے گئے اس کا یوتھیوں کی طرف سے ردِّ عمل بھی ہوا۔ اب بتائیے جناب فدائی صاحب! آپ کا یہ قول کہ "ششی بھوشن کے بعد اب کوئی لیڈر ہمارے خلاف بھاشن نہیں دے سکتا"، کہاں تک صحیح ہے ؟

گالیاں کون دیتا ہے؟

فدائی نے یوتھیوں پر گالیاں دینے کا الزام لگایا ہے۔ یہ بات چھُپی ہوئی نہیں ہے کہ آج آٹھ سال ہوئے جائز اساتذہ اور یوتھیوں کو بھری مجلسوں میں طاغوت، احمق، ناہنجار، شیطان، شدّاد، خارجی اور مرتد جیسے بدالقاب سے یاد کرنے والے محمد برہان الدین صاحب خود اور وائی این اینڈ کمپنی ہی ہے اور ان کی تعلیم و تلقین سے جامعہ سیفیہ کے طلبہ اور شبابہ نے گالیاں دینا شروع کیا سورت کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۷۸ء اودے پور میں طلبہ نے مؤمنات تک کو روبرو ایسی گالیاں دیں اور ذلیل نازیبا حرکتیں کیں جس کی تحریر سے انسانی تہذیب مانع ہے۔

مولیٰ علیؑ کو باہر کر دیا!!

یُوتھ والوں کی در و دیوار پر یا علی لکھا ہوا دیکھکر فدائی نے کہا کہ "یہ لوگ اپنے گھر میں رہتے ہیں اور مولیٰ علی کو گھر سے باہر کر دیا" یہ بھی کوئی اعتراض ہے ؛ ہر جگہ عاشقانِ علیؑ کے گھروں کے اندر اور باہر در و دیوار پر علیؑ علیؑ لکھا ہوا نظر آئے گا دل میں علیؑ علیؑ ہے تو لب پر یا علیؑ۔ جہاں دیکھو وہاں علیؑ علیؑ۔ کچھ اونگری بلاد میں جاکر دیکھئے

نوٹ ۱:- کویت کے مفتی صاحب :- ۱۷ اپریل ۱۹۷۸ء کویت کے مفتی صاحب شیخ عبد اللہ العزیزی اودے پور برائے سیاحت آئے تھے بوہرہ یوتھ کے ۶۰ ممبروں نے ایروڈرام پر ان کا شاندار استقبال کیا اور اسی روز لیک پیلس میں ان کو بوہرہ یوتھ کی تحریک سے آگاہ کرنے کے ساتھ تحریری عریضہ بھی دیا گیا جس میں اکثر حالات لکھے گئے تھے اور کویت میں ملاجی کی طرف سے جو مظالم اور استحصال ہوا اور ہو رہا ہے اس سے بھی ان کو آگاہ کیا گیا انہوں نے ہر طرح سے مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ ہماری ملاقات سے بہت خوش ہوئے مگر ہمارے مشکلات سے بہت رنجیدہ بھی ہوگئے۔ راقم الحروف (شیخ احمد علی) اس ملاقاتی پروگرام میں پیش پیش تھا۔ ۱۸ اپریل مذکور شیخ صاحب وداع ہوگئے اسی روز شبابیوں کا کالا جلوس نکلا تھا۔

نگری دعاۃِ حق نے اپنے گھر کے باہر اسم اللہ الاعظم وغیرہ مقدس نام، دعا، اور پھر پنجتن کا نام اپنے ہی ہاتھوں سے لکھا ہے۔ سیف الدین بھائی کو بھی بڑی دور کی سوجھی، یاد رہے کہ ہمارا یہ حدیث بیک کوٹھار کے رخسار پر ایک زناٹے دار طمانچہ ہے۔ وہ جھوٹ بکتی ہے کہ یوتھ والے علیؑ مولی کو، پنجتن پاک کو نہیں مانتے۔ فاطمیین ائمہؑ پر ایسے ہی طرح طرح کے الزامات لگائے گئے تھے جس کا دندان شکن جواب ہمارے ہی ایک مظلوم ساتھی شیخ حسن علی صاحب نے دامغ البہتان میں دیا ہے۔

بنام میثاق دکانداری

کوٹھار مقدس میثاق کے ذریعہ ہی جنت کی ضمانت لے رہی ہے۔ حالانکہ وہ خود میثاق کی اور جنت کی دشمن ہے بنام میثاق ایک زبردست دکان کھول رکھی ہے اور میثاق کو مذاق بنا رکھا ہے۔ نیا میثاق، سالانہ میثاق، خمیسی میثاق (جو ہر خمیس کو سیفی محل میں لیا جاتا ہے)۔ رمضانی میثاق (جو ماہ رمضان میں مسجد مسجد جا کر لیا جاتا ہے)۔ مقدمی میثاق (جو ہر گاؤں میں جب سیدنا جاتے ہیں لیتے ہیں)۔ برأتی میثاق (جو برأت کرنے کے بعد جبراً لیا جاتا ہے)۔ اور ہر میثاق لینے کا بڑا بھاری معاوضہ لیا جاتا ہے خصوصاً برأت کا میثاق تو زبردست کمائی کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ بات بات میں میثاق لیا جاتا ہے آج ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہوں نے ایک ہی سال میں سات مرتبہ میثاق دئے اور بھاری رقم خرچ کی جس کا مبلغ پندرہ ہزار تک پہنچ چکا ہے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ کا اودے پور کا ایک واقعہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ کانوڑ، بھنڈر، اور کھیروہ کے چند شبابی غنڈے ولبھ نگر کے عنایت بھائی کو، اس کے پیر میں پگڑیاں رکھکر بڑی ہی الحاح سے شیخ اسمٰعیل خنجر کے پاس میثاق کے لئے لے آئے شیخ نے کہا کہ میرے پاس اودے پور کے سوائے اور کسی گاؤں کے میثاق کی رزا نہیں ہے انہوں نے کہا کہ بڑی مشکل سے یہ شکار ملا ہے آپ تین گاؤں کی جماعت کا خیال کر کے میثاق لے لو۔ شیخ نے کہا کہ فون کر کے سیدنا سے رزا منگوانی پڑیگی پھر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد (خود عنایت حسین کی ہی زبانی ہے) جماعت والوں سے بڑی رقم سلام کی لیکر شیخ نے میثاق لے لیا۔ اور عنایت حسین سے کہا کہ اب تمہارے سو سالہ بزرگ باوا کو بھی میثاق کے لئے لے آؤ جب تم ان کو یہاں لاؤ گے تب تمہارا میثاق دوبارہ لیا جائے گا کیونکہ اُن سے ملنے سے تمہارا یہ میثاق ٹوٹ جائے گا۔ عنایت حسین شیخ خنجر کو یہ کہکر باہر آ گئے کہ "یہ رشوت کا میثاق ہے" اور پھر اپنے بزرگ والد کو جو قریب مرگ تھے اپنے پوتی بھائیوں کے پاس فتح نگر لے گئے جو چند دن بعد وہاں وفات پا گئے رحمہ اللہ۔ ایسے تو سینکڑوں

واقعات ہیں کہ کوئی کویت کی ویزا کے لئے تو کوئی مکان کے لئے تو کوئی عورت کے لئے تو کوئی وراثت کے لئے شباب میں داخل ہوا مطلب حاصل ہونے کے بعد لوتھ والوں سے آملا اس طرح برہانی میثاق مذاق ہو گیا ہے۔ بتائیے جناب کلیم الدین اور فدائی صاحب کیا ایسے ہی میثاق سے جنت ملے گی۔؟

فدائی اور شاباشی

فدائی لکھتے ہیں کہ گلیاکوٹ جاکر ہم نے سیدنا کو رپورٹ دی بہت خوش ہوئے ہم کو شاباشی دی " ممکن ہے آپ نے غلط سلط رپورٹ پہنچا کر سیدنا کو خوش کر دیا ہو اور ہر ظلم پر شاباشی دینا ان کا وطیرہ بنا ہوا ہے۔ مگر صحیح حقیقت یہ ہے کہ قمر چینی ایک شبابی غنڈے نے جب سیدنا کو کانفرنس کی کامیابی کے فوٹو بتائے (گلیاکوٹ میں) اُس وقت آپ بہت ہی پریشان اور رنجیدہ ہوئے اور آپ کے پاس ہی شباب کے زعیم خزیمہ بھائی صاحب اپنے ہونٹ پر انگلی رکھے کھڑے افسوس کر رہے ہیں (ہمکو وہ تصویر مل گئی ہے جس میں یہ حسرتناک منظر نظر آرہا ہے: اور جسے جرأت " نے شائع کیا ہے۔)

مولانا یہ اپن نے تمام امتوما ؛ اونچا کیدا

کلیم الدین کا یہ کہنا آج تو حقیقت نہیں ہے البتہ ایک زمان ایسا گذرا ہے کہ ہمارے دعاۃ حق کی بھلی تعلیم و تربیت کے باعث اور اُن کے نیک کرداروں کے باعث ہر جگہ ہماری عزت تھی جس گاؤں میں ایک بھی فرد بوہرہ ہوتا وہ گاؤں برکتی سمجھا جاتا تھا مگر افسوس کہ آج ہمارے رہنماؤں کی اور قوم کی سیاہ کاریوں کے باعث ہر جگہ ہماری بے عزتی ہو رہی ہے۔ افریقہ (تانزانیہ وغیرہا) سے اگست ١٩٦٨ء میں سیدنا اور مارچ ١٩٧٧ء میں وائی این اور دیگر عامل صاحبان بار بار مختلف اوقات میں نکالے گئے۔ ہیرے وغیرہ کے اسمگلنگ کے واقعات بار بار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جنتا پارٹی کی جیت کے شاندار جلوس میں " زین الدین موٹر والو ہائے ہائے " " ڈوڈو ملو ہائے ہائے " کے نعرے، اودے پور میں مصطفٰے نامی ایک شبابی کے بیٹے نے دو سکھ بچوں کو تالاب میں ڈبو دیا اُس وقت سکھوں کے جلوس میں بھی یہ نعرہ لگایا گیا " ڈوڈو ملو ہائے ہائے " وغیرہا متعدد ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ١٢٥٦ھ کے بعد ہم مانند جسم بے جان کے ہو گئے ہیں۔

"داعی نے دیکھی نے امام نے پامی لئے چھے"

خزیمہ وغیرہ کے یہ غالیانہ کافرانہ اقوال کہ داعی کو دیکھکر ہم امام کو حاصل کر لیتے ہیں امام کو بھلانے

والے ہیں۔ ناگپور والے فیصلے میں امام کی ہستی کو خیالی بتاکر اپنے آپ کو مالکِ کل سمجھا دینا انتہائی بے ایمانی ہے جس سے ہم بیزار ہیں[1]۔

"یوتھی لوگ شستی بھوشن یا حمید دلوائی نے بیعت آپی دیسے"

ایسا لکھکر کلیم الدین نے ہماری استہزاء کی ہے بحمد اللہ ہم صحیح توحید کے قائل ہیں سچے مسلمین حسینین ہیں منصوص علیہم نبی وصی امام یا داعی جن کے اوپر نص جلی ہوئی ہو اُسی کو ہم بصدقِ دل ہم مانتے ہیں کسی طاغوت (یعنی جھوٹا دعویدار) کو نہیں چاہے وہ عجمی طاغوت ہو یا اور کوئی۔ شستی بھوشن تو خیر ایک سیاسی آدمی ہے اور حمید دلوائی ایک ناستک کافر ہیں ایسے کافر سے کیا واسطہ۔

مسلم کبھی یزید کی بیعت نہ کریں گے　　دنیا کے لئے دین کی ذلّت نہ سہیں گے

قرآن میں ہو تو بتاؤ

کلیم الدین لکھتے ہیں کہ "قرآن ما ہوئے تو بتاؤ کہ قبر پر شاندار روضہ نہ بناو وجو ٹیسے"۔ آپ ہی بتلائیے کہ قرآن میں کہاں ایسا لکھا ہے کہ شاندار مقبرہ بنانا چاہیئے البتہ دعائم الاسلام اور دیگر فاطمی کتب میں اس کی ممانعت تو ہے ہی، تاریخ گواہ ہے کہ ائمۂ فاطمیین علیہم السلام نے اپنی شاندار حکومت ہوتے ہوئے بھی اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے مقبرے نہیں بنوائے شاندار مقبرے تو کجا، ملّاجی نے شاندار مقبرے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کی رونق بڑھانے کے لئے نور مسجد کو شہید کر دیا اور اب حکم ہوا ہے کہ آس پاس رہنے والے مؤمنین کی بلڈنگیں زمیں دوز کر کے خوشنما باغ لگایا جائے اور اس کے لئے دس دس ہزار کے یونٹ مؤمنین پر جبراً لازم کئے گئے ہیں۔ تاریخ میں کہیں بھی ایسی نادر شاہی کی مثال نہیں ملیگی۔ مؤمنین کو آباد کرنے کے بجائے ان کے گھروں کو اجاڑ اجاڑ رہا ہے اور اپنے باپ کے مقبرے کی رونق بڑھائی جا رہی ہے افسوس صد افسوس اس قسم کے عمل کا فرمان قرآن مجید میں ہو تو بتاؤ۔

گلیا کوٹ ماں سیدنا نو فیض ہر قوم واسطے عام چھے

کلیم الدین کا ایسا لکھنا کتنی حد تک درست ہے بے شک مولائی فخر الدین

نوٹ [1]: الشیخ اسماعیل عطارنے اپنی کتاب السیرۃ الخمسہ میں بحوالہ کتاب الشموس لسیدنا حاتم قس نص کی انقطاع کے نو اسباب بتائے ہیں ان میں امام الزمان صلوات اللہ علیہ کا انکار بھی ایک سبب ہے۔ یاد رہے کہ مولانا عبد علی سیف الدین صاحب کے بعد ہی فترہ شروع ہو گیا جس کی طرف اُنہی متنفاقی نے قصیدہ میں اشارہ فرمایا ہے بخم الدین صاحب سرلانا بدرالدین پر ختم کی اور مولانا زین الدین صاحب کی نص ہوئی تھی اس کا انکار کیا اور خط ہدایہ

شہید قسؒ کا فیض ہر قوم کے لئے عام ہے مگر طاہری برہانی کوٹھار نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اتنی حد تک کہ فخری مزار نام کو مٹا کر طاہر آباد رکھدیا فخری مزار کی کروڑوں کی آمد کو راجستھانی حکومت میں بذریعہ سابق وزیر مالیات برکت اللہ مرحوم نقطہ پانچ ہزار کی آمد بتا کر زبردست استحصال (لوٹ) کیا ہے گلے وغیرہ کی آمد باہتمام سیفی محل پہنچ جاتی ہے فخری عرس کے کھانے تک کا خرچ لوگوں کے چندے سے ہوتا ہے اور ۔ زوار کا اِکرام وطعام کسی رئیس کی طرف سے ہوتا ہے اور گلیاکوٹ میں کوٹھار شاہانہ زندگی گزارتی ہے ایک روز فخری مزار کے صحن میں بیٹھے ہوئے میرے پاس گلیاکوٹ کے ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ یہاں مومنین روتے ہوئے آتے ہیں اور ہنستے ہوئے جاتے ہیں اور یہ بھائی صاحب لوگ (عامل) یہاں ہنستے ہوئے آتے ہیں اور روتے ہوئے جاتے ہیں“ میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مؤمنین مصیبت زدہ اور امید لیکر یہاں روتے ہوئے آتے ہیں اور باجی مولی قسؒ سے اپنی حاجت پاکر ہنستے ہوئے جاتے ہیں اور (عامل) بھائی صاحب یہاں کی عمالت لے کر آتے ہیں یہاں موج مزا کرنے کے لئے ہنستے ہوئے آتے ہیں اور جب ان کی عمالت ختم ہوتی ہے تو عیش وعشرت موج مزا کو فوت ہوتے ہوئے دیکھکر روتے ہوئے جاتے ہیں۔ فخری مزار نجمی امل فیملی کے لئے زبردست عشرت کدہ ہے بلا تفریق مذہب وملت ہر فرد زیارت سے بہرہ ور ہوتا ہے مگر ولائے رے افسوس کہ نقط آپ کے شیدائی بوہرہ لوتھڑی ”گلیاکوٹ کانڈ“ کے بعد زیارت سے بھی محروم ہیں آپ کا ہر کوئی لوتھی زائر مارا پیٹا جاتا ہے افسوس

حاکم کا حکم یہ ہے کہ پانی بشر پیئے گھوڑے پیئے سوار پیئے جانور پیئے
حیواں پیئے پرند پیئے اور شُتر پیئے جو بھی ہو تشنہ کام وہ سب آن کر پیئے
کافر ملک پئیں تو منا ہی نہ کیجیو
پر فاطمہؑ کے لالؑ کو پانی نہ دیجیو

اسی بند کے مطابق فخری مزار کی زیارت سے مظلوم بوہرہ لوتھڈ کے سوائے تمام عالم فیضیاب ہو رہا ہے اسی طرح دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کے دروازے بھی اُن کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں ۔

نجمی سیاہ کاریاں اور بے بنیاد الزامات

عاشقانِ امام حسینؑ و فدائیان فخرالدین مولیٰ اہلِ اودے پور بوہرہ لوتھڈ کو تڑپانے کے ساتھ کلیم الدین واشمالہ کے یہ الزامات ستم بالائے ستم ہیں کہ ” یہ لوگ ناستک ہیں، کالے منہ والے ہیں۔ اندھے بہرے ہیں،

مذہب اہل البیت صلوات اللہ علیہم کی خوب بدنامی کرنے والے ہیں، احمد آباد کے اندھے قاسم، عبدالقوی وغیرہ ہیں مولانا قطب الدین شہید اعلی اللہ قدسہ کے قاتل جیسے ہیں۔ (اردو ترجمہ)

کلیم الدین صاحب! یاد رہے کہ ۱۲۵۶ھ سے آج ۱۴۰۰ھ تک نجم الدین صاحب سے حالیہ برہان الدین صاحب تک پچھے طاغوتوں کی سیاہ کاریوں کو اگر ہم جانچیں تو اوپر لکھے ہوئے آپ کے القابلب اور الزامات کے مستحق صحیح معنی میں آپ انہیں کو پائیں گے۔ جناب شیخ احمد علی حمید الدین کے خط کا حوالہ ہم لکھ چکے ہیں۔ آج بیت المال کے ہضم کرنے والے لال سرخ گال والے سنڈے مسنڈے شہزادے اور شہزادیاں مال خدا کو بقول جناب امیرؑ اس طرح چبا رہے ہیں جس طرح اونٹ موسم بہار کے سبزہ کو چباتا ہو۔ ان لوگوں نے مالِ خدا کو اپنی دولت اور بندگانِ خدا کو اپنے غلام اور دینِ خدا کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں حلف الفضائل کا قیام اسی قسم کی سیاہ کاریوں اور ظلم کے خلاف تھا اور اسی طرح آج بوہرہ یوتھ کا قیام ہے بلاشک اہل البیت صلوات اللہ علیہم کے مذہب کو بدنام کرنے والے بھی نجمی طواغیت ہیں۔ قاسم حکیم الدین جیسا غصے باز اندھا قاسم اور عبدالقوی جیسا جبار عنید یوسف نجم الدین آج بھی موجود ہیں۔ ہم ان بے دین کے ہاتھوں مولانا قطب الدین شہید قس اور مولانا فخر الدین شہید قس کی مذہبی روح کو فنا نہیں ہونے دیں گے۔ انگلینڈ، امریکہ، بیروت، مصر، کویت، بمبئی، دہلی وغیرہ ممالک کے عیاشی کے اڈوں سے ذرا پوچھو تو سہی کہ سیفی برہانی پنڈے یہاں آکر کیا کرتے ہیں حیدرآبادی زاہد علی وغیرہ اسی قسم کی کوٹھاری سیاہ کاریوں سے واقف ہونے کے بعد ہی اہل البیتؑ کے مذہب سے بھی ہٹ گئے۔ طاغوت عبدالحسین حسام الدین کی سورت کے نواب ایڈروس کی بیٹی کے ساتھ رنگ رلیوں کے قصے سے واقف ہوتے ہی کوٹھار کے ایک خاص دیوان شیخ عبدالقادر پتیا ہندوستان چھوڑ کر جدہ کے باشندے ہو گئے تھے بعد میں وہ سمجھا کر بجھا کر ہندوستان لائے گئے اور ان کو مھو (مالوہ) کی عمالت دی گئی پھر بعد میں وہ کوٹھاری دیوان بنا دیئے گئے۔ بحمد اللہ ہم اہل البیت صلوات اللہ علیہم کے شیدائی ہیں اور ان کے دشمن نجمی سیاہ فام سیاہ کام سے بیزار ہیں۔ یَارَبِّ إِنَّا مِنْهُمْ بُرَاءُ ؎ هُمْ وَالْيَهُودُ عِنْدَنَا سَوَاءُ

یہودی کون؟

ہمکو یہودی کہنے والے درحقیقت خود یہودی ہیں عبدالقادر نجم الدین صاحب کو انتخاب کرنے والے چار علماء کے ایک شیخ ولی محمد صاحب نے نجم الدین کی شان میں درپردہ لکھا ہے مَا لِمَنْ لَمْ يَعْرِفْكَ فِي الدِّينِ حَظٌّ ؎ اِنَّهُمْ وَالْيَهُودُ عِنْدِي سَوَاءُ (جو شخص آپ

کو نہیں پہچانتا کہ آپ کون ہیں تو وہ شخص بے دین ہے وہ اور یہود میرے نزدیک برابر ہیں)۔ شیخ ولی محمد صاحب نے یہ بیت ذو معنی لکھی ہے وہ بھی علماء کے مانند بظاہر نجم الدین کی تائید کرتے تھے اور بباطن صحیح حقیقت کہہ دینے سے گریز نہیں کرتے تھے اس بیت کو نجم الدین کے ماننے والے مدح سمجھتے ہیں مگر درحقیقت اس کا مطلب یہ ہے کہ نجم الدین کون ہے ذرا پہچانو تاکہ تم غفلت میں رہ کر ان کو داعیٔ حق نہ سمجھنے لگو جس طرح خیر کی معرفت کرنی چاہیئے تاکہ اس پر عمل کیا جائے اسی طرح شر (بدی) کی بھی معرفت کرنا چاہیئے تاکہ اس سے دور رہا جائے والا شر (بدی) میں واقع ہو جانے کا خوف رہتا ہے۔ یہ عربی کہاوت مشہور ہے عَرَفْتُ الشَّرَّ لَا لِلشَّرِّ لٰکِن لِتَوَقِّیْہِ (میں نے شر کی معرفت کی شر کرنے کے لئے نہیں لیکن شر سے بچنے کے لئے) اسی لئے زہر کو پہچاننا ضروری ہے تاکہ زہر سے بچاؤ کیا جائے۔ اسی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے ولی محمد صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نجم الدین کو صحیح طور سے نہیں پہچانے گا اور وہ اس کو داعیٔ حق ماننے لگے گا تو وہ میرے نزدیک بے دین ہو گا وہ اور یہود میرے نزدیک یکساں ہونگے۔ اس مطلب کو جانچنے کے لئے نجم الدین اور اس کے جانشینوں کے کالے کرتوت، یہودی، شدادیہ، فرعونی جابریہ اور قارونی تموّل اور شامی حماقت ہمارے لئے کافی ہے"۔

یہ یہودی صفت لوگ اہل حق کو مساجد تک میں مارنے پیٹنے پولیس کے ہاتھوں عصمت دری کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ۶ محرم ۱۳۹۵ھ کا اودے پور کی مسجد مؤید پورہ اور ۱۳۹۳ھ کا گلیاکوٹ کانڈ کے سوئی سینکڑوں واقعات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ کو نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلتے ہی مجھ ناچیز پر ملا محمد حسین ہنوتری نے لوہے کی سلاخ سے میرے ہاتھوں کو زخمی کیا پھر الٹا مجھی پر کیس چلایا۔ اسی کا نام ہے یہودیت۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ سورت کی بڑی مسجد بروز جمعہ بوقت نماز مجھ ناچیز پر طلبہ نے خونی حملہ کیا اور جب میں نے حاضر پیش امام محمد برہان الدین سے استغاثہ کیا تو الٹا مجھے ہی ملزم ٹھہرا کر گھر پر اساتذہ اور طلبہ کی چڑھائی کروائی اور میرا خون کر دینے کی دھمکی تک دی اسی کا نام ہے یہودیت۔ ایسے مظالم کو جائز سمجھانے کے لئے ملاجی نے کہا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بعض کافر کو بیت اللہ میں بھی مارنے کا حکم دیا تھا"۔ عذرِ گناہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔ اسی کا نام ہے بے دینی اور یہودیت۔

یاد رہے کہ جب کینیا سے یوسف نجم الدین نکالے گئے جبکہ انہوں نے وہاں بہت سے مؤمنین کی برائی کروائی اور سروس سے چھڑوایا تب کینیا کی حکومت نے یہ ایک خاص بیان دیا کہ "کسی کو حق نہیں کہ کسی مسلمان کو اسلام کے دائرے سے باہر نکالے بوہرہ قوم ہی ایک ایسا فرقہ ہے کہ جس کے بعض افراد

کو اسلامی آزادی سے محروم رکھا جا رہا ہے وغیرہ"۔ کوٹھار کے اقوال و افعال و اعمال اخلاق، ان کو یہود ثابت کرنے کے کافی ثبوت ہیں۔

کوٹھاری وہابیت | عبدالوہاب سعودی کے پیرو، وہابی سعودی حکومت والے اور کمیونسٹ عراقی حکومت والے قبروں کی زیارت اور احترام کو حرام سمجھتے ہیں اور اسلام کے بعض فرقے خصوصاً نجفی بوہرے قبر کی زیارت اور احترام میں قبر پرستی میں بت پرستی کی حد تک پہنچ گئے ہیں وہ ہے تفریط اور یہ ہے افراط (کمی اور زیادتی) اور دونوں باتیں شرع محمدی میں ناجائز ہیں سیدھی راہ میانہ روی ہے اعتدال ہے اہل البیت صلعم کے مذہب میں زیارۃ کے متعلق اعتدالی حکم ہے اور ہم اسی اعتدال کے قائل اور اُس پر عامل ہیں ہم نہ وہابی ہیں اور نہ قبر پرست، شرعی حکم یہ ہے کہ قبر کی زیارت اور صاحب قبر کے لئے دعاء مغفرت اور بس۔ علیٰ ہذا ہمارے اوپر وہابیت کا الزام بالکل بے بنیاد ہے البتہ کوٹھار سبھی کی خوشامد کرتی پھرتی ہے وہابی ہو یا نزاری، علوی ہو یا سلیمانی، الیزابیتھی ہو یا اندرا جی محض اپنی غلط شہرت اور جھانسا بازی کے لئے ہر ایک با اقتدار شخصیت کی وہ انتہا درجہ کی خوشامد کرتی پھرتی ہے، وہابی حکومت کو ہر سال تحفے بھیجتی ہے اور ان کی قصیدہ خوانی بھی کرتی ہے ۱۳۷۸ھ میں کوٹھاری امیر الحج عبدالطیب ذکی الدین کو شاہ سعودی نے ملاقات کا وقت دیا اس وقت وہ مدینہ منورہ میں تھے۔ شاہی قول آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کو مختصر کر کے جدہ بھاگے اور جناب شیخ سجاد حسین شہید سے ایک قصیدہ بھی لکھوا کر لے گئے قصیدہ کی بھاری تشریف یعنی نفیس ترین تحفے بھی حاصل کئے۔[1] جب شاہ سعود ہندوستان آئے تب کوٹھار نے ان کو سیفی محل میں شاندار ضیافت دی ہاتھی کا ہدیہ پیش کیا (یہ ہاتھی کوئمبتور سے لائے تھے جس کی قیمت ابھی تک صالح بھائی دہاگ کو دینی باقی ہے) اور یوسف نجم الدین نے شاہ سعود کی شان میں قصیدہ پڑھا معاوضہ میں ایک ایرکنڈیشن قیمتی موٹر کار ہدیتہً حاصل کی، اسی طرح دہلی میں ابو موسیٰ شیخ رجب علی دیوان جی نے شاہ سعود کا قصیدہ لکھکر پانچ سو روپے کا انعام لیا۔ ایسی تو متعدد مثالیں ہیں کوٹھار کی ہر ذی اقتدار کے لئے قصیدہ خوانی کرنے کی، اسی کا نام ہے وہابیت!

کوٹھار کی احسان فراموشی — شیخ کلیم الدین کا بہت بہت شکریہ کہ انہوں نے بہت سی جگہ

نوٹ نمبر ۱:- بمبئی میں سعودی ضیافت میں کوٹھار نے کیکڑے (سرطان) بھی کھلائے تھے حالانکہ وہ شرعاً حرام ہے۔ شیخ کلیم الدین صاحب! آپ ہی نے شیخ سجاد حسین شہید کو (جو آپ کے پاس ہی بیٹھے تھے) کہا تھا کہ اس گوشت کھانا (کیکڑے کی طرف اشارہ کر کے)، مجھے بعد میں خبر ملی تو میں نے فوراً داعیٔ کو اس طرح کوٹھار حرام چیزوں کو کھلانے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ اسی کا نام ہے یہودیت!

اقرار کیا ہے کہ "یوھتیوں احسان کرہی نے اسکیمو بناوی نے لوگوں نے اپنی طرف کھینچے تھے"
مطلب یہ کہ پوتھ والے لوگوں کی بھلائی کا کام کر کے اور اسکیمیں بنا کر لوگوں کے دلوں میں کشش پیدا کرتے ہیں
اور اپنا ہم خیال اور ہمنوا بناتے ہیں، تو جناب! اس میں برائی کیا ہے، قوم کی بھلائی کی ذمہ داری کو اٹھانا
کی ہے اسے صحیح اسکیمیں بنانی چاہیئے اس کے بجائے پوتھ والے ایسا کرتے ہیں تو یہ قابل صد تحسین و آفرین ہے۔
لیکن افسوس کہ یہ بات بھی آپ کو کھٹک رہی ہے اور اس میں آپ کو کھوٹ ہی نظر آرہی ہے مثل مشہور
ہے کہ جو جیسا ہوتا ہے اس کو دوسرے لوگ ویسے ہی نظر آتے ہیں۔ ایک طرف پوتھ والے ہیں جو بھلائی
کے کام کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے ہیں دوسری طرف کوٹھار ہے جو اپنے مخلص عقیدتمندوں سے
ہزاروں لاکھوں روپیہ نذرانہ میں لینے کے بعد انہیں ٹھوکر مار دیتی ہے۔ اُن کی برائیاں کر کے اور لعنت
پڑھ کے اُن کے احسان کا بدلہ چکاتی ہے۔ امیری کی حالت میں جن لوگوں نے ہزاروں لاکھوں روپے کوٹھار
کی نذر کئے بعد میں غریب ہو جانے پر احسان فراموش کوٹھار نے اُن کی رتی بھر مدد نہ کی۔ اُلٹا قوم میں
اُن پر طرح طرح کی تہمتیں لگائیں۔ سر آدمجی پیر بھائی جیسے دریا دل اور قوم کے ہمدرد و غمگسار شخص کو انہوں
نے دعوت کا دشمن کہہ کر بدنام کیا، ان کے اولاد کی بے بنیاد غریبی کا ذکر کر کے ساری قوم کو حقیقت سے دور
رکھا اُن کی نام نہاد تباہی و ہلاکی کی من گھڑت داستانیں سنا کر لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اور آج ان کی
شاندار یادگار سینی ٹوریم کو تباہ کر کے ان کی دریا دلی کی نشانی کو مٹانے پر آمادہ ہے بہت اچھا ہوا کہ ان
کے نواسے حاتم بھائی کے بیٹے وکیل عابد بھائی مرچنٹ نے برموقع عدالتی کارروائی کر کے (stay order)
حکمِ امتناعی لے آئے۔ ایسا ہی سلوک اکبر علی رسولجی دھرانگدھرا والے اور حیدر معطی سورت والے اور لال
میاں احمد آباد والے اور دیگر کئی لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ اودے پور کے مومنین سے لاکھوں روپے
نذرانے کے لینے کے بعد سینکڑوں ضیافتیں کھانے کے بعد آج انہیں دعوت و داعی کے دشمن بتلاتے
ہیں اُن سے برأت کر رہے ہیں اُن پر دل لرزا دینے والے مظالم ڈھا رہے ہیں یہ ہے کوٹھار کی
احسان فراموشی کا جیتا جاگتا نمونہ ایسے ہی لوگوں کو نمک حرام اور نگرا کہا گیا ہے۔ اور ایسے
ہی نمک حرام اور نگروں کے لئے شیخ صادق علی رح صاحب النصیحہ نے ایک طویل نصیحت لکھی ہے جس کا
ہر پانچواں چھٹا مصرعہ اس طرح بار بار دہرایا ہے: خداوند نا بول بیچا کرہی نے کھیل نابازی ہوائی
* نگرا جہ کوئی تھیا چھے گرو تھی تہ نی رہی نہ نشانی ۔

اودے پور میں شہزادہ قائد جوہر کو پوتھ والوں نے ہزاروں روپے نذرانے میں دئے، ضیافتیں دی، آخری لمحے تک کھلایا پلایا سفر کا توشہ بھی بھرپور دیا جس کو انہوں نے ڈاکٹر کڑادالا پارٹی کے ساتھ بیٹھکر جیسمند کے تالاب کی پال پر مزے لے لے کر کھایا لیکن اس نمکحرام نے گلیاکوٹ میں جاکر اپنے باپ سے رو رو کر کہا کہ "ہمنے تین دن تک بھوکا اسنے پیاسا رکھا" پھر ستم بالائے ستم گلیاکوٹ میں معرکۂ کربلا اور کلکتہ کا "رونڈر بنر ودر کانڈ" کو زندہ کر دیا۔

ایسے ہیں احسان فراموش سیدنا اور ان کی فیملی۔ ایسے ہی نمکحرام اور احسان فراموش لوگوں کے لئے ظالم کہا گیا ہے نگرا کہا گیا ہے جیسا کہ شیخ صادق علی صاحب کے قول کو لکھ چکے ہیں۔ کوٹھاریوں کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اس مصرعہ میں لکھا ہوا ہے اور ان کی نشانی تک نہ رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز المنتقم الجبار۔ یعنی اے بھائی تو خداوند عالم اللہ سبحانہ اور اس کے اولیاء کرام کے کلام کو ٹھکرا کر ایسے سچے گروسے نگرے ہو کر تو ہوا پرست نہ ہو جا ایسے نگرے لوگ کی دنیا اور آخرت میں نشانی تک نہیں رہتی"۔ مولانا محمد بدر الدین (شہید ۴۶ ہم داعی حق) اعلی اللہ قدسہ کو ستانے والے آپ کو زہر سے شہید کرنے والے، آپ کی دونوں بیویوں اور آپ کی گادی پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے نجم الدین اور نجمی خاندان احسان فراموش اور نگرے نکلے ان لوگوں نے قوم کا ہر طرح سے استحصال کیا اور کر رہے ہیں تعلیم اور مال سے اپنے خاندان کو بھرپور کرنا اور قوم کو محروم رکھنا، اندھی عقیدت مندی اور جہالت میں بھٹکتے رہنے دینا، ان کا شیوہ رہا اور ہے ان کے نام نہاد مخالف تو کجا ان کے پکے مخلصین کی بھی جیسا اوپر لکھا گیا انہوں نے احسان فراموشی کی ایسے نگروں پر یہ صادقی کلام صادق آتا ہے۔

اندھلا پھرا چھے یہ دنیا نے عقبی مار یقین بے حیا لوگوں نے کہاں بھی انکھ پھٹے نے کان چھے

یہ لوگ دنیا پرستی میں ایسے منہمک ہو گئے ہیں دنیا چاہے وہ کہے ان کو کچھ شرم نہیں پرواہ نہیں صم بکم عمی...

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا؟

پانچویں مظلوم شیخ غلام حسین بیاور والے آپ جناب شیخ سجاد حسین سارنگپور والے کے بہنوئی، پھر داماد اور آپ کے شاگرد رشید تھے۔ کولمبو میں گیارہ سال تک کامیاب عامل رہے اور کوٹھار کی خوب خدمت کی اور کروائی۔ آپ کو معلوم ہے کہ لاکھوں کا غیر قانونی ایکسچینج اور اسمگلنگ میں کوٹھار مشہور ہو چکی ہے اسی جرم میں

۱۹۶۶ء میں تانزانیہ سے محمد برہان الدین صاحب معہ اسٹاف اور ۱۹۶۷ء کی ۱۷ر فروری میں کینیا سے والی این معہ اسٹاف اسی طرح دیگر عامل صاحبان مختلف اوقات میں نکالے گئے۔ تیس سال پہلے کولمبو سے ابراہیم بھائی صاحب زین الدین پگڑی میں ہیرے لاتے ہوئے پکڑے گئے وغیرہ۔ ان باتوں کی تصدیق، مذکور شیخ غلام حسین کی ایک زبانی سے بھی ہوتی ہے وہ میرے سچے محب تھے انہوں نے مجھے ایک مرتبہ بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ کوٹھار کو چار لاکھ (۴۰۰۰۰۰) روپے کے ہیرے عراق کی سفر کے بہانے پہنچائے تھے ایسی تو بہت سی مثالیں ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا اور میرا تجربہ ہے کہ جن لوگوں نے کوٹھار کی زیادہ چمچہ گیری کی انہیں کو کوٹھار نے زیادہ ذلیل کیا اور مار ماری، احسان فراموشی کے ساتھ اُن پر زیادہ سے زیادہ ظلم کیا مذکور شیخ صاحب کولمبو کے بعد کراچی پھر ٹانگا میں عامل رہے آپ بہت ہی ہر دلعزیز رہے کوٹھار نے ان کو بھی ۱۳۹۰ھ میں ٹانگا سے بڑی بیرحمی سے معزول کیا اور پھر کراچی میں اُن پر ایسے مظالم ڈھائے جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کراچی کا عامل طاہر بن عبدالحسین زکوی شبابی غنڈوں کو لے کر شیخ صاحب کے مکان پر پہنچا ان کو مارا پیٹا ان پر تھوکا، ایک غنڈہ ان کی داڑھی پکڑ کر ان کے پیٹ پر چڑھ بیٹھا۔ غنڈوں نے گھر کا سارا سامان بھی لوٹ لیا، کتابیں لے گئے، بیوی بچوں پر ظلم کیا ان بے پناہ مظالم کی تاب نہ لا کر بے بس شیخ دماغی توازن کھو بیٹھے مدت تک وہ لاپتہ رہے بمشکل ملے پھر معافی میثاق کا چکر چلایا گیا اور دوبارہ جکڑے گئے معافی میثاق کے بعد بھی سورت کے چار اساتذہ کے مانند پھر اُن سے برأت جیسا ہی سلوک رہا اور ہے۔ اسی طرح شیخ سجاد حسین صاحب کے بیٹے شیخ فدا حسین صاحب پر بھی کراچی میں بہت ظلم ہوا۔ اس سانحہ کے پہلے اسی ظالم عامل کے حکم سے شبابی غنڈوں کے ہاتھوں عباس بھائی اورنگ آباد والے زندہ جلا دئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۃ

نسیم سحر ڈائمنڈ جوبلی پر ایک نظر

ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ کا نسیم سحر ڈائمنڈ جوبلی نمبر یعنی ساٹھ سالہ شمارہ نکلا ہے۔ اس پرچے کے سرورق پر برہانی تصویر ہے پچاس سال پہلے تصویریں کوٹھار کے نزدیک شجر ممنوعہ کی طرح ناجائز تھیں اب اس بت پرستی کے بغیر بوہروں کا ایمان ہی مشکوک ہے جس گھر یا دوکان میں مولا کی تصویر

نہ ہو وہ کفر کفر نہ سمجھا جاتا ہے۔ اس پرچے میں اور بہت سی تصویروں کے ساتھ دو سو دس اشتہارات ہیں اسی لئے تو کوٹھار کے دیوان جیو کو میں نے کہتے سنا ہے کہ نسیم سحر والا کلیم الدین دعوت کی کیا خدمت کرتا ہے وہ تو اپنی دوکانداری چلاتا ہے۔ اس پرچے میں نہج البلاغہ، حکیمی مناجات، شرح الاخبار، قصص الانبیاء، ولاۃ الہند، امامی قصائد، مویدی مواعظ حسنہ وہ چند مفید مضامین ہیں ایسے مضامین کا سلسلہ بہت مفید ہے۔ اس کے ساتھ طاہری و برہانی شرکیات کفریات انتہائی مضر بھی ..... ڈائمنڈ، گولڈن، سلور جوبلی کی رسم اور اصطلاح انگریزوں کی ہے اہل الحق کی نہیں لہٰذا اس کو اپنے لئے استعمال کرنا اور دعوت حقہ کے عقائد پر اس کو رکھنا بدعت ہے۔ اس پرچہ میں برہانی اجازت نامہ ہے جس میں لکھا ہے کہ "صحیح اخبار اور مستند روایات کو شائع کرنا چاہیئے" بالکل صحیح بات ہے کاش کلیم الدین اور خود کوٹھار اس کے مطابق عمل کریں میرا پچاس سالہ تجربہ ہے کہ کوٹھار کبھی دونوں فریق کی بات سن کر غیر جانبدارانہ منصفانہ عمل نہیں کرتے اودے پور کے معاملہ میں ساتذہ کے معاملہ میں اس کا عمل غیر منصفانہ ہی رہا۔ اس پرچے میں اودے پور والی کانفرنس کے متعلق لکھا ہے کہ "حکومت نے شباب کو اولاً اودے پور آنے سے روکا اور ہزاروں کو واپس لوٹایا اور جو لوگ اودے پور پہنچ گئے تھے ان کو کانفرنس میں شریک نہیں ہونے دیا انہیں ڈرایا دھمکایا" راجستھان کے وزیر داخلہ گلاب سنگھ شکتاوت نے (جس کو کلیم الدین شقاوت لکھتے ہیں) کہا کہ "ہماری زبان تجدید انی گئی پھر پروانگی ایانی گئی پچھے ہو سے کشو ہتی سے ایم نتھی جاؤ جوشی نے ملوا م شقاوت (شکتاوت) نے خوشبو ظاہر ہتی گئی" "(ہم نے زبان دیدی ہے۔ اجازت دی جا چکی ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا جاؤ ہری دیو جوشی سے ملو)" مطلب صاف ہے کہ کانفرنس کی اجازت ملی کانفرنس ہو کے رہی اس کے برعکس ہے الوزارۃ السیفیہ کا جو تار پہلے آچکا ہے۔ دیکھئے کس طرح کوٹھار قوم کو حقیقت سے غفلت میں رکھتی ہے۔

[illegible]

بارہ سے بھی زائد موالی | طاہر سیف الدین صاحب کے ایک درجن (۱۲ بارہ) بیٹوں کے ساتھ محمد برہان الدین کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد سبھی کو اندھی عقیدتمند قوم مولی مولی کہتی ہے۔ اور وہ سب کے سب اپنے لئے اتنا ہی

احترام کرواتے ہیں جتنا بڑے مولی کے لئے ہو ۔ اس پرچے میں ص۳ پر افریقین مومنین موالی کے مولی یوسف نجم الدین کی انتہاء درجے کی تعریفیں لکھ کر سفید کاغذ کو سیاہ کرنے کے بعد کلیم الدین نے لکھا ہے کہ " محمدؐ اور آل محمدؐ کو ماکان ما یکون کا علم ہوتا ہے (بالکل صحیح) پھر دُعاۃ کو اور پھر اُن کے حدود کو اس درجہ کے مالک بتانے کی کوشش کی ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ دُعاۃ حق اور ان کے حدود کرام اپنے اپنے درجہ کے مطابق آل محمدؐ کے علم کے وارث ہوتے ہیں مگر شیخ کلیم جی نے اس طرح نامبارک کوشش کی ہے کہ یوسف نجم الدین اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد بھی اس سلسلے میں آجاتے ہیں ایسا کہنا کلیم الدین کی سراسر دروغ گوئی ہے ضمیر فروشی ہے اور غلو جبکہ وہ خود ہمارے نزدیک خلوت میں بارہا طاہری برہانی شہزادوں کو متمرد اور قابیل کہتے تھے ۔ افسوس شیخ جی نے اتنا ہی لکھ دینے پر اکتفا نہیں کی حتی کہ یہ بھی لکھ مارا کہ " یہ لوگ (شہزادے لوگ) حیدری صفدری شان والے ہیں ایسے ہیں کہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جہاں ہوئے خیر تر فی صفوماں دھسا کرے ان کی تعریف میں ایک ضخیم کتاب درکار ہے"
قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ شیخ جی کتنی حد تک کفر بکنے میں آگے بڑھ گئے ہیں ۔ افسوس صد افسوس! کہاں ہیں حیدری صفدری شان والے ہمارے موالی کرام آل محمد صلعم اور کہاں یہ لوگ جنہوں نے اپنے سیاہ کرتوتوں سے آل محمد صلعم کی دعوت کو بدنام کر رکھا ہے اللہ اللہ ۔

نیا عقیدہ نیا شوشہ

بمبئی والے نجمی حکیمی وغیرہ کو ٹھاری چمچوں کا یہ کہنا کہ " میثاق کے بعد ہی ہر کوئی انسان داؤدی بوہرہ ہو سکتا ہے چاہے اس نے داؤدی بوہرہ ماں باپ سے ہی کیوں نہ جنم لیا ہو" یہ غلط ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام ہر مولود اسلام کی فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے بلکہ کتاب النجاح کے تسعون مسئلہ میں سولہویں سوال میں دعائم الاسلام کے ماخذ سے تو یہاں تک لکھا ہے کہ واذا اسلم احد الابوین کان ولدہ الصغار مسلمین جب وہ ماں باپ میں سے ایک بھی مسلم ہو جائے تو ان کے چھوٹے بچے مسلمین ہی کہلائیں گے" نابالغ بچوں کا حکم مسلم ماں باپ کا حکم ہے البتہ بالغ ہونے کے بعد اگر وہ اسلام سے انحراف کرے تو وہ ایسا کرنے میں مختار ہے اور اسی قسم کا بیان شرح الاخبار (مصنف مولانا النعمان قس) میں بھی ہے۔

اچھا ہم خود سیدنا سے پوچھتے ہیں کہ جب وہ نابالغ تھے تب وہ داؤدی بوہرہ تھے یا کچھ اور۔ دوسری بات یہ کہ میثاق کے بعد ہی کوئی بچہ داؤدی بوہرہ ہوتا ہے تو پھر اس کے پہلے اس کا فطرہ وغیرہ کیوں لیا جاتا ہے اور اگر وہ مر جاتے تو اس کے جنازے پر بوہرے طریقے سے کیوں عمل ہوتا ہے۔

مسجد کی طرف اور اولیاء اللہ کے مزارات کی طرف پاکی میں آنا جانا یہ بدعت بالکل رائج ہو گئی ہے سورت میں دیوڑھی سے بڑی مسجد بیس قدم دور ہے پھر بھی سیدنا کا بلکہ خزیمہ وغیرہ کا بھی موٹر میں بیٹھ کر جانا آنا ہوتا ہے اور اسی طرح فخری قطبی وغیرہ مزارات میں کھلے پیر برہنہ پا جانے کے بجائے موٹر کار کی سواری کرتے حتیٰ کہ پالکی میں بیٹھ کر زندہ ہونے کے باوجود مانند مردہ، مردوں کے کندھوں پر سوار ہو کر جاتے آتے ہیں۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ایسے مقدس مقامات پر برہنہ پا تشریف لے جاتے تھے سلام اللہ علیہ۔ داعی حق ۴۶ مولانا محمد بدر الدین اعلی اللہ قدسہ ایک روز بیماری کے باعث سواری کر کے مسجد کو تشریف لے گئے ایک میاں صاحب نے باادب عرض کی "مولانا مسجد کا گھر ہے آپ پیدل جائیے اگر آپ بیماری کے سبب پیدل نہیں جا سکتے تو گھر میں ہی نماز ادا کیجیے" مولانا المقدس ان کے اس کلام سے بہت خوش ہوئے اور سواری سے جانا بند کیا اسی طرح ایک مقام پر ملا بخشا بھائی نے آپ کو کسی بات پر ٹوکا تو آپ نے فوراً عمل کیا لوگوں نے کہا ملا بخشا لا یخاف ونستحی یعنی ملا بخشا نڈر ہو کے صحیح بات کہہ دیتے ہیں۔ یہ ہے دعاۃ حق اور ان کے حدود کرام کی پاکیزہ سیرت۔

فاحشات کون؟ گلشن داؤدی والا عبد الحسین جلگر بوہرہ لوہتہ پر لعنت ملامت کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ "اودے پور میں چند فاحشات نے سیدنا کے اوپر پتھر اڑا کیا اور لقمانی مزار سے روکا" مومنات مظلومات کو فاحشات لکھنا انتہا درجہ کی فحش کلامی اور بے شرمی ہے۔ ہر شخص وہ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی سب کو سمجھتا ہے۔ گلیا کوٹ میں مار کھائی ہوئی معصومات مومنات نے لقمانی مزار سے ظالموں کو روکنے کی کوشش کی ہو تو وہ ان کا فطری حق تھا۔ بدری سیفی محل کے فاحشات اور فواحش کو ہم یہاں کھلا کرنا نہیں چاہتے حالیہ چند مثالیں کافی ہونگی۔ (۱) جناب خزیمہ قطب الدین نے اپنی بھاوج (ان کے بڑے بھائی

عباس بھائی صاحب کی بیوی سے آشنایچا تعلق پیدا کر لیا کہ عباس بھائی صاحب نے ہی تنگ آکر اپنی بیوی کو طلاق دی پھر خزیمہ نے ان سے شادی کر لی (قاسم بھائی صاحب بن قمرالدین بھائی نعمانی کی یہ زبانی ہے (۲) اسی خزیمہ نے مشہور ایکٹرس نفیسہ علی مسلمہ بانو سے غلط تعلقات کے بعد میں شادی کی پھر گھر میں جھگڑے ہونے پر لاکھوں دے کر طلاق دی طلاق کے بعد نفیسہ علی نے کسی سکھ سردار جی سے شادی کی (۳) احمد بھائی صاحب کی بیٹی بتول نے ایک بھنگی سے سول میرج کیا اور اس بھنگی کا نام شبیر بھائی صاحب رکھا۔ (۴) عبدالطیب بھائی جمالی کی نواسی محسن بھائی ہمدانی کی بیٹی صفیہ نے سوڈان میں ایک ہندو پروفیسر کے ساتھ سول میرج کیا پھر ہندوستان آئی بہت کم مدت اپنے پریمی کے ساتھ رہی اور مر گئی جو جلادی گئی اس نے صفیہ نام بدل کر شوربی رکھا تھا (۵) طاہر سیف الدین کی بیٹی فاطمۃ الصغریٰ ایک پنجابی سکھ کے ساتھ کشمیر بھاگی (۶) وائی این کی بیٹی بھی کشمیر بھاگی اور ایک آریہ سماجی پریمی کے ساتھ اس کا سول میرج کروانے کے لیے خود محمد برہان الدین اور وائی این وغیرہ کشمیر پہنچے اسی کام کے لیے انہیں دو مرتبہ وہاں جانا پڑا کشمیر کے دوسرے سفر سے لوٹتے ہوئے براہ دہلی ۴ جون ۱۹۷۷ء یکایک اودے پور آدھمکے۔ وائی این کی بیٹی کے اس حالیہ سول میرج کی تصدیق کے لیے شیر کشمیر شیخ عبداللہ کا کشمیر سے آیا ہوا وہ خط کافی ہے جو بھائی صالح محمد نائب (لوتھ کے صدر) کو لکھا ہے۔۔۔ جس میں شیخ صاحب نے لکھا ہے " سیدنا صاحب اپنے ایک عزیزہ کی لڑکی کی شادی کی تقریب میں شامل ہوئے تھے"

نسیم سحر (شعبان ۱۹۷۷ء) میں لکھا ہے۔ " سیدنا

وادی کشمیر سے اودے پور

استراحت کے لیے چالیس دن کشمیر میں رہے ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ ۳۱ مئی ۱۹۷۷ء دہلی پہنچے اور وہاں مقامی محبوں نے استقبال کیا استقبال کرنے والی شخصیات

نوٹ (۱):- فاحشات کون؟ شیاطین عاموں نے اپنے آقا کے اشاروں پر جگہ جگہ قوم کی خواتین کے جلوس نکالنے، دھرنے دینے، اصلاح پسندوں کو گھیرے میں لے کر تھوکنے گالیاں دینے اور مارپیٹ کرنے کی تربیت (ٹریننگ) دیکر فاحشات بنانا اپنا دین و ایمان بنا لیا ہے جس طرح قدیم زمانے میں بادشاہ و سلطان اپنی محبوبہ ونو ناچنیوں عورتوں کو اپنا محافظ ذاتی گارڈ، دربان پاسبان وغیرہ بناتے تھے اسی طرح برہانی کو ٹھار نے جنبیات کے نام سے ایک لیڈیز رجمنٹ بنائی ہے جو اپنے ساتھ منافق عورتوں کو لے کر اصلاح پسندوں کو ستانے پریشان کرنے گستاخیاں اور شرارت کرنے مار نے پیٹنے وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں شہزادوں اور عاملوں کے باڈی گارڈ کا کام کرتی ہیں دن رات ان کی خدمات کرتی ہیں (خدمات کی تفصیلات بتلانے کی ضرورت نہیں) خود کو جاں نثار اور فدائی کہلانے میں بڑا فخر محسوس کرتی ہیں۔ اس قسم کے حالات میں جو سات سال سے ہو رہے ہیں اودے پور کی شیطانی جنبیات آئے دن راقم الحروف (احمد علی) اور بھائی شیخ یعقوب بھائی کے ساتھ جو ذلیل حرکتیں کیں اور کر رہی ہیں اس کا بیان کر نے کے لیے ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ گجرات کا ایک تازہ ترین واقعہ مورخہ ۵ - ۱۹۸۱ء گودھرا میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

اہم ہوتیں تو ضرور جلی حروف میں ان کے نام لکھتے) یکم جون عربی سفراء اور مقامی حکمران طبقہ کو اشوکا ہوٹل میں شاندار ضیافت دی" (اشوکا ہوٹل اور شاندار ضیافتیں؟) یاد رہے کہ اس ضیافت میں وزیر اعظم مرارجی دیسائی نے دہلی میں ہوتے ہوئے شامل ہونے سے انکار کر دیا اور دوسرے دن خود سیدنا نے راج بھون جاکے ان کی ملاقات لی، کج رخی کے ساتھ مرارجی بھائی نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ زمانہ کے مطابق چلو۔ یہ جانکاری بوہرہ یوتھ کے وفد کو مرارجی بھائی کے آس پاس رہنے والوں نے دی جبکہ یہ وفد سیدنا کے پہلے ہی مرارجی کی ملاقات لے چکا تھا اور ان سے خوشگوار ماحول میں گفتگو ہو چکی تھی۔ مرارجی کی اس تنبیہ اور کج رخی سے گھبراہٹ ہو جانے سے بجائے سیدھے بمبئی جانے کے سیدنا اودے پور اتر گئے حالانکہ ٹکٹ بمبئی کی تھی تاکہ وہاں اپنی سیاسی چال سے بوہرہ یوتھ کو کچل دیں مگر وہ بالکل ہی ناکامیاب رہے اتنا ہی اچھا نہیں بلکہ انتہائی رسوائی کے ساتھ ان کو حکومت کی تاکید سے فقط دو ہی دن میں ہاتھی پول سے باہر، اپنا ہوٹل کے تختہ نما میدان میں مقدم، وعظ، سلام، نماز وغیرہ کو ایک ہی بیٹھک میں نپٹا کر ۵ جون اودے پور سے روانہ ہونا پڑا۔ کلیم الدین نے ان واقعات کو لکھنے کے ساتھ اپنی ساکھ رکھتے ہوئے فتح مبین بتانے کی کوشش کی اور لکھا کہ "کلکٹر ملنے کو آئے"۔ ضرور آئے مگر تنبیہ

(صفحہ ۱۴۸ سے آگے) تھوڑی کمیشن کی بمبئی میں جانچ کی گرم گرم خبریں کر گودھرا کی بنیات کی ایک ٹولی نے وہاں کے اصلاح پسند لیڈر بھائی سیف الدین بادامی گر والے کے مکان کے سامنے جاکر ناچ ناچ کر چیل اچھال کر گالیاں بجا بجا کر گاکر جو ہر دم بجاتی ہے وہ ہولی کے تہوار پر شراب کے نشہ میں چور عورتوں کی اچھال کود نہ کرتی کی یاد تازہ کر رہی تھی۔ اس واقعہ کا سبب کیا تھا؟ ... پہلو یہ ہے کہ ہر دم بجاتے بجاتے سیف الدین بھائی کے گھر پر پتھراؤ شروع کر دیا پھر ترپ دے دے ڈنڈا لے کے یہ فسادی ٹولی سیف الدین بھائی کی خالہ محترمہ زہرہ بائی کے گھر جا پہنچی اور ان پر پتھراؤ شروع کر دیا اس سے انہیں اور ان کے لڑکے اصغر علی کو سخت چوٹیں آئیں عبد اللہ ... شہابی غنڈے نے زہرہ بائی پر چھرے سے حملہ کر کے انہیں شدید طور سے زخمی کر دیا۔ پولیس کو خبر ملتے ہی موقع پر آگئی تھی ... ۳ افراد کو گرفتار کر کے لے گئی ... شدیدہ حالت دیکھ کر ... (ماخوذ از جرأت انگلش ۲۱ مئی ۷۸ء) اب گلیا کوٹ میں شہابی غنڈوں کے ہاتھوں بے انتہائی مظالم کا شکار بننے والی خواتین اگر ترسے ملاقاتی دوسرا ان کے خاندان کو ان کا فی مزار سے روکیں تو وہ حق بجانب ہیں یہ مظلوم عورتیں وہ ہیں جنہیں ہندوستان کے جملہ اولیاء کرام کی زیارت سے محروم کر دیا گیا ہے جب بھی یہ گلیا کوٹ اور احمد آباد، سورت، وغیرہ کسی دوسرے مقام پر زیارت کو جاتی ہیں تو کوتھار کے غنڈے مار پیٹ کر کے ذلیل کر کے مزار سے باہر نکال دیتے ہیں ایسی حالت میں یہ مظلوم عورتیں ان ظالموں اور سنگدلوں کو اودے پور کے اولیاء کے مزار کی زیارت سے محروم رکھنے کی کوشش کریں تو انہیں فاحشات کہنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔ فاحشات تو سیفی بدری محل کی وہ جوان اور بے حیا شہزادیاں ہیں جو بمبئی کے تیراکی کلب کی ممبر ہیں جہاں جا کر مردوں کے دوش بدوش ... میں تیراکی کے ڈریس پہن کر جاتی اور تیرتی ہیں عیاشی سے بھرپور ہوٹلوں میں ... ہیں یورپ امریکہ اور مشرقی ملکوں کی ... عیاشی سے بھرپور ہوٹلوں میں جا کر قیام کرتی ہیں اور شراب کباب ورقص و سرود کی محفلوں میں داد عیش دیتی ہیں ... بہنوئی بھی حاتمی صاحب ... (دیکھیں) اور اس کی ... تصویریں یورپ میں مریدوں کے ساتھ اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں ... شہزادے اور شہزادیاں ...

نوٹ نمبر ۱ :- ۴ جون ۱۹۷۸ء ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ بروز سنیچر علی الصبح پانچ بجے کے قریب اودے پور تشریف لائے تھے۔

کے لئے نہ کہ اکرامی ملاقات کے لئے) خود کلکٹر کی زبانی ہے کہ میں ہوائی جہاز کے اڑنے تک ایروڈرم پر ہی رہا اس لئے کہ ملاجی صاحب یہ کہکر او دے شہر میں واپس لوٹ نہ آئیں کہ "مجھے اودے پور میں رہنے کی بشارت (وحی) ہوئی ہے"۔ یہ ہے کلکٹر صاحب کا مزاحیہ کلام۔

یہ حقیقت ہے کہ ملاجی صاحب یکایک صبح آئے رات کو چار بجے سے شباب ایروڈرم پر جانے کے لئے خفیہ طور سے دوڑ پڑے اور صبح ۸ بجے لکشمی ولاس جہاں ملاجی صاحب ٹھہرے تھے دیدار کے لئے گئے راستے میں جو بھی بوتھ والا ملتا تھا اس کو ناک پر انگلی رکھ کر چڑاتے تھے کہ "لو ہمارے مولی آگئے تمہاری ناک کٹ گئی" الاقل کے ساتھ بھی اسی قسم کی ذلیل حرکت کی گئی ا اگیارہ بجے تک بوہری محلہ میں شانتی تھی پھر ملاجی معہ شباب حانجی فیر صاحب کی زیارت کے لئے گئے وہاں خوب ماتم کرایا (مگر جیسا وہ کہتے ہیں کہ فخری مزار سے پانی گرا یہاں پانی نہیں گرا) بعد میں لقمانی مزار کو آنے کے لئے بطور تمہید شبابی غنڈے آئے اور پورے لقمانی مزار اور وجیہ پورہ کو گھیر لیا اور نعرے لگا کر اشتعال شروع کیا اس وقت چند یوتھی بہنوں اور لڑکوں کو جوش آیا اور فوراً وہیں بیٹھے ہوئے ایک چمار سے پرانی جوتیاں لے کر ہار بنایا اور محلّہ کے بیچ میں لگایا (لقمانی مزار پر نہیں جیسا کہ کلیم الدین نے لکھا ہے) اور اسی وقت چند بہنیں کالی اوڑھنیاں پھاڑ کر سیاہ جھنڈیاں چوطرف پھیلادی معاملہ تنگ ہوا شبابی سرغنہ علی محمد شباب کے سکریٹری نے جوتوں کا ہار اتارنے کی کوشش کی تو چند یوتھی لڑکوں نے اُسے روکا۔ وہ نہیں مانا اس پر جھگڑا شروع ہوا شبابی غنڈے ایک کھوکھے کے ٹکڑے سے اُن لڑکوں کو مارنے لگے دوسرے شبابی پتھر پھینکنے لگے یہ دیکھ کر یوتھی لڑکے بھی گھروں سے لاٹھیاں لے کر آئے اور شبابیوں کا مقابلہ کیا۔ قریب آٹھ دس لڑکوں نے بھی سینکڑوں شبابی مردوں کو بھگا دیا۔ شبابی عورتوں کو مظلوم یوتھی عورتوں نے مار مار کر بھگا دیا۔ سارا محلہ صاف ہوگیا۔ سارے شبابی مرد محلے میں سے اور عورتیں مزار سے دُم دبا کر ایسے بھاگے کہ دوبارہ نظر نہیں آئے۔ کیا مولی پر جان نثار کرنے والے فدائی ایسے ہی بھگوڑے ہوتے ہیں۔۔؟

سیدی حانجی فیر صاحب قس کی زیارت کے بعد جب ملاجی کا قافلہ بابو بازار پہنچا تو کلکٹر اور مجسٹریٹ نے انہیں روک کر کہا کہ وہ بوہرہ واڑی میں نہیں جا سکتے کیونکہ وہاں جھگڑا!

ہو گیا ہے وائی این نے کہا کہ جھگڑا ہو گیا ہے تو تم انتظام کرو کلکٹر نے کہا کہ آپ بغیر اطلاع آئے ہو اور ابھی الیکشن کے انتظام میں ہم لگے ہوئے ہیں لہذا خیریت اسی میں ہے کہ آپ بوہرہ واڑی میں نہ جائیں جب وائی این اس پر بھی نہ مانے تو مجسٹریٹ نے کہا کہ اگر ہماری بات نہیں مانی تو ہم آپ کو ابھی گرفتار کر کے جیل بھیج دیں گے۔ تب مجبوراً انہوں نے بات مان لی اور مجسٹریٹ کے ساتھ ہی لکشمی ولاس چلے گئے۔ دوسرے دن مشکل بھالم والے کی اجنتا ہوٹل کے گراؤنڈ والے میدان میں (نہیں کہ بھالم والے کی باغ واڑی میں جیسا کہ کلیم الدین نے لکھا ہے) ایک ہی بیٹھک میں جو کچھ ان کو کرنا کروانا تھا کر کے تیسرے روز علی الصبح بمبئی بھاگ گئے علی اصغر شہزادہ وغیرہ چند بھائی صاحب لوگ نہ جانے کیسے بوہرہ واڑی میں آ گئے تو گوبر اور گٹر کے پانی سے ان کا استقبال ہوا یہ لوگ بھاگ کر شمس جی والے ایک شبابی کے گھر میں گھس گئے کافی دیر کے بعد پولس نے انہیں کسی طرح گاڑی میں ڈال کر لکشمی ولاس پہنچا دیا۔ بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے۔ اس عرصے میں محمد برہان الدین نے اودے پور کی وعظ میں کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ اودے پور میں آپس کا جھگڑا ہے۔ (مولانا! جب آپ یہ سمجھتے تھے تو چار سال تک ہم کو دعوت کے دشمن سمجھ کر برأت کیوں کی، مظالم کیوں ڈھائے) اب میں سمجھا کہ میرے ساتھ جھگڑا ہے ایسا کہہ کر سیفی مولیٰ طاہر مولیٰ کا خوب ماتم کرایا۔ کلیم الدین اور سیدنا نے اودے پوری شبابیوں کو شہدائے کربلاء کے مانند مظلوم بتایا! افسوس ظالمین کو مظلومین بتانا بھی بڑا ظلم ہے میرے سامنے کلیم الدین نے بارہا طاہری برھانی گوٹھار کی ظلمرانی کے درد ناک قصے بیان کئے تھے عنقریب دنیا کو معلوم ہوگا کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

... پر حملے

جون ۱۲ ۱۹۷۷ء کو دھامپور میں سیف الدین بھائی پاوا گڑھ والے کے گھر پر خونی حملہ ہوا ان کے مہمان نعمان بھائی کی کار جلا دی گئی گھر کا تمام سامان لوٹ لیا گیا قریب ساٹھ شبابی مردوں اور عورتوں کی گرفتاری ہوئی۔ ۲۷ مئی دھوراجی میں طاہر علی کاٹریا کے گھر پر جو ناگڑھ کے عامل ملا علی حسین بن ملا اسماعیل اندوری نے حملہ کروایا۔ لوٹ کھسوٹ بھی کی گئی ہر جگہ دہشت پھیلانے کی غرض سے حملے ہوئے مگر ان حملوں نے مظلومین

کو زیادہ مضبوط کیا۔ ۲۱ ماہ رجب مؤید پورہ کی مسجد میں جناب امیرؑ کی میلاد مبارک کا جشن منایا گیا۔
بحمد اللہ تینوں مبارک مہینوں میں حسب دستور شرعی وظائف نشاط کے ساتھ ادا کئے گئے۔

کمیشن کی تیاریاں اور مخالفت

۱۹ شوال کو بمبئی میں نعمان بھائی کنٹراکٹر کے مکان پر کمیشن کی تیاری کے متعلق ایک مخصوص میٹنگ ہوئی اس میٹنگ میں الاقبل نے بھائی سیف الدین تاج کے ساتھ شرکت کی اور پہلی ذی القعدہ کو میں عباس بھائی ڈاکٹر صاحب و حاتم علی تاج کے ساتھ راچی کے لئے روانہ ہوا وہاں مسلم پرسنل لاء کے سالانہ اجلاس میں ہم نے شرکت کی اور کوٹھار کے مظالم کے متعلق پمفلٹس وغیرہا عوام تک پہنچائے وہاں بھی شبابیوں نے ہم پر حملے کئے مگر رائے عامہ ہمارے حق میں رہی ایک ہفتہ کے اس سفر سے واپسی کے بعد ہم نے اجتماعی نکاح میں شرکت کی۔ ۱۳۹۷ھ کے ماہ شعبان الکریم میں بوہرہ یوتھ کا ایک وفد پرائم منسٹر مرارجی دیسائی سے ملا۔ شری مرارجی کے اشارے سے اور شری جے پرکاش نارائن کی رائے سے تحقیقاتی کمیشن کا انعقاد وجود میں آیا اس کمیشن کے اعلان سے کوٹھار حرکت میں آگئی اور ہر ممکن ذریعے سے اس کی مخالفت کرنے لگی۔ ۱۲ جولائی ۱۹۷۷ء کو شری جے پرکاش نارائن نے بھی سیدنا کو ایک خط کے ذریعہ متنبہ کیا اور برائت کو ختم کرنے کا اور امان قائم رکھنے کا مشورہ دیا مگر سیدنا نے کچھ جواب نہیں دیا اس عرصہ میں میرے داماد منصور علی کتھا والے اور میری بیٹی نفیسہ اور محفوظہ بہن تاج اودے پور سے اور نعمان بھائی و ایس ایم جوشی بمبئی سے جے پی سے ملنے پٹنہ گئے اور حقیقت سے ان کو واقف کیا۔ پٹنہ میں بھی شبابیوں نے سخت مخالفت کا اظہار کیا اور جے پی سے اتنا اعلان کروادیا کہ میں مذہبی معاملے میں مداخلت نہیں چاہتا اعلان ہوتے ہی ہر جگہ فتح مبین منائی گئی ــ کچھ دن بعد نارکنڈے کے اس اعلان سے کہ کمیشن چالو رہے گا وہ فتح مبین حتف مبین یعنی مہلک ہلاکی ہوکے رہ گئی۔ اور ہر ممکن صورت سے دوبارہ مخالفت شروع ہوگئی۔ کمیشن اپنی جگہ اٹل رہا اور اپنا کام کرتا رہا۔ کوٹھار نے دوسرا داؤ یہ کھیلا کہ زر خرید مسلم علماء سے اعلانات کروائے کہ یہ کمیشن مذہبی امور میں مداخلت ہے اس سے اسلام خطرے میں ہے یہ مسلم پرسنل لاء

کے خلاف ہے۔ ۱۹۷۷ء کے نومبر میں پونہ میں کمیشن کی حمایت میں ہندو مسلم دانشوروں کی ایک نشست ہوئی شبابیوں نے ان پر حملہ کیا جس میں منسٹر امبیدکر اور پولس کمشنر کو بھی چوٹ آئی۔ ملاجی صاحب کی طرف سے ماہ ذی القعدہ میں سالانہ امتحان کے بہانے گاؤں گاؤں سے لوگوں کو بلا کر کمیشن کی ہر جگہ، ہر ممکن صورت سے مخالفت کرنے کی ہدایات کی گئیں۔ اودے پور میں ماہ ذی الحجہ کی مذہبی تقریبات نشاط سے منائی گئیں۔ اس خدمتگذار (احمد علی) کو عشرہ کی وعظ کے لئے لندن کی دعوت آئی ٹکٹ بھی پہونچی مگر بعض حالات کے تحت نہیں جا سکا بمبئی سے چھٹی محرم الحرام واپس اودے پور آیا اور واعظین میرے بھائی شیخ یعقوب علی اور میرے مشفق جناب شیخ حسن علی کا معاون رہا۔ گیارہویں رات کو شامِ غریباں کی مجلس الاقل نے پڑھی دس دن تک نیازیں بھی برابر ہوتی رہیں الحمد للہ۔

شباب کے واعظ محمد الباقر کی فتنہ

شباب کے واعظ محمد الباقر تھے حمیدہ گودام (دھمری ہال) میں ان کی وعظیں ہوئیں۔ گیارہویں شب کو جو ایک نہایت ہی غم و رنج کی رات ہے جس میں اہل البیت صلعم کے خیمے جلے، حسینی حرم کی چادریں لٹیں اور کیا کیا ظلم و ستم ہوئے اُس شب میں اُن کی چمن پورہ میں شاندار ضیافت ہوئی مرحبا کے نعرے کی گونج میں کندھوں پر اٹھا کر لے جائے گئے لڑکیوں نے ان کو شربت پلایا میوے کے تھال لٹائے ایک طرف وجیہ پورہ کی مسجد میں شامِ غریباں کی دلسوز دلخراش مجلس پڑھی جا رہی تھی اور دوسری طرف ایسی یزیدی حرکت ہو رہی تھی الشداللہ۔ اور اسی قسم کی حرکتیں پندرہویں تک چالو رہیں سولہویں شب کو سیدنا حاتم اعلی اللہ قدسہ کے عرس کی رات کو مؤید پورہ میں حسینی اُپکار کے یہاں بیٹا پاک پروگرام تھا اس کے مکان پر چراغاں بھی ہوا یو بھی مؤمنین اس کو برداشت نہ کر سکے۔ شاندار شاہانہ ٹھاٹ سے ضیافت سے فارغ ہو کر لقمانی مزار میں بھی شہزادہ محمد الباقر کا جانے کا ارادہ تھا لہٰذا مؤید پورہ اور وجیہ پورہ میں غیور مؤمنین۔ مؤمنات کا اجتماع ہوا اور انہوں نے ان یزیدیوں کو روکنے کے لئے مزاحمت کی تناؤ بڑھ گیا بہت سے بوہری مؤمنین زخمی ہوئے لیکن پولس کا انتظام اچھا رہا اور شاہی قافلہ محلوں میں نہیں آسکا۔

بحمد اللہ ۱۳۹۸ھ کا یہ عشرۂ مبارکہ بڑی خیر و خوبی سے تمام ہوا۔

امن کمیٹی

تاریخ ۱۷ ا یوتھی اور شبابی پندرہ جوانوں نے اپنی طور سے ایک امن کمیٹی بنائی اور گھر گھر میں جاکر اعلان کیا " ہم سب بھائی بھائی ہیں، برأت ختم کرو۔ آپس میں چین سے رہو۔" افسوس کہ محمد الباقر و لد طاہر سیف الدین نے اس اعلان کی سخت مخالفت کی شبابیوں کو بلاکر خوب ڈرایا دھمکایا معافی منگوائی اور ان کا میثاق لیا اور گھر گھر بنیات (لڑکیوں) کو بھیجکر پکّی برأت کرنے کا اعلان کرایا اس طرح اس شہزادے نے امن کا خون کیا۔

سیّدنا کا پاکستانی سفر

سردار قوم محمد برہان الدین نے اس سال کراچی میں وعظ کی اور مولاتنا زینب ع م کی ضریح کو نصب کرنے کے لئے قاہرہ پہنچے، اردو بلٹز سینچر ۳۱ دسمبر ۱۹۷۷ء کے صفحہ اوّل پر شائع کیا گیا۔۔۔ " سیدنا پاکستان کیوں چلے گئے" بلٹز اسٹاف رپورٹر بمبئی۔ بوہرہ داعی المطلق سیدنا برہان الدین چار ماہ کے طویل عرصہ تک ہندوستان سے باہر رہیں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ اُن کے مشیروں نے انہیں صلاح دی تھی کہ جسٹس تارکنڈے کمیشن کے نامعقول ہنگامہ کے دوران ان کا ہندوستان میں رہنا مناسب نہیں ہے اس لئے وہ خموشی سے پاکستان چلے گئے جہاں ایک اطلاع کے مطابق وہ اس فتنہ کے سرد ہو جانے تک مقیم رہیں گے ۔ مسلسل ناکامی ۔

یاد رہے کہ تارکنڈے ایک غیر سرکاری کمیشن ہے اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے بتایا گیا ہے یہ کمیشن ان تمام بوہروں کی شکایات کی جانچ کرے گی جس کا حُقہ پانی صرف اسی بناء پر بند کر دیا گیا ہے کہ وہ سیدنا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سیدنا مذہبی پیشوا بن کر رہیں ڈکٹیٹر بن کر نہیں۔ سیدنا کے حواریوں نے اس کمیشن کی راہ میں روڑے اٹکانے کی بہت کوشش کی لیکن بات بنی نہیں۔ سب سے پہلے تو چند بڑے مسلم لیڈروں سے اس قسم کے بیانات دلوائے گئے۔ کہ یہ کمیشن اقلیتوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے لیکن یہ جذباتی اپیل بھی کامیاب نہیں ہوئی اس کی اہم وجہ یہ تھی کہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کو اس بات کا یقین ہو گیا

نوٹ نمبر ۱ :۔ نسیم سحر نے اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر لکھا ہے اور یوتھی مومنین کو اَخوَزِی کہا ہے (اَخوَزی سیدنا حاتم کا دشمن تھا)۔ درحقیقت شبابی غنڈے اخوزی ہی نہیں بلکہ یزیدی تھے کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام اور سیدنا حاتم قس کے عزاء کے ایام میں شادیانہ پروگرام بنائے اور مومنین کو ناحق ستایا۔

ہے کہ تمام جھگڑے میں سیدنا زیادتی سے کام لے رہے ہیں۔ سیدنا کا یہ دعویٰ کہ وہ روئے زمین پر خدا کے نائب ہیں وہ قرآن وحدیث میں ترمیم و تنسیخ کا حق رکھتے ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ ان سے قوم سے وصول کی جانے والی رقم کا حساب کتاب مانگے، چند ایسی باتیں ہیں جنہیں عام مسلمان سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

دوسری طرف اصلاح پسندوں کی یہ دلیل کہ وہ سیدنا کی پیشوائی کے مخالف نہیں ہیں بس اتنا چاہتے ہیں کہ سیدنا شریعت محمدی اور سنتِ علیؑ کے دائرے میں رہیں اور نذرانوں اور ہدیوں کے نام پر بوہروں سے ہر سال کروڑوں کی جو رقم وصول کی جاتی ہے اس کا باضابطہ حساب کتاب قوم کو پیش کریں اور اس رقم کو ذاتی مفادات کے بجائے قوم کی فلاح پر خرچ کریں، ایک ایسی دلیل ہے جس کی صحت سے کوئی باشعور انسان انکار نہیں کر سکتا ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ خود رسولِ مسلعم اور حضرت علی ع م نے بھی یہ حق دیا ہے کہ بیت المال کی بازپُرس کوئی بھی مسلمان کر سکتا ہے۔ اصلاح پسندوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر وہ بڑے مسلم لیڈر جو اس کمیشن کو مذہبی امور میں مداخلت سمجھتے ہیں خود ہی جرأت کر کے آگے بڑھیں اور اس کی شکایات پر سنجیدگی سے غور کریں تو اس کمیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی ـــــ انہوں نے یہ پیش کش بھی رکھی ہے کہ ایک ایسی جانچ کمیٹی بنائی جائے جس میں سیدنا اصلاح پسندوں اور غیر جانبدار مسلمانوں کے معتبر اور معزز نمائندے شامل ہوں اور یہ کمیٹی طرفین کے الزامات اور جوابی الزامات کی غیر جانبداری سے جانچ کرے لیکن سیدنا کے حواریوں اور ان بڑے مسلم لیڈروں نے یہ پیشکش بھی ٹھکرا دی۔ ایسی صورت میں اس کے سوئی کوئی راہ ہی نہیں رہ گئی کہ اس کمیشن کا استقبال کیا جائے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ سیدنا کی طرف سے برأت (سماجی بائیکاٹ) کی وجہ سے سینکڑوں بوہرہ افراد اپنی ماؤں، بیٹوں، بیٹیوں اور بیویوں سے بچھڑ چکے ہیں، ناتھ کنڈ کمیشن کا قیام ایسے تمام بوہروں کے لئے امید کی واحد کرن کی حیثیت رکھتا ہے۔

جسٹس ناتھ کنڈ کو انسانیت کی خدمت کے سلسلے میں دیئے جانے والے عالمی انسانیت ایوارڈ کے اعلان کے بعد سیدنا کے حواریوں میں اور کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ اس انعام نے کمیشن کے وقار

میں اور اضافہ کیا ہے۔

چند اور ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کی وجہ سے سیّدنا کے حواریوں میں افراتفری پھیلی ہوئی ہے، ابھی کچھ ہی دن قبل دو اصلاح پسند خواتین پر بمبئی کے محمد علی روڈ پر دن دہاڑے حملہ ہوا تھا۔ بیّنہ طور پر ان خواتین پر حملہ کرنے والے سیّدنا کے مقلّد تھے۔ اس واقعہ پر عام ناپسندگی کا اظہار کیا گیا۔ اسی طرح حال ہی میں کلکتہ میں اصلاح پسندوں کی طرف سے بلائی جانے والی پریس کانفرنس میں سیّدنا کے حواریوں نے جس قسم کی حرکتیں کی تھیں ان کا بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ کلکتہ کے اخباروں خصوصاً اردو اخباروں نے ان حرکتوں کی سخت مذمّت کی ہے، اردو اخبارات میں تنقید سیّدنا کے لئے پہلا تجربہ ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عام آدمی کی سیّدنا سے اب ہمدردی نہیں رہی ہے۔

تارکنڈے کمیشن ناگزیر

اودے پور سے خبر آئی ہے کہ وہاں سیّدنا کے حامیوں اور اصلاح پسندوں کے درمیان ایک جھڑپ میں ایک پولس افسر اور مجسٹریٹ سمیت ۳۶ افراد زخمی ہوئے ہیں۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ محرم کے موقع پر سیّدنا کے ایک بھائی (محمد الباقر) اودے پور پہنچے وہاں سیّدنا کے حامیوں میں اُن کی آمد کے سلسلے میں ضیافتوں اور دعوتوں کا دور شروع ہو گیا، اصلاح پسندوں نے اس بات کو بہت بُرا مانا کہ ابھی حسین علیہ السلام کا چہلم بھی نہیں ہوا اور دنیا بھر میں ماتم حسینؑ کے اس مہینے میں شاندار دعوتیں کی جائیں۔ حالیہ فساد اسی کا نتیجہ تھا۔ اس قسم کی باتوں سے عوام میں سیّدنا اور ان کے حواریوں کے خلاف بیزاری بڑھتی جا رہی ہے۔ اور یہ بات لوگوں کے لئے سخت خوف کا باعث بنی ہوئی ہے۔ ان حالات میں سیّدنا کا اچانک پاکستان چلا جانا چہ میگوئیوں کا سبب بنا ہوا ہے۔۔۔۔ انتھیٰ

کراچی میں وعظ وغیرہ سے فارغ ہو کر سیّدنا مصر گئے اور مولاتنا زینب علیہا السلام کی ضریح نصب کی جو ایک لاکھ تولہ سے بنائی گئی تھی اور انور سادات کی حکومت کی طرف سے وشاح النیل کا خطاب حاصل کیا۔ جب میں نے ایک اخبار میں سیّدنا کی ایک تصویر دیکھی سیّدنا ایک سیاہ پٹہ پہنے ہوئے ہیں (وشاح کی معنی ہے پٹہ) تو میرے مُنہ سے بے ساختہ یہ شعر نکل پڑا ہے

اِسْمُ سَیْفِ عَلَوِیٍّ ذُوالفقار   وَاسْمُ سَیْفِ عُمَرِیٍّ ذُوالوِشَاحِ

(مولانا علی علیہ السلام کی تلوار کا نام ہے ذوالفقار۔ اور حضرت عمر کی تلوار کا نام ہے ذُوالوِشاح۔

نسیم سحر شمارہ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ کے ص۱۱ پر کلیم الدین نے اپنی عادت کے مطابق لمبی چوڑی باتیں لکھ کر ایک عجیب غریب بات لکھی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ لکھتے ہیں کہ علیؑ کی تلوار ذوالفقار سے عرب لوگ مرعوب ہوگئے اور اپنی خونی تلواروں کو حقیر سمجھنے لگے تو اُن کو کہا گیا کہ علیؑ کی تلوار ذوالفقار ہے اور تمہاری تلوار ذوالوشاح۔ ذوالفقار کے مالک ائمہ طاہرین ہیں اور ذوالوشاح کے مالک دعاۃ مطلقین (اردو ترجمہ) کتنی بے سند اور غلط تاویل ہے یہ، ایسی ہی من گھڑت تاویلوں کے باعث صحیح تاویل سے بھی لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اُف! تُف!!

اردو بلٹز کے لکھنے کے مطابق، ملاجی کی اشتہار بازی اور ضریحوں کے نام پر پُرفریب بزنس

عربی اسلامی ممالک کے دورے اور اس قسم کی تشہیرات سے ملاجی کا مقصد ہے اپنی غیر اسلامی اصلیت کو چھپانا اور مقدس ہستیوں کی ضریح کے نام پر پُرفریب بزنس کرنا۔ اسلامی قدروں کو روند کر اسلامی ممالک سے خوشگوار تعلقات کی اشتہار بازی کرنا، وہ کون ہے جو ملاجی کی اشتہار بازی اور پبلسٹی اسٹنٹ سے واقف نہیں جسے معلوم نہ ہو وہ دیکھ لے مولاتنا زینب ع م کی ضریح سے متعلق ہر ہفتہ، اخبار کا وہ صفحہ جو ملاجی کا مذکورہ اشتہار لئے ہوئے ہے۔ جس میں اسلامی ملک مصر سے خوشگوار تعلقات قائم کر کے بلند بانگ دعوی کرتے ہوئے

نوٹ ہے:۔ مصر کے انور سادات کو بھائی بنانے والے ملاجی صاحب ذرا انور سادات کی اسرائیل نوازی کو تو دیکھیں کہ وہ کتنی حد تک آگے بڑھ چکی ہے اردو بلٹز ۱۴ جولائی کے سنیچر کے شمارے میں دیکھئے "کرنجیا صاحب (بلٹز کے مالک) کو لیبیا کے سردار معمر قذافی صاحب جواب دیتے ہیں کہ "وطن دشمن اور اسلام دشمن تحریکوں کو شکست نہیں ہوتا ہے مجھے تو اس حد تک یقین ہے کہ خود مصر میں ایسی تحریکیں اٹھیں گی جس کے غلغلے سے مساوات کی حکومت ڈھیر ہو جائے گی اور بالآخر اسلامی اتحاد کا یہ کانٹا نکل جائے گا...... اسی لئے تو یہودی صدر سادات پر زور دے رہے ہیں کہ وہ قرآن شریف سے چند آیات حذف کر دیں اور ان آیات کو عام پبلک میں پڑھا بھی نہ جائے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ سادات اس اسرائیلی پیش کش کو قبول کر چکا ہے۔" کرنجیا صاحب نے پوچھا کیا واقعی؟ قذافی معمر نے جواب دیا۔ جی ہاں! سبھی ملاؤں اور مذہبی رہنماؤں کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اسرائیل سے دوستی کی خاطر مذکورہ آیات کو نہ پڑھا جائے اور مذہبی مجالس میں اس کے متعلق کوئی مذکرہ ہو۔ پھر مصریوں نے اس کے خلاف واویلا مچایا "سادات اللہ کا دشمن ہے" اس قسم کے نعرے لگانے پر فائرنگ ہوئی لوگ زخمی ہوئے وغیرہ وغیرہ ..... انتہیٰ

ملاجی دیکھے جاسکتے ہیں۔ قوم کی کمائی پر اسلامی ممالک سے تعلقات خوشگوار بنانے کے لئے بھی توڑہ گئے تھے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس ضریح کے چندے کے نام پر ملک اور بیرون ملک کے بوہروں سے کئی لاکھ روپے بغیر رسید دیئے وصول کئے گئے۔ مقدس ہستیوں کی ضریح کے نام پر کتنا پُرفریب بزنس چلا رکھا ہے۔ ان مذہب کے ٹھیکیداروں نے ویسے اس سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت آقا علی علیہ السلام اور حضرت عباس علمدار رض کی ضریح اور بہت سے دعاۃ کرام کے قبّوں کی تعمیر کے نام پر اسی طرح لاکھوں روپیہ جمع کیا۔
حضرت عباس علمدار رض کی ضریح سے لاکھوں ہڑپ کر کے جب ضریح تیار ہوئی تو معجزہ ملاجی دیکھئے کہ ضریح ہی چھوٹی پڑ گئی تب اپنے ناموس کی لاج رکھنے کے لئے مذہب کے اس ٹھیکیدار نے اک ہولناک جسارت کی، مزارِ اقدس کے اوپر کا صندوق کاٹ کر چھوٹا کرنے کی نازیبا حرکت کی، چونکہ اس کام کے لئے کلیدار کی رضامندی ضروری تھی اس لئے اسے ایک ہزار دینار رشوت دیکر ہم خیال بنایا گیا، صندوق کے کاٹنے کے لئے متعدد اہل فن کو بلایا گیا لیکن سب نے کاٹنے سے انکار کر دیا آخر کار ایران سے ایک بہت صنعت کار جو مینا کاری میں بے نظیر تھا ہوائی جہاز سے بلوایا گیا جب ایرانی نے اس صندوق کو دیکھا تو رو پڑا اور اس نے جواب دیا کہ افسوس تم کیسے مسلمان ہو آقائے نامدار کے مزار کی صندوق کو کاٹنے کا کہتے ہو؟ یہ صندوق کاٹنے کے بجائے میرا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ وہاں کے حاکم کو جب یہ خبر پہنچی تو فوراً اپنے فرزند کو وہاں بھیجا اور خود بھی بعد میں حاضر ہوا اور یہ ناپاک جسارت دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا مجھے تمہاری ضریح کی ضرورت نہیں ہے خود ضریح بنا کر نصب کرونگا اور دوسرے ہی روز ملاجی والوں کو وہاں سے نکلوا دیا۔
(الاقل احمد علی) ابراہیم بھائی صاحب زین الدین موجودہ ملاجی کے چچا کی زبانی لکھتا ہوں۔ میرے سامنے انہوں نے کہا کہ "میں نے عراقی و ایرانی حکام کے سامنے اپنی پگڑی رکھدی قدم پر گر گیا اور دوسری ضریح بنوانے کی رضامندی چاہی لیکن انہوں نے غضبناک لہجہ میں مجھے بار بار کہا ھذا او اللہ ما یصیر (قسم بخدا یہ کبھی نہیں ہوسکتا) اب ہم ہی نئی ضریح بنائیں گے ۔۔۔ اور بہت ہی کم مدت میں انہوں نے بہترین ضریح بنوا کر نصب کر دی۔ ملاجی کی اس

ناپاک جسارت پر ہندوستان میں بھی شیعہ حضرات نے سخت احتجاج کیا تھا۔ (سرفراز لکھنؤ نے بھی احتجاج کیا تھا۔) اب ایسے وقت میں جب مارکنڈے کمیشن ان کے خلاف انکوائری کر رہا ہے یہ جان بچا کر پاکستان میں جا بیٹھے ہیں اور ہوا کو پھر ایکبار اپنے موافق میں لانے کے لئے بڑی سے بڑی اشتہار بازی کا سہارا لے رہے ہیں جس میں اپنے آپ کو اسلامی ممالک سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کا زبردست پروپگنڈا کیا ہے۔ یہ کیسا مذہبی پیشوا ہے جسے اسلامی قدروں کو سنبھالنے سے زیادہ اپنی اشتہار بازی مقصود ہے حالانکہ یہ بدنام زمانہ مذہبی پیشوا نیک نامی سے زیادہ ہندوستان کو دوسرے ممالک میں بدنام کرنے کے لئے مشہور ہیں، افریقہ میں غیر قانونی طریقے سے روپے ہیر پھیر کرنے سے اس کا دیس نکالا کیا گیا۔ سنرا ئیہ سے لاکھوں روپیہ جعلسازی سے ساتھ لانے کے لئے چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا سیلون سے پگڑی میں ہیرا چھپا کر لاتے وقت کولمبو ائیرپورٹ پر دوبارہ رنگے ہاتھوں دھر لیا گیا اور سیلون میں ان کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی۔

اس طرح ساری دنیا میں مادرِ وطن کو بدنام کرکے اب اسلامی ممالک سے خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کا ڈھونگ! ہمارا دعویٰ ہے کہ آئندہ یہی شخص اسلامی ممالک کی نظروں میں ہندوستان کو بدنام کئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔" (از بلٹز اردو)۔ اسی طرح جرأت مالیگاؤں" (۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء) نے اداریہ لکھا۔

ایک لاکھ تولہ چاندی کی ضریح

میدانِ کربلا میں امام حسین ع م و بعدِ امام ع م مصائب و آلام کا نہایت صبر و تحمل سے مقابلہ کرنے والی صابرہ مظلومہ زینب بنت علی ع م کو آج چودہ سو سال بعد فاطمی دعوت کے دعویداروں کی طرف سے صلہ دیا جا رہا ہے تو کیا دیا جا رہا ہے۔ ایک لاکھ تولہ کی چاندی کی ضریح۔ کتنا سنگین مذاق ہے یہ صابرۂ کربلا کے ساتھ! کیا زینب بنت علیؑ نے یہ عظیم قربانی اس لئے دی تھی کہ آپ کے معتقدین کردارِ زینب ع م کی دھجیاں اڑائیں۔ اور جھوٹی شہرت اور دنیا دکھائی کے لئے آپ کی قبر کو چاندی سے منقش کریں؟ اگر قبروں پر ضریح و مقبرہ بنوانا شرعی ہوتا تو فاطمی ائمہ اپنی سوا دو سو سالہ حکومت میں جب کہ ان کا پرچم مشرق سے مغرب تک لہرا رہا تھا شہیدانِ کربلا اور اپنے آباء و اجداد کی قبور پر سونے چاندی کی ضریح نصب کرواتے اور ہیرے جواہر سے مزین شاندار مقبرہ بنواتے

لیکن نہ انہوں نے اس اسراف کی طرف کوئی توجّہ دی نہ اپنے کسی معتقد کو اس طرح اسراف کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ اللہ والے تھے اور جانتے تھے کہ وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ (فضول خرچی مت کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا) اور انہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والے جھوٹے کو ہدایت نہیں دیتا)۔ اب اگر ہم برہان الدّین صاحب کا حالیہ کردار قرآن پاک کی مذکورہ آیاتِ کریمہ کی روشنی میں دیکھیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ برہان الدّین صاحب جھوٹی شہرت کے دلدادہ ہیں تب ہی تو قوم کی گاڑھی کمائی کا اسراف اس طرح بیدردی سے کر رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی ہوتی تو برہان الدّین یہی ایک لاکھ تولہ[1] چاندی کی رقم قوم کے غریبوں مفلسوں مسکینوں بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم کرکے ان کی دعائیں لیتے۔ لیکن ایسا کرنے پر انہیں حاکمِ مصر اور انور سادات کے ہمراہ تصویر کھنچوانے اور اپنی جھوٹی شہرت کا ڈنکا بجوانے کا موقع کہاں دستیاب ہوتا — انتہیٰ۔

کاتب الحروف حقیر احمد علی کا کہنا ہے کہ جھوٹی شہرت کے نشہ میں ملّاجی نے انور سادات کو اپنا بھائی بنایا ہے اور انور نے بھی اپنے دعوت نامہ میں ملّاجی کو "اخی" میرے بھائی لکھا ہے۔ اس لفظ "اخی"[2] سے ملّاجی بہت خوش ہوئے اسی لئے انور سادات و امریکہ و اسرائیل کے کیمپ ڈیوڈ نامی مصالحت نامہ کی بہت ہی حمایت کی خود یوسف نجم الدّین نے مصر کے الاہرام کو انٹرویو میں کہا کہ غیر عرب سے ہم ہی پہلے کیمپ ڈیوڈ کی حمایت کرنے والے ہیں (نسیم سحر) اور اس مصالحت کی حمایت میں ملّاجی کا دیا ہوا بیان ہندوستان کے اخباروں میں بھی شائع ہوا ہے حالانکہ اس ناپاک مصالحت نامہ کی تمام عالمِ اسلام نے مذمّت کی ہے اپریل ۱۹۸۰ء میں لندن میں جو اسلامی کانفرنس ہوئی اس کی رپورٹ لکھتے ہوئے "نئی دنیا" دہلی ۵ مئی ۱۹۸۰ء نے اپنے خاص اداریہ میں لکھا ہے ..... کہ ایک اور قرارداد میں کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کی مذمّت کی گئی ہے اور اس

نوٹ [1]:۔ ضریح کا وزن ایک ٹن ہے اس میں دو سو کیلو گرام چاندی ہے اور ایک سو کیلو گرام سونا ہے یہ ضریح میں بنائی گئی اس میں آیۃ النور سونے سے نقش کی گئی ہے۔ (از نسیم سحر ۱۳۹۶ھ)۔

نوٹ [2]:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے دعاۃِ حق کو "اخوانی" فرمایا ہے بے شک اسلام کے سچے دعاۃ اور مبلغین آپ کے بھائی ہیں۔ جبکہ ملّاجی صاحب انور سادات اسرائیل نواز کے بھائی ہیں۔

سمجھوتے کو اسلام کے مفاد کے خلاف قرار دیا گیا ہے اب کہاں گئی ملاجی کی اسلامیت؟ صحیح معنی میں وہ اسرائیل نواز ہیں ۔ تعجب بالائے تعجب یہ کہ اسی کانفرنس میں یوسف نجم الدین نے اسلام پر تقریر کی حالانکہ اسی کانفرنس میں کیمپ ڈیوڈ کی مذمت کی گئی تھی جس کے ملاجی محامی ہیں۔ (لندن کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ جب یوسف نجم الدین کی اسلام پر تقریر ختم ہوئی تب ممباسہ کی ایک بوتھی دلیر خاتون نے وہیں اس کو للکارا اور کہا کہ ہندوستان میں تم اپنی قوم پر کیسے کیسے ظلم کر رہے ہو اور یہاں اپنی اسلامیت جتا رہے ہو۔ شیم شیم۔

اودے پور طرف

۳۰ اپریل ۱۹۷۸ء کو بمبئی میں نتھوانی کمیشن کی زوردار مخالفت کے بعد شبابی غنڈوں کی توجہ اودے پور طرف ہوئی۔ اس خیال سے کہ ۲۷ مئی سنیچر ۱۹۷۸ء کو کمیشن کی اودے پور میں بیٹھک ہونے والی ہے برہانی کوٹھار کی طرف سے شہر بشہر قاصدوں کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ جہاد کے لئے اب اودے پور چلو (قانونی گرفت سے بچنے کے لئے بجائے خطوط قاصد بھیجے گئے) بمبئی میں اودے پور جانے کے لئے بھرپور تیاری کی گئی شبابی مجبوتوں کے ذریعے یوتھ آفس کو اطلاعات ملتی رہیں آفس کے ذریعہ اودے پور ضلع کلکٹر کو تمام اطلاعات پہنچائی گئیں ۔ اودے پور سے قبل سو دو سو افراد اور سیدنا کی رائل فیملی اور کوٹھاری شائخ وطلبہ جے پور میں جمع ہوئے وہاں راجستھان کے چیف منسٹر اور دیگر منسٹروں کے پاس جاکر سر توڑ کوشش کی کہ وہ نتھوانی کمیشن کو راجستھان میں جانچ نہ کرنے دے؛ مورخہ ۲۵ مئی کو ان لوگوں نے جے پور میں مسلم مسافر خانہ سے ایک جلوس نکالا، وہ چیف منسٹر صاحب کی آفس پر جاکر ختم ہوا۔ ان کا وفد چیف منسٹر جناب بھیروں سنگھ شیکھاوت سے ملا، شری شیکھاوت صاحب نے کہا کہ آپ قانون اور ضابطہ (لاء اینڈ آرڈر) کو بنائے رکھیں کسی بھی حالت میں قانون شکنی نہیں کریں میری ہمدردی آپ کے ساتھ ہے لیکن جہاں تک کمیشن رکوانے کی کارروائی کا تعلق ہے مرکزی حکام ہی اقدام کر سکتے ہیں میں اُن سے بات کروں گا ۔ مورخہ ۲۶ مئی کی شام کو چیف منسٹر نے ان لوگوں کو یقین دلایا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ کمیشن کی اودے پور میں ۲۷ مئی کو نشست نہ ہونے پائے (آل انڈیا ریڈیو سے بھی ۲۷ مئی صبح کو یہ خبر نشر ہوئی تھی)۔ اس یقین دہانی پر برہانی رائل فیملی اور کوٹھاریوں نے اودے پور میں اندولن ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا اور ۲۶ مئی کو جے پور کی یہ اطلاع

پاکر مغرب کی نماز سے کچھ قبل مقامی شبابیوں اور باہر سے آئے ہوئے تمام لوگوں کو جمع کر کے اپنی نام نہاد فتح مبین کا اعلان کیا گیا اور خوشیاں منانے، رات کو محلّوں میں اور اپنی اپنی جائے قیام پر خوشی کی مجلس اور ماتمی مجلس کرنے کی ہدایت کی گئی۔ مورخہ ۲۷ مئی کو جلوس نکالنے کلکٹری میں دھرنا دینے، اودے پور کی جماعت کی اُن تمام مساجد، جماعت خانہ اور دارالامارت (دالان) اور دیگر قومی عمارتوں پر قبضہ کرنے کا جو پروگرام بنایا گیا تھا وہ ختم کر دیا گیا۔ مدرسہ طیّبیہ میں موجود سب لوگوں کو شربت پلا کر اور کھانا کھلا کر اپنے اپنے وطن جانے کا فرمان صادر کیا گیا۔

نقوانی کمیشن کی مخالفت کے لئے اور بوہرہ یوتھ کے حامیوں سے جہاد کرنے کے لئے (مقامی اخباروں کی اِطّلاع کے مطابق) قریب چار ہزار شبابیوں کا اودے پور میں اجتماع ہوا۔ ان شبابیوں میں بمبئی سے آنے والے سرغنے احمد علی عطاری، طاہر علی چپّل والا، اسماعیل لنگی والا، محمد حسین لواڑ والا، عابد حسین سنواڑ والا، ملّا بدرالدّین اَنْدَاریا، عبداللہ صابون والا، اسمٰعیل موتی والا، فخرالدّین مودی، فخرالدّین موٹا گام والا، سیف الدّین بھوکھا وغیرہم تھے۔ ہر شہر کے عامل کی رہنمائی میں نہتّے یوتھیوں پر مہلک ہتھیاروں سے حملہ کرنے کے لئے مورخہ ۲۷ سنیچر کو شبابی غنڈے دجیہ پورہ میں لقمانی مزار کی زیارت کے بہانے جوق در جوق آپہنچے۔ احمد آباد سے آتش گیر کیمیکل، بارود، چاقوؤں اور چینٹوں سے لیس شبابی غنڈوں سے بھرا ہوا ایک پورا ڈبّہ (بوگی) اودے پور آیا تھا۔ کوٹھار کی فوج بہت بڑی تعداد میں یعنی ہندوستان کے تمام عامل، معلّمین، مُلّا مشائخ و شباب کمیٹیاں خصوصاً جامعہ سیفیہ (سورت) کے جملہ اساتذہ و طلبا، اودے پور آنے والوں میں قابلِ ذکر ہیں۔

سیّدنا کی (نام نہاد رَویل) فیملی میں سے صرف (نام نہاد شہزادہ) محمد الباقر ہی اودے پور آئے اور رویل فیملی کے عاملوں میں سے گلیا کوٹ کے بدنامِ زمانہ عامل ابراہیم آئے۔ یہ لوگ اودے پور کے شبابیوں کے باوا آدم غلام عبّاس عُرف بوگا بھائی والے کے گھر میں ٹھہرے۔ جس گھر کو رضیہ تحسین نے تیرِستھان (کعبہ) سے تعبیر کیا!! اودے پور

میں ان لوگوں کی آمد مورخہ ۲۴ مئی سے شروع ہوئی اور ۲۷ مئی تک جاری رہی قریب چار ہزار افراد کے جمع ہونے کی اطلاع مقامی اخباروں نے بتلائی ہے حالاں کہ وہ ڈیڑھ ہزار کے قریب ہوں گے جب کہ سیدنا کا حکم تھا کہ "ایک لاکھ سے بھی زیادہ مجاہدین کو اودے پور جانا چاہیئے" جیسا کہ مقامی اخبار نیائے کی تولنا نے لکھا ہے۔

طیبیہ سکنڈری اسکول، ہمری ہال اور مسلم مسافرخانہ (چرپورہ) اور دیگر ہوٹلوں، دھرم شالاؤں اور محمد حسین ہتیا والا، چوراسی قربان حسین، اسٹار سوپ فیکٹری والا، موسنجی عطاری علی محمد بندوق والا وغیرہم شبابیوں کے گھروں میں ٹھہرائے گئے۔

بے موسم کا ماتم

پتہ نہیں سینہ زنی والا، طاہر مولا، سیفی مولا والا ماتم کرانے کا ناٹک آج کل سیدنا اور اُن کے چیلے چانٹوں کو کیوں مرغوب ہے ا یہاں بھی تینوں دن تک جب کھانے پینے سے فراغت ملی، ماتم کا دور شروع کر دیا جاتا۔ سیدی خانجی فیرصاحب کے اور لقمانجی صاحب کے مزار میں بھی ماتم ہوتا رہتا تھا۔ راتوں کو تو نصف رات سے ماتم کرنے کا سلسلہ چلتا۔ جن محلّوں میں باہر سے آنے والے لوگ ٹھہرے تھے وہاں کے مقامی لوگوں کی نصف رات تک نیند حرام ہوتی رہی جس سے غیر بواہر لوگوں نے سخت لعنت ملامت کی۔

لقمانی مارگ میں کربلائی معرکہ

مورخہ ۲۷ مئی بروز سنیچر ہتھیاروں سے لیس شبابی غنڈوں کی ایک جماعت سیدی لقمانجی ولی قس کی زیارت کے بہانے صبح سے بوہرہ واڑی میں چکّر کاٹنے لگی۔ قریب ساڑھے آٹھ بجے قمرالدین چلنی، تصدق حسین، عبّاس قطب علی والا، شبّیر رائی دلا، مومن جی والے کے تین غنڈے، عبّاس و حاتم کانڈی، علی محمد شباب کا سکریٹری، تفضّل صابون والا جنہوں نے مورخہ ۶ محرم ۱۳۹۵ھ کو موئید پورہ کی مسجد میں عام خون ریزی کی اور مرحوم رجب علی کو شہید کیا۔ یہ سب خونی جماعت نے بیرونی شبابی ٹولی کے ساتھ حاجی صاحب سجاد حسین جی تاج کو دیکھ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اُن کی چھتری کھینچی، لعنت بول کر تھوکنا شروع کیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ زیارت کرنے جا رہے ہو تو چپ چاپ شرافت سے چلے جاؤ۔ اس طرح بدتمیزی کیوں کر رہے ہو؟ یہ شریفوں کا شعار نہیں ہے۔

اس پر وہ اور بلند آواز سے گالیاں دینے لگے۔ اس پر آس پاس کے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ یہ سنہری موقع دیکھتے ہی شبابی شرپسند ٹولی نے اپنی جیبوں اور تھیلوں میں سے پوشیدہ ہتھیار، چاقو، پھینٹ وغیرہ نکال کر بوتھی مؤمنین پر حملہ کر دیا۔ اندھا دھند ہتھیار چلنا شروع ہو گئے۔ چند بوتھی جوان اور بچوں نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کر کے اپنا بچاؤ کیا۔ قریب آدھے گھنٹے تک یہ جھگڑا چلا کہ مسلح پولیس آگئی۔ یہ دیکھ کر تمام شرپسند شبابی بھاگ کر سیدی لقمانجی صاحب قس کے مزار کے صحن میں جا گھسے اور اندر سے دروازے بند کر دیئے۔ اس معرکہ میں بوتھ کے قریب ایک درجن افراد زخمی ہوئے جن میں چھ افراد کو شدید چوٹیں آئیں۔ مسلح پولس نے آتے ہی لقمانی مارگ (وجیہ پورہ) اور لقمانی مزار کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور پولس گاڑیوں میں بھر کر شبابی بلوائیوں کو بوہرہ واڑی سے باہر لے جا کر چھوڑ دیا۔ نہ تو اُن کے کپڑوں اور تھیلوں کی تلاشی لی اور نہ اُن کو اپنی حراست میں رکھا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ پھر دو روز تک لقمانی مارگ اور مزار میں پولس کا پہرہ لگا رہا۔ ضلع کلکٹر صاحب اور پولس ایس پی صاحب نے خبر ملتے ہی مسلح پولس کو بھیج کر امن قائم کرنے میں فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ ہم ان کے شکر گذار ہیں۔

معتبر ذریعہ سے جب یہ خبر ملی کہ نتھوانی کمیشن کی نشست اودے پور میں ہوگی یا نہیں اس کی کوئی تحقیقی اطلاع نہ تو بوہرہ یوتھ آفس میں پہنچی اور نہ کلکٹری میں تب آنے والے ہزاروں شبابی غنڈے بوکھلا گئے اور پھر انھوں نے یہ طے کیا کہ کم از کم مساجد اور قومی عمارتوں کا قبضہ تو لے لیں۔ اس غرض سے انھوں نے ۲۷ مئی کو خونی حملہ کیا مگر بحمداللہ وہ اپنے ناپاک ارادے میں بالکل ناکامیاب رہے اور حملہ کے بعد ہی سب کے سب اودے پور سے بھاگنے لگے۔ ہر فرد یہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد کسی بھی راستے سے اودے پور سے نکل جاؤں۔ دیکھتے دیکھتے ہی ان فدائیوں اور "سرفروشوں" سے اودے پور خالی ہوگیا۔ گویا ہر فرد کی زبان پر تھا کہ ع

"بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے"

ملاجی کی بوکھلاہٹ

تارکنڈے کمیشن نے (جس کا نام بعد میں نتھوانی کمیشن ہوگیا) انتہائی درجہ کی مخالفت کے باوجود اپنا کام زور و شور سے جاری رکھا۔ کوٹھار نے اس کی مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فردگذاشت نہیں کیا۔ بمبئی، سورت

وغیرہا تمام شہروں میں سینکڑوں مجالس کی، جلوس نکالے، لاکھوں خرچ کئے۔ پہلے یوتھی مؤمنین کو طاغوتی فرقہ کہتے تھے۔ اب ان کو مرتد اور خارجی کہنے لگے۔ ان کا خون حلال، مال حلال، آبرو حلال، مطلب یہ کہ کوئی ایسا حربہ نہیں رہ گیا تھا جس کو انھوں نے استعمال نہیں کیا ہو۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ میں نتھوانی کمیشن کے فارم بھرنے کی بھرپور کوشش چالو ہوئی۔ زبانی شہادت کیلئے پہلی بیٹھک احمد آباد میں ہونے کی خبر کا اعلان ہوتے ہی ہزاروں شبابیوں کا مجمع وہاں ہوگیا۔ پھر خبر ملی کہ یہ بیٹھک بمبئی میں ہوگی۔ (۳۰ اپریل ۱۹۷۸ء) بمبئی میں تین روز تک بقول "نسیم سحر" باون ہزار (۵۲۰۰۰) کا اجتماع ہوگیا۔ (حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ بارہ سے پندرہ ہزار تک مشکل سے ہوں گے۔) شبابیوں نے سفید لباس نمازی کپڑے ہاتھوں میں تسبیح اور قرآن مجید لئے ہوئے گرم تپتی زمین پر چوپاٹی پر دھرنا دیا۔ نتھوانی صاحب کی بختاور بلڈنگ کے چوطرف ۱۴۴ قلم لگی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود شبابی غنڈوں نے اُن کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ پولس کے ساتھ ٹکراؤ ہوا بہت سے زخمی ہوئے اور کمیشن نے اپنا تپاس کام چالو رکھا۔

اودے پور آنے والوں کی زبانی علم ہوا کہ اودے پور کی اصل حقیقت سے ہم ناواقف تھے۔ یہاں آنے سے ہم کو معلوم ہوا کہ کوٹھار کے تمام پروپیگنڈے بالکل غلط ہیں۔ اسی لئے تو کوٹھار مہمانوں کو اودے پور آنے سے روکتی ہے تاکہ صحیح حقیقت سے واقف نہ ہوجائیں۔

دوبارہ احمد آباد طرف ماہ رجب کی سولہ تاریخ کو ملاجی صاحب "وشاح النیل" کا خطاب اور سیاہ پٹہ لے کر بمبئی پہنچے۔ طاہری عرس کی دھوم مچانے کے بعد بیسویں (۲۵ جون) تاریخ کو حکم ہوا کہ "احمد آباد چلو"۔ اودے پور کے شبابیوں کو بھی تار ملا کہ "احمد آباد چلو"۔ چوطرف سے برہانی غنڈے گاندھی نگر (احمد آباد) پہنچے۔ منسٹر بابو راؤ پٹیل نے شبابیوں سے کہا کہ "کمیشن تو ضرور بیٹھے گا"۔ شبابیوں نے کہا۔ "دیکھ لیں گے"۔ منسٹر صاحب نے جواب دیا۔ "حکومت کے ہاتھ بھی لمبے ہیں"۔ ایروڈرم پر پھر ڈاک بنگلے پر شبابیوں نے مزاحمت کی۔ کمیشن نے ان حملوں کو نمایاں طور سے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے اور اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ اس سے بوہرہ یوتھ کی تمام شکایات صحیح اور سچی ثابت

ہوتی ہیں۔ سخت مخالفت کے باوجود گیارہ یوتھ والوں کی زبان لی گئی۔ یہ سب گودھرا، سورت، دوحد اور احمد آباد کے باشندے تھے۔ پولیس کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ اکتیس ۳۱ کانسٹبلوں کو چوٹ آئی۔ سینکڑوں شبابی زخمی ہوئے اور سینکڑوں کی گرفتاری ہوئی۔ بابو راؤ پٹیل نے شکایات کرنے والے شبابیوں کو کہا۔ "زیادتی تمہاری ہے"۔ اس طرح سے بارہ ان کی شکست ہوئی۔ ایسی فاش شکست کو بھی کوٹھار نے فتح مبین، فتح عظیم اور فوز عظیم نام دیا۔ نسیم سحر میں قریب دس صفحات ایسی فتوحات (حتوفات) کی ذکر سے سیاہ کئے گئے ہیں۔ برسوں سے طاہری و نجمی گندہ سیاست اسی طرح چلی آرہی ہے۔ بحمداللہ اودے پور میں رجب، شعبان اور شہر رمضان کے دینی وظائف نشاط سے ادا کئے گئے۔ بمبئی میں ۱۹ رجب کو دوران وعظ سردار (۲) برہان الدین نے کہا۔ ایک سو دس جماعت میری قدمبوسی کے لئے آئی ہے۔ دشمن داعی اور دعوت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ میں ظہور کی شان سے مصر گیا۔ (یہ بھی خوب) وہاں مجھے وشاح النیل کا پٹہ پہنایا گیا۔ یہ جہاد کا ہنگام ہے لہٰذا پٹے کی ضرورت ہے۔ تم لوگ دشمن سے پکّی برأت کرو، باواجی صاحب کے زمانے میں تین سو مقدمات ہوئے۔ قرآن میں اٹھہتر (۷۸) جگہ "فتح مبین" کا لفظ آیا ہے۔ اس لئے یہ فتح اٹھہتر (۷۸) نسل تک جاری رہے گی۔ (نسیم کا اردو ترجمہ)

قارئین کرام ہی ان جملوں کو غور سے پڑھیں گے اور پھر صحیح واقعات پر اس کو جانچیں گے تو صحیح حقیقت واضح ہوجائے گی۔ مہینوں تک فتح مبین کے ہر گام میں جشن ہوئے۔ لاکھوں کا خرچ کیا گیا یوں کہہ کر کہ کمیشن ختم ہوگیا۔ حالاں کہ کمیشن اپنی جگہ پر قائم رہا اور دہلی میں ۱۶ اپریل ۱۹۷۹ء کو دو سو صفحہ سے زائد اپنی رپورٹ شائع کردی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

بمبئی سماچار نے کمیشن کی تمام روداد اور رپورٹ شائع کی تو اس سے بھی برأت کردی گئی۔ شیخ کلیم الدین نے بمبئی کی شکست کو فتح مبین اور اودے پور کی شکست کو فتح عظیم اور جے پی کے بیان کو فوز عظیم بتایا ہے حالاں کہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ کلیم الدین کی غلط بیانی اور جے پی کے بیان میں واضح فرق ہے۔ ایسے ہی غلط پروپیگنڈے سے کوٹھار ہر وقت قوم کو بیوقوف بناتی رہتی ہے۔

ماہ رمضان ۹۸ھ کے شمارہ میں کلیم الدین لکھتے ہیں کہ "سنکھیا بند بھائیو نے حدیثہ انے

مفسوحہ سی نوازا ہتا"۔ یعنی بہت بہت سے بھائیوں کو شیخ اور ملّا بنائے۔ یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔ کوٹھارنے اپنے اس عمل سے اور کلیم الدّین نے اپنے اس قول سے مذہبی مراتب کی مذاق ہی تو اُڑائی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے بندگانِ خدا کو اپنے غلام، دینِ خدا کو دغابازی اور مالِ خدا کو اپنا ہی مال بنا لیا ہے۔ لاکھوں روپے میں دینی مراتب سادہ لوح قوم کو فروخت کئے جا رہے ہیں۔ ایسے مشائخ ہیں نقارچی کے طبلے، بسیودان کے عصابۃ اور شملے۔ (موسمِ بہاراں)

ماہِ شعبان میں ملّاجی اورنگ آباد گئے۔ وہاں کے عامل میرے داماد شیخ سیف الدّین تھے میری بیٹی سکینہ بھی وہیں تھی اِس لئے ملّاجی نے زوردار لفظوں میں کہا۔ چاہے رشتہ کتنا بھی قریب کیوں نہ ہو توڑ دو، پکّی برأت کرو۔ میرے مظلوم بچّوں کو ستانے کے لئے انھوں نے ایسا کہا تھا۔ افسوس آج قریب دس سال ہوئے، میری دونوں بیٹیاں مذکورہ سکینہ و شیریں اور دونوں داماد، اور نواسے نواسیاں مجھ غریب سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ ہم اَلَمِ فراق میں تڑپ رہے ہیں بفحوائے قاطع الرحم ملعون ملّاجی اور اُن کے حواری لعنت کے مستحق ہیں۔

ماہِ شعبان کے اوائل میں میرے پڑوسی قمرالدّین نے میرے مکان پر خونی حملہ کیا لیکن اللہ سبحانہ نے میری حفاظت کی۔

امریکہ کی سفر

کلیم الدّین ماہ ذی القعدہ کے شمارے میں برہان الدّین کی امریکہ کی سفر کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ "فخیم موٹر کار میں سیّدنا سوار ہوئے"۔ (بھئی، امریکہ میں تو گھر گھر میں فخیم (بڑی بھاری) ہی موٹر کار ہوتی ہے۔ اس میں سیّدنا کی کون سی شان آگئی!) آگے لکھتے ہیں۔" امریکہ میں خصوصی سرکاری مہمان تھے"۔ پھر لکھتے ہیں کہ "کرا اور والے کے گھر میں آپ ٹھہرے تھے"۔ (خصوصی مہمان اور کرا اور والے کا گھر؟!) کلیم الدّین نے والڈہیم کی ملاقات کی ذکر بڑے فخریہ انداز میں کی ہے۔ (حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی سفیر کے ذریعہ یہ ملاقات ہوئی اور ایسے سیاسی آدمیوں کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں روحانی پیشوا کو کیا فخر؟) امریکی منسٹر والڈہیم کی خوشامد کرتے ہوئے کیمپ ڈیوڈ مصالحت کی ملّاجی نے تحسین کی[1]!! (حالاں کہ تمام عالمِ اسلام اس اسرائیل نواز مصالحت سے سخت ناراض تھا، جیسا کہ پہلے آچکا۔) بوہرہ یوتھ کی جانب سے کیمپ ڈیوڈ کے خلاف ایک تجویز پاس کی گئی اور متعلقین کو بھیجی گئی تھی۔ افسوس

---

[1] نوٹ:۔ صفحہ ۱۸۱ پر دیکھئے! "فلسطینیوں کی پشت میں سیّدنا کا خنجر"

یوسف نجم الدین اپنی اسرائیلیت کے خلاف سابق تحریر تقریر بھول گئے۔ میں نے جامعہ سیفیہ کے ایک مجلہ میں شائع کرنے کے لئے اسرائیلیت کے خلاف ایک قصیدہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا، "سیروا الی البیت المقدس سیروا"۔ اس رزمیہ قصیدہ کو یوسف نجم الدین نے اپنے نام سے "الصوت" نامی ایک عربی رسالہ میں شائع کروا کر اسلامی ممالک سے اپنا لوہا منوایا۔[1] اب آج وہ اسرائیل نواز ہوگئے۔ اسی کا نام ہے ابن الوقتی ! جس طرح پہلے کانگریس کے قصیدہ خواں تھے اور جنتا پارٹی کے کٹر دشمن !! جنتا پارٹی جیتی تو اس کے دوست ہوگئے اور کانگریس کے دشمن !!! ملاحظہ کیجئے، "نسیم سحر" !

ایسی حالت میں بھی یہ اسرائیل نواز، انور سادات کے بھائی ملاجی صاحب بوہرہ یوتھ کو، معاذ اللہ یہودی کہتے ہیں حالاں کہ خود یہودی صفت ہیں اور ان پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کو (یوتھ کو) اسرائیل کی طرف سے لاکھوں روپئے ملتے ہیں اسلام کو مٹانے کے لئے !! افسوس !

ماہ ذی الحجہ میں، نتھوانی کمیشن کے سامنے دہلی میں اودے پور کے بوہرہ یوتھ والوں کی زبانی

(۲۰ اکتوبر ۱۹۷۸ء) بیس[2] اشخاص نتھوانی کمیشن کے سامنے دہلی میں پیش ہوئے۔ نتھوانی صاحب نے ہماری بہت ہی خاطر مدارات کی۔ انہوں نے ہمیں بتلایا کہ "میں نے محض انسانیت کی خاطر یہ بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر شباب مجھے قتل بھی کردے تو مجھے پرواہ نہیں۔ ایک طرفہ زبانی ہورہی تھی اس لئے ہمیں بہت ہی تشویش تھی کہ دوسری طرف ملاجی والوں کی زبانی بھی ہونا ضروری ہے۔ لیکن اب ہمیں بہت ہی خوشی ہوئی کہ ملاجی والے بھی ہم سے ملے اور انہوں نے یوتھ کی شکایات کا اقرار بھی کیا لیکن ساتھ ساتھ اتنا کہا کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں ہمارے مذہب کے مطابق کرتے ہیں"۔

صبح سے شام تک ہماری زبانی ہوتی رہی۔ سب سے پہلے سکریٹری جناب غلام حسین بھائی پنیجر صاحب کی۔ پھر میرے بھائی شیخ یعقوب علی کی اور پھر میری اور بعد میں یکے بعد دیگرے اٹھارہ اشخاص کی زبانی ہوئی۔ اس موقع پر ایک بھی شبابی مخالفت کرنے کے لئے نہیں آیا۔ نہایت پرسکون

---

[1] کوٹھار کی یہ عادت ہے کہ دوسرے سے لکھوا کر اپنی طرف منسوب کرتی ہے اور اپنی قوم سے لاکھوں روپئے وصول کرکے اپنے نام سے عطیہ دے کر اپنی شہرت کرتی ہے۔ رمضانی رسائل اس بات کی بینہ ثبوت ہے کہ اساتذہ سے لکھواتے اور اپنے نام سے شائع کرواتے۔

ماحول رہا۔ اس زبانی کے بعد کمیشن نے رپورٹ تیار کرلی جو ۱۶ اپریل ۱۹۷۹ء کو شائع ہوئی۔

جام نگر میں ملاجی کا عشرہ

۱۳۹۹ھ کا عشرہ مبارکہ جام نگر میں ہُوا۔ لاکھوں کا چندہ وصول کیا گیا۔ اس موقع پر رسول بھائی انجینئر نے ستیہ گرہ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اسی عرصے میں بمبئی میں طاہری اسکول کے معلّم ملّا طاہر بھائی لوکھنڈ والے پر خونی حملہ ہُوا۔ ملّا طاہر بھائی کو اپنے اس کیس میں بڑی بھاری کامیابی ملی، لندن سے عشرہ کیلئے الاقل کو دعوت ملی مگر سفر نہیں ہوئی۔ اودے پور ہی میں مَیں نے وعظ کی۔ جامنگر میں ملاجی صاحب نے وعظ میں یہ بھی کہا کہ "مخالفین مجھے کہیں نہیں جانے دیتے تو جامنگر والوں نے مجھے بلایا" (یہاں ملّاجی نے اعتراف کیا ہے کہ اب سمجھ دار لوگ اُن کو بُلاتے نہیں) "تیرہ سو اڑتیس ۱۳۳۸ سال میں کبھی بھی ذکرِ حسین علیہ السّلام کے لئے اِتنا بڑا مجمع نہیں ہُوا۔" (واہ بھئی، یہ بھی خوب رہی! ذکرِ حسینؑ کے لئے لاکھوں کی تعداد میں ہزاروں اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔)

الملتقی الفاطمی میں پانچ احکامات کا اعلان

اسی عرصہ میں؛ مصر میں ایک اسلامی کانفرنس میں ایک مُسلم عالم نے یوسف نجم الدّین کو کھلم کھلّا کہہ دیا کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ تمہارے فلاں فلاں افعال غیر اسلامی ہیں۔ یوسف نجم الدّین نے بمبئی آکر اپنے مولیٰ کو مجبور کیا کہ وہ اسلامی شعار کا دِکھاوا کرنے کے لئے پانچ باتوں کا اعلان کریں اور سختی سے بوہرہ قوم کو اس پر عمل کرنے پر مجبور کریں وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔ ڈاڑھی[۱] نہیں منڈوانا، ٹوپی[۲] پہننا اور عورتوں کو رِدا پہننا، سود[۳] کا لین دین بند کرنا، سر[۴] کے بال کٹوانا اور قومی لباس[۵] پہننا ـــــ الملتقی الفاطمی نامی اجلاس میں یہ اعلان عام ہُوا۔ اِس اعلان کے بعد حکم ہُوا کہ مرکنٹائل بینک (بمبئی) سے بوہرہ لوگ اپنی اپنی رقمیں نکال لیں[۱]

اس حکم کے متعلق "بلٹز" اردو (سنیچر ۲۷ جنوری ۱۹۷۹ء) نے جمہوریہ اسپیشل نمبر میں اِس طرح لکھا ہے۔

۱؎ دیوان شیخ ابراہیم تینی کی قلم سے "بمبئی سماچار" میں ایک اسکیم کا اعلان ہُوا کہ سیدنا غیر سودی بینک کھولیں گے۔ (پھر اس کی تفصیل بتائی) اور سعودی شاہ سے ہجری ۱۴۰۰ھ (چودہ سو) کے محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو اس کا افتتاح کرائیں گے۔ (یہ اعلان فقط اعلان ہی رہا۔ اعلان کے مطابق کچھ بھی نہیں ہُوا)

سیّدنا پہلے اپنا سُودی کاروبار بند کریں، پھر غیر سُودی بینک کی بات کریں!

(ایک نامہ نگار، بمبئی) بوہرہ قوم کے مذہبی پیشوا سیّدنا محمد بُرہان الدّین نے ایک ایسی بینک کھولنے کا اعلان کیا ہے جو بغیر سُود کے روپیوں کا لین دین کرے گی کیوں کہ سُود کا لین دین اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ بہت نیک ارادہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بوہروں کو مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک سے اپنے روپے نکال لینے کا حکم بھی دے چکے ہیں۔ یہاں بحث اِس سے نہیں ہے کہ آیا ایسی بینک چلانا ممکن ہے یا نہیں؛ سیّدنا کی بینک میں رقم جمع کروانے کے دس سال بعد اگر رقم بغیر اضافے کے ملے گی تو بینک چل سکے گا یا نہیں؟ یہاں سوال یہ ہے کہ آج جب کہ سیّدنا پر اسلام دشمن حرکتوں کے سنگین الزامات ہیں اور اُن کی طرف سے مذہب کے نام پر کئے گئے مظالم کی تحقیق کر کے ناتھوانی کمیشن عنقریب اپنی رپورٹ حکومت اور عوام کے سامنے پیش کرنے والا ہے اور جس کے ردِ عمل کے نتیجے میں جنوری میں ہونے والی اسلامک کلچر کی انٹرنیشنل کانفرنس سے سیّدنا کا نام، سیّدنا کی تمام کوششوں کے باوجود خارج کر دیا گیا ہے سیّدنا کو یکایک اسلامی طریقے سے روپیوں کے لین دین کی کیا سُوجھی؟! جہاں تک بینک قائم کرنے کے اعلان کا سوال ہے تو سیّدنا صاحب پہلے بھی کئی اعلان کر چکے ہیں۔ سیفی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی نو منزلہ عمارت کا اعلان، سیفی ایجوکیشن سینٹر کا اعلان، چوپاٹی پر فوارہ لگانے کا اعلان، ایسے سینکڑوں اعلانات ہیں جن کے عمل میں لانے کی فرصت سیّدنا صاحب کو آج تک نصیب نہیں ہوئی جبکہ اس دوران میں کروڑوں روپے کے مقبرے اور ضریحات سیّدنا بنوا چکے ہیں، جن میں رکھے ہوئے گلّوں سے اُنہیں ہر سال لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

اب جہاں تک سُود کے لین دین اور سیّدنا صاحب کی ذاتِ گرامی کا سوال ہے تو چاندا بھائی گلّہ کیس کے دستاویز دیکھ جائیے جن میں مرحوم سیّدنا طاہر سیف الدّین (شمس الدّعاۃ المطلقین) نے نہ صرف خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ عدالت میں حلفیہ بیان بھی دیا ہے کہ میں سُود پر روپیوں کا لین دین کرتا ہوں اور اسے جائز قرار دیتا ہوں۔ اس میں سیّدنا کو انکار کی گنجائش ہے بھی نہیں۔ کیوں کہ ہندوستان، پاکستان اور دیگر ممالک میں

ان کے کارخانوں کا جال پھیلا ہوا ہے اور صنعت اور بیوپار میں ان کا کروڑوں روپیہ لگا ہوا ہے ہندوستان میں ان کے بیس[۲۰] سے زیادہ ادارے اور فیکٹریاں ہیں اور پاکستان میں تقریباً بارہ[۱۲] فیکٹریاں ہیں اور سبھی اداروں میں سُودی روپیہ لگا ہوا ہے۔ صرف ہندوستان میں تیرہ[۱۳] بینکوں سے یہ سُود پر روپیوں کا لین دین کرتے ہیں جن میں سے سات بینک غیر ملکی ہیں۔ ان کی کسی بھی فیکٹری کا حساب دیکھ لیجئے۔ یہ اپنے کاروبار کے لئے کروڑوں روپے سالانہ سُود پر لیتے دیتے ہیں[۱]

داعی المطلق کے بھائی یوسف نجم الدین، شبیر نورالدین، قاسم حکیم الدین وغیرہ، کئی کمپنیوں کے ڈائرکٹرز ہیں جن کے اقرارنامے پر سیدنا کے بھائیوں اور رشتہ داروں کے نام اور دستخط کے ساتھ روپیہ سُود پر اُٹھانے کا اقرار ہے۔ خود موجودہ سیدنا کو سنہ ۱۹۶۷ء میں پانسٹھ[۶۵] ہزار شلنگ ناجائز طور پر تنزانیہ سے منتقل کرنے کے جرم میں تنزانیہ سے نکالا جا چکا ہے[۲] ہندوستان میں

---

[۱] ابھی ابھی ایک شبابی نے کہا کہ دیکھو سیدنا کی ہدایت! پوچھا گیا تو کہا کہ ایک عورت نے جس کو بچّہ نہیں تھا بچّہ کے واسطے روضۂ طاہرہ میں منّت مانی کہ اگر مجھے بچّہ ہوگا تو مَیں اپنی خود کی غلاظت کھاؤں گی اور جب اُس کو بچّہ ہُوا تو پریشان ہو گئی، اپنی غلاظت کیسے کھائے! سیدنا کو سوال کیا تو فرمایا کہ کسی سُود خور کے یہاں کھانا کھالے، تیری منّت ادا ہو جائے گی۔ یہ سُن کر کسی نے طنزاً کہا کہ عورت یہ کہہ دیتی، مَولیٰ! مَیں آپ کے ہاں ہی کھانا کھاؤں گی۔ (مطلب کہ آپ خود سُود خور ہیں اور آپ کے یہاں کا کھانا بقول آپ کے مانندِ غلاظت ہے۔)

[۲] سنہ ۱۹۶۷ء میں افریقہ سے نکالے جانے کی ناموسی کو مٹانے کے لئے ایک بڑی بھاری رقم خرچ کر کے سنہ ۱۴۰۰ھ کے جمادی الاولیٰ (اپریل سنہ ۱۹۸۰ء) میں سیدنا مع قافلہ نیروبی پہنچے۔ وہاں کے بڑے حاکم کو سونے کی رکابی، سونے کی لکڑی اور چاندی کا ٹی سیٹ وغیرہ فاخر ہدیہ پیش کیا۔ لاکھوں کے عطیہ کا اعلان کیا اور حاکم لوگوں سے اپنی تعریفیں کروائیں۔ اس بارے میں "نسیم سحر" لکھتا ہے کہ "اس سے مخالفین بہت جلے بھُنے اور غلط پرچار کیا۔" صحیح حقیقت یہ ہے کہ مخالفین یعنی یوتھ والوں کو اور زیادہ خوشی ہے کیوں کہ سیدنا کے آنے سے پبلک کو بہت ہی پریشانی ہوتی ہے، لوٹ کھسوٹ کیا جاتا ہے، اس سے سیدنا کی پول کھُلتی ہے۔ افریقہ میں بہت ہی اتحاد و اتفاق تھا مگر سیدنا کی پچھلی سفروں سے ہی سب میں انتشار ہُوا اور لوگ سیدنا کو اُن کے اصلی روپ میں پہچاننے لگے۔ لہٰذا سیدنا کے آنے سے یوتھ والے جلتے نہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں۔

سنہ ۱۴۰۰ھ کے جمادی الاولیٰ سے شعبان الکریم کے اواسط تک سیدنا کینیا میں رہے۔ نیروبی سے ممباسہ، ممباسہ سے نیروبی، اور آس پاس کے گاؤں میں پھرتے رہے۔ کروڑوں روپئے وصول کئے اور کروڑوں کی رشوتیں دیں۔ باون لاکھ شلنگ کے فاؤنڈیشن کا اعلان بھی کیا۔ یہ باون لاکھ اپنی قوم سے ہی وصول کیا گیا۔ اس عرصے میں ایک شبابی نے آٹھ لاکھ والی ضیافت دی۔ خود شیخ بنا اور اپنے تمام خاندان کو مُلّا بنایا۔ بقولِ "نسیم سحر"، "سنکھیا بند" یعنی بہت بہت مالدار لوگ لاکھوں شلنگ سے مُلّا اور مشائخ بنائے گئے۔ کینیا سے قافلہ لندن پہنچا۔ لندن اور قاہرہ میں مسجد بنانے کے لئے لاکھوں پونڈ وصول کئے اور اعلان کیا سنہ ۱۴۰۱ھ کے عشرۂ محرم کی (باقی صفحہ ۱۷۲ پر)

سیدنا کے بیس تجارتی اداروں میں سے صرف دو سلطان برادرس پرائیوٹ لمیٹیڈ اور ہزہولینس ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین میموریل فاؤنڈیشن پر ایک طائرانہ نظر ڈالیئے۔ ان اداروں کو مرحوم سیدنا نے قائم کیا اور ان میں سلطان البواہر کے شہزادے یوسف نجم الدین، شبیر نورالدین، قاسم حکیم الدین وغیرہ شامل ہیں۔ سلطان برادرس نے فائیو اسٹار ہوٹل ایمبیسڈر بنوایا۔ اس کا مین (MAIN) پلان مرحوم سیدنا کے دماغ کی اُپج تھا۔ برسوں تک اس ہوٹل کی کمائی سیدنا کا خاندان کھاتا رہا۔ جو کسی بھی مذہبی رہنما کے لئے جائز نہیں پھر کوئی مناسب ہوٹل چلانے والا نہ ملنے پر اسے راما نانگ اسمگلر کو بیچ دیا ــــ ڈاکٹر طاہر سیف الدین میموریل فاؤنڈیشن نے ساگر اسٹیٹ ورلی کے سینڈوز ہاؤس کا سودا پانسٹھ لاکھ (۶۵۰۰۰۰۰) روپیوں میں کیا جس میں کے تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) روپے بلیک میں دیئے گئے۔ سنہ ۱۹۷۳ء میں ان تفصیلوں کو اخباروں نے عوام اور حکومت کے سامنے رکھا۔ (آگے "بلٹز" لکھتا ہے۔)

وعظیں قاہرہ میں ہوں گی۔ ہر کوئی خواہش مند کو دس ہزار روپے کوٹھار میں جمع کرانے ہوں گے۔ اشتہار بازی کی بھی انتہا ہو گئی۔ (سنہ ۱۴۰۱ھ کے عشرہ کی وعظ بمبئی میں کی تھی) لندن سے قاہرہ، قاہرہ سے کویت، دُبئی ہوتے ہوئے ماہِ رمضان کی دسویں تاریخ کو کراچی پہونچے۔ وہاں ایک ہفتہ کے قیام کے دوران لاکھوں روپئے واجبات کے وصول کرکے سولہ تاریخ کو بمبئی لوٹے۔ اور ۱۹ تاریخ کو دورانِ وعظ پکّی سے پکّی برأت کرنے کا زور و شور سے اعلان کیا۔ اسی اعلان کو اودے پور میں شیخ قطب الدین باجی نے اشتہار کیا۔ نبوی فرمان کے مطابق ہر کوئی مومن ماہِ رمضان میں سفر نہیں کرتا اور سفر میں ہوتا ہے تو فوراً مقیم ہو جاتا ہے تاکہ ماہِ رمضان کے فرائض کی ادائیگی برابر کر سکے۔ یہ تو بوہرہ رہنما ہی ہیں کہ ماہِ رمضان میں بھی سیر و تفریح کے لئے اور دولت جمع کرنے کے لئے اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے ہیں۔ محمد برہان الدین صاحب نے ماہِ رمضان میں ہی پیرس کی عالی شان ہوٹل "نکّو ڈی پیرس" میں قیام فرمایا۔ اس ہوٹل میں عیش و ہوس کے ہر قسم کے اسباب مہیا ہیں۔ ایسا ہوٹل میں قیام تو کجا، اس کے اِردگرد پھرنے کو بھی غیور مومن اپنے لئے باعثِ عار سمجھتا ہے۔ چھیالیسویں[46] داعی الحق مولانا محمد بدرالدین قس نے پونہ شہر میں ایک مکان میں قیام فرمایا۔ اس مکان کے قریب محلّے میں سے گانے کی آواز آئی۔ آپ نے فوراً مکان تبدیل کر لیا۔ ایسے تھے 'اللہ والے ہمارے دُعاۃِ کرام اعلی اللہ قدسہم۔

کینیا میں سیدنا نے کروڑوں کی سخاوت (رشوت) سے خاص مقصود تھا تانزانیہ کا سفر، تاکہ تنزانیہ پہونچنے سے سنہ ۱۹۶۷ھ کی ناموسی کے داغ کو مٹا سکے مگر تانزانیہ کی حکومت نے کڑی شرطیں لگائیں، ویسی ہی شرطیں، جیسی وائی۔ این پر نومبر سنہ ۱۹۷۶ء میں لگائی گئی تھیں مگر سیدنا نے یہ شرطیں منظور نہیں کی اور تانزانیہ نہیں جا سکے۔ تانزانیہ کے دارالسلام سے نکالے گئے۔ مولیٰ پھر دارالسلام جانے سے بھی محروم رہے۔ دارالسلام جنّت کی بات تو بہت دُور ہے۔ تانزانیہ نہیں جا سکے حالاں کہ منزلِ مقصود تانزانیہ تھی، لہٰذا کینیا کی تمام اشتہار بازیاں بے سود ثابت ہوئیں۔

اگر بینک سُود دے تو وہ سُود لیا جائے" (سابق مُلّاجی طاہر سیف الدّین)

مُلّاجی بُرہان الدّین کے والد مُلّاجی طاہر سیف الدّین کا

سود کے لین دین کے متعلق چاندہ بھائی گُلّہ کیس کے سول مقدمہ نمبر ۹۴۱ / ۱۹۱۷ بمبئی ہائی کورٹ کا حلفیہ بیان قارئین کی معلومات کے لئے ہم ضمیمہ "جرأت" مالیگاؤں (۳۱ مئی ۱۹۸۲ء) سے یہاں درج کر رہے ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ سورۂ بقر کی آیات "الذین یاکلون الربوٰا لایقومون الاکما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ط ذٰلک بانھم قالوآ انما البیع مثل الربوٰا" اور اسی طرح سورۂ آلِ عمران میں ہے، "یاایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا الربوٰا اضعافاً مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" اور اسی طرح سورۂ الروم میں ہے "وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلایربوا عنداللہ" وغیرہ آیتوں کیمطابق سُود لینا حرام ہے یا نہیں ؟

بڑے مُلّاجی :۔ یہ آیتیں اُن لوگوں کے متعلّق ہیں جو سُود لیتے ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ یہ آیتیں پیسوں کا وقف نہ ہوسکنے کی اصل وجہ ہوسکتی ہیں یا نہیں ؟

بڑے مُلّاجی :۔ "پیسوں کا وقف نہیں ہوسکتا" یہ قاعدہ ان آیتوں میں سَما یا ہُوا ہے یا نہیں، یہ مَیں نہیں کہہ سکتا، سُود دینا گناہ کا کام ہے لیکن قرآن شریف میں سُود دینے کے متعلّق ممانعت آئی ہو ایسا مجھے نظر نہیں آتا۔ کتاب دعائم الاسلام اور دیگر کتابوں میں اس قسم کی ممانعت نظر آتی ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ کیا داؤدی بوہرے بیوپار دھندے میں سُود کا لین دین کرتے ہیں ؟

بڑے مُلّاجی :۔ لوگوں کے دھندے کی بات مَیں نہیں جانتا۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ کیا آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ آپ کے لوگ کس طرح دھندا کرتے ہیں ؟

بڑے مُلّاجی :۔ مَیں نے یہ سُنا ہے کہ وہ سُود کا لین دین کرتے ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ دھندے میں سُود کا لین دین کرنے کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی وہ سُود کا لین دین کرتے ہیں یا نہیں؟

بڑے مُلّاجی :۔ یہ مَیں نہیں جانتا۔ (دیکھئے چاندا بھائی ججمنٹ پیرا نمبر ۲۴۱ - ۲۸۸ - ۲۹۴)

ایڈوکیٹ جنرل :۔ کیا دعاۃ بھی سُود کا لین دین کرتے ہیں ؟

بڑے مُلّاجی :۔ وہ (دعاۃ) ایسا نہیں کرتے لیکن کتاب دعائم الاسلام کیمطابق بوقتِ ضرورت وہ سُود کا لین دین کرتے ہیں۔ اگر بینک کی جانب سے چیک ملا ہو اور اُس پر بینک نے سُود دیا ہو تو وہ سُود بھی لیا جاتا ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل :۔ بینک چیک پر سُود نہیں دیتی۔ اگر مُلّاجی بینک میں پیسہ رکھّے اور اُس پر بینک سُود دے

تو کیا ملّاجی سُود لے سکتے ہیں ؟

بڑے ملّاجی :۔ اگر ملّاجی بینک سے لین دین کرے اور اُس پر بینک سُود دے تو وہ سُود لیا جائے۔

سُود خور نجم الدّین

نجم الدّین نے اپنے فرزند بُرہان الدّین کی شادی کے تمام اخراجات محض عیّاشی اور نمائش کیلئے اور چند علما کو اپنا حامی بنانے کیلئے کیا تھا۔ وہ قرضدار ہوگئے، سُود دے کر قرض لیا اور اپنی عیّاشی میں خرچ کیا۔ عمادُ الدّین کو مُنہ بند کرنے کیلئے ایک لاکھ روپئے دیئے۔ اس فعل سے نجم الدّین کی جان بخیل و ذلیل ہوگئی اور اللہ کی لعنت کا مستحق ہُوا۔

نجم الدّین نے اودیپور میں پارکھ رنچھوڑ داس سے تینتیس ۳۳ ہزار روپئے سُود سے لئے تھے جس کا دستاویز اودیپوری زبان میں ہے، اس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ وہ اس طرح ہے :۔

دستاویز

۹۰۷

۱۱ ۴ ۱۱

I اقل عباد اللہ عبد القادر نجم الدّین نیچے لکھا موافق روپیہ تینتیس ہزار (۳۳۰۰۰) لیا اچھے

دستخط ہوتے

لکھتا (لکھنے والے) بڑے ملّاجی شری عبد القادر نجم الدّین جی آپ کو پارکھ رنچھوڑ داس جی دامودر داس جی کا روپے 33000 اکشرے تینتیس ہزار سکّہ اودیپوری چلن کا دینا۔ یہ لو ویاج سینکڑا ایک بھر ماس پرت ر ۱۱ دس آنہ اکشرے لیکھے بھر دینا اور یہ روپے شری راولی دوکان تھارو پ چند جو تیجند کا مارے دینا رہی دوکان تھا جاتے دیوا سارو تھا تھارا کھاتہ میں ہنڈی بمبئی کی لیدی تھارو کرٹا رے سی یہ سو روپیہ اتی ریت نیچے لکھا موجب جمع کرا دینا۔

22000 اکشرے باویس ہزار ساون پرتھم وو ایک سلیہ کارتک سدھ پورنیما ۱۵ تائی ماس ۵ میں بھر دے گا۔ 99000 اکشرے گیارہ ہزار پرتھم ساون ودھ ایک سوسونت ۱۹۳۹ کا سدھ۔ ۱۹۴۰ کا ساون سدھی ۱۵ تاہے ماس ۴ امدھے بھر دے گا۔

جمع روپیہ تینتیس ہزار قول موجب جمع کرا دیں گے ویاج مول سُدھا۔ قول چوکے تو آڑھت ما دوجے پرت۔ ۱۱۰ آٹھ آنہ سیکڑے چھٹے کے چھٹے مہینہ کو حساب بھر دے گا۔ قول سوائے باقی رہے گا جو روپیہ کی آڑھت بھر دیں گے۔ لیکھی ۱۲ ماس میں کرا دے یہ روپیہ کی ضامن بارہ ۱۲۰ سی نیچے لکھا موجب ہے۔

جمانت دار

ضامن نامہ ۱۲۔ ادیر مانڈا موجب یہ روپیہ ویاج مول سُدّھا قول سر جمع کرادیں گے۔ گر گرو (نجم الدین) قول چوکے تو آڑت مانڈا موجب بھر دلویگا۔ بے ادجر (عذر) یا روپیہ مین کوئی طرح کو اوجر (عذر) نہیں ادجر (عذر) کرا تو جھوٹا۔ ۱۹۳۷ کا ساون ودھ ۲۔

(: انبالال گوڑاوڈ کا ملاّجی صاب کا ۱۹۲ بارہ ہی نامہ جمانت کا کہوا سو لکھا روبرو دالان میں۔

ضامن کے نام

(۱) قادر ابراہیم جی پالی والا (۲) قادر رسیاجی (۳) جیوا عیسیٰ جی (۴) خان ولی عبدالعلی تاج خانجی (۵) آدم عبدل جی کراور والا (۶) فرجل مبتہ اللہ جی (۷) علی میاں جی (۸) ملاّ الہٰ بخش جی غلام حسین جی (۹) ملاّ کفایت علی ملاّ شرف علی (۱۰) امر جی حیدر جی (۱۱) ابراہیم جی ہبتہ اللہ جی (۱۲) ملاّ رجب علی علی جی۔

نوٹ :۔ اس دستاویز کے آخر میں بارہ ضامنوں نے اپنے دستخط کئے ہیں اور ہر ایک نے لکھا ہے کہ

میں اس رقم کے بارہویں (پانتی) حصہ کا ضامن ہوں۔

II نجم الدین نے سیٹھ دھن جی بھائی پیسٹن جی سے بھی ایک ہزار روپیہ۔ سیکڑہ بارہ آنہ سود سے قرض لیا تھا اور اس کی پرمیشری نوٹ گجراتی زبان میں لکھ دی تھی۔ اس کی نقل مندرجۂ ذیل ہے۔

پرمیشری کی نقل

مبمئی ۱۔ جت بھویہ آج دن سیٹھ دھن جی بھائی پیشتن جی پاسے تھی روکڑا ر ۱۰۰۰ انکے ایک ہزار روپیہ لیدا چھے جیارے مانگسے اگر جہ نے آپو اکہسے آپیس۔ ویاج ۱۲ر آنہ سیکڑہ درماس۔ لوش شدی ایکم سونت ۳۵

مُہر

عَلےٰ آل محمد والمعتصم بحبلهم المتين
عبد القادر نجم الدين بن الداعی
الاجل طیّب زین الدین

ایک آنہ اسٹامپ
برٹش گورنمنٹ

نوٹ :۔ نجم الدین نے سیٹھ دھن جی پیسٹن جی سے ایک ہزار روپیہ ۱۲ر آنہ سیکڑہ ہر ماہ سود سے قرض لیا تھا اور ایک آنہ اسٹامپ پر ان کے نام کی مُہر (SEAL) اسٹامپ پر لگائی تھی۔ اس مُہر سے صاف ظاہر ہے کہ، عبدالقادر کے پہلے " الداعی " کا لفظ نہیں ہے۔ جس طرح مُہر میں عبدالقادر نجم الدین کے بعد " الداعی الاجل طیّب زین الدین " ہے۔ ۱۲۵۶ء کی مُہر میں " داعی " کا لفظ نہیں ہے۔ اُن کی اِس مُہر سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ داعی نہیں تھے۔

نجم الدین نے اِس طرح سُود سے قرض لیکر دین کو عیب لگایا۔

سیدنا کے بوگس اعلانات

دراصل جن لوگوں کی دولت اور اقتدار کی ہوس اس قدر بڑھ گئی ہو کہ وہ اپنے پاکیزہ عمامہ دستار میں ہیرے اور جواہرات کی اسمگلنگ کے لئے مشہور ہوں، جو مسجدوں اور قبروں کی جگہوں کا بیوپار کرتے ہوں اور روپیہ وصول نہ ہونے کی صورت میں دفن شدہ لاش نکال کر پھنکوا سکتے ہوں، ایسے لوگ بغیر سود کی بینک چلانے کا تصور کیسے کر سکتے ہیں ؟ بالفرض اگر سیدنا کا بینک قائم ہوگیا اور مسلمانوں نے اس میں روپیہ جمع کروا دیئے لیکن روپے واپس لینے کے لئے سیدنا کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ہمت کون کرے گا ؟!
آج برسوں سے سیدنا بوہرہ قوم سے بیت المال کے بارہ کروڑ (۱۲۰۰۰۰۰۰۰) روپئے سالانہ جمع کرتے ہیں۔ لیکن حساب پوچھنے کی ہمت کسے ہے ؟!

چلئے، یہ مان لیتے ہیں کہ آج تک سیدنا صاحبان غیر اسلامی حرکتیں کرتے رہے لیکن اب سیدنا محمد برہان الدین کو ہوش آیا ہے اور انہوں نے توبہ کرلی ہے۔[1] تو اس صورت میں کیا سیدنا صاحب کے بھائی اور دیگر رشتہ دار اپنے کاروبار کے لئے سود پر روپیوں کا لین دین بند کر دیں گے ؟ بصورتِ دیگر کیا سیدنا صاحب اپنے بھائیوں اور عزیزوں (رشتہ داروں) کے خلاف براءت کا اعلان کر دیں گے ؟ کیا سیدنا صاحب اُن تمام بوہروں اور مسلمانوں کی براءت کا اعلان کر دیں گے جو سود پر روپیوں کا لین دین کرتے ہیں ؟ آج عوام دھرتی پر ہونے والے عمل اور نتائج دیکھتے ہیں، ہوا میں اچھالے ہوئے نعروں سے بہلائے نہیں جا سکتے !! — انتہیٰ۔

قرآن مجید کی آیتِ کریمہ کے ذریعہ تحقیق کرنے کے بعد ہی اخبار چھاپنے کی ہم نے گذشتہ پمفلٹ میں شیخ کلیم الدین سے درخواست کی تھی مگر اُس دشمن حق و صداقت نے "نسیم سحر" جمادی الاولیٰ کے پرچے میں تحقیق کئے بغیر، نہیں، بلکہ جان بوجھ کر غلط باتیں لکھ ماری ہیں مثلاً" —

---

[1] توبہ تب ہی ہو سکتی ہے جب آج تک سود سے وصول کی ہوئی رقمیں اور اُن کے ذریعے حاصل کئے گئے فوائد کو اُن کے اہل کی طرف لوٹا دیا جائے، پائی پائی چکا دی جائے اور اُن سے معافی مانگی جائے۔ اسی صورت میں توبہ قبول ہو سکتی ہے۔
اللہ سبحانہٗ نے اسی لئے فرمایا ہے "یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا" (اللہ سود کو مٹا دیتا ہے۔)
اگر سود خور توبہ کرے تو مندرجہ بالا ذکر کے مطابق اس کا سودی روپیہ ختم ہو جائے گا اور اگر توبہ بھی کرے گا، تو اللہ کے غضب سے مٹ جائے گا۔

(۱) صفحہ ۶۸ پر لکھتے ہیں کہ "مخالفین اور منافقین نے غلط پرچار کیا شہزادہ کے آنے پر، مگر مومنین اور عام لوگوں نے اس کا کچھ اثر نہیں لیا بلکہ اس کے خلاف مذمت کی اور ساتھیوں کی پرمٹ کی مدت ختم ہو گئی تھی اس لئے اُن کا ایرپورٹ پر شاندار وِداعی اکرام ہوا اور شہزادے نے دُعا کی جس سے مؤمنین آبدیدہ ہو گئے۔" ۷ ارمارچ کے کینیا کے اخبارات پڑھنے والے اور اُردُو "بلٹز" ۲۳ اپریل ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۱۴ کے چوتھے اور پانچویں کالم کو پڑھنے والے لوگوں نے اچھی طرح جان لیا ہوگا کہ یہ بُرہانی اخبار کتنا جھوٹا ہے۔ اگر ان اخباروں نے غلط پرچار کیا ہوتا تو ضرور کوٹھار اُس کی تردید عدالت کے ذریعے کرتی۔ ملاحظہ کیجئے "بلٹز" والے کیا لکھتے ہیں۔ "ہندوستان یہ ذلت کب تک برداشت کرے گا؟ سیدنا کے بھائی پھر نکالے گئے!" (بلٹز اسٹاف رپورٹر۔ بمبئی) "ترقی پسند بوہروں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے اور برادری سے باہر کرنے کی پاداش میں بوہری ملاجی کے بھائی اور اُن کے ایلچی ڈاکٹر یوسف نجم الدین کو کینیا کی حکومت نے ۱۲ مارچ کو کینیا سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ اُنہیں سُبکی سے بچانے کے لئے ہندوستانی ہائی کمشنر نے کہا تھا کہ ڈاکٹر نجم الدین کینیا سے چلے جائیں گے مگر "نکل جانے" کی بجائے "کینیا چھوڑنے" کو کہا جائے تو اچھا ہے۔ اِس طرح اُنہیں ۲۱ مارچ کو کینیا چھوڑنا ہی پڑا۔ اس کے پہلے خود سیدنا کو اور اُن کے خاندان کے ۳۸ افراد کو جو اُن کے ہمسفر تھے، غیر ملکی زرِ مبادلہ کے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر تنزانیہ سے نکال باہر کیا گیا تھا اور کینیا سے یہ حکم جاری کیا گیا تھا کہ یہ لوگ تنزانیہ سے نکالے جانے پر کینیا میں رُکنے کی کوشش بالکل نہ کریں۔ باز نہیں آتے۔ سیدنا کے اکیس بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ کویت اور دُبئی میں ایسا ہی سلوک کیا گیا تھا، یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے۔ ۱۹۵۷ء میں سیدنا کو سری لنکا میں قیمتی پتھروں کی اسمگلنگ کے جرم میں پچھتر ہزار (۷۵۰۰۰) روپے کا جرمانہ کیا گیا تھا اور تمام پتھر ضبط کر لئے گئے تھے۔ اس کے بعد سے سیدنا اور اُن کے خاندان کے ہر آدمی کا داخلہ ممنوع ہے۔ بہت ہاتھ پیر مارنے کے بعد ڈاکٹر نجم الدین کو نومبر ۱۹۷۶ء میں کینیا جانے کی اجازت ملی تھی کیوں کہ، اُنہوں نے یہ حیلہ گڑھا تھا کہ وہاں اُنہیں محرم کی مجلسیں پڑھنی ہیں۔ مذہب کی آڑ میں وہ کینیا گئے تھے مگر اُنہیں یہ تنبیہہ بھی کر دی گئی تھی کہ پند و نصیحت کے علاوہ اور کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کریں گے۔ داخل ہوتے وقت تو اُنہوں نے اِس شرط کے آگے سَر جھکا دیا تھا مگر وہاں جاتے

ہی اپنا رنگ ڈھنگ دِکھانا شروع کر دیا تھا۔ اور وہ اِس طرح کہ اپنے فرقے کے روشن خیال اور ترقی پسند لوگوں کو بلاوجہ ڈرانے اور دھمکانے اور برادری سے باہر کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ڈاکٹر نجم الدّین تنزانیہ جانے کو بھی بے قرار تھے اِس لئے اُنہوں نے وہاں کی حکومت سے اجازت چاہی تو اُن سے کہا گیا کہ آپ یہاں اِس شرط پَر آسکتے ہیں کہ اپنے مذہب کا پرچار کیجئے مگر پُرانے دھندوں میں ہرگز نہ پڑیئے۔ آپ کے آنے کے نام پَر جو رقم جمع ہوگی، اُس کے بارے میں حکومت تنزانیہ چھان بین کی مجاز ہوگی۔ آپ کے استقبال کے نام پَر تنزانیہ کے بوہرے جو رقم اکٹھا کریں گے وہ مقامی لوگوں ہی کی بھلائی میں خرچ کی جائے گی۔ کینیا پہنچ کر ڈاکٹر نجم الدّین نے بوہرہ عورتوں کے لئے یہ فرمان جاری کر دیا کہ وہ دفتروں کام کرنا چھوڑ کر گھر بیٹھ جائیں کیوں کہ یہ بہت شرم ناک بات ہے کہ عورتیں گھر سے باہر کام کرنے جائیں۔ ایسا ہی ہے تو وہ گھر بیٹھے پاپڑ بیلیں اور چٹنی تیار کریں۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ حکم عدولی کرنے والوں کو برادری سے نِکال دیا جائے گا۔ اُن سے کوئی کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھے گا جس کے نتیجے میں اُن کا دین دُنیا خراب ہوجائے گا۔ اُن کی اِس نادِر شاہی کا جب پَرچار ہوُا اَور حکومت کے کان تک بھی یہ بات پہنچی تو اُن کے داخلہ کے کاغذات کو منسوخ کرکے فوراً کینیا سے نِکل جانے کا حکم دیا گیا۔"

یہ ہے اُردُو "بلٹز" کی رپورٹ جس کے برعکس "نسیم سحر" کا غلط کوٹھاری پرچار بالکل آشکار ہوجاتا ہے۔ جس جُرم کی پاداش میں نجم الدّین مع اسٹاف کینیا سے نِکالے گئے۔ اِسی قِسم کا جُرم بُرہانی کوٹھار ہر جگہ کر رہی ہے۔ خصوصاً اودے پور میں کوٹھاری عامل شیخ اسماعیل خنجر اِسی قِسم کا جُرم کرکے گھر گھر میں تفرقہ، عداوت اور نفرت کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ سابق کانگریسی حکومت تو ملاّجی کے ساتھ تھی۔ اس کا ظلم اودے پور کے بوہرہ یوتھ مظلومین کے اوپر بہت زیادہ ہوتا رہا۔ (کلیم الدّین نے بھی اپنے اُس پرچے میں کانگریس کے مظالم کا اعتراف کیا ہے اور قصاص کا فلسفہ بھی لکھا ہے۔) مگر اب جنتا کی حکومت آئی ہے۔ ہم جنتا پارٹی اور اُس کے سکانیوں کو خصوصاً جے پی اور وزیرِاعظم مرار جی ڈیسائی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح مہاراشٹر کے گورنر جناب صادق علی جی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ (صادق علی صاحب اودے پور کے وطنی اور فلیکس والے خاندان کی معزز اعلیٰ شخصیت ہیں۔) کلیم الدّین نے دلی زبان ... تو

جنتا پارٹی کی تحسین کی ہے مگر وزیر اعظم مرارجی بھائی اور جناب صادق علی کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ سیفی برہانی کو ٹھار شروع سے ہی مرارجی بھائی کے خلاف تھی۔ اُردو "بلٹز" کے کریجیا صاحب نے مرارجی بھائی سے کہا کہ "مجھے حیرت ہوئی کہ ہم دونوں برسوں سے ایکدوسرے کے مخالف رہے ہیں، مگر آپ نے میرا خلوص سے استقبال کیا!" دیکھئے! یہ ہے اسلامی خُلق کا صحیح عملی نمونہ! افسوس کہ کلیم الدّین اور برہانی طاغوت اس سے کوسوں دور ہے۔

کینیا کے اخبار اور اُردو "بلٹز" کی رپورٹ کو "نسیم سحر" نے اپ پرچار (غلط پروپیگنڈہ) بتایا ہے حالاں کہ انھیں نے اسی پیراگراف کے اوپر ہی اسی پرچے میں لکھا ہے کہ "کینیا میں کسی دشمن نے دعاۃ کرام کے خلاف بد کلامی کی، اس لئے شہزادے نجم الدّین نے اور لوگوں نے غم و غصہ کا اظہار کیا، ہڑتال کی" وغیرہ! دیکھئے! کلیم الدّین نے جس خبر کو غلط پروپیگنڈہ کہا ہے، اسی خبر کو انہوں نے الفاظ بدل کر لکھا ہے۔ "ملّاجی کے لئے بدکلامی" کی بجائے "دعاۃ کرام کے لئے بدکلامی" لکھ دیا۔ اسی لئے تو ہم بار بار کہتے ہیں کہ "کلیم الدّین چھپا رستم ہے"۔ دوسری بات یہ کہ ملّاجی کو دعاۃ کرام کے زمرے میں شامل کرنا حقیقت کے خلاف ہے۔ تیسری بات یہ کہ ملّاجی کے خلاف کوئی صحیح احتجاج کرتا ہے تو اُس کو بدکلامی، بدکرداری کہہ کر قیامت برپا کر دی جاتی ہے اور فاطمیین ائمّہ علیہم السّلام اور فاطمی دعوت کے خلاف حیدر آباد والے زاہد علی وغیرہ نے کیا کچھ کم بکواس کی تھی؟ پھر بھی سیفی برہانی کو ٹھار نے اس کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھائی، شہر شہر جلسے نہیں کروائے، ہڑتالیں نہیں کروائیں۔ آج ہمارے اوپر جو مظالم ہو رہے ہیں، ان کا ہزارواں حصّہ بھی فاطمیین ائمّہ کے دشمنوں کے خلاف نہیں ہوا ہے بلکہ ناگپور کورٹ کے فیصلے میں فاطمی امام کو خیالی ہستی بتایا گیا اور طاہری طاغوتوں نے فتح مبین منائی۔ یہ ہے فاطمی دعوت اور امام کی کھُلی دشمنی! اسی کو کہنا چاہئے بدکاری اور آلِ محمّد علیہم السّلام کے مذہب کی بدنامی اور فاطمی اماموں ع م کی شانِ مقدّس میں بدکلامی!! حمیت اور وہم کے شکار بنے ہوئے کلیم الدّین انقطاعی تصوّر والوں کو اگر

...لے یقیناً ... باہرات، دافع البہتان جو کتابیں لکھی گئی تھیں وہ محض جامعہ کے فاضل استادوں کی لگن کا نتیجہ تھا۔ ورنہ داعی ابن تو اُس کے خلاف ہی تھے، یہ خوب یاد رہے۔!

مستقل فرقہ بتاتے ہیں اور ان کی مشابہت اَخوَرِی، نگوشی، سلیمانی، جعفری وغیرہ باطِل فرقوں سے کرتے ہیں وہ بالکل حقیقت کے خلاف ہے۔ نجم الدّین اور اُس کے جانشینوں کے خطوط اُن کا اعتراف اور عمل خصوصاً عماد الدّین کی تحریر و تقریر اور جمالُ الدّین صاحب ماذونِ حق کا کتاب التفویض وغیرہا مبیّنہ ثبوت ہے اِس بات کا کہ یہ لوگ کا تصوّر وہی تھا کہ جس تصوّر کے باعث ہی آج ہم پر ظلم و سِتم اَور لعن وطعن ہو رہا ہے۔ البتّہ طاہر سَیفُ الدّین نے جب کھلا یہ غلط دعویٰ کیا (اپنے باپ دادا کی راہ سے ہٹ کر) کہ مَیں داعیٔ مطلق ہوں تب اُن کو اَور اُن کے مُریدوں کو طاہری بوہرہ کہنا چاہیئے یا نجمی بوہرہ کہہ دیجئے۔ داؤدی بوہرہ تو، درحقیقت ہم ہی ہیں کہ ہم اصلی اور مرکزی تصوّر پَر ہیں۔اِس لئے کلیم الدّین کا ہم کو، "مرکز سے ہٹ جانے والے" کہنا بے بنیاد ہے، غلط ہے، جعلسازی ہے۔!! درحقیقت مرکزی اُصُولی حقائق سے علماً عملاً اخلاقاً وہ خود ہٹے ہُوئے ہیں۔یہ صحیح ہے کہ اندھا، دُنیا کو اندھا ہی سمجھتا ہے۔جس ڈالی پَر وہ بیٹھے ہیں یعنی فاطمی دعوت کی ڈالی، اُسی کو وہ کاٹ رہے ہیں، اپنے کالے کرتوت اَور غلط دعوے سے !

یہ لوگ کہتے ہیں کہ مخالفین اُنگلی پَر گِنے جائیں اِتنے، 'مُٹھّی بھر' اَیرے غیرے نتھّو خیرے این میں یوَنے تین ہیں، مطلب یہ کہ بہت کم اور بہت کمزور ہیں۔ تو پھر سیفی بدری محل میں اور اُن کے جی حضوریوں میں اِتنی پریشانی کیوں؟ کلیم الدّین "طاغوتی گروہ طرف ترسکار" کے عنوان کے تحت گاؤں گاؤں کے جلسے اور تجویزیں چھاپتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ جب ہم کچھ بھی نہیں تو پھر تمہاری اتنی ہلچل کیوں؟ ہماری ذرا سی عملی حرکت پَر تمہاری اِتنی کھلبلی اور بوکھلاہٹ کیوں؟ کلیمُ الدّین، کاتب الحروف احمد علی کے متعلق دبی زبان سے لکھتا ہے کہ اس (احمد علی) نے "بچاؤ بچاؤ کی پُکار کر کے ڈھونگ مچایا۔" (بالکل صحیح ہے کہ الاقل (احمد علی) نے سورت کی مسجد میں جمعہ کے روز ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ کو جب غنڈہ طلباء نے مجھ کو گھیر لیا تب مَیں نے بیساختہ محمّد بُرہان الدّین کے سامنے ہزاروں کے مجمع میں بڑی ہی درد مند، دل دہلا دینے والی آواز سے چیخ ماری کہ "الغیاث، الغیاث، یامولانا یامولانا! مجھے بچاؤ، بچاؤ! ان طلباء نے ہم پَر (چاروں استاذوں پر) یہ ظلم کیا، یہ کیا وہ

کیا اور کر رہے ہیں۔" میری اِسں پکار کے پہلے مَیں مع فیمیلی زینی بنگلہ پر جا کے سلام کر آیا تھا۔ اسں کے باوجود مجھ پر حملہ ہُوا۔ میری اِسں دردناک غمناک چیخ کے جواب میں وہیں بعض غنڈے مجھے مارنے کو لپکے اور دوسرے روز دسں استادوں کو میرے مکان پر بھیجا گیا۔ اُنہوں نے مجھے مارنے کی کوشش کی مگر میری اہلیہ نے میرا بچاؤ کیا۔ پھر تو وہ لوگ شرمناک گالیاں دے کر جھوٹے الزامات لگا کر چلے گئے۔ دیکھئے! جناب کلیم الدین!! بچاؤ بچاؤ کی میری یہ چیخ ڈھونگ نہیں بلکہ صحیح تھی جس کا جواب، بجائے انصاف کے ظلم سے دیا گیا، زخم پر نمک چھڑ کا گیا اور آپ جو مذاق کرتے ہُوئے ابھی جو لکھ رہے ہیں وہ بھی کیا کم ظلم ہے؟ یاد رکھئے کہ قدرت کے نزدیک دیر ہے اندھیر نہیں! اشتشی بھوتشن کے واقعہ کے وقت آپ کے مولیٰ نے جامعہ کے ایوان میں کہا کہ "مجھے بچاؤ بچاؤ! دعوت خطرے میں ہے!" اور کلکتا کوٹ میں اور دے پور کی ہماری کانفرنس کے موقع پر بھی انھوں نے کہا کہ "مجھے بچاؤ بچاؤ! فاطمی دعوت خطرے میں ہے۔" (فاطمی دعوت خطرے میں نہیں مگر فاطمہ آئی کے بیٹوں کی، گلچھرّے اُڑانے کی دعوت ضرور خطرے میں ہے۔)

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ کے "نسیم سحر" میں مجمع المسرات کی شبری اور سالگرہ کی، اور مدراس، بنگلور، کوئمبتور وغیرہا کی ضیافتوں اور جلوسوں کی، اور بدکرداروں کو، قارونی کالی دولت والوں کو مذہبی عہدے (ملّا ئین، شیخ ئین) وغیرہ بیچنے کی اور شہزادوں کی شادیوں کی گلچھرّے اُڑانے کی لن ترانیاں دیکھی گئیں جس میں فاطمی دعوت اور آلِ محمد کی شایانِ شان اور قوم کی فلاح و بہبود کی باتیں کہیں نظر نہیں آتیں سوائے اِسں کے کہ "دیکھو، مولیٰ نی سَوں شان چھے!" کیا اِسی کا نام ہے آلِ محمد کے مذہب کی نیک نامی؟ بُرا ہو ایسے بدکرداروں کا!! اسں پرچے میں "صالح صفی الدین کی موجودگی سے ہوائی جہاز کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے رہ گیا" اور "وضو کرنے سے کنوئیں کے پانی میں اضافہ ہُوا" جیسے مضحکہ خیز معجزات بھی لکھے ہیں۔ اندھی عقیدت مندی کی بھی حد ہو گئی!!

ایک عجیب ناٹک

ماہ صفر ۱۳۹۹ھ میں سُورت اور بھروچ میں رہ کر طاہر کا مار بمبئی والے کے ذریعہ یہ اعلان کروایا کہ سیدنا بمبئی نہیں جائیں گے کیوں کہ

بمبئی والے ڈاڑھی، ٹوپی اور رِداء کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ اس اعلان کے باعث سینکڑوں عورتیں اور بچے سورت پہنچے اور سیدنا کو منایا اور بمبئی لے گئے۔ اس دوران سورت میں ایک مسلم عربی رئیس آیا ہوا تھا اُس کو یہ بتانا مقصود تھا کہ میرے تابعین مجھے کتنا چاہتے ہیں۔ جب اس ناٹک کا مذاق اڑنے لگا تو بیچارے طاہر کا مدار پر بھی عذاب عتاب نازل ہوا۔ اس سے کہا گیا کہ تُو نے ایسی افواہ اُڑا کے سیدنا کو بدنام کیا ہے۔ آخر کار ان کو معافی میثاق کے چکر میں پھانسا گیا۔

ایک اور عجیب وغریب ناٹک

اس دَوران سورت میں یہ حُکم ہُوا کہ تمام اہل دعوت فِدائیہ کا دستاویز (وَثِیقَۃُ الفدا) پیش کرکے اپنے آپ کو پاک کریں۔ برُہانی حکم ہوتے ہی خود سیدنا کے گھر والوں کی طرف سے خود شہزادہ عمّار نے، زینی خاندان کی طرف سے ابراہیم بھائی صاحب زین الدّین نے، جامعہ سیفیہ کی طرف سے یوسف نجم الدّین نے، کوٹھاری دیوالوں کی طرف سے شیخ ابراہیم یمنی نے، اہل سورت کی طرف سے عامل یحییٰ بھائی نے الگ الگ "وثیقۃ الفدائیہ" سیدنا کو پیش کیا۔ مطلب یہ کہ "مولیٰ ہم آپ پر جان و مال سے فداء ہوجائیں گے۔ اب ہم اس وثیقہ فدائیہ کو پیش کرکے پاک صاف ہوگئے ہیں"۔ (ثابت ہُوا کہ اِس سے پہلے ناپاک تھے۔) اِسی طرح تمام شہروں اور گاؤں سے وہاں کے عامل کے ذریعہ فِدائیہ اور طہارت کے وثیقے (دستاویز) منگوائے گئے۔ سورت کا نام "مدینۃ النّور" رکھا، اور ڈیوڑھی یعنی سیدنا کی رہائش کی جگہ کا نام "حرم شریف" اور جامعۂ سیفیہ کا نام "اَلکُلِّیّۃُ السّیفیہ" (یونیورسٹی) رکھا۔ اکثر مُلّا مشائخ نے اس ڈیوڑھی کے باہر شاہ راہ کی جھاڑو نکالی اور کہا کہ "اب ہم اِس جگہ کو پاک وصاف کرتے ہیں"۔ اس عرصے میں بہت سے جہّال مُلّا مشائخ بنائے گئے۔ ڈیوڑھی کی در و دیوار سے ماتم کرکے پانی بھی گرایا گیا۔ نہ معلوم اس عجیب و غریب ڈرامے میں کیسے کیسے سین دِکھائے گئے! اللّٰہ کی پناہ!! کیا اس طرح غلط دِکھاوا کرکے اصلی حقیقت چُھپائی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں!! "نسیم سحر" نے اِس کو بہت ہی بڑھا چڑھا کر لکھا ہے۔ افسوس! اِس قوم کو کب عقل آئے گی؟

اودے پور میں دوسری کانفرنس

اسی طرح "نسیم سحر" میں اودے پور میں جو دوسری

کانفرنس ہوئی اُس کے ناکامیاب ہونے کی غلط خبر چھپی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ۲۰، ۲۱، ۲۲، ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸، فروری ۱۹۷۹ء کو یہ کانفرنس کامیاب طور سے ہوئی۔ بڑے بھاری اجتماع میں تجاویز، تقاریر، تحاریر پیش ہوئیں جس کی خبریں تصاویر کے ساتھ اُردو "بلٹز" (بمبئی)، "نئی دُنیا" (اندور)، "سندیش" (احمد آباد)، "اِمیج" (احمد آباد)، "بمبئی سماچار" (بمبئی) وغیرہا مشہور اخبارات میں چھپیں۔ اِس کانفرنس میں آنے والوں میں آٹھ دس تو مُدیرانِ اخبار ہی تھے۔ "بلٹز" کے حُسن کمال بھی آئے تھے۔ اس کانفرنس کو روکنے کے لئے کوٹھارنے انتھک کوشش کی مگر کانفرنس ہوتی رہی۔ "جُراُت" (مالیگاؤں)، "کرونیکل" (بمبئی) نے اِس کانفرنس کے لئے خاص نمبر نکالے تھے۔ ایسی حالت میں بھی کوٹھارنے "کانفرنس ناکامیاب رہی" کا ہوّا پھیلا کر ہر جگہ فتح مبین منائی۔ اب تیسری کانفرنس بمبئی میں ہوگی، انشاء اللہ العزیز!

کمیشن کی رپورٹ

۱۶، اپریل ۱۹۷۹ء (۱۲، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ) خمیس کے روز دہلی میں اکثر مُدیرانِ اخبار کے سامنے رپورٹ شائع ہوئی۔ آل انڈیا ریڈیو نے یہ خبر دی کہ "ڈاکٹر محمد بُرہان الدین داؤدی بوہروں کے پیشوا سماجی بائیکاٹ کرتے ہیں اور اِنسانی حقوق چھین لیتے ہیں' اِس کے خلاف نتھوانی کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔" اس کمیشن کی ابتداء ۱۳، اپریل ۱۹۷۷ء کو ہوئی تھی۔ اِس دوران سینکڑوں ملّا مشائخ اور رؤسائے نے دہلی میں مخالفت کا اظہار کیا مگر کمیشن نے رپورٹ شائع کر کے نام نہاد فتح مبین، فتحِ عظیم

صفحہ ۱۶۷ کا بقیہ:- **فلسطینیوں کی پُشت میں سیدنا کا خنجر** (اردو "بلٹز" سنیچر ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ء)

داؤدی بوہروں کے داعی سیدنا بُرہان الدین نے صدر کارٹر کے کیمپ ڈیوڈ کے لئے ان کی کوششوں کو سراہا ہے اور سیدنا نے اس پیغام میں صدر کارٹر کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے ہیں اور مشرقِ وسطیٰ میں "قیامِ امن" کے لئے ان کی کوششوں کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ سیدنا بُرہان الدین کا صدر کارٹر کو مبارکباد دینا اور ان کی امن کی کوششوں کو سراہنا نہ صرف ۱۴ کروڑ عرب عوام کے زخموں پر نمک چھڑکنا ہے بلکہ اُن لاکھوں بے گھر فلسطینیوں کے منہ پر بھی ایک بھرپور طمانچہ ہے جو تقریباً ۳۰ برسوں سے اپنے حقوق کیلئے لڑ رہے ہیں۔ فلسطینی اور عرب عوام کی پشت میں یہ خنجر ایک ایسے شخص نے مارا ہے جو مسلمانوں کے ایک اہم اور بڑے فرقے کا رہبر ہے۔

اور فوزِ عظیم کو فریب اور جھوٹ ثابت کرکے رکھ دیا۔

رپورٹ شائع ہونے کے دوسرے ہی دن ۱۷ اپریل کو سیدنا نے اسٹیمر ایلز بیتھ لو سے[2] سنگاپور، ہانگ کانگ وغیرہ کا سفر کیا۔ ٹکٹ ترپن ہزار (۵۳۰۰۰) روپئے کا ہے۔ اس میں عیش و ہوس کے ہر قسم کے اسباب مہیا ہیں۔ افسوس! ایسی عیاشی، فحاشی والے اسٹیمر پر سفر کرے محافظِ اسلام داعی المطلق!! آپ کے ساتھ اکیس اشخاص کا قافلہ تھا۔ "نسیم سحر" نے اس نامبارک سفر کی بہت تعریفیں کیں۔ ایک سال کے بعد ماذونِ مطلق خزیمہ نے بھی اسی اسٹیمر میں سفر کیا اور اپنی عیاشی کا سکہ بٹھایا۔ داعی مطلق، ماذون مطلق، مکاسر مطلق، سب کے سب مُطلَق! (آزاد) کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

قَدْ اُطْلِقُوْا مِنْ قُیُوْدِ الشَّرْعِ قَاطِبَةً   لَمْ یَبْقَ اَمْرٌ وَّلَا نَھْیٌ وَّلَا حَرَجٌ

(سب کے سب تمام شرعی قید و بند سے آزاد ہوگئے، مُطلَق ہوگئے اب نہ تو کوئی اَمرِ شرعی ہے نہ منع نہ کوئی حرج!) مطلب یہ کہ شرعی احکامات سے بالکل آزاد ہوگئے۔ اللہ اللہ!!

حج تقریباً سات سال سے سیدنا کی روک ٹوک، ٹوک جھونک کے باعث یوتھ والے حج سے محروم تھے۔ بحمد اللہ ۱۳۹۹ھ میں قریب پینتالیس ۴۵ اشخاص نے حج کیلئے درخواست کی۔ جنہیں[1] کی درخواست منظور ہوئی۔ اودے پور سے ۲۳ شوال (۱۴ ستمبر ۱۹۷۹ء) بروز جمعہ قبل از مغرب بڑے ہی شاندار وداعی پروگرام کے تحت میرے بھائی شیخ یعقوب علی کی قیادت میں حجاج کرام برائے حج و زیارت راہِ خدا میں نکلے ؎

چلے جا رہے ہیں وہ سوئے مدینہ   محمدؐ کا روضہ قریب آرہا ہے

بُرہانی غنڈوں نے بمبئی کی گودی پر اور مکۃ المکرمہ میں بیت اللہ جیسے محترم مقامات میں بھی یوتھی حجاج کرام کو ستانے سے باز نہیں آئے۔ معلم عبد اللہ کے مکان میں ٹھہرے تھے۔ عبد اللہ کو ملاجی کے عامل نے مجبور کیا کہ "یوتھ والوں کو تمہارے مکان سے نکالو۔" حرم شریف میں جھگڑا نہ ہو اس خیال سے یوتھ والوں نے مکان خالی کر دیا اور دوسرے کسی معلم کے مکان

---

[1] بحمد اللہ ۱۴۰۰ھ میں بمبئی، بحری، اور فضائی راستے سے پچیس بوہرہ یوتھ کے مومنین اور مومنات حج، المدینۃ المنورہ، کربلائے معلّٰی اور النجف الاشرف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔

میں چلے گئے۔ بحمد اللہ بڑی ہی راحت اور کم خرچ میں وہاں رہے اور حج کیا۔ محرّم الحرام ۱۴۰۰ھ کی پہلی تاریخ کو کعبہ شریف میں زبردست جھگڑا ہوگیا۔ دو ہفتہ سے زائد حرم شریف بند رہا۔ اسی دوران المدینۃ المنورہ کی زیارت ہوگئی۔ زیارت سے فارغ ہوکر عمرہ لے کر مکّہ پہنچے۔ ۲۶ محرّم الحرام کو اُسی روز کعبۃ اللہ کے طواف کرتے ہوئے حجرِ اسود کے پاس میری اُن سے ملاقات ہوگئی۔[۱] الحمد للہ ربّ العلمین وللہ الحمد والشکر کثیراً کثیرا واللہ اکبر کبیرا۔ وصلی اللہ علی محمد وآلِ محمدن الطیبین الطاھرین وسلم تسلیما حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ یہ ہیں اُن حُجّاج کرام کے نام جنہوں نے بڑی ہی ہمت سے حج کیا اور ملّاجی والوں کی مزاحمت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

(۱) امیر الحجّاج شیخ یعقوب علی (۲) اور اُن کی زوجہ میمونہ بائی (جن کا مکّۃ المکرمہ میں دو روزہ بیماری کے بعد انتقال ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ انتہائی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مرحومہ کی لاش پر چند شبابی مرد اور عورتوں نے آکر لعنت ملامت کی، گندی بکواس کی، بجائے اظہارِ ہمدردی انہوں نے بربرّیت کا اظہار کیا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون ہ)
(۳) منصور علی کتھّا والے اور (۴) اُن کی زوجہ نفیسہ بنت الشیخ احمد علی راج۔
(۵) عبّاس علی فلیکس والے (مہا راشٹر کے گورنر شری صادق علی کے بھائی) اور (۶) اُن کی زوجہ صفیہ بائی۔
(۷) اکبر علی فلیکس والے اور (۸) اُن کی زوجہ رقیّہ بائی اور (۹) اُن کی ہمشیرہ آمنہ بائی۔
(۱۰) شرفعلی آروی اور (۱۱) اُن کے بھائی رسول جی اور (۱۲) رسول جی کی زوجہ اسما بائی۔
(۱۳) صغریٰ بائی (بانگا والے) (۱۴) صغریٰ بائی اور (۱۵) اُن کی بیٹی زہرہ بائی علی میانجی والے۔

۱؎ بحمد اللہ نیروبی و ممباسہ (کینیا۔ ایسٹ افریقہ) سے عشرۂ مبارکہ کی دعوت پہنچتے ہی میں ۱۹ ذی القعدہ نیروبی پہنچا اور ایڈوکیٹ محمد حسین بھائی پالی والے اودے پوری کے یہاں ٹھہرا۔ محرّم الحرام کی دس دس وعظیں نیروبی اور ممباسہ میں ہوئیں۔ عشرہ کے پہلے اور بعد میں ہر ہفتہ دو دو وعظیں ہوتی رہیں۔ سات سال سے برہانی مظالم کے باعث تقریباً ڈھائی سو مؤمنین و مؤمنات گوشہ نشین تھے۔ ۱۳۹۶ھ میں یوسف نجم الدین نے حسین بھائی انجار والے کی برأت کی۔ انجار والے خاندان پر ظلم ڈھائے۔ نتیجہ میں وائی۔ این کو افریقہ سے نکل جانا پڑا۔ حاکمِ اعلیٰ نے بیس لاکھ شلنگ رشوت کو ٹھکرا دیا اور وائی۔ این کو مع قافلہ افریقہ سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد کینیا کے دلیر مؤمنین کی ہمت میں اور اضافہ ہوا اور ۱۳۹۸ھ میں لندن سے احمد علی لقمانی کو اور ۱۳۹۹ھ میں اس خادم حقیر کو وعظ کیلئے بلایا۔ بحمد اللہ اس مبارک خدمت کے بعد میں وایا حبشہ جدّہ پہنچا اور وہاں سے عمرہ لیکر ۲۴ محرم کو مکّہ مکرمہ پہنچا پھر المدینۃ المنورہ گیا۔ دو ہفتہ کے اس سفر کے بعد ۱۲ صفر المظفر کو دہلی پہنچا، اور وہاں سے اودے پور لوٹا۔

(۱۶) صغریٰ بائی کانکرولی والے (۱۷) بتول بائی اور (۱۸) اُن کی بیٹی سلمیٰ کانکرولی والے۔ (۱۹) قربان حسین دہلی والے اور (۲۰) اُن کی زوجہ زہرہ بائی۔ (اِن دونوں نے طیارہ سے سفر کیا۔) اور انگلینڈ سے انگلینڈ کے بڑے مجاہد بھائی احمد علی لقمانی (موجودہ سیدنا کے ماموں اسمٰعیل بھائی کے بیٹے) اور اُن کی زوجہ بہن گُل بالو اور بتول بائی نورانی اور دیگر تین[۲] صاحبان حج کے لئے آئے۔ ہندوستان اور انگلینڈ کے حجّاج کرام کی آپس میں ملاقات ہُوئی یہ انتہا درجہ کی سعادت ہے۔ بحمداللہ الاقل (احمد علی) بھی ان حجّاج کرام سے بیت اللہ الحرام میں جا ملا مُدّتِ دراز کی دِلی تمنّا پوری ہوئی۔ مکّۃ المکرّمہ کا میرا یہ سفر چھٹا سفر تھا۔ ۱۳۸۰ھ میں بحمداللہ مع اہلیہ حج الفریضہ ادا کیا تھا۔ اس سے پہلے الاقل چار مرتبہ حج بدل کرچکا تھا اور اہلیہ صغریٰ نے ایک مرتبہ۔ حج سے واپسی کے بعد معمول کے مطابق مصروفیت رہی۔ ۱۴۰۰ھ میں اودیپور میں اصلاحی تحریک زور پکڑ گئی۔ عشرۂ مبارکہ کی وعظیں شیخ سجّاد حسین صاحب مشرق والے نے کی۔ جناب العلّامہ شیخ حسن علی صاحب سارنگ پور والے وقتاً فوقتاً تقریر فرماتے رہے۔ پورے عشرے میں نیازِ حسین علیہ السّلام بھی نہایت اہتمام سے ہُوئی۔ اسی سال بھائی اصغر علی انجینئر (سکریٹری سنٹرل بورڈ) کی کتاب "آلبُہرَاس" (انگریزی) کی اجرائی رسم اودیپور میں ہُوئی۔ بہت کم مدّت میں یہ کتاب مقبولِ عام ہوگئی۔ اسی سال کے ماہ ربیع الآخر میں شبابی عامل شیخ طاہر علی بھانپورہ والے کی قیادت میں شباب نے خان پورہ کی مسجد میں گھُس کر پوتھی مؤمنین کو مسجد میں جانے سے روکنے کی ناپاک اسکیم بنائی۔ مسجد میں خونی حملہ تک کروایا۔ نتیجتاً وہ ناکامیاب رہا۔

اِسی سال "تنظیم اشاعتِ اسلامی تعلیم" (اودے پور) کا قیام ہُوا۔ "تنظیم" کے عدد چودہ سو [۱۴۰۰] ہوتے ہیں۔ اس تنظیم نے ہندی میں "ماہِ رمضان کی فضیلت" اور ہندی صحیفہ شائع کیا۔ (تنظیم کا قیام الاقل کے زیرِ انتظام ہُوا۔) دونوں کتابیں راج پریس میں چھپیں جس کے مالک بھائی محمد صالح شفقت حسین سارنگ پور والے (شہید شیخ سجّاد حسین صاحب کے بھتیجے) ہیں۔ جنہوں نے ملّاجی کی ایذا رسانی کے باعث سارنگ پور کو خیرباد کہہ کر اودے پور میں سکونت اختیار کرلی ہے۔ اسی طرح بھائی صالح محمد عبدالحسین نے بڑودہ چھوڑکر اور حمزہ بھائی بودھا بھائی نے

دارالسلام چھوڑکر اودے پور میں سکونت اختیار کرلی ہے۔

مورخہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۸۰ء جمعرات شام کو چار بجے پارلیمنٹ ہاؤس میں "اینٹی سوشل بائیکاٹ" (دہلی) کے اراکین جناب قمر رئیس وغیرہ دہلی سے اور جناب نعمان بھائی کنٹراکٹر و اصغر علی بھائی انجینئر بمبئی سے اور عابد حسین ادیب صاحب و حسین بھائی اودے پوری اودے پور سے ہندوستان کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے ملے۔ آدھ گھنٹے تک ملّاجی صاحب کی طرف سے ہونے والے مظالم اور برائت کے متعلق باتیں ہوئیں۔ اندرا جی نے یقین دلایا کہ وہ پہلے ملّاجی صاحب سے خلاصہ طلب کریں گی اور پھر مناسب کوشش کریں گی۔

اس عرصے میں ملّاجی صاحب نے قریب چار مہینے تک کینیا، انگلینڈ، فرانس، عربین گلف اور پاکستان کا دورہ کیا اور ماہِ رمضان کے دوسرے عشرے میں بمبئی لوٹے۔

بحمد اللہ اس سال حسبِ معمول ماہِ رمضان کی نمازیں اور قرآنی مجالس (یوتھ) مؤمنین نے مساجد میں ہی ادا کیں، جب کہ شبابی گروپ نے حمیدہ کمپاؤنڈ (عرف حمری ہال) میں نمازیں ادا کیں۔ انتہائی بے پردگی کے ساتھ شاہراہِ عام سے ہوکر عورتیں وہاں جاتیں۔ نہ طہارت کا ٹھکانہ، نہ پردے کا، نہ نمازیں تمکین۔ ماہِ رمضان کے پیشتر ہی شیخ طاہر علیؒ کا، غلام عبّاس بھالم والے نے آپسی کچھ تلخیوں کے باعث تبادلہ کروادیا۔ (یاد رہے کہ آج سو سال سے زائد عرصہ ہوا، کراور والے اور بھالم والے عمّال صاحبان کو اسی طرح ذلیل حرکات سے تبادلہ کرواتے آئے ہیں) نئے عامل شیخ قطب الدین باجی آئے جن کا ذکر اس کتاب میں "سنسنی خیز مقالہ" کے عنوان کے تحت آچکا ہے۔ آتے ہی انہوں نے پکی برأت کرنے کا زور و شور سے اعلان کیا۔ اپنے آپ کو مختارِ کُل بتاتے ہوئے شباب کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں اور یوتھ والوں کے خلاف زہر اُگلا۔ روز و شب لعنت ملامت کا سلسلہ جاری کیا اور قسم قسم کے چندوں کے پھندے میں شباب کو پھانسنا شروع کیا۔ خود شباب ہی اُن سے تنگ آگئے۔ اور اُن کے ساتھ ایسی معاملت کی کہ جس سے وہ بالکل ٹھنڈے پڑگئے۔ جیسا کہ آگے آچکا، اسی عامل نے ایک باغیانہ مقالہ لکھ کر بدری سیفی محل میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا اور اب وہ بڑا ہی مخلص (حقیقتاً ہے مبلس) بنکر کوٹھار میں سُرخروئی حاصل کرنا چاہتا ہے! افسوس! کتنا بدل گیا انسان!!

افسوس! آج جتنے ہمیں راہبر ملے — اَہلِ ہوس کبھی تو کبھی اہلِ زر ملے
فُرصت کہاں انھیں کہ کریں فکر قوم کی — ان کو تو فکر ہے کہ کہاں کل ڈنر ملے
ایمان چھوڑ آئے تھے گھر، رہبری کے قبل — شاید وہیں پڑا وہ کسی طاق پر ملے
ملتا تھا روز جھک کے عمالت سے قبل جو — میرا اسلام کہیو وہ سُورت میں گر ملے
جو دادِ عیش دیتے ہیں والد کی لاش پر — ایسے نہ جانے کتنے یہاں جانور ملے
دل کا بدلنا کیا ہے بدل لیں گے دھرم بھی — ان کو کسی طرح سے عمالت مگر ملے

(شاہین سہسرادی)

(ماخوذ از "نشیمن" چند الفاظ کی تبدیلی کیساتھ)

وَآخِرُ دَعوانا اَنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین۔

شہر رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ (اگست ۱۹۸۰ء)

اودے پور (راجستھان)

بَدرِی جَنابِ محمّد بھائی صاحب کی ایک پُراَسرار التجائی نظم

(آپ نے مجھے بدستِ خود یہ نظم دی جس میں انھوں نے زمانِ حال کا نقشہ کھینچنے کے ساتھ کچھ پیش گوئی بھی کی ہے۔)

٭ ٭ ٭

لَب کو کھولوں مَیں کیا کہوں مُنہ سے — لُبّ [1] وہی ہے، مَیں چُپ رہوں سہہ کے
کون سُنتا ہے کیا کروں کہہ کے؟ — سَب کو معلوم ہو گا رہ رہ کے
نئے فیشن کی پھیلی ہے یہ ہَوا، — یہ ہَوا نہیں ہے، ہے مَہُو [2] ئی
یہ سمجھے ہیں دُنیا کو جنّت ہے یہ — مَرد و زن سارے حور و غلماں ہے یہ

---

[1] خلاصہ [2] گڑھا

اپنے آبا ر کا جو طریقت تھا — چھوڑا اس کو جو فی الحقیقت تھا
نسق تھا نظم تھا بہت کچھ تھا — ساری خوبی کا یہ تو جامع تھا
مُنہ موڑ لیا اُن سے پھیر لیا — بیٹھ بغلہ[1] پہ گھوڑے کو چھوڑ دیا
چھوڑ شرع نبیؐ بے لگام ہوگئے — غرض بِک کے سب غلام ہوگئے
اتحاد کے سُبحہ[2] سے سب گر گئے — ٹوٹ کر سب کے سب منتشر[3] ہوگئے
اب وہ دھاگا نہیں وہ امام نہیں — کون کھینچے یہ سب کو لگام نہیں
کوئی مشرق میں جائے تو مغرب میں کوئی — اب رہی نہیں ان سب میں یکسوئی
اے نبیؐ تیری اُمّت کا ہے یہ حال — اب تو ہی ان کو اپنے لُطف سے سنبھال
تیرے دلبر[4] کو پردے سے جلد نکال — تا کہ بن جائے اُمّت کی آکر وہ ڈھال
پھر ترے اسلام کا اَوج اور بڑھے — سارے عالم پہ اس کا نشان چڑھے
علَم اسلام کا بس زمیں میں گڑے — جو گرانا بھی چاہے تو خود ہی گرے

[1] خچر   [2] تسبیح   [3] پراگندہ   [4] امام

داؤدی بوہرہ یوتھ کا اعلانِ عام

از جناب صالح محمد نائب صدر بوہرہ یوتھ ایسوسی ایشن
جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب اور اصلاح میں خاص مدد فرمائی ہے

ہم کسی ظالم کے اب دھوکے میں آسکتے نہیں
ہم رہِ حق سے قدم پیچھے ہٹا سکتے نہیں
ہٹلر و چنگیز بھی ہم کو ڈرا سکتے نہیں
ہم ہمالہ ہیں ہمالہ کو جھکا سکتے نہیں
اُٹھ چکا ہے جو قدم آگے وہ رُک سکتا نہیں
آسماں جھک جائے بوہرہ یوتھ جھک سکتا نہیں

اَرضِ با واخانؒ ہم کو تیری عظمت کی قسم
تیری رحمت کی قسم غیروں کی زحمت کی قسم
بے گناہوں پر جو گُذری اُس قیامت کی قسم
خاکِ گلیا کوٹ سے اُٹھی بغاوت کی قسم

اب کسی ساحر کا جادو ہم پہ چل سکتا نہیں
موت ٹل سکتی ہے بوہرہ یوتھ ٹل سکتا نہیں

جُون کی پیلیسوئیں (۱۹۷۴ء) [۲] شب کی تباہی کی قسم
جیل میں گُذری حیاتِ جاودانی کی قسم
آبِ کوثر کی قسم، زمزم کے پانی کی قسم
تشنہ لبِ اصغرؑ کی، اکبرؑ کی جوانی کی قسم

ابنِ حیدرؑ کی قسم اب یوتھ جُھک سکتا نہیں
آسماں جُھک جائے بوہرہ یوتھ جُھک سکتا نہیں

جن کو گلیا کوٹ میں گھسیٹا ظالموں نے ہائے ہائے
دھول پھینکی رُخ پہ تھوکا ظالموں نے ہائے ہائے
کر کے رُسوا جن کو پیٹا ظالموں نے ہائے ہائے
بے سبب جن کو ستایا ظالموں نے ہائے ہائے

ہم کو اُن بہنوں کی ناکردہ خطاؤں کی قسم
سر جُھکائیں؟ غیر ممکن! سر کٹا سکتے ہیں ہم

ہو چکی ہے صُبح اُٹھو! اب تو سونا ہے حرام
انقلابی ساتھیو! خاموش رہنا ہے حرام
مصلحت کے نام پر دھوکے میں آنا ہے حرام
مکروفن کے ماہروں پر رحم کھانا ہے حرام

چھین کر چنگیز کے ہاتھوں سے "خنجر" توڑ دو
کوئی توڑے یا نہ توڑے تم ہی بڑھ کر توڑ دو

راجستھان حکومت کے محکمہ میں رجسٹرڈ شدہ نمبر ۳۴۲ سنہ ۱۹۷۶ و ۱۹۷۷ء

اودیپور کی داؤدی بوہرہ جماعت

اودے پور میں بوہرہ یوتھ نے باقاعدہ الیکشن کے ذریعہ جماعت قائم کی۔ پہلے الیکشن میں آج کے مہاراشٹر کے گورنر جناب صادق علی صاحب بھی حاضر تھے۔ تین سال کے بعد دوسرا الیکشن ہوا۔ دوسرے الیکشن کے منتخب شدہ اراکین کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔	جناب غلام علی کتھا والے	صدر
۲۔	" سجاد حسین تاج خانجی	نائب صدر
۳۔	" محمد حسین حیدری صاحب	"
۴۔	" غلام حسین مینجر "	سکریٹری
۵۔	" سیف الدین تاج خانجی	نائب سکریٹری
۶۔	" عباس علی توپ والے	"
۷۔	" عابد حسین ادیب (یوتھ ایسوسی ایشن کے سکریٹری	رکن
۸۔	" عابد حسین راجنگر والے	"
۹۔	" غلام عباس جے لوہا والے	"
۱۰۔	" خان محمد جی کتھا والے	"
۱۱۔	" اکبر علی تلیکس والے	"
۱۲۔	محترمہ ڈاکٹر ریحانہ بانو	"
۱۳۔	" فاطمہ بانو آروی	"
۱۴۔	جناب یحیٰی علی وکیل	"
۱۵۔	محمد حسین وکیل	"

۱۶۔جناب عمران علی کولیاری والے ۔۔۔ رُکن
۱۷۔ " صالح محمد نائب (یوتھ ایسوسی ایشن کے صدر) ۔۔۔ "
۱۸۔ " قربان حسین کانکرولی والے ۔۔۔ "
۱۹۔ " جیواجی فتح نگر والے ۔۔۔ "
۲۰۔ " زوّار حسین ہیتا والے ۔۔۔ "
۲۱۔ " محمد حسین باٹلی والے ۔۔۔ "
۲۲۔ " شرف علی آردی ۔۔۔ "
۲۳۔ " قادر علی ہیتا والے ۔۔۔ "
۲۴۔ " حسین بھائی اودے پوری ۔۔۔ "
۲۵۔ " قمرالدین ماڈلی والے ۔۔۔ "
۲۶۔ " طاہر علی رنگ والے ۔۔۔ "
۲۷۔ " فدا حسین بھالم والے ۔۔۔ "
۲۸۔ " یحییٰ علی لوہا والے ۔۔۔ "
۲۹۔ " سیف الدین مندی والے ۔۔۔ "
۳۰۔ " قمرالدین کے۔رنگا ۔۔۔ "

۳۱۔جناب شیخ یعقوب علی راج	مدعو	۳۶۔جناب عبّاس علی صادری والے	مدعو
۳۲۔ " شیخ احمد علی راج	"	۳۷۔ " محمد حسین بجنا والے	"
۳۳۔ " شیخ سجّاد حسین مشرقی	"	۳۸۔ " اکبر علی لیکٹ والے	"
۳۴۔ " صادق علی محب	"	۳۹۔ " امداد حسین اونٹالا والے	"
۳۵۔ " قیوم علی پالی والے	"	۴۰۔ " سیف الدین سیفی اسٹور والے	"

ضمیمہ

موجودہ داعی اور امام

ہم نے اس کتاب میں پہلے مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ داعی ناظرات زیادہ حیثیت نہیں رکھتے کے باوجود "داعیٔ مطلق" اور منصوص برحق ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کر رہے ہیں۔

دولت کے نشے میں چور موجودہ ناظر اور ماضی ناظر نے نہ صرف اپنے اور اپنے خاندان کے لوگوں کو بڑے بڑے پرشکوہ القابات اور خطابات دیئے بلکہ دعوت کے تمام اعلیٰ عہدوں پر انہیں ہی قائم کر دیا۔ یعنی "اندھا بانٹے ریوڑی دے اپنے اپنے کو" ایک جانب دعوت پر غاصبانہ قبضہ، دوسری طرف تمام اعلیٰ عہدے خود ہی ہتیا لینا!! تیسری طرف ماہ رمضان المعظم اور ماہ محرم الحرام میں دور دراز آنے والے غلط قول بیان کر کے خاندان اور ان کا دھاوا بدل کر انتہائی عاملوں کی روزی پر لات مارنا، چوتھی طرف ملکی و غیر ملکی حکام، وزراء اور دیگر سیاست دانوں کی چمچی کرنا۔ ویلفیئر فنڈ میں قوم سے وصول کی ہوئی بڑی بڑی رقمیں دے کر شہرت حاصل کرنا وغیرہ، یہی کل ملا کر ان لوگوں کا دین و ایمان اور اسلامی خدمت کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے۔

کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ اپنی قوم کے افراد کو طرح طرح کے "ٹائٹل" دینے والے خود غیر ممالک کے حکمرانوں سے ٹائٹل حاصل کرنے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں۔ لاکھوں روپے کا چندہ دے کر علی گڈھ مسلم یونیورسٹی سے ڈاکٹری کی اعزازی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح حال ہی میں مصر کی حکومت کو السیدہ زینب علیہا السلام ع م کی ضریح (جس میں ایک لاکھ تولہ چاندی لگائی گئی) دیکر "وشاح النیل" کا اعزاز حاصل کیا۔ اپنے نام کیساتھ "سلطان البوہرہ" اور "الداعی الفاطمی" کے القاب استعمال کروائے، نام و نمود اور شہرت حاصل کرنے اور دنیوی جاہ و عزت حاصل کرنے کے لئے السیدۃ زینب علیہا السلام کی بے مثال اور عظیم المرتبت شخصیت کا استعمال ذلیل ترین حرکت نہیں تو پھر کیا ہے؟ ستم بالائے ستم یہ کہ جب ١٦ ار رجب ١٣٩٨ھ کو سیدنا صاحب "وشاح النیل" سے مزین ہو کر ہندوستان لوٹے

تب بمبئی میں خصوصاً اور تمام بلاد میں عموماً شاندار جلسے جلوس کئے گئے۔ افسوس صد افسوس !! ایک طرف قوم سے لاکھوں روپئے کا چندہ لے کر بنائی گئی مذکورۂ بالا ضریح پیش کرنے کا ڈھونگ، دوسری طرف اس کے بہانے ہندوستان کے اخباروں میں اپنی اور اپنے باپ کی قصیدہ خوانی ذوالوشاح سیاہ پٹے والی تصویر کے ساتھ چھپوانا، مصر کے صدر کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے تصویر کھنچوانا اور اخباروں میں اس کی تشہیر کرنا، مادرِ وطن کے ساتھ غداری کرکے پڑوسی ملک پاکستان کے وجود کی حمایت کرنا اور اس کی تحسین و آفرین کرنا اور سات سات مہینے تک پاکستان میں رہ کر دو کروڑ سے زائد روپیوں کی وصولی کرکے حکومت کو دینا۔ باون باون ہزار سے بھی زیادہ بڑی بڑی رقمیں حاصل کرکے دینی عہدوں کو فروخت کرنا اور ذورہ کر کمیشن کے خلاف مورچہ بندی کرنے کا انتظام کرنا ایسی بدعتیں ہیں جنہیں قوم کبھی معاف نہیں کرے گی کیوں کہ ان ذلیل حرکتوں سے قوم کے ہر فرد کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔

اپنے ان بے بنیاد دعووں کے ساتھ ہی یہ لوگ اپنی برتری کو زیادہ پرکشش اور پراثر بنانے کی غرض سے نئی نئی حرکتیں کرنے لگے ہیں مثلاً (۱) اپنے خاندان کے افراد اور وظیفہ بردار اور تنخواہ بردار عاملوں سے یہ پروپیگنڈا کرواتے ہیں کہ امام الزماں صلوات اللہ علیہ کے دیدار کرنے ہوں تو مولانا المنان کے دیدار کر لو ! (جس طرح خزیمہ وغیرہ کا قول جو ابھی آچکا کہ "داعی نے دیکھی نے امام نے پامی لئے چھے" یعنی داعی کے دیدار سے امام کے دیدار ہوجاتے ہیں بلکہ پنجتن پاک علیہم السلام کے دیدار ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی پیشانی پر معاذ اللہ "الملك لله الواحد القهار" لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے "نسیم سحر" شوال ۱۴۰۰ھ کے صفحہ ۳۴ پر، "اَنْتْ ماں ایٹلو اُمیری دِئیہ کہ علی اعلی ع م نی مُہرِ مبارک ماں نقش ہتو کہ "الملك لله الواحد القهار" ایج مہر نی چھاپ داعی الزماں طعش نا چہرۂ انور پر اُپسیلی چھے۔ جونار نی نظر جوئیے اَنے پرکھنار نی آدرت جوئیے۔ مطلب یہ ہے کہ مولانا علی علیہ السلام کی مُہرِ مبارک کا نقش تھا" الملك لله الواحد القهار" وہی نقش آج داعی کی پیشانی میں صاحب نظر دیکھ سکتے ہیں۔) انتہا ہوگئی بیجا چاپلوسی کی ! یہ ہے بے حد غلو، اور شرک وکفر کی ایک مثال ! (۲) ان کی رزا لئے بغیر اور سفر کے پہلے اور واپسی کے وقت ان کی قدمبوسی اور نذرانے ادا کئے بغیر حج اور زیارت جائز نہیں !! ان کی رزا لئے بغیر نماز اور دوسری عبادتیں

جائز نہیں۔ (۳) اپنے باپ کے نام شبِ قدر کی عبادت کے درمیان اور روزِ عاشور کو ظہر کی نماز کے بعد امام حسین علیہ السلام کے توسل کی نماز کے ساتھ ساتھ دو دو رکعات نماز پڑھوانا، صبح کی نماز کی دعا میں خود کو اور اپنے باپ کو شامل کرنا۔ جو دعا، امام ع م کے لئے آئی ہے، وہی دعا، کسی بھی فرق کے ساتھ اپنے لئے اور اپنے باپ کے لئے کروانا۔ اپنے باپ کے فاتحہ کی جگہ صلوٰت پڑھوانا اوران کے مقبرہ روضۂ طاہرہ میں اُن کی قبر کی زیارت سے پہلے اور بعد میں بار بار سجدے کروانا۔ اپنے نام کے ساتھ سرکار عالی، سُلطان البواہر، منصُور الیمن، کعبۃ المصلین، قاضی الحاجات، خیرالانام وغیرہ القاب تحریر کروانا، اپنے خاندان کو رَویل فیملی کہنا، لڑکوں اور لڑکیوں کو شہزادے اور شہزادیاں کہلوانا، اپنے نظام کو "الدّعوۃ الہادیۃ الوزارۃ السیفیہ" اور اپنے آپ کو "الحضرۃ الامامیہ" کا نام دینا، بیت المال کو اپنی اور اپنے کُنبے کی عیاشی کے لئے استعمال کرنا، شاہی محلوں میں زندگی گذارنا، "شباب" اور "بُنَیّات" نامی فوجیں بنا کر قوم میں ملٹری حکومت چلانا (جس کو ہم آج ہندوستان میں حکومت در حکومت کہہ سکتے ہیں) اپنی کتاب "ضوء نورالحق المبین" ۱۳۳۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر یہ فتویٰ لکھنا کہ "تمام اہل السنۃ والجماعۃ سے کلمۂ اخلاص، کلمۂ شہادت قبول نہیں کیا جائے گا اور ان پر رَد کیا جائے گا۔"، اپنی ہی دینی درسگاہ جامعہ سیفیہ کے چار فاضل اساتذہ پر انتہائی "دردناک غمناک" ظلم وستم کرنا، (۱۳۹۰ھ) اُنکی تمام کتابیں لوٹ کر اُن کو مارنا پیٹنا اور اُن کی زندگی کو اجیرن بنا دینا، اُن کو اور تمام اصلاح پسند بوہرہ یوتھ کو طاغوت، خارجی، مُرتد، کافر اور ملعون کہنا، اپنے آپ کو زمین کا خُدا کہنا اور کہلوانا (بمبئی ہائی کورٹ مقدمہ نمبر ۹۴۱ / ۱۹۱۷ مطبوعہ ۴۴ ۲ لاربوٹ بمبئی جسٹس مارٹن)، اس دعوائے الوہیت کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ "مَیں داؤدی بوہروں کے جان مال کا مالک ہوں۔" اصلاح پسندوں کا سماجی بائیکاٹ بنام "برائت" کرنا (کیوں کہ انھوں نے اس غلط دعوے کو چیلنج کیا تھا۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل قدرت اختیار رکھنے کا دعویٰ کرنا۔ (مذکورہ بالا مقدمہ میں ان کا یہ دعویٰ درج ہے کہ "مَیں نبیؐ کا عہدہ تو نہیں رکھتا مگر اُن کے مثل قدرت اختیار رکھتا ہوں۔ میں کالمعصوم ہوں یعنی مجھ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوتی۔ میرے ہاتھ پَیر چومنا حجرِ اسود چومنے کے برابر ہے۔) اپنے سامنے مَردوں کو عورتوں کو سجدہ

کرنے پر مجبور کرنا اور نامحرم عورتوں سے ہاتھ پیر چوموانا۔ گھر گھر اور دکان دکان میں اپنی تصویریں رکھنے پر مجبور کرنا، حتیٰ کہ جس جگہ ان کی تصویر نہ ہو، اُس جگہ والوں کو کافر تک سمجھنا۔ قرآن مجید میں آئے ہوئے لفظ "برائت" کا مفہوم "سماجی بائیکاٹ" لینا (جو بالکل غلط ہے) اور اپنے ہر نام نہاد مخالف کی "برائت" کروانا، ان کے خلاف بیان کروانا، ہر جگہ اُن پر لعنتیں ہونا، اُن کے بچوں کے نام تبدیل کر کے ولدیت تک نہ لکھنے پر مجبور کرنا، فقط اپنی اور اپنے باپ کی قصیدہ خوانی کروانا اور اپنے باپ کا مثلِ حسین علیہ السّلام ماتم کروانا اور اُن کے نام نہاد معجزے بیان کروانا۔ عہد و میثاق کا غلط استعمال کرنا اور اس کے ذریعہ اپنی ہی غلامی کی زنجیر میں جکڑنا اور ایسا بتانا کہ "ان کو عہد و میثاق نہ دینے والا شخص مسلم نہیں ہے" وغیرہ ایسی بدعتیں ہیں جن کا ہمارے یعنی داؤدی بوہرہ عقیدے اور مذہب اسلام سے کوئی دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ البتہ ان باتوں کو "ملّاجی کا نیا خود ساختہ اسلام" کہیں تو بجا ہے۔[1] ایسی حالت میں وہ امام الزّماں علیہ السّلام کے نائب داعیٔ مطلق تو کجا، مُسلمان کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ آج قوم کے افراد کو اسلامی تعلیم سے بالکل ناواقف رکھا جا رہا ہے۔ تمام مذہبی کتابوں کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ اپنے باپ کے چند رسائل رمضانیہ اور قصائد کو ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ کسی بوہرے کو عربی زبان کی مذہبی کتابوں کا ترجمہ کرنے یا نئی کتابیں اور مضامین تصنیف کرنے اور رائج شُدہ مذہبی کُتب کو، حتیٰ کہ قرآن مجید کو بھی چھاپنے کی آزادی حاصل نہیں ہے، اگر کوئی ایسی جُرأت کر بیٹھے تو اُن کتابوں کو پڑھنے کی جبری ممانعت کروائی جاتی ہے اور کتابوں کو حتیٰ کہ قرآن مجید کو بھی غرق کروا دیا جاتا ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں، اُن کا سماجی بائیکاٹ (برائت) کیا جاتا ہے۔ ان ملازم ملّاؤں اور عاملوں کے علاوہ لوگوں کو شادی، طلاق اور موت جیسے اہم معاملوں کے متعلق مذہبی اُمور کا علم نہیں ہے۔ ان ملازم پیشہ لوگوں کی مدد اور ملّاجی کی رضا کے بغیر نہ کسی کا نکاح ہو سکتا ہے، نہ طلاق، نہ کفن دفن اور نمازِ جنازہ، نہ کوئی نماز، نہ عید کی نمازیں، نہ اور کوئی عبادت اور دینی یا دُنیوی رسم و رواج!

---

[1] اصلاح پسند عالم فاضل یونس بھائی شکیب نے ماہ فروری ۱۹۸۶ء میں "بوہرہ داعیٔ مطلق برطرف، ملّاجی کا نیا اسلام" نامی ایک کتاب شائع کی ہے، اس میں ان مذکورہ حالات کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

قوم کی اِس زبوں حالی کے ذمّہ دار موجودہ سردارِ قوم اور اُن کے حواری ہیں۔ آج کل یہ لوگ اصلاح پسندوں کو کچلنے کے لئے سازش کرنے والوں کی جماعت بن کر رہ گئے ہیں۔ اب قارئینِ کرام خود بچشمِ حقیقت بیں سے دیکھ لیں کہ یہ لوگ مذہبی پیشوا اور رہنما کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں ؟؟!!!

(محمد صالح نائب)

بُرہانی افتراءِ مُبین

پندرہویں صدی ہجری سنہ ۱۴۰۱ھ کے عشرۂ مبارکہ میں ملّاجی محمد برہان الدّین نے مصر کی جامع الزہرا کی مسجد میں تقریباً پانچ ہزار بوہروں کے مجمع میں جن کو انہوں نے وہاں جبراً جمع کیا تھا وعظ کی۔ محرم الحرام کی چوتھی تاریخ کو بقولِ "نسیم سحر" (شمارہ نمبر ۷۶۰ ماہ رجب صفحہ نمبر ۱۰۱، کالم نمبر ۱) انہوں نے "افتراءً وجرءۃً علی اللہ" کہا۔ "اسحٰق نام نو ایک شخص ہتو۔ تہ یہ گھنا لوگونا جان نی خرابی کیدی ہتی۔ چھیلے میثاق آپوانے آویلو تہ نا ساتھے گھنی تقریر ہتی۔ تہ نو عہد پن ابوسفیان جیوو ہتو۔ مؤمنین نے اہوا لوگوسی الگ رہوو جوئیے۔ تیوو میٹھی وات کری نے دینداروں نے پھسلا دی نے بہکا دے چھے۔ تہ سی تمیں یقین نو بکتر پہنی لو تاکہ سانپ جیوا لوگونا پھونہاؤ سی جسم انے جان نے نقصان نہ تھائے۔

ایک قیوم نام نو شخص ہتو تہ یہ پن گھنا لوگونا عقیدہ نے بگاڑیلا چھے۔

ہمنا تھوڑا وقت پہلا جار جنا کھلا پڑی گیا جامعہ ماں تیو ہتا۔ دعوت تھی دور تھا۔ کوئی ہزار پوتانی وات نے چھپا دے پن چہرہ پر سی ظاہر تھئی جائے چھے۔ زبان پر گھنو قبضو راکھے تو پن یہ اصل وات باہر آوی جائے چھے۔ اہوا لوگو یہ پوتانا ایمان نے کھو لو پوتانا ساتھ والا نے کھوٹا رستے چڑھاوی دیدا۔ آوا لوگو سی بالکل الگ رہوو جوئیے۔ عامل، معلّم، طالب علم انے مؤمنین سروے نے ساودھیت رہوو جوئیے۔ مکّہ ماں منافقو نی وات ظاہر تھئی گئی۔ تہ پچھے سورت ماں اوکھائی گیا۔ "شیخ ابراہیم معین الدّین الیمانی جہ نی خدمت دعوت ماں گھنی چھے تہ

انکار کرنا راؤ ساتھے حجّت کیدی چھے"۔

مذکورہ بالا "برہانِ افترا مبین" میں اسحٰق سے مراد شیخ اسحٰق علی شاجاپور والے کی ہے۔ ہماری ہی طرح اُن کے ساتھ بھی طاہر سیف الدین نے بدترین ظالمانہ معاملت کی تھی اور انتہا درجہ کے غلط الزامات لگانے کے بعد اُن پر ایسا ظلم کیا کہ جس کا ذکر لکھنے سے قلم لرزتا ہے۔ اور قیوم سے مُراد قیوّم بھائی صاحب بن شیخ آدم ضیاء الدین بن عبدالحسین حسام الدین ابن سیدنا طیب زین الدین قس ہیں۔ الجامعۃ السیفیہ کے استاد اعلیٰ العلیم الرشید ناصح الدعوۃ الامامیہ شہید جناب شیخ سجاد حسین رح (چار مظلوم اساتذہ میں سے ایک) کی، شیخ ابراہیم یمنی نے زبانی لی اور پوچھا کہ " آ انقطاع نی تصور کون شخص سی لیدی؟" یعنی یہ انقطاع کا تصوّر تم نے کس سے لیا؟ جناب موصوف نے بالکل نڈر ہوکر جواب دیا "جھوٹ بولنے کی میری عادت نہیں ہے۔ مَیں بالکل سچی بات کہتا ہوں کہ قیوّم بھائی صاحب ضیاء الدین نے مجھے بتایا کہ" ابراہیم بھائی صاحب وجیہ الدین بن عبدالقادر نجم الدین سے مَیں نے نص کے متعلّق سوال کیا تو ابراہیم بھائی صاحب نے قبلہ کی طرف اپنے ہاتھ کو دراز کرکے حلفیہ مجھے جواب دیا کہ میرے والد صاحب عبدالقادر نجم الدین نے مجھے نص کے متعلق بتایا کہ بیٹا! مولانا محمد بدر الدین قس نے مجھ پر نص نہیں کی ہے اور نہ تو انہوں نے مجھ کو بلا کر نص کے متعلق کچھ کہا اور نہ کسی نے میرے سامنے نص کی شہادت گذاری۔ علماء کی رائے مشورہ سے میرا قیام ہے"۔"

ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں کہ شیخ سجاد حسین صاحب نے صریحاً اپنی زبانی اس طرح اداکی اور صاف صاف بتایا کہ اِنقطاع کا تصوّر مجھ تک بذریعہ قیوّم بھائی صاحب جو پہونچا وہ خود عبدالقادر نجم الدین کا ہی تصوّر ہے۔ شیخ ابراہیم یمنی نے اس بیان پر نہ تو کسی طرح کی جرح کی اور نہ شیخ صاحب موصوف سے حجّت کی۔ (جیساکہ محمد برہان الدین نے جامع النور میں "افتراءً وجرءۃ علی اللہ" کہا) اور جب یہ تصوّر خود اُن کے دادا نجم الدین کا ہی ہے تو پھر اس تصور کو ظاہر

---

۱ سورت کے ہنگامے کے بعد مذکور قیوّم بھائی صاحب کی قبر کی بے حرمتی کی گئی جانگیریں اور اُن کی بیوی اور بیٹے قاسم بھائی سے برأت کی گئی۔ بیوی کی موت پر ظلم ہُوا۔ اُن کی لاش کو بوہرہ قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا گیا، لہٰذا اسلم قبرستان میں دفن کی گئی۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرا نیک عمل میرے ساتھ ہے، جہاں کہیں جگہ ملے مجھے دفنا دینا۔

کرنے میں "جانوں کو بگاڑنے والی" کون سی بات ہے اور یہ "سانپ کا زہر" کیسے ہوا؟ یہ افترا مبین کھلی ہوئی افترا پردازی ہے یا نہیں؟

جب چار[۴] استادوں سے برأت کی گئی اور انہوں نے صاف صاف چیلنج کیا کہ مولانا محمد بدرالدین نے نجم الدین پر نص نہیں کی تب۔ اچھا سنہری موقع تھا کہ ملاجی ان سے بحث کرتے، حجت کرتے اور عقلی، نقلی و قطعی دلائل سے اپنی حقانیت ثابت کرتے۔ اگر ایسا کرتے تو مدت مدیدہ کا جھگڑا ختم ہوجاتا مگر ایسا نہیں کیا، بلکہ زبردستی اقرار کرواکر لعنت ملامت، برأت مقاطعہ، مار پیٹ، لوٹ کھسوٹ، توہین و تذلیل اور انتہائی شداید سے کام لیا۔ جامعہ کے غنڈے طلباء اور اوباش الناس کے ہاتھوں اُن کو خوب پٹوایا گیا اور اُن سے زبردستی میثاق لے کر پھر اُن سے برأت کا اعلان کر دیا۔ ظلمٌ علیٰ ظلم!!

میری زبانی بہزار منت وسماجت جب میری معافی کی عرض منظور ہوئی تب پہلے مجھے شیخ ابراہیم یمنی نے بلا کر اپنی آفس میں چند دلوان جیئوں کے سامنے کچھ سوالات کئے جن کے میں نے جوابات دیئے۔ وہ سوالات اور جوابات حسب ذیل ہیں۔

س (شیخ یمانی) :۔ تاروناما سوں چھے؟
ج (احمد علی) :۔ احمد علی بن ملا قربان حسین!
س (ش ی) :۔ جامعہ ما خدمت کرتا ہوا کتنا سال تھیا؟
ج (احمد علی) :۔ تین[۳] سال تھیا۔
س (ش ی) :۔ کئی کیفیت سی تعلیم آپتو ہتو؟
ج (احمد علی) :۔ جامعہ نی نہج نا مطابق۔
س (ش ی) :۔ سیدنا عبدالقادر نجم الدین پر نص تھئی تہ نا شواہد سوں چھے؟
ج (احمد علی) :۔ ابراہیم بھائی صاحب زکری چار شواہد[۱] بتاتے تھے وہ اس طرح کہ پونہ میں سورت

۱؎ جماعت میں انتشار نہ ہو، اس خیال سے ساتھ رہنے کی غرض سے، دوسرے کی زبانی چار نام نہاد شواہد میں نے بتائے۔ حالانکہ درحقیقت یہ چاروں باتیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ پونہ اور سورت میں "النجم الثاقب" کے بیان کے مطابق اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مولانا محمد بدرالدین قس نے نجم الدین کی تعریف کی اور دونوں بھائیوں کے سامنے پہلی رجب کو نص کرنے کا وعدہ کیا، اس میں بھی نجم الدین کا تو نام ہے ہی نہیں اور حسام الدین سے بقول "البطشۃ الکبریٰ" ایسی باتیں کہیں جس سے وہ خوش ہوئے فقط کہیں بھی نص کا ذکر ہے ہی نہیں۔ کوٹھاری ظلم کے شکنجے سے چھوٹنے کی خاطر میں نے ابراہیم بھائی صاحب زکری کی زبانی یہ نام نہاد چار شواہد بتائے تھے۔ یہ میرا عقیدہ ہرگز نہ تھا۔ م

میں اور دو میاں صاحبوں کے سامنے اور سیدنا حسام الدّین کے سامنے مقدس سیدنا بدر الدّین صاحب نے نص کی۔

آلٹ تپاس کرتے ہوئے شیخ یمانی نے مجھ سے پوچھا کہ

س :۔ تمنے کوئی نص بات سوال کیدو چھے ؟

ج (احمد علی): نہیں !

س (شیخ رجب علی) :۔ حاتم بھائی صاحب بن فضل بھائی صاحب قطب الدّین تارا مکان پر نص بابت تمنے سوال کرواسنے آیا تھا نے ؟

ج (مجھے یاد آیا۔ مَیں نے کہا کہ) ہاں ! آئے تھے اور میں نے اُن کو ایک رسالہ دیا جو شیخ اسمٰعیل عطّار کا ہے۔(یہ رسالہ شیخ عبد القادر تپیانے مجھے دیا تھا) حاتم بھائی صاحب کو مَیں نے نص کے متعلق کھلی بات نہیں کہی تھی البتّہ یہ رسالہ دے دیا اور کہا کہ اس کو دیکھ لینا (اس رسالہ کا نام ہے "السیرۃ النجمیہ منتخب السیر")

س (شیخ رجب علی) :۔ تو یہ کھلّم کھلّا کہیو چھے کہ نص نتھی تھئی !! ہمارا پاسے شاہد موجود چھے۔

ج (احمد علی) :۔ شاہد نے حاضر کرو۔

یہاں شیخ اور شیخ رجب علی خاموش ہوگئے۔ (شاہد ہوتے تو حاضر کرتے !)

ایک ضروری نوٹ :۔ مذکور مرحوم حاتم بھائی صاحب کو مَیں ٹیوشن پڑھاتا تھا۔ اثنائے سبق وہ اکثر نجمی خاندان اور نجمی اقتدار کے خلاف باتیں کرتے کیوں کہ اُن کے والد فضل بھائی صاحب قطب الدّین (ماذون) کٹّر مخالف تھے۔ وہ تو نجمی دعوت کو بیت الخلاء سے تشبیہ دیتے گھر میں نص کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہوں گی اس لئے حاتم بھائی صاحب مجھ سے صحیح حقیقت جاننے کی کوشش کرتے مگر مَیں اُن کو کھل کر کوئی بات بتانے سے گریز کرتا۔ ایک مرتبہ سخت بیمار ہونے کے باوجود بڑی مشکل سے وہ میرے گھر آئے اور پھر نص کا ایک ہی سوال لے کر آئے اور مَیں نے اُن کو شیخ عطّار کا رسالہ دے دیا جس میں نجم الدّین کا، نص نہ ہونے کا صاف صاف اقرار لکھا ہوا ہے۔ اجّین کی ایک وعظ میں اور ان کے بیٹوں کے سامنے گھر میں انہوں نے کہا ہے کہ نص نہیں ہوئی !! ——

س (شیخ یمانی):۔ (ایک دم جھنجھلا کر چلّا کر پوچھا) تہ وقت تاری تصوّر انقطاع نی ہتی ؛

ج (احمد علی):۔ ہاں، ہتی!

(میرا جواب سُن کر یمانی وغیرہ سکتہ میں آ گئے اور پھر شیخ رجب علی سے کہا کہ "بس بس، ہوے گھنا ابواب کھُلی گیا"۔ پھر یمانی شیخ نے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا)

س:۔ تہ عرصہ سی ہمنا تک چالیس[۴۰] سال تھیا۔ کیم چالیس سال نی تاری آ تصوّر چھے نے ؛

ج (احمد علی):۔ نہیں، چالیس نہیں، تیس[۳۰] سال تھیا۔

(میرے جواب کو درست نہ مانتے ہوئے پھر پوری طاقت سے چلّا کر پوچھا)

س (شیخ یمانی):۔ ہوے ہمنا بھی یہ ج تصوّر چھے نے ؟؟

ج (احمد علی):۔ جی.... ! (اتنا کہہ کر میں سوچنے لگا کہ ہاں کہوں یا نہ کہوں۔ ابھی میں نے کچھ کہا بھی نہ تھا کہ اس سے پہلے ہی شیخ محمد شاکر نے مداخلت کر کے زور سے چلّا کر کہا کہ "جی ہاں" کہتا ہے ! (زبردستی اُس نے یہ کہہ کر یہ بتایا کہ میں ایسا کہتا ہوں کہ جی ہاں، ابھی بھی میرا یہی تصوّر ہے۔ محمد شاکر کی اِس مکّاری پر میں خاموش رہا، اور میں نے اُس کی اِس مکّارانہ بات کو رَد نہیں کیا۔ میری مرضی تھی کہ کچھ بچاؤ کروں مگر ایسی کوئی گنجائش نہ تھی اور نص نہیں ہونے کی بات تو میرے ضمیر کی آواز تھی لہٰذا میں خاموش رہا اور بعد میں اُس جواب کی بنیاد پر جتنے بھی سوالات ہوئے اُن کے جوابات میں نے صاف صاف اِس طرح دیئے کہ "میں نص نہیں ہونے کا قائل ہوں"۔

س (شیخ یمانی):۔ جہ وقت انقطاع نی تصوّر ہتی تو زینی بنگلے[۱] کیم آیو ؟

ج (احمد علی):۔ (خموشی)

س (شیخ یمانی):۔ آ تصوّر کون شخص سی لیدی ؟

ج (احمد علی):۔ مرحوم شیخ فدا حسین ابن رسول بھائی حاوودوالا (جامعہ نا استاد) سی آ تصوّر لیدی۔

---

[۱] تکلیف زیادہ ہونے کے باعث راقم (احمد علی)، میرے بھائی شیخ یعقوب علی کے ساتھ صبح کی نماز سے قبل زینی بنگلے مُلّاجی صاحب سے معافی طلب کرنے کے لئے گیا تھا تاکہ ظلم میں کچھ کمی آئے۔

(یہ جواب سُن کر شیخ یمانی اور شیخ رجب علی آپس میں کہنے لگے کہ "فدا حسین پر سیدنا نو کتنو کرم ہتو تہ ساتھ اہنی بھی آج تصوّر ہتی ! !)

س (شیخ یمانی) :- دو بارہ یہج سوال کری نے کہیو کہ تُو برابر کہے چھے ؟ کھوٹو الزام تو نہیں لگاد تو نے ؟

ج (احمد علی) :- ہیں برابر کہوں چھوں ۔ کھوٹو الزام نتھی ۔

س (شیخ یمانی) :- شیخ محمّد علی مصری نا کتابو نے اہنا موت پچھے تو یہ کیم تپاسا ؟

ج (احمد علی) :- یہ واسطے کہ اہماں کوئی اہوی کتاب وغیرہ ہوئے تو نکالی لیواماں آدے کہ جہ سی نص بابت مواخذہ تھئی سکے ۔

س (شیخ یمانی) :- اہماں سرکاری خزانہ نا کتابو ہتا ؟

ج (احمد علی) :- ہاں ہتا ۔

س (شیخ یمانی) :- یہ کہاں گیا ؟

ج (احمد علی) :- خزانچی شیخ محمد بھائی نے پہونچاوی دیدا ۔

س (شیخ یمانی) :- تو اہماسی کتابو لیدا ؟

ج (احمد علی) :- نہیں !

س (شیخ یمانی) :- تہ وقت ساتھے کون ہتو ؟

ج (احمد علی) :- ملّا یوسف علی بوندی والا، شیخ مصری صاحب نا سسراجی !

س (شیخ یمانی) :- ہمنا آ تصوّر پر کون کون چھے ؟

ج (احمد علی) :- شیخ سجّاد حسین، شیخ احمد علی انے شیخ غلام عبّاس ۔

(غور طلب بات ہے کہ شیخ سجّاد حسین صاحب اور شیخ علی احمد کا تو مواخذہ ہو چکا تھا۔ اب رہے ہے شیخ غلام عباس تو اُس کو بچانے کے لئے شیخ محمد شاکر (جو میری زبانی لکھ رہا تھا) برا خلت کر کے مکّارانہ لہجہ میں بولا۔ "جیپوری ؟" (یعنی شیخ غلام عباس جیپوری جو اودے پور میں تھے) شاکر کا مطلب یہ تھا کہ سنیلی نہیں جیپوری۔ اِس اعتراض کا میں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس سے

سنیلی کا بچاؤ ہوگیا اور وہ بھی اِس لئے کہ سنیلی کو اُن کو بچانا ہی تھا حالاں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ میرا مقصد سنیلی ہی ہے جیپوری نہیں)

س (شیخ یمانی) :۔ ہوے سُوں ؟

ج (احمد علی) :۔ (بالکل جواب ندارد۔ دیر پا خموشی !)

س (شیخ یمانی) :۔ لکم (تمہارا دین تمہارے ساتھ، میرا دین میرے ساتھ۔ اللہ کی زمین کشادہ ہے) جہ وقت بھی خدا ملاوسے تو ملیسوں۔

مجلس برخواست

نوٹ :۔ شیخ حسن علی صاحب سے برأت نہیں کرنے سے حقیر ماخوذ ہُوا۔ مجھ سے برأت کی گئی، اور برأت کے بعد مار پیٹ لوٹ کھسوٹ کرکے میرا دماغ مفلوج کیا گیا۔ پھر معافی کی عرض کرنے پر حسب بالا میری زبانی لی گئی۔ اس زبانی میں مَیں نے پہلے تو اپنے بچاؤ کی خاطر دوسروں کی زبانی اداکرتے ہوئے حکایۃً نص ہونے کی بات کہی۔ پھر اُلٹ تپاسس میں مَیں نے صاف کہہ دیا کہ نص نہیں ہُوئی ہے۔ آخر میں شیخ یمانی نے پوچھا۔ "ہوے سُوں ؟" یعنی اب تیرا کیا کہنا ہے ؟ کیا معافی چاہتا ہے یا نہیں ؟ حقیر بالکل خاموش رہا۔ یمانی نے برأت کا اعلان کردیا۔ اور بس ! اب قارئین کرام بتائیں کہ یمانی نے میرے ساتھ کون سی حجّت کی ؟ البتہ جبراً وقہراً اقرار کروایا اور اقرار کرنے پر برأت کا اعلان کیا۔ اسی طرح میرے تینوں ساتھیوں سے فقط اقرار کروایا۔ نہ کوئی حجّت ہے نہ بحث، نہ کوئی علمی تقریر ہے نہ مناظرہ !

بات یہ ہے کہ جب بار بار یہ کہا گیا کہ اگر ملّاجی صحیح ہوتے تو جبر و تشدّد کی بجائے علمی بحث کرتے، حجّت کرتے، تب ملّاجی نے مصر میں یہ شوشہ چھوڑا کہ "شیخ ابراہیم نے انکار کرنیوالوں کے ساتھ حجّت کی"۔ الغرض مذکورہ بالا حقیقت سے ثابت ہُوا کہ یہ برہانی افتراءِ مبین ہے۔

میرے اِس اقرار کے بعد ظلم کی لہر زیادہ تیز ہوگئی۔ جوق در جوق طلباء، اور شابیوں کا ہجوم

میرے گھر پر، لعنت کا شور، گالیوں کی بارش، فحش بکواس (نعوذ باللہ) مار پیٹ، ٹھوکریں کی بھرمار، گھر جلانے کی پکار، میں گھر میں اکیلا اور اِس طرح ظلم وستم کی یلغار! اللہ اللہ! پھر یمانی آفس میں مذکورہ زبانی کے دستاویز پر دستخط کرائے گئے۔ میں نے دستخط میں عادت کے مطابق اپنے نام کے پہلے "عبدِ سیّدنا طہ" لکھا تو یمانی چلّائے کہ "مانتا نہیں ہے تو عبدِ سیدنا کیوں لکھتا ہے؟" میں نے عبد سیدنا کو مٹانے کے لئے ہاتھ کو دراز کیا مگر پھر کھینچ لیا۔ مگر عوام میں یہی بات پھیلائی گئی کہ "دیکھو! یہ احمق کتنا کٹّر ہے! اپنے دستخط میں "عبدِ سیدنا" کو مٹا دیا!!"

اِس ناٹک کے بعد لعنت کی نعرہ بازی ہوئی، لعنتی گشت نکالا گیا۔ میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر راستے پر گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ فاحش کارٹون بھی جگہ جگہ چسپاں کئے گئے۔ جب ظلم کی انتہا ہو گئی تو مجبوراً میں نے پھر معافی کا چکر چلانے کی کوشش کی۔ جناب شیخ سجّاد حسین کی معافی اور اقرار ہونے کے بعد میری باری آئی۔ موصوف شیخ صاحب کے ساتھ بھی سوائے جبری اقرار اور پھر استغفار کے، کہیں علمی حجّت اور سنجیدہ بحث کا نام ونشان نہیں ہے۔ ہم پر بہت ہی گندے الزامات لگائے گئے پھر دوبارہ میری زبانی ہوئی شیخ یمانی کی آفس میں۔ اُنہوں نے پہلا سوال کیا کہ،

س ۱ :- توُ چالیس سال سی سیدنانے مانتو نہو تو توُ ہوے ایکدم کیم بدلائی گیو؟

ج (احمد علی) :- مہارا تمام کتابو لُٹائی گیا (طلبا رلوٹ کے لے گئے تھے) گھرماں فقط قرآن مجید ہتا۔ سات مرتبہ فال کھولا تو برأت انے جہنّم نی آیتو نکلی۔ تہ سی مَیں فیصلہ کیدو کہ معافی مانگی لؤں تاکہ میں برأت انے جہنّم سی بچی جاؤں۔[1]

س ۲ (شیخ یمانی) :- توُ درسو نماز پڑھاوی رہیو چھے تو سُوں تو نماز پچھے مولانا المنّان ناحق ماں دعا کرے چھے؟

---

[1] میرا مطلب یہ تھا کہ تمہاری قاتلہ برأت اور جہنّم جیسی اذیتوں سے بچ جاؤں اور کوٹھاری یہ سمجھے کہ توبت کے بعد جہنّم کا اقرار کرتا ہے تو وہ لوگ میرے اِس بیان سے بہت ہی خوش ہو گئے۔ میری پیش کردہ آیات مجھ سے لکھوالی اور پھر اس کا خوب خوب پرچار کیا اور کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ شریعِ محمدیؐ میں اِس طرح الغاز کرنا جائز ہے جس طرح مؤمن آل حزقیل نے اپنی جان بچانے کے لئے فرعون کے سامنے اِس طرح الغاز (مبہم ذو معنی) بات کہی کہ جس سے اُن کا ایمان بھی سلامت رہا اور جان بھی بچ گئی۔ آئندہ جوابات میں بھی میں نے الغاز کیا ہے۔ فاعلم

ج (احمد علی) :- ہاں کروں چھوں.

س ۳ (شیخ یمانی) :- تو سیدنا نے مانتو نتھی پچھے دُعا ر کیم کرے چھے ؟

ج (احمد علی) :- چالو رسم پر ملنے دُعا ر کروں چھوں (مطلب یہ کہ عقیدتاً دُعا ء نہیں کرتا بلکہ رسماً کرتا ہوں)

س ۴ (شیخ یمانی) :- اکیلو نماز پڑھے تے وقت نماز پچھے مولانا المنّان نا حق ماں دُعا ر کرسے چھے ؟

ج (احمد علی) :- نہیں !

س ۵ (شیخ یمانی) :- تو دُعا ر نتھی کر تو تو نمک حرامی کیدی !

ج (احمد علی) :- جی ہاں ! نمک حرامی کیدی !! (طنزاً مجھی یہ جملہ کہنا پڑا)

س ۶ (شیخ یمانی) :- تو امام الزّماں صلوات اللہ علیہ نی طرف توجّہ کرے چھے ؟

ج (احمد علی) :- (گھنی دیر تک خموشی انے یمانی نا بار بار تاکیداً سوال کروا پچھے جواب دیدو کہ) ہاں توجّہ کروں چھوں انے مولانا المؤید قس نی دُعا ر الحمام پڑھوں چھوں۔

نوٹ :- بھیانک ماحول میں یمانی کے اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ میں امامی اتصال کا عوید‌ار ہوں جس طرح ہبۃ اللہ مجدوع وغیرہ تھے۔ یمانی کی اس ناکام اور ناپاک کوشش سے اس کا مطلب یہ تھا کہ عوام مجھے کٹّر مخالف سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ مار پیٹ کریں مگر بحمد اللہ اس حقیر نے اس کی زوردار تردید کی اور کہا کہ ہرگز ہرگز میرا دعوےٰ نہیں ہے کہ میں امام علیہ السّلام سے ملا ہوا ہوں۔ امام سے میری ملاقات ہوتی ہے۔ البتہ عام طور سے جس طرح ہر مومن امام کی طرف توجّہ کرتا ہے میں بھی کرتا ہوں۔

س ۷ (شیخ یمانی) :- تارا والدنو سوں خیال چھے ؟

ج (احمد علی) :- یہ مخلص ہتا۔ شروع ماں یہ بھی ماخوذ تھیا ہتا۔ منے اندر رہی سنے دعوت نی خدمت کروانی وصیّت کیدی انے کہیو کہ ہر ایک ڈارم ماں جیم ایک دانہ جنّت نو ہوئے چھے تیم ہر زمان ماں ایک ہادی رہبر ہوئے چھے [1]

---

[1] نوٹ صفحہ ۲۰۶ پر ملاحظہ کیجئے !

س ۸ (شیخ یمانی) :- تارا تینے بھائیو لیعقوب علی، فتح علی انے عبد القیّوم تیم تارا بھیرُو بچاوُ انے شیخ کلیم الدّین پونہ والا کیوا چھے ؟

ج (شیخ احمد علی) :- سگلاج مخلصین چھے۔ (یہاں "مخلصین" حقیقی معنیٰ میں سمجھیے۔ کوٹھاری لوگ انھی کو مخلصین کہتے ہیں جو اُن کو مانتے ہیں اور وہ ہمارے نزدیک غلط ہے)

س ۹ (شیخ یمانی) :- تارا بھائی لیعقوب اودے پورماں جہ عمل کیدو تہ سُوں کہوائے ؟ (یعنی یوتھ الیکشن کا ساتھ دیا ، شبابیوں کا نہیں ، وہ کیا ہے ؟)

ج (احمد علی) :- بھائی یہ غلطی کیدی۔ (ان کو تقیتہ رکھنا تھا)

(یہاں شیخ رجب علی نے جھنجھلا کر کہا "غلطی نہیں کبیرہ گناہ کیا")

س ۱۰ (شیخ یمانی) :- داؤدی بوہرہ بُلیٹن (پرچہ) واچے چھے ؟

ج (احمد علی) :- ہاں بلاناغہ واچوں چھوں !

س ۱۱ (شیخ یمانی) :- تو کیا کیا کتابو دیکھا چھے ؟ اہنا مصنّف کون کون چھے' انے یہ کتابو ستنے کہاں کہاں سی ملا ؟ (یہاں کتابوں سے مراد وہ تمام کتابیں ہیں جن میں لفس نہیں ہونے کا ثبوت ہے)

ج (احمد علی) :- ۱۔ خمائل ائر التعین (مصنّف شیخ چاندخاں) ، ۲۔ کشف التمیز (مصنّف ملّا ابراہیم والوٹی) ، ۳۔ ہذا بصائر وغیرہ۔ خمائل ائر التعین منے ملّا اکبر علی واگیرہ والا اودے پوری سی ملی انے ہذا بصائر فخر الدّین بھائی صاحب

صفحہ ۲۰۵ کی نوٹ ۱

میرے والد ماجد بڑے ہی متقی اور عالم تھے۔ نجمی غلط اقتدار سے اچھی طرح واقف تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ "امام الزّماں کی مدح لکھا کر !" کیوں کہ میں طاہر سیف الدّین کی مدح لکھتا تھا۔ انھوں نے مجھے اشارہ سے منع کیا۔ انھوں نے جو ڈرامہ کی حقیقت بتائی وہ صحیح ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ مدّعی طاہر سیف الدّین کو ہی ہادی رہبر اور جنت کا دانہ سمجھتے تھے۔ ہرگز نہیں ! کوٹھاریوں نے میری اس الغازی بات سے ایسا سمجھ لیا، جیسا کہ انھوں نے مجھے ۸-٦-۰۰ ۱۴ھ خط میں لکھا کہ تُو نے اپنے والد کا قول ہمارے سامنے ادا کیا اور اس کی کیسٹ (آواز) ہمارے پاس موجود ہے۔ (مؤلف) اس خط کا جواب حقیر نے ۲۸ صفحات میں دیا تھا جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ "میری زبانی انتہائی تشدّد کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور جو بھی میں نے کہا وہ ذو معنی کہا ہے۔"

عامر سی ملی۔ (خمائل الراتعین نامی کتاب کے بارے میں سُن کر یمانی اور
شیخ رجب آگ بگولہ ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کہ "اس کتاب میں
کیا کیا لکھا ہے؟" ۔۔ یاد رہے کہ اس کتاب میں نجم الدّین کے سیاہ کرتوت
میں یہ بھی لکھا ہے کہ اُس نے اپنی ماں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس لئے مذکور شیخین بھی
پُرغضب ناک ہوئے اور کہا کہ کیا تُو اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اُسے صحیح
سمجھتا ہے؟! کتنا کٹّر ہے تُو!! ۔۔ الغرض اس کتاب کا نام سن کر وہ
بہت ہی سٹپٹائے۔ اتنے میں ڈیوڑھی پر شور و غُل ہُوا۔ معلوم ہُوا کہ شیخ حسن
علی پر خونی حملہ ہُوا ہے۔ افسوس کہ شیخ صاحب کو دھوکہ دے کر کسی بہانے سے
بُلا لائے اور پھر اُن پر شرمناک المناک حملہ کیا۔ اس حملے کے دوران شیخ
یمانی اور رجب علی مذکور مظلوم شیخ صاحب کے نام نہاد معائب کی چرچا
کرنے لگے اور پھر یمانی نے مجھ سے پوچھا کہ)

س ۱۲ (یمانی) :- کیم تُو اِمامی اتّصال نو دعویٰ کرے چھے انے تُو ایم کہے چھے کہ سلمیہ (شام
کا ایک گاؤں) ماں تنے امامی حضرت نا اشخاص ملا تھا؟

ج (احمد علی) :- مھارو دعویٰ ہرگز نتھی کہ منے اِمام سی اتّصال چھے انے امامی حضرت
نا لوگو منے ملے چھے۔ بالکل غلط چھے آ الزام!! میں سلمیہ سی مصیاف گیو ہتو
وہاں منے علی حیدر ایک عالِم ملا تھا۔ یہ منے اکیس ۲۱ اماموں ناموں بتایا انے
چھیالیس ۴۶ دُعاۃ نا نامو بتایا مولانا بدر الدّین تک انے اسعاف السائل[۱]
نامی ایک کتاب منے بتاوی جہ ماں ایکویس ۲۱ اِماموانے چھیتالیس ۴۶ دُعاۃِ
حق نا ناموانے دعائم الاسلام نو مختصر خلاصہ ہتو۔ میں یہ پچھے نا پانچ دُعاۃ نا نامو
اہما اہنے لکھی آپا ہتا انے یہ عالِم یہ مصیاف نا راست پہاڑی نی مرمّت

[۱] اسعاف السائل نامی کتاب شیخ یحییٰ بھائی بن الشیخ علیجی صاحب برہانپوری (شیخ محمد شاکر کے والد) نے علی حیدر کو مصیاف میں دی تھی جس میں شیخ یحییٰ نے چھیالیس دعاۃ کے ہی نام لکھے تھے۔ اس سے ثابت ہُوا کہ شیخ محمد شاکر کے والد شیخ یحییٰ بھی چھیالیس دعاۃ کو ہی حق کے مانتے تھے۔ میں نے یہ بات مذکور محمد شاکر کے سامنے دیکھ کر کہی جو اس وقت میری اس زبانی کو لکھ رہے تھے۔

کراوا واسطے ایک خط بھی منے آپوا کہ میں سیدنا طاہر سیف الدّین نے پہونچاوی دؤں اتنے تہ یہ میں آپ نے پہونچاوی دیدد انے یہ عالم تہ بعد بمبئی ماں سیدنا سی ملا بھی ہتا۔ میں یہ عالم وغیرہ نے امامی حضرت نا اشخاص ہرگز ہرگز سمجھتو نہوتو. تمھارا اوپر آ الزام غلط چھے۔ (اس سوال کا مَیں نے بہت ہی تفصیل سے جواب دیا اور اس غلط الزام کی سختی سے تردید کی۔

س ۱۳ (یمانی) :- تو یہ پانچ داعیونا نامو لکھی آیا تو یہ ج غرض سی نے کہ یہ پانچ دُعاۃ بُطلان والا چھے ؟

ج (احمدعلی) :- ہاں ! میں اپنے بُطلان والا سمجھی نے ج لکھی آیا۔ (یاد رہے کہ مذکورہ واقعہ سے مَیں نے کوٹھار کو اچھّی طرح واقف کر دیا تھا۔ اس وقت انھوں نے تردید نہیں کی بلکہ میری تحسین کی اور اب اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر اس طرح پیش کر رہے ہیں کہ جس سے مَیں بڑا مُدّعی اور داعی اور امامی حضرت سے اتّصال کا دعوے دار ثابت ہوجاؤں اور لوگ مجھ سے سخت نفرت کریں۔ العیاذ باللہ !)

س ۱۴ (شیخ یمانی) :- مولانا علی ؑ فرمایو چھے کہ جے شخص یہ ممھاری کمر نے توڑی ناکھی ایک تو کافر ناسک (تبیو) انے بیجو مؤمن فاسق۔ ہوے جہ شخص علی ؑ نی کمر نے توڑے تہ سُوں کہوائے۔

ج (احمدعلی) :- ابنِ ملجم کہوائے[1]۔

س ۱۵ (شیخ یمانی) :- مولانا نجم الدّین نے تو کھوٹا مانے چھے تو پچھے اہنے پچھی نا پانچ داعیو نے بھی تو کھوٹا ج مانے چھے نے ؟

ج (احمدعلی) :- ہاں یہ سگلائے نے کھوٹا مانوں چھوں !

س ۱۶ (شیخ یمانی) :- سجّاد (شیخ سجّاد حسین صاحب) نے تو مفید انے معتمد سمجھے چھے نے ؟

---

[1] میں نے بالکل صحیح جواب دیا کہ علی ؑ مولیٰ کی کمر توڑنے والا ابن ملجم ہی ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ محمد برہان الدّین کی رضا سے مسجد میں اودے پور میں خون ریزی کرنے والے شباب یا اور کوئی اُن جیسے دجّال۔ یمانی اور کوٹھاری منے اس جواب کو خوب اچھالتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھو احمق (احمد علی) نے اپنے آپ کو ابن ملجم کہا۔ کون سمجھائے ایسے احمق کوٹھاری اور اُن کے گُرگوں کو ؟ !

ج (احمد علی) :- ہاں ! مفید اسنے معتمد سمجھوں چھوں اسنے متقی بھی !!
س ۱۷ (الشیخ رجب علی) :- تو ایم بھی مانے چھے کہ تارو معاد اہنی طرف تھاسے ؟
ج (احمد علی) :- نہیں یہ بالکل غلط چھے اسنے حقیقت نی تصور نا بھی خلاف چھے۔
س ۱۸ (الشیخ یمانی) :- جامعہ ماں کیوی طرح رہیو ؟
ج (احمد علی) :- معزز مکرم !
س ۱۹ (الشیخ یمانی) :- پچھے استعفاء کیم آپو ؟
ج (احمد علی) :- طبیعت برابر نہیں رہواسی۔
س ۲۰ (الشیخ یمانی) :- (ایک دم غصہ ما ڈانٹ ڈپٹ کری نے بولوکہ) جسمانی بیماری نی فکر
ہتی مگر روحانی مرض نو خیال نہیں !! تو منے اولکھے چھے ؟ تنے جیری ناکھیس !
س ۲۱ (الشیخ رجب علی) :- (ایک کتابچہ منے بتاوی نے سوال کیدو۔ یہ کتاب ماں ایک
طرف ایک بیت لکھی ہوئی تھی - یہ بیت منے بتاوی نے منے پوچھو کہ آبیت
کونی چھے ؟ یہ بیت آمثل ہتی۔

یَا رَبِّ نَوِّرْنَا فَاِنَّا مُظْلِمُوْن   وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْ فَاِنَّا مُجْرِمُوْن

(اے رب ہم کو روشن کر ہم اندھیرے میں ہیں اور معاف کر، رحمت کر، ہم
گنہگار ہیں) آبیت کونی چھے ؟ اسنے کون لکھی چھے ؟
ج (احمد علی) :- آبیت ماری چھے اسنے میں ج لکھی چھول۔
س ۲۲ (الشیخ یمانی) :- اہنی سوں معنی ؟
ج (احمد علی) :- معنی یہ کہ اسے پروردگار تو ہمنے منوّر کر۔ ہمیں انقطاع نی ظلمتا[1]
پڑا ہوا چھے (سائل کی مرضی کے مطابق جواب دے دیا۔ اکثر جوابات کی
یہ ہمشاکلۃ رہی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو خوب حیران کرتے۔ میرے اِس جواب

---

[1] احمد آباد میں مولانا قطب الدین کی کتابیں لوٹی گئیں اور تباہ کی گئیں۔ جہاں کہیں علی کا نام ملا تو کہا گیا کہ دیکھو یہ رافضی کی کتاب ہے۔ اسی طرح ہماری کتابیں لوٹی گئیں اور جہاں کہیں ظلمت یا مُظلِم کا لفظ ملا تو فوراً کہہ دیا کہ دیکھو یہ انقطاعی کی کتاب ہے۔ دیکھیے، تاریخ اپنے آپ کو کس طرح دہراتی ہے !

سے بہت ہی خوش ہو گئے اور شیخ رجب علی نے کہا کہ "دیکھو آ سیدنا برہان الدین آقا نو معجزہ چھے کہ تارا ہاتھ نی لکھی ہوئی تاری ج بیت ملی۔ آ دی سیدنا نی شان قہاریت نی چھے۔ مولانا طاہر سیف الدین بھی قہار ہتا مگر آ مولیٰ ودھی جائے چھے۔ ایک نے پکڑوا ہتا (شیخ حسن علی نے) اسنے چار چار پکڑائی گیا!")

س ۲۳ (شیخ یمانی):۔ امام علیہ السلام نا ظہور تک یا قیامت تک دُعاۃ نو سلسلہ باقی رہسے نے؟

ج (احمد علی):۔ امام علیہ السلام نا ظہور انے قیامت نا سوائے تیجی شاکلت بھی چھے۔ الرسالۃ الخاتمیۃ ماں یہ بیان چھے انے یہ بیان نے مولانا طاہر سیف الدین ضوء نور الحق المبین ماں بھی لئی آیا چھے انے تہ آ چھے۔ "جاریا ذلک (امر الدعاۃ) فی الاستمرار عن کل واحد الی واحد الی اوان ظہور مولانا الطیب ابی القاسم امیر المؤمنین او ورود رسمہ بما یراہ ولیطلبہ انشاء اللہ تعالیٰ" (یعنی دعاۃ کا امر ایک کے بعد دیگر امام طیب ع م کے ظہور تک جاری رہے گا یا آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے فرمان آنے تک جاری رہے گا) مطلب یہ کہ امام ظہور تو نہ کرے مگر سلسلہ بند کرنے کا فرمان بھیجے تو یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ یہ ہے تیسری شاکلت۔ (میرے اس دندان شکن جواب سے یمانی، رجب وغیرہ نام نہاد شورا سکتہ میں آ گئے۔ یمانی کی کال کوٹھری میں سناٹا چھا گیا۔ میرے اس جواب کی تردید اور علمی حجت کی بجائے یمانی چلائے اور بولے)۔ (واہ کیا خوب بولے!)

س ۲۴ (شیخ یمانی):۔ امام ع م نو نوو فرمان آوے وہاں تک یہ سلسلہ جاری رہے تو یہ نوو فرمان کونے آوے؟ سوں تنے آوے؟

ج (احمد علی):۔ (خموش۔ مطلب یہ کہ "جواب جاہلاں باشد خموشی" یہ سوال بالکل جاہلانہ احمقانہ سوال ہے۔ یمانی مجھ سے کہتے ہیں کہ امام ع م کے نئے فرمان کے آنے

تک دعاۃ کا سلسلہ بند ہو سکتا ہے تو کیا فرمانِ امامی تیرے پاس آئے؟
قارئین کرام غور فرمائیں کہ یہ سوال کس حد تک برابر ہے)

ہاں یمانی کو چاہیئے تھا کہ وہ ظہور، قیامت اور امام کے نئے فرمان کے آنے کی تشریح کرتا، حجت کرتا اور اپنی حقانیت ثابت کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ حجت نہیں کی بلکہ بالکل لاجواب ہو گیا۔ ایسا لاجواب کہ گویا اُس کے مُنہ میں کسی نے پتھر ٹھونس دیا ہو۔ اِس آخری جواب نے اُن کو لاجواب کر دیا اور زبانی ختم ہوئی۔

اب کیا؟ اب یہاں یہ بتانے کی زیادہ ضرورت نہیں رہی کہ ہم کتنے مجبور و مقہور تھے۔ ہر طرف سے ظلم و ستم، لعنت ملامت، مار پیٹ، توہین و تذلیل کا دور دورہ تھا۔ لہٰذا یہی عرض کرنا پڑا کہ ہم کو بخش دیا جائے۔ بہزار منت و سماجت معافی میثاق ہُوا۔ اس سے پہلے سولہ[۱۶] صفحات کا اقرار نامہ لکھایا گیا جو کوٹھار نے ہی تیار کیا تھا اور تین شرطیں خاص طور سے لکھائی گئیں۔ (۱) زبان اور قلم بند رکھو گے۔ (۲) جامعہ کے احاطہ میں نہیں آؤ گے اور (۳) ہم جس طرح رکھیں گے ویسے ہی رہنا پڑے گا۔ اس کر توڑ اقرار نامے اور ان شرطوں کے دستاویز پر دستخط لئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میری اس زبانی کی طرح ہی تین اساتذہ کرام کی زبانی ہوئی۔ ہر ایک کی زبانی جبراً اقرار اور پھر استغفار کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اب قارئین کرام ہی بتائیں کہ "علمی حجت" کا اس زبانی میں کہیں بھی پتہ ہے؟! نہیں اور بالکل نہیں! تو پھر مصر میں جامع الازہر کے تخت پر بیٹھ کر سردارِ قوم محمد برہان الدین کا یہ کہنا کہ "شیخ ابراہیم معین الدین الیمانی کہ جہ لی خدمت دعوت ماں گھنی چھے تہ یہ انکار کرنار اؤ ساتھے حجت کیدی چھے" برہانی افترائِ مبین ہے یا نہیں؟ ضرور ہے! فمن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب الخ ایسے مُفتری کے برابر ظالم کون ہو سکتا ہے؟ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؕ

ستم بالائے ستم اس زبانی اور پھر اقرار و استغفار اور پھر معافی و میثاق اور سردارِ قوم کے سلام کے بعد اسی بیٹھک میں یوسف

نجم الدین امیر الجامعہ نے میرا اسلام نہ لیتے ہوئے مجھ سے غضب ناک لہجے میں کہا کہ "جاؤ یہاں قدم نہ موکجو۔ اتنے طلبا رسی وات نہ کرجو" مطلب یہ کہ مذکورۂ بالا سب کچھ ہونے کے بعد بھی وہی برائت، وہی ظلم وستم، وہی غیظ وغضب اور چند ایام کے بعد اسی طرح پھر ظلم وستم کا دور دورہ شروع ہو گیا اور یوسف نجم الدین نے اپنی زہریلی تقریر میں کہا کہ "آقا مولیٰ معاف کری دیدو چھے مگر ہمیں قیامت تک معاف نہیں کریں۔ وقتاً فوقتاً اہوی نوی نوی اسکیمو بناؤ کہ آجارے اپناگھرماں بھی چین سی نہ بیٹھے" مطلب یہ کہ عمر بھر گھر میں رہیں اور گھٹ گھٹ کر مرجائیں!! اللہ اللہ! بقول ئے "ہم کس خیال میں ہیں فلک کس خیال میں" وائی۔این کی یہ چال خاک میں مل گئی۔!!

مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

آہ! شیخ یعقوب علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا جنم اودے پور میں بتاریخ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ ہوا۔ اسی روز رسولپورہ کی مسجد کا افتتاح ہوا اور پہلی اذان ہوئی۔ عین اذان کے وقت آپکی ولادت ہوئی۔ اسی مسجد میں آپ کے والد ماجد مرحوم ملّا قربان حسین ولد ملّا احمد جی ولد ملّا ہبۃ اللہ جی ولد ابراہیم جی ولد لقمان جی راجنگر والے نے چالیس سال تک نماز پڑھائی اور اس مسجد کی تعمیر و ترمیم میں آپ نے بڑا حصہ لیا۔ والد صاحب کی زندگی میں (جب آپ عامل ہو گئے تھے) اور ان کی وفات کے بعد شیخ یعقوب علی نے قریب چالیس سال تک نماز کی تولی کی۔ آخر میں جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ کی پہلی رات اتوار کی رات کو آپ دل کے دورے پڑنے سے ہنستے بولتے وفات ہوئے اور پوری رات اسی مسجد

میں آپ کے جنازے کے آس پاس تلاوتِ قرآن کا سلسلہ رہا اور بعد نماز فجر آپ کے جنازے کی نماز آپ کے بھائی (راقم) (شیخ احمد علی) نے پوری داؤدی بوہرہ جماعت (اودے پور) کی شرکت میں پڑھائی اور اپنے ہی خاندان کے چبوترے میں آپ کو دفن کیا۔ رحمہ اللہ و غفرلہ بحق معفخ الہم صلعم۔

بیس سال کی عمر سے ستّر سال کی عمر تک آپ نے اودے پور کی اس مسجد میں اور مدرسے میں، پھر پونہ، زنجبار (افریقہ) اور علی راجپور میں عملی اور تعلیمی مقبول خدمتیں کیں۔ زنجبار کی حکومت کی طرف سے معلّم قرآن کی سند اور سیفی کوٹھار کی طرف سے حدّیۃ اور تعلیمی سندیں آپ کو ملیں اور ہر جگہ مقبولِ عام رہے۔ عملی علمی خدمات کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتے رہے۔ اپنی زندگی کی ابتدا ہی میں ہی آپ کوٹھار کی غاصبانہ اصلیت سے واقف ہو گئے تھے لیکن تقیہ اور تقویٰ کے ساتھ بظاہر ان کی خدمت کرتے رہے اور بباطن اپنے صحیح تصوّر پر اٹل رہے۔

سنہ ۱۳۹۰ھ میں اودے پور میں جب میونسپلٹی الیکشن میں کوٹھار کے چاروں کے چاروں نمائندوں کی شکست ہوئی اور یوتھ والوں کے تین نمائندے جیت گئے تب ہمارے شیخ صاحب نے یوتھ والوں کا ساتھ دیا جس کی پاداش میں کوٹھار نے آپ سے برائت کر دی۔ آپ کوٹھاری ظالمانہ عتاب کے شکار ہوئے۔ گلیاکوٹ میں آپ کی انتہائی تذلیل کی گئی۔ مار ڈالنے تک کی سازش ہوئی۔ آپ چند مدّت کے وقفے کے بعد مظلوم یوتھ والوں کی حمایت کے لئے میدان میں کود پڑے اور عزمِ مصمّم کر لیا کہ "زندہ رہے تو غازی اور مر گئے تو شہید!"

بوہرہ یوتھ کی جانب سے بتاریخ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۷۵ء ہونے والے ننّو جوڑوں کے نکاح کی تولی کی آپ نے صدارت کی اور اس سے پیشتر عشرۂ مبارکہ کے وعظ کی تولی کی۔ سنہ ۱۳۹۹ھ میں حج کے قافلہ کی قیادت کی جو یوتھ کی تحریک میں پہلی مرتبہ حج کے لئے تیار ہوا تھا۔ اسی طرح شیخ موت، شادی وغیرہ مذہبی امور کو مخلصانہ طور سے بخوبی نیک انجام پہنچاتے رہے۔ آپ اپنی برادری والوں کے ساتھ ساتھ عام بندگانِ خدا کے

ساتھ اچھا سلوک رکھتے تھے۔ آپ باوقار وسکینۃ، خوش وضع، خوش پوش، خوش اخلاق اور نیک کردار تھے۔ ایسے وقت میں آپ بوہرہ یوتھ کو تڑپتے ہوئے چھوڑ گئے جب کہ آپ کی بہت ہی ضرورت تھی۔ مختصر علالت کے بعد آپ ۵ اپریل ۱۹۸۱ء اللہ کو اللہ کے پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

اللہ سبحانہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے۔ محمدؐ اور آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم وسلامہ کے جوار میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین یارب العالمین!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تیسری عالمی کانفرنس

۶، ۷، ۸، فروری ۱۹۸۱ء کو بمبئی میں تیسری داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس بہت ہی کامیاب ہوئی۔ پانچ سو کے قریب مرد وزن اودے پور سے گئے تھے۔ ملّاجی صاحب نے اس کانفرنس کو توڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ بالکل ناکام رہے اور کانفرنس ہو کے رہی۔

۱۴۰۱ھ کا حج وزیارت ٹور

بحمد اللہ ۱۴۰۱ھ کی حج کے لئے اودے پور سے راقم (احمد علی) کی قیادت میں تیس ۳۰ سے زائد اشخاص کا قافلہ تیار ہوا ہے۔ یہ قافلہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ بمبئی سے اسٹیمر سے کویت روانہ ہوگا۔ کویت سے بس کے ذریعے المدینۃ المنورہ، مکۃ المکرمہ، شام اور عراق کے سفر کے بعد واپس کویت بمبئی ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ واپس ہوگا۔ قافلہ مسلم ٹور کارپوریشن (اندھیری بمبئی) کے ذریعہ روانہ ہوگا انشاء اللہ العزیز و باللہ الحول والقوۃ ولہ الحمد والشکر کثیراً کثیرا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

احمد علی راج
اودے پور (راجستھان) الہند

۷ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ جمعہ
۷ اگست ۱۹۸۱ء

تنظیم اشاعت اسلامی تعلیم ۶۶، ذاکر حسین مارگ اودے پور ۳۱۳۰۰۱

اودے پور میں بوہرہ یوتھ کے قیام کے سات آٹھ سال کے بعد ۱۳۹۹ھ میں حج کے لئے میرے بھائی مرحوم شیخ یعقوب علی کی قیادت میں سترہ اشخاص کا قافلہ نکلا، پھر دوسرے سال ۱۴۰۰ھ میں حج کے لئے مسلم ٹور کارپوریشن (اندھیری، بمبئی) کے زیر انتظام میرے بہنوئی غلام عباس بھائی کی قیادت میں چودہ اشخاص اور حج کمیٹی کے ذریعہ جناب غلام عباس بھائی کھاکھر والے کی قیادت میں گیارہ اشخاص کا قافلہ نکلا۔ موت اور شادی وغیرہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد حج و زیارات کی ہماری یہ کامیابی کوٹھار کیلئے ایک زبردست شکست ہے۔ جنہوں نے ہمارے لئے تمام مزارات کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ ٹور ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ثابت ہوا ہے۔ اس ٹور میں کل ۱۸ اشخاص تھے۔ بحمد اللہ تیسرا قافلہ چھتیس ۳۶ اشخاص پر مشتمل مذکور حج و زیارت ٹور کے ذریعہ ۱۴۰۲ھ کے ذی القعدہ کی چھٹی تاریخ بروز جمعہ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۸۱ء اودے پور سے حقیر راقم (احمد علی راج) کی قیادت میں بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ نکلا۔ میرے رفقاءِ کرام کے نام ہیں۔ (۱) ملّا فتح علی (میرے بھائی) اور (۲) بھاوج میمونہ بائی (۳) ان کی بہن بانو بائی (۴) صادق علی رتنا والے (میرے بہنوئی)، (۵) و (۶) صادق علی محب و زوجہ الہ رکھی بائی (۷) و (۸) اکبر علی حکیم و زوجہ اسما بائی، (۹) و (۱۰) الہ بخش کتھا والے و زوجہ شیریں بائی (۱۱) و (۱۲) زوّار حسین وکیل و زوجہ حسینہ بائی (۱۳) و (۱۴) عبد علی صابن والا و زوجہ میمونہ بائی (۱۵) و (۱۶) قمرالدّین ہیتا والا و زوجہ صغریٰ بائی (۱۷) و (۱۸) عابد حسین کتھا والا و زوجہ فاطمہ بائی میری (۱۹) و (۲۰) سیف الدّین پلانہ والا و زوجہ خدیجہ بائی (۲۱)، (۲۲) و (۲۳) عبد علی ماسٹر و زوجہ خدیجہ بائی اور ان کی ساس رقیّہ بائی پالی والا (۲۴)، (۲۵) و (۲۶) سیف الدّین سینسر و زوجہ زینب بائی اور ان کی بھانجی صغریٰ بائی کھولیا والا (۲۷) صغریٰ بائی پان والا (۲۸) صفیہ بائی کولیاری والا (۲۹) اسما بائی کانکرولی والا (۳۰) فاطمہ بائی ہیتا والا (۳۱) صغریٰ بائی جے پور والا (۳۲) آمنہ بائی کتریا والا (۳۳) و (۳۴) میمونہ

بائی زوجہا وصدق حسین (۳۵) و (۳۶) بانو بائی اور ان کی بیٹی لیکچرار محفوظہ بائی سنوار والا ـــ ان کے علاوہ طیّارہ سے سفر کرنے والے عبدالطیّب عطروالا اور ان کی زوجہ رکھو بائی، کویت سے آنے والے قطب الدّین کولیاری والا وزوجہ شیریں بائی لیسٹر (انگلینڈ) سے آنے والے نورالدّین وناٹ وزوجہ فضۃ بائی اور کراچی سے آنے والے بھائی شرفعلی تاج اور ان کے بیٹے تھے۔ اِس طرح سال بہ سال ہمارے حج وزیارات کے قافلے کے شرکاء کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

ہم دسویں تاریخ کو بمبئی سے اسٹیمر سے روانہ ہوئے اور بیسویں[۲۰] تاریخ کو کویت پہنچے۔ بمبئی، کراچی اور کویت میں ہمارا شاندار استقبال ہوا۔ اکیسویں[۲۱] تاریخ کو کویت سے روانہ ہوئے۔ اور بائیسویں[۲۲] کو النجف الاشرف پہنچے۔ اللہ سبحانہ کا ہزارہا شکر کہ آقا علی علیہ السّلام کی زیارت کے ساتھ کربلاء المعلّیٰ میں آقا حسین وعباس علی علیہما السّلام کی زیارت سے مشرّف ہوتے رہے۔ ۲۸ ذی القعدہ کو النجف الاشرف سے وداع ہوکر براہ بغداد وتیما وتبوک وخیبر چھٹی ذی الحجّہ کو مکّۃ المکرّمہ پہنچے، عمرہ کیا اور مصری کیلنڈر کے مطابق ہی نویں[۹] تاریخ عرفہ کے روز عرفات پر حج کا وقفہ کیا۔ والحمدللہ کثیرا۔ حج کے تمام مناسک ادا کرنے کے بعد بیسویں[۲۰] تاریخ تک مکّۃ المکرّمہ میں رہے مکّہ آنے سے پہلے ایک دن اور پھر حج کے بعد نو[۹] دن تک المدینۃ المنوّرہ میں آنحضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کی اور مسجد نبوی کی برکات اور زیارت سے بہرہ ور ہونے کے بعد دمشق میں دو دن رہ کر نویں[۹] محرّم سنہ ۱۴۰۲ھ کو کربلاء المعلّیٰ پہنچ گئے اور یوم عاشور کربلا میں مظلوم حسین امام ع م کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس عرصہ میں باری باری نجف کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ سولویں[۱۶] (جمعہ) کو وداع ہوکر اٹھارویں[۱۸] کو کویت واپس لوٹ آئے۔ کویت میں میرے پندرہ روزہ قیام کے درمیان بوہرہ یوتھ کے دو سو جوانوں کی (جو بارہ[۱۲] مسکن (کلب) اور سات مکانات میں رہتے ہیں) ملاقاتیں مجالس حسین ع م اور دعوتوں کے ذریعہ ہوتی رہیں۔ وہاں مذہبی تعلیم وتنظیم کا انتظام بھی کیا۔ پھر بحمداللہ خیر وعافیت کے ساتھ چھٹی صفر المظفر سنہ ۱۴۰۲ھ خمیس کے

دن مکمّل تین مہینے کے بعد وطنِ عزیز اودے پور میں ہم شاندار استقبال، جلسے جلوس اور کھانے کی عام دعوت کے ساتھ پہنچے۔

بوہرہ یوتھ کے حج و زیارت ٹور کے مقابلے میں ملّاجی کا ٹور

بقول ائے "تو سو چوہے کھا کر بلّی چلی حج کو!" ملّاجی نے بھی ہمارے مدِ مقابل ہمارے اعلانِ حج کے بعد ۲۷ شوّال کو حج کا اعلان کیا اور وِداعی مجلس میں بقول "نسیم سحر" شمارہ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ ملّاجی نے فرمایا۔ "دعوت نا دشمنو اپنا پہلا پہنچی گیا چھے، اُنے یہ سگلا ناسئوں ارادہ چھے تہ سگلا جانے چھے"۔ یہ حقیقت ہے کہ سیدنا صاحب عشرہ کے لئے ملّاجی کی بھرپور تیاری ہو رہی تھی مگر ملّاجی نے یوتھ والوں کا پیچھا کرنے کے لئے ہی حج کے ٹور کا اعلان کر کے بقولِ "نسیم سحر" پانچ ہزار کا قافلہ لیکر مکّہ پہنچے۔ حج کا تو نام تھا حج کی ٹٹّی کی آڑ میں ہزاروں حاجیوں سے کروڑوں روپئے ہڑپ کئے۔ رہن سہن کا انتظام کافی نہ ہونے کے سبب ہی بقولِ شباب موت اور مرض میں سینکڑوں حجّاج مبتلا ہوئے۔ بقولِ "نسیم سحر" گیارہ مرگئے جن میں یوتھ والوں پر ظلم کرنیوالوں میں پیش پیش رہنے والے شیخ محمد حسین ہوشنگ آبادی بھی تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اسی شیخ جی نے "اودے پور، حقیقت کے آئینے میں" والا جھوٹ کا پلندہ شائع کیا تھا۔ (دیکھئے صفحہ) "نسیم سحر" کا یہ لکھنا غلط ہے کہ "گرمی زیادہ تھی اِس لئے مرگئے"۔ بحمد اللہ موسم معتدل تھا۔ وہاں چند شامیوں نے ہم سے مَدَد لی دعائیں پڑھنے میں اور کہا کہ "رباط کے منتظمین تو ناشتے اُڑانے میں پڑے ہیں۔ وہ ہمیں کچھ نہیں بتاتے کہ کس طرح عمل کرنا چاہیئے"۔ بحمد اللہ ہمارا ارادہ تھا صحیح طور سے حج اور زیارت کرنا اور حج اور زیارات کے بعد خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا۔ اللہ ہماری مدد کرے۔ آمین! —— اور ملّاجی کا ارادہ تھا نام و نمود اور دِکھاوا کرنا، دُنیا کے شاہوں کے پیچھے دَوڑنا اور یوتھی حجّاج کو ہر طرح سے ایذاء پہنچا کر مرعوب کرنا کہ آئندہ یہ لوگ حج کے لئے نہ نکلیں۔ اسی لئے تو وہ حج سے پہلے ریاض پہنچے اور ملک خالد کے بیٹے کی

سالگرہ کے جشن میں شریک ہوئے اور نفیس ترین تحفے اُن کو دیئے اور دوران حج منیٰ و جدّہ میں اُن کی جوتی برداری کرتے رہے جس طرح ابوسفیان بتوں کو بغل میں لئے ہوئے نماز میں شریک ہوتا تھا ـــــ دوسری طرف ان کے ہی ظالمانہ حکم پر شاہیوں نے چاروں حرم شریف میں بوڑھی بھائیوں اور بہنوں کو لعنت، گالی گلوچ، مُکّے دھکّے، جھٹے، لات، گھٹنے کی مار سے سخت ایذائیں پہنچائیں۔ کربلا، اور نجف میں میں نے ٹور کے منتظم اعلیٰ سید سعدالدّین صاحب کے ساتھ جاکر وزیرالاوقاف والشؤن الدینیہ انور صاحب کو رپورٹ کی اور ملّاجی کی بدعتوں کے بارے میں پمفلٹ بھی دیئے۔ انہوں نے میری شکایت سُنی، تسلّی دی اور ایک نسخہ قرآن کریم کا ہدیۃً دیا جو بہت ہی نفیس، ضخیم اور قیمتی ہے۔ مکّۃ المکرمہ میں مروہ ٹیکری پر ۱۲ تاریخ کو جب کہ حُجّاج کرام کا بے پناہ ہجوم تھا، لعنت کی گونج میں چند کوٹھاریوں نے مجھے نیچے گرانے کی ناپاک کوشش کی، تاکہ میں ہزاروں حجّاج کے پیروں تلے شہید ہوجاؤں۔ اگر مجھے وہاں شہادت نصیب ہوتی تو وہ میری انتہائی سعادت ہوتی لیکن اللہ سبحانہ کو یہ منظور ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے مزید دُنیا میں رہوں والحمداللہ ! وہاں میں نے سنا کہ ملّاجی طواف کے سات شوط (پھیرے) کی بجائے دو تین ہی شوط پر اکتفا کرتے ہیں۔ تحقیق کیلئے میں دو مرتبہ ان کے پیچھے پیچھے رہا اور جو بات سُنی تھی وہ سچّی پائی۔ اسی لئے ملّاجی والوں نے مجھے گھور گھور کر دیکھا اور ایک نے تو مجھے مُکّا بھی مارا۔ اسی طرح مسجد نبوی میں ہم بہت ستائے گئے۔ ایک روز ایک ملّا نے جو میرا شاگرد تھا مجھے مصلّے پر زور سے لات ماری۔ میں نے اس کو پکڑا اور پولس کے ذریعہ پولس انسپکٹر کے پاس پہنچا اور استغاثہ کیا۔ انسپکٹر نے سوال کیا کہ یہ لوگ تم کو مارتے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے تفصیل سے ملّاجی کی بدعتوں اور مظالم کا ذکر کیا۔ انسپکٹر نے غضب ناک ہوکر ملّا سے کہا کہ تم لوگ کافر ہو! تیرا شیخ (برہان الدّین) ہے کون؟ مَن هو؟ کیا وہ نبی ہے؟ ملّا نے کہا نہیں۔ انسپکٹر نے پوچھا کیا وہ ولی ہے؟ ملّا نے کہا نہیں! انسپکٹر نے سوال کیا پھر وہ ہے کون؟ ملّا کی زبان لڑکھڑانے لگی، پھر خموش ہوگیا!!

انسپکٹر نے کہا کہ تو نے یہ ذلیل حرکت کیوں کی ؟ ملّا کہنے لگا کہ ہم ایسا کیسے کرنے لگے جب کہ ہم زیارت اور عبادت کے لئے آئے ہیں۔ بہت ہی عاجزی کے ساتھ ایسا کہا تو انسپکٹر نے مجھ سے کہا کہ تیرے پاس شاہد ہیں ؟ میں نے کہا کہ اِس شخص نے پیچھے پیر سے لات ماری جس کو کسی نے دیکھا نہیں۔ سوائے اللہ کے میرا کون شاہد ہوسکتا ہے ؛ انسپکٹر نے ملّا سے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھا کے جواب دے۔ ملّا نے اللہ سبحانہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ میں نے لات نہیں ماری۔ انسپکٹر نے مجھ سے کہا کہ "قُل لا الہ الا اللہ اٰمنت باللہ" (تو کہہ دے کہ لا الہ الا اللہ میں اللہ ہی پر ایمان رکھتا ہوں)۔ میں نے ایسا کہا تو انسپکٹر نے مجھ سے کہا کہ تو اِس شخص کے معاملے کو اللہ کو سونپ دے۔ اللہ اِسے پکڑے گا۔ میں نے ایسا کہا۔ انسپکٹر نے ملّا کو اِتنا کہہ کر چھوڑ دیا کہ "تو اپنے شیخ کو میرا پیغام پہنچا دے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ ہو اور تو اگر ادب نہیں سیکھے گا تو ہم تجھ کو ادب سکھائیں گے۔ اِنْ لم تتأدب فنحن نؤدّبك۔ میں نے انسپکٹر سے کہا کہ یہ شخص آپ کا یہ پیغام اپنے شیخ کو نہیں پہنچائے گا۔ لہٰذا اپنے پولیس کے ذریعہ یہ پیغام پہنچوائیے۔ انسپکٹر نے کہا کہ میں اِس پر لازم کرتا ہوں کہ میرا پیغام پہنچائے اور اب تجھے کوئی بھی ستائے، تو اُسے میرے پاس پکڑ کرلے آنا۔ ہمارے اِس قضیئے کو دو مولوی صاحبان بھی سُن رہے تھے۔ اُنہوں نے بڑی ہی حیرت سے کہا کہ بوہروں کا شیخ کیسا مُسلمان ہے جو حرم شریف میں بھی مار پیٹ کرواتا ہے۔ پھر انہوں نے میرے ساتھ مذہبی گفتگو کی اور مجھے تسلّی دے کر اجازت دی۔ دوسرے روز انسپکٹر کے سامنے اُن تمام بہنوں کی بھی زبانی ہوئی جن کو ملّاجی والوں نے ستایا تھا۔ اور پمفلٹ بھی دیئے جو "جرأت" (مالیگاؤں) نے شائع کئے تھے۔ اُس انسپکٹر کو، ملک خالد اور رابطۃ العالم الاسلامی کے مُدیر محمّد علی الحرکان کو میں نے اِن حالات کی اِطّلاع بذریعۂ خطوط پہنچائی اور سعودی عدالت کے فتوے کے پرچے بھی پہنچائے جو ملّاجی کے مظالم اور بدعتوں کے متعلق شائع ہوئے تھے۔ ملّاجی نے ہم کو حرمِ آمین میں ستا کر ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا البتہ اُس کی جگہ جگہ رُسوائی ہوئی اور ان کے ناپاک ارادے آشکار ہوئے اور ہمارے نیک ارادے

بھی عملاً ظاہر ہوئے۔ یاد رہے کہ میرا انبوی مسجد میں یہ استغاثہ اُس استغاثہ کے مانند تھا جو سورت کی سیفی مسجد میں مَیں نے ملاّجی کے سامنے بروز جمعہ ۱۲/۲۵/ ۱۳۹۱ھ کیا تھا۔ میرے اس استغاثہ کے جواب میں ملاّجی نے اُلٹا مجھے ہی فتنہ انگیز کہہ کر موردِ الزام بنایا اور میرے گھر پر دس ملاّ غنڈوں کو بھیج کر گالی گلوچ اور مار پیٹ کروائی۔ (الامان الحفیظ) مکہ اور مدینہ میں مظالم کے بعد ملاّجی نے محرّم کے عشرہ کے لئے مصر کا لوٹ کیا پھر یمن کا اور پھر عراق کا۔ ہر ایک لوٹ میں ہزاروں حاجیوں سے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا استحصال کیا۔ حج اور زیاراتِ مقدّسہ کے ذریعہ دُنیا داری کرنا انتہائی المناک سانحہ ہے۔ اللہ سبحانہ ہمارے اُن تمام بھائیوں اور بہنوں کو سوجھ بوجھ عطا کرے جو اس ظالم وجابر کے شکنجہ میں پھنسے ہوئے ہیں اور اُن کو ہماری طرح اس سے نجات دلائے۔ آمین۔

بحمد اللہ اودے پور کی بوہرہ یوتھ تحریک اب عالمگیر ہوتی چلی ہے۔ انگلینڈ میں جس طرح بھائی احمد علی لقمانی مذہبی امور کی تولی کرتے ہیں اسی طرح کراچی میں شیخ غلام حسین بیاور والے کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ملاّ غلام اکبر کو ہم نے کینیا مذہبی امور کی تولیّ کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے وہاں بڑی خوبی سے اس نیک کام کو انجام دینا شروع کیا مگر صد افسوس کہ ۱۶ محرّم ۱۴۰۲ھ جمعہ کو وہ ایک ہفتہ کی بیماری کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون — میرے بھائی شیخ یعقوب علی کی طرح اُن کی وفات سے بھی ہم کو زبردست صدمہ ہوا ہے اللہ ان اور ان تمام محبّانِ حق وصداقت کو رحمت ومغفرت بخشے۔ جنہوں نے حق پر رہ کر آخر دم تک ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔

(۱) ۱۴۰۲ھ کے عشرہ مبارکہ میں راقم (احمد علی) نے کربلاء المعلیّ میں، (۲) جناب شیخ سجّاد حسین صاحب مشرقی نے اودے پور میں (۳) جناب ملاّ محمّد صالح سارنگ پور والے نے بمبئی (مکان آدم جی پیر بھائی) میں (۴) جناب ملاّ یونس شکیب مبارک پور والے نے مالیگاؤں میں (۵) جناب احمد علی لقمانی صاحب نے انگلینڈ میں (۶) مرحوم جناب ملاّ غلام اکبر ولد شیخ غلام حسین نے نیروبی وممباسہ (کینیا) میں اور جناب علی محمّد بھائی فبّو نے فتح نگر (راجستھان) میں وعظ اور ذکر امام حسین علیہ السّلام کی مجالس منعقد کی۔ والحمد للہ ربّ العالمین

سیاہ دن

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۸۲ء سوموار اودے پور میں ۱۹۷۳ء میں گلیا کوٹ میں یکم مارچ کو بوہرہ یوتھ کی بے گناہ بہنوں پر جو وحشیانہ ظلم ہُوا اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سیاہ دن منایا گیا۔ وہ اس طرح کہ اس روز پچاس جوانوں نے (جن میں دو لڑکیاں سکینہ ڈاکٹر اور شہناز یحییٰ علی لوہا والے بھی شریک ہُوئیں) خون کا عطیہ دیا اور ۱۶ مارچ (شب ۲۲ جمادی الاولیٰ منگلوار) بارہ اجتماعی نکاح ہوئے۔ اجتماعی نکاح کا یہ دسواں دور تھا۔ اب تک بوہرہ یوتھ کے زیر اہتمام تین سو ساٹھ نکاح ہوئے ہیں۔ اسی مہینے میں کوآپریٹیو اربن بینک اور نرسری اسکول کے بچوّں کا بھی مہتم بالشان پروگرام ہوا مذکورہ اجتماعی نکاحوں میں جناب شیخ حسن علی کے بیٹے معز کے نکاح ملّا محمد صالح سارنگپور والے کی بیٹی کے ساتھ اور ان کے بیٹے شوکت علی کے نکاح محمّد بھائی ٹین والے کی بیٹی کے ساتھ اور راقم الحروف (احمد علی) کے بیٹے لقمان کے نکاح دریۃ بنت اقبال حسین جیواجی کے ساتھ ہوئے تھے۔ نکاح کا یہ جشن جماعت خانے میں بڑے اہتمام کے ساتھ ہُوا۔ اس میں ہزاروں احباب، قوم کے معزز افراد نے بھی شرکت کی تھی۔ شیخ حسن علی صاحب و شیخ سجّاد حسین مشرقی اور راقم الحروف احمد علی نے نکاح پڑھائے تھے۔ والحمدللہ۔

اسی مہینے کی اکتیسویں ۳۱ تاریخ کو ذاکر حسین کرادر والے اودے پور سے بھگائے گئے۔ گلیا کوٹ کے ظلم کے اصل بانی یہی تو تھے۔ اسی لئے مظلومہ بہنوں نے حکومت سے فریاد کی جو سُنی گئی اور وہ اودے پور سے نکالے گئے۔ والحمدللہ۔

ملاّجی عصرِ حاضر کے یزید

مکّہ مکرّمہ ایک ایسا مقام ہے جہاں دُنیا کے کونے کونے سے مسلمان ہر سال ماہ ذی الحجّہ کی نویں تاریخ فریضۂ حج ادا کرنے جمع ہوتے ہیں تاکہ رنگ، نسل، قبیلہ و آپسی اختلافات کو بھول کر اتحاد، اتفاق، میل جول، محبّت و اخوّت کا سبق سیکھیں۔ حرم کعبہ دُنیا کا واحد مقام ہے جس جگہ کے لئے حکم الٰہی ہے کہ "یہاں انسان تو انسان، چرند پرند حتّٰی کہ ہر متنفس

کو امان دی جائے۔" یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پِسّو مارنے کی بھی ممانعت ہے لیکن افسوس کہ مدّعی ملّاجی بُرہان الدّین جو فاطمی دعوت کے داعی ہونے کا دعوےٰ تو کرتے ہیں لیکن دعوت کے الٰہی احکامات کی خلاف ورزی کرتے سے مطلق نہیں ہچکچاتے کیوں کہ امسال کا تازہ واقعہ ہے کہ ملّاجی کا قافلہ حرمِ کعبہ میں اور وے بوڑھے بوڑھی مَردوں، عورتوں، حاجیوں کو دھکّا، ٹکّر، گھُٹنے اور لات مار کر حرمِ کعبہ کی بیحرمتی کا مرتکب ہُوا ہے۔ ملّاجی کا یہ فعلِ قبیح بیشک یزید کی تقلید ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یزیدی گرگوں نے ہی حرمِ کعبہ میں خون خرابہ کرکے حَرَم کی بے حرمتی کی تھی۔ (اداریہ جرأت)

آج قوم کو ضرورت ہے

قوم جن ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہے اُن پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے لیکن صرف ماتم کرنے سے تو مسئلہ حل ہونے سے رہا۔ اس کے تدارک کے لئے افرادِ قوم میں بالغ اور رچی ہُوئی سُوجھ بُوجھ لازمی ہے۔ ضروری ہے کہ قوم سنجیدگی سے اس مسئلہ کا حل تلاش کرے۔ لادینی پھیلانے والے افراد (چاہے دائرۂ اسلام میں رہ کر وہ لادینی پھیلاتے ہوں چاہے دائرۂ اسلام سے باہر رہ کر) کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ڈور نہ سونپی جائے کیوں کہ خُفتہ را خُفتہ کے کُند بیدار یعنی سویا ہُوا سوئے ہُوئے کو کیسے جگا سکتا ہے؟

یاد رکھیے آج قوم میں بیداری لانے کے لئے نہ سیاسی رہنماؤں کی ضرورت ہے نہ دُنیا دار دانشوروں کی نہ ہی اصلاحی ڈھنڈورچیوں کی۔ جس طرح نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے مذہب کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ اُسی طرح مذہب اُن کے ہاتھوں میں بھی کھلونا بنا ہُوا ہے ان کی پیروی کرنے والوں میں دین میں بیداری تو نہیں ہاں دین سے بیزاری ضرور آجاتی ہے۔

بیداری لانے کے لئے آج قوم کو ضرورت ہے ایسے سچّے، مخلص، ہمدردِ قوم مومن کی جو اسلام اور دین کے دائرہ میں رہ کر اپنا محاسبہ کرسکے اور جو بندہ ہو تو صرف اللہ کا۔ (اداریہ جرأت)

"جرأت" کا خصوصی نمبر، "مؤیدی مزار"

(۱) ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۸۲ء کے اس خصوصی نمبر میں "مؤیدی مزار (زاہین)

کے عنوان سے تاریخ و حقائق کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اور اس مزار پر نجمی غاصبوں کے تسلّط اور قبضہ کو بیجا اور غاصبانہ ثابت کرنے سے پہلے باوا ملا خان صاحب، سیدی عبدالقادر حکیم الدین، سیدنا ابراہیم وجیہہ الدین، سیدنا ہبۃ اللہ المؤید فی الدین اور شمس الدین بھائی صاحب کی پاکیزہ زندگی پر کافی شافی بیان دیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مؤیدی مزار کے حقیقی مالک مؤیدی خاندان کے افراد ہیں نہ کہ نجمی خاندان !!

۱۹ر مئی ۱۹۸۲ء مطابق ۲۶ر رجب الاصب ۱۴۰۲ھ کو اجین میں عبدالقادر نجم الدین صاحب کی سَو سالہ برسی منائی جانے کی مناسبت سے بھائی عنایت علی اور صالح بھائی بادشاہ جنہوں نے بڑے ہی آب و تاب سے یہ خصوصی نمبر شائع کیا قابلِ صد تحسین و مبارکباد ہیں۔ اللہ سبحانہٗ مدیرانِ "جرأت" کو جزائے خیر عطا کرے۔ اسی مناسبت سے شیخ کلیم الدین نے بھی "نسیم سحر" کے ماہِ رجب کے شمارے کو عبدالقادر نجم الدین صاحب سے محمد برہان الدین صاحب تک چھے دعویداروں کی جھوٹی تعریف و توصیف اور نام نہاد شانات بالخصوص نام نہاد نص نص کے ذکر سے بھر دیا ہے۔

(۲) چھے تصاویر — چھے۶ نام نہاد داعیوں کی چھ تصاویر (فوٹو) کو شائع کر کے شیخ صاحب نے واضح کر دیا کہ میں نے اس شمارے میں ان چھے۶ موالی اصحاب تصاویر کی جو جو شان بتائی وہ بالکل جھوٹ ہے، بیجان ہے، روح سے خالی ہے۔ "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الاشباحِ الخَالِیَۃِ مِنَ الاَرْوَاحِ"۔ چھیالیس دُعاۃِ حق اس تصویری بُت نمائی سے برتر و بالا ہیں۔ ان دُعاۃِ کرام میں سے کسی ایک بھی داعیٔ حق کی تصویر کہیں نہیں ہے۔ وہ تو اِس شعر کے مطابق شرعِ محمّدی کے پابند تھے۔ ؎

بُت پرستی دینِ احمد میں رَوا آئی نہیں !
اِس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں!

شیخ صادق علی صاحبؒ "بُنیادِ آجہان نی موقوف چھے فنا پَر" والی نصیحت میں تیئیس ۲۳ اشعار کے بعد جس کے چھیالیس ۴۶ (۲۳ داعی یمن کے اور ۲۳ داعی ہند کے۔

۴۶ دعاۃ کے مانند) مصرعے ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں ؎

چھے پیر نص وگرنا گویا بُتو برابر!
مَتَ تو نَمادے نَرنے پتھر نا دیوتا پر

(از صادق علی صاحب)

بطورِ پیش گوئی اِس شعر کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ چھیالیس دعاۃِ حق کے بعد ۶ چھے پیر نجم الدین سے بُرہان الدین تک جو ہوں گے وہ نص سے خالی، رُوح سے خالی، بُت ہیں بُت۔

(۳) یوسف نہیں عبدالقادر

ص ۳۰ پر شیخ کلیم الدین ابن عبدالقادر ("نسیم سحر" میں بعض مضامین ابن عبدالقادر کے نام سے آتے ہیں اور وہ ہوتے ہیں خود کلیم الدین کے) لکھتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر نجم الدین کا نام نامی سیدنا یوسف بن سیدنا زکی الدین صاحب کے نام سے یوسف رکھا گیا تھا، اس کو سیدنا عبدعلی سیف الدین صاحب نے بدل کر عبدالقادر کیا اور سیدنا زین الدین صاحب نے سیدنا یوسف کے لقب نجم الدین سے آپ کو ملقب کیا۔ (ترجمہ:-) پہلا جواب تو یہ کہ نام کی تبدیلی اچھی بات نہیں سمجھی جاتی۔ اب حقیقت یہ ہے کہ سیدنا عبدعلی سیف الدین قس نے جو مؤید اصغر تھے، روشن ضمیر تھے، پہلے سے پیش گوئی فرمادی کہ یہ بچہ دعوۃ الحق کے مصر کا مالک یوسف نہیں عبدالقادر رہے، عبد ہے مالک نہیں بلکہ ہمشانِ عبدالقادر رہے، عبدالقادر ازرق کے ذریعہ موگت رام کا شاگرد تسخیر الارواح الخبیثۃ کا گندہ وِرد کرنے والا ہے۔[۱]

---

[۱] شیخ عیسیٰ بھائی ملّا محمّد علی کی زبانی ہے کہ موگت رام برہمن نے عبدالقادر نجم الدین کو جبریل، میکائیل، اسرافیل والا وِرد بتایا کہ روزانہ ہزار دو ہزار ..... چٹھیوں پر یہ نام لکھ کر آگ میں جلائے۔ چالیسویں دن اس عمل کے بعد سورت میں وہ بڑی آگ لگی جس سے دس ہزار مکانات اور ڈیوڑھی وغیرہ جل کر خاک ہوگئے۔ اس آگ کی اصل تھے عبدالقادر نجم الدین۔

پھر مولانا زین الدّین صاحب قس نے بجائے حکیم الدّین، نجم الدّین کا لقب دیکر یہ بتا دیا کہ میرا بیٹا (۱) مولانا یوسف نجم الدّین سیدھپوری اور (۲) مولانا یوسف نجم الدّین زکوی کے مانند داعی نہیں ہے جیسا کہ مولانا سیف الدّین نے اشارہ فرمایا مگر مولائی عبدالقادر حکیم الدّین ابن ملّا خان اور مولائی عبدالقادر حکیم الدّین زکوی کے مانند ماذون بھی نہیں ہے۔ یہی ہے تاریخ و حقیقت کی روشنی میں نام کی تبدیلی کی توجیہہ!

(۴) البطشة الکبریٰ | صفحہ نمبر۴ پر جو لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "البطشۃ الکبریٰ کے نام کو غلط طریق سے رجوع کیا گیا اور عماد الدّین صاحب نے اس کا دندان شکن جواب دیا" خوب یاد رہے کہ مولانا محمّد بدرالدّین الشہید قس کی نص (موت و خبری) کا رسالہ نجم الدّین صاحب کی زبانی پر عماد الدّین صاحب کے قلم سے لکھا گیا اس میں نص جلی کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں مولانا بدرالدّین قس صاحب کی وفات کو بطشۃ کبریٰ (بڑی قیامت) بتایا گیا ہے اور اسی مفہوم کو علماء نے رجوع کیا جو بالکل صحیح ہے۔ بقول کلیم الدّین عماد الدّین صاحب نے اس مفہوم کے خلاف کوئی دندان شکن جواب نہیں دیا بلکہ اپنے رسالہ طُرفۃ الاخوان (جو ۱۲۵۷ھ میں برسی پر لکھا گیا) میں اسی مفہوم کو اس طرح واضح کیا ہے۔

"الا ان شهر جمادی الاخریٰ یسمّیٰ شهر البشریٰ و اذ مات فیه مولائی و مولاکم...... فبالحریّ ان یسمی لنشهرا لمصیبة الکبریٰ....."

(ترجمہ:-) سنو! ماہ جمادی الاخریٰ خوشخبری کا مہینہ کہلاتا ہے مگر جب کہ اس مہینے میں میرے اور تمہارے مولا انتقال فرماگئے تو اب یہ مہینہ مصیبۃ کبریٰ (بڑی بھاری مصیبت) کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں دو مصیبتیں آئیں۔ بیچ میں چھوٹی اور آخر میں بڑی۔ چھوٹی مصیبت مولانا یوسف نجم الدّین کی وفات ہے اور بڑی مصیبت مولانا محمّد بدرالدّین کی وفات ہے۔ آہ آہ آہ!!

اِس مصیبتِ کُبریٰ کے ذکر سے قلم اور زبان لرزتی ہے۔ یہ مصیبت ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ اِس مصیبت نے کیا کیا کون سی آگ سلگا دی قسم بخدا! ہمارے کلیجوں کو چاک چاک کر دیا اور ہماری کھالیں سلخ کردیں (اُدھیڑ دیں) اِس لئے تو اِس مہینے کا یہ آخری دن سلخ کہلاتا ہے۔ اِس میں وہ مولیٰ مرگئے جس کے مرنے سے ہم سب مرگئے، زندہ درگور اور معدوم ہوگئے...... الشافیہ ۱۲۶۰ھ میں نجم الدین صاحب نے لکھا ہے کہ اے ہمارے بدر! آپ کی غیبت نے ہماری تمام خوشیوں کو غائب کردیا۔ ہماری تمام قوتیں ختم ہوگئیں! یہ لوٹ ایسی ہے کہ جس کے جڑنے کی کوئی اُمید نہیں۔ اے مولیٰ!! آپ ہمیں ایسی اندھیری رات میں ایسی تاریکی وسیاہی میں چھوڑ گئے کہ جس کے بعد فجر کی اُمید نہیں! (اندھیری رات میں سورج کے ساتھ چاند اور ستارے بھی غائب ہوتے ہیں، عمادی بیان میں اکثر جگہ ایسے الفاظ سے یہی مراد ہے کہ امام کیساتھ حجت اور دعاۃ بھی اب غائب ہیں۔)[1]

درحقیقت مولانا بدرالدین اعلی اللہ قدسہ ورزقنا شفاعتہ واُنسہ کی شہادت بطشۃ کبریٰ ہے۔ جناب محمد بدرالدین (بدری جناب) اکثر مرتبہ اِس عبارت کو دُہراتے رہتے اور فرماتے کہ عمادالدین صاحب نے بجا فرمایا کہ بدری شہادت قیامتِ کبریٰ ہے۔

کلام پاک ۔ یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ انا منتقمون ہ
(الدخان ۱۵)

کھانے کے آداب اور ایک مدّعی

صفحہ نمبر ۲۴۲ پر کلیم الدین نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

---

۱ تاویل میں جلود (کھالوں) کی تمثیل دُعاۃ حق کی دی جاتی ہے۔ یہ اشارہ دیا گیا کہ ہمارے دعاۃ حق ہم سے غائب کردیئے گئے۔

کہ "ایک مدّعی کی جانچ کی گئی آداب الطّعام سے ! اُس شخص میں کھانے کے آداب نہیں تھے اِس لئے سمجھ لیا گیا کہ وہ سچّا دعویدار نہیں ہے"۔ بھائی کلیم الدّین ! جب آداب الطّعام کی کمی سے یہ پتہ لگایا گیا کہ وہ مدّعی جھوٹا ہے تو بھلا کیا آج کے دعویدار اور ان کے باپ دادا اور پر دادا نجم الدّین صاحب کی سینکڑوں بدعتیں، مظالم اور سیاہ کاریاں ان کے بطلان کی دلیل نہیں ہیں ؟ ضرور ہیں !! آپ کے ہی بیان سے نجمی غاصبوں کا بطلان واضح ہوگیا اِس کتاب "سنسنی خیز حقائق" میں ثبوت کے ساتھ نجمی غاصبوں کے سیاہ کارنامے آچکے ہیں۔ مولانا ادریس عماد الدّین قس نے ایک زیدی کو اپنی حقانیت کا معیار اپنے اعمالِ صالحہ اور پاکیزہ اسلامی زندگی کو ہی بتایا ہے۔ وکفی اللہ المومنین القتال ۔

دجّال اعور

صفحہ نمبر ۵۲ پر لکھا ہے کہ "مولانا نجم الدّین کے نورانی چہرہ مبارک پر تنقید کرنے والوں کو "اللہ نے بدصورت بنایا"۔

شیخ عبدالقادر تیبا کی زبانی ہے کہ ڈومس کے دریا میں عبدالقادر نجم الدّین نے اپنے دوستوں کے ساتھ نہانے کا لطف اٹھاتے ہوئے شیخ عبداللہ بھائی (جنہیں نص کا شاہد بتایا جاتا ہے) کو پانی میں ڈبوتے ہوئے کہا کہ " بولو ! مجھ پہ نص ہوئی ہے کہ نہیں ؟ " شیخ نے مزاحاً ہی سہی، کہا کہ " ہاں، ہوئی ہے "۔ پھر پانی سے باہر نکلنے کے بعد شیخ عبداللہ نے کہا کہ "کالو دجّال (نجم الدّین) منے پانی ماں ڈباوی نے مھاراسی نص نو اقرار کراوے چھے !" [1]

(دیکھئے، شیخ صاحب جن کو نص کا شاہد بتایا جاتا ہے، وہی شیخ صاحب کس طرح نام نہاد نص کا مذاق اڑاتے ہیں اور منصوص علیہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے کس طرح بالجبر اقرار کرواتے ہیں ! یہی تو ہے ان کے بطلان کا کافی ثبوت !!)

---

[1] عبدالقادر صاحب کا یہ مزاحی فعل آج حقیقت ہے کہ ہر کس وناکس سے جور وظلم اور جبر وقہر سے ہر قسم کے دباؤ سے نص کا اقرار کروایا جارہا ہے۔

ایک ادیب عالم نے لکھا کہ

"قالوا لنا عِندَ نا عینٌ فقلت لَھُمْ
نَعَمْ ائینکرو ومافیکم مِنَ العَوَرِ"

یعنی " یہ (عجمی لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک چشمہ ہے (ایک عالم ہے) میں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں، تمہارے پاس ایک آنکھ والا کانا ہے اِسں بات سے کوئی انکار نہیں!" (لفظ "عَین" کو بڑی خوبی سے نبھایا گیا ہے۔ عین کے معنیٰ ایک چشمہ بھی ہیں، ایک عالم بھی اور ایک آنکھ بھی !!)

مِصری عالم محمّد کامل حسین نے "کتاب الھمۃ" کے مقدمہ میں طاہر سیف الدّین صاحب کو دجّال کہا ہے۔ (کہتے ہیں کہ آپ بھی ایک آنکھ والے تھے اپنے داداجی صاحب کے مانند!)

شیخ کلیم الدّین نے ایسی باتیں لکھ کر خود اپنے مُولا کی فضیحت کا سامان کر دیا، جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے ہوں گے۔ جس طرح امیر الجامعہ نجم الدّین نے ۴ ذی القعدہ ۱۳۹۰ھ کو عام مجمع میں یہ کہہ کر اپنے والد صاحب کی فضیحت کروائی کہ " یہ لوگ (احبار اساتذہ) کہتے ہیں کہ باواجی صاحب نے (طاہر سیف الدّین نے) ہمیں یہ گٹر ما دفن کیدا۔" اور ایسا کہہ کر وائی۔ اِین نے خود ہی اپنی بھی ران عریاں کر دی !! اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ جاننے والے بھی جاننے کی کوشش میں لگ گئے اور جان بھی گئے کہ "گٹر والی بات" صحیح ہے۔

۷۔ شیخ محمّد علی الھمدانی کا نکاح

صفحہ نمبر ۴۹ اور صفحہ نمبر ۵۰ کا خلاصہ یہ ہے کہ حلف الفضائل کے اراکین نے نجم الدّین صاحب کی رضا کے بغیر ہی نکاح پڑھا لینے کا منصوبہ بنایا مگر نجم الدّین صاحب نے بڑی چالاکی سے کام لیا اور خود ہی رضا بھیجدی اور بمبئی چلے گئے (بقول یوشع بھائی نظامی یہ ذکر اِس کتاب کے ص ۱۱۲ پر آچکا ہے۔ اور ص ۱۱۰ تا ص ۱۱۵ نکاح کے متعلق تفصیلی ذکر ہو چکا ہے جس میں

ثابت کیا گیا ہے، کہ کسی کی رضا نہ ہونے سے نکاح ہرگز باطل نہیں ہوتا۔ اِسی اُصول کی بناء پر شیخ محمد علی الہمدانی نے اپنا نکاح رقیّہ بائی سے نوساری یا بقول "نسیمِ سحر" بلّی مورا میں پڑھا یا جو بالکل صحیح نکاح تھا۔) صفحہ نمبر ۵۰ پر کلیم الدّین نے اسی ہمدانی والے نکاح کے متعلق لکھا ہے کہ (اُردو ترجمہ:-) "اِس نکاح کی خبر سیدنا نجم الدّین صاحب کو بھی پہنچی۔ آپ نے نکاح کی تجدید (رینیول) کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن نور پورہ والے اپنی ضد پر اَڑے رہے۔ فہمائش بے سُود رہی۔ آخر میں مولانا نجم الدّین صاحب نے جو فیصلہ کُن جواب سورت کے عامل کو لکھا (جو دعوت کے خزانے میں موجود ہے) اُس سے نور پورہ والے (شیخ ہمدانی صاحب) کے چہرے کا نور غائب ہو گیا۔"

نجم الدّین کا "فیصلہ کُن جواب" کیا تھا وہ کلیم الدّین نے نہیں لکھا۔ لیجئے میں لکھتا ہوں ـــ راقم الحروف (احمد علی) نے محمد بھائی صاحب بدر الدّین (بدری جناب) سے اِس نکاح کے متعلق پوچھا۔ آپ نے جواب میں شیخ فیض اللہ الہمدانی بن شیخ محمد علی نور پورہ والے سے اُن تمام خطوط کی فوٹو کاپیاں منگوا کر مجھے دیں جو اِس نکاح کے متعلق لکھے گئے تھے تاکہ اُن تمام خطوط کو پڑھ کر میں صحیح حقیقت سے واقف ہو جاؤں[1]

(امیر الجامعہ دائی۔ این کو یہ خبر ملی تو اُنہوں نے بدری جناب پر غصّہ ہوتے ہوئے کہا کہ "آپ کے پاس کون آتا ہے؟" فرمایا، "شیخ احمد علی آتے ہیں!" دائی۔ این نے دوسرا سوال کیا "ہمدانی کے نکاح کے متعلق کون سے کاغذات آپ سے لے گئے؟" بدری جناب نے وہ کاغذات اُن کو بھی دے دیئے، اور اِس طرح اُن کو بتا دیا کہ لو دیکھو، آپ لوگ جائز نکاح کو بھی ناجائز کہتے ہیں!!

دادا جی صاحب مولانا نجم الدّین صاحب نے ہی ہمدانی صاحب کو فیصلہ کُن جواب

---

[1] یہ عجیب بات ہے کہ جناب محمد بھائی صاحب وغیرہ ڈیوڑھی والے سردار لوگوں کا مذکور فیض اللہ بھائی کے ساتھ مِلنا جُلنا ممنوع نہیں تھا حالاں کہ اُن سے برأت کر دی گئی تھی۔ اُن کیساتھ ایسی کوئی سختی نہیں تھی جیسی ہمارے ساتھ ہے۔

لکھا ہے اور اُن کے نکاح کو شرعاً جائز بتایا ہے۔)

حقیقت یہ ہے کہ جب ہمدانی صاحب کے نکاح کے ناجائز ہونے کا پروپگنڈہ زور وشور سے کیا گیا تب اُنھوں نے سیفی، زینی مسائل کے علاوہ دعوت کی کتابوں کے حوالے سے ایک مُدَلَّل و مُحَقَّق خط لکھ کر شیخ عبدالحسین کے ذریعے نجم الدین صاحب کو بھیجا۔ اِس مُدَلَّل و مُفَصَّل خط کو پڑھ کر نجم الدین صاحب خاموش ہوگئے اور نکاح کے جائز ہونے کا اقرار نامہ وندامت نامہ شیخ ہمدانی نُور پورہ والے کو بھیجا اور ایک دوسرا خط ان کے سُورت کے عامِل بیٹے حسین بھائی صاحب عزالدین کو لکھ بھیجا۔ ملاحظہ کیجئے دونوں خطوط ! :-

پہلا خط :-

عَبْدُ القَادِرْ نَجْمُ الدِّین کا خط شیخ محمّد علی ھمدانی کے نامْ

" بَعد سَلام ارفع من السّماء یختص بمثله العلماء الحد الفخیم المجبول علی النزاهة له الخیم الشیخ العالم الفاضل محمّد علی بن الشیخ الفاضل فیض الله بهائیٔ حفظه الله تعالیٰ نے علم تھائے کہ فی امر النکاح الشیخ یہ جزء علی ید الشیخ الفاضل عبدالحسین موکلو تہ پہنچو، تقریر علی جے دیکھا سی وقبل العثور علیہ مسائل سیفیہ دیکھا سی عِلم تھیو کہ قالب شرعي لاواسي جواز نی شکل اوی چھے۔

آنے بہائی تمھاری مثل فقیہ نزیہ اوپر یہ اَمْر ما، شک نھیں ج ہوئے۔ وفی هٰذا الامر من هٰهنا کاغذ لکھا یو تہ لي نقل گھر گھر تھئ تہ سي الیك کسر پہنچو تھنا جَبُر وَاسطے ا کاغذ لکھو چھے ــ کذلك بھائی عزالدّین اُوپر بھی کاغذ لکھی موکلو چھے ۔ وَکذٰلك حَللنا مَا احلت الشریعة فطب نفساً ونقولُ بالرِّفَاءِ وَالبَنِیْن ۔ وَالسَّلام حرر نہار الثانی من شهر رجب الاصب سنہ ۱۲۹۳ھ "

ترجمہ :- "آسمان سے بھی بلند تر سلام جس سے علماء ہی مخصوص ہوتے ہیں، حدِ فخیم (بزرگ تر شیخ)، ایسے کہ جن کی طبیعت جبلت ہی منزّہ (مقدّس) ہے، علم و فضل والے شیخ محمّد علی، فاضل شیخ فیض اللہ بھائی کے بیٹے اللہ ان کی حفاظت کرے۔ علم ہو کہ شیخ نے نکاح کے متعلق ایک جزء شیخ فاضل عبدالحسین کے ساتھ بھیجا، وہ پہنچا ہے۔ تقریر عالمانہ ہے۔ اس جزء کو دیکھنے سے اور اس کے پہلے مسائل سیفیہ دیکھنے سے علم ہوا کہ شرعی قالب لانے سے جواز کی شکل آئی ہے۔ (مطلب یہ کہ شرعاً یہ نکاح جائز ہے)

اور بھائی تمہارے جیسے فقیہ نزیہ (پاک ذات پاک دامن) پر اس بات میں کوئی شک وشبہ بالکل نہیں ہے۔ یہاں سے اس معاملے میں جو خط لکھا گیا (ناجائز ہونے کا خط) اس کی نقل گھر گھر پہنچ گئی، اس سے تمہاری دل شکنی ہوئی، اس دل شکنی کو دور کرنے کے لئے یہ خط لکھا ہے۔ اسی طرح بھائی عزالدّین (عامل) پر بھی خط لکھ بھیجا ہے۔ اب ہم شریعت کے حلال کئے ہوئے اس نکاح کو حلال مانتے ہیں۔ آپ مطمئن رہیں ہم یہ دعاء بھی کرتے ہیں بالرّفاءِ والبنین (تمہارا جوڑا سلامت رہے اور نیک فرزند کی دولت ملے۔ والسّلام

۲، ماہ رجب الاصب ۱۲۹۲ھ کو یہ خط لکھا گیا ہے۔"

دوسرا خط

سورت کے عامل حسین بھائی صاحب عزالدّین کے نام اُن کے والد نجم الدّین صاحب کا خط

" بعد سلام و اکرام یحتق بہا کل ندب کرام الولد الاعز الاغر بھائی حسین عزالدّین طوّل اللہ عمرہ نے علم تھائے کہ بیطا فی امر النکاح اوّل لکھو تو کہ اخوط پر عمل نتھی تھیو مگر عند التصوّر

لوقالب شرعي ناخلاف نتهي والشيخ المتزوج بحمد الله اعرف
بالحلال والحرام وأعز عندنا بين الخاص والعام - تنهن واسطي
لکھوا ما آهي ته بيٽا پهرين ... ڪاغذ جي نقل گهر گهر پهتي،
ته گهڻو انگهٽو ٿيو ... ڇو ته هي خانگي ڪاغذ هو تنهن واسطي
ڪوئي ڪيفية حسنة سان تدارڪ ڪري ڇڏيو والسلام

حرر نهار الثاني من شهر رجب الاصب ۱۲۹۳ھ "

ترجمہ:۔ "ایسا سلام و اکرام جس سے ہر ہشیار اور کریم شخص مخصوص کیا جائے، عزیز اور روشن چہرے والا بیٹا حسین عز الدین! اللہ ان کو عمر دراز کرے۔ علم ہو کہ بیٹا نکاح کے متعلق پہلے لکھا تھا کہ احتیاط سے کام نہیں لیا گیا مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (یہ نکاح) شرعی قالب کے خلاف نہیں ہے (شرعاً جائز ہے، صحیح ہے) اور شادی کرنے والے شیخ بحمد اللہ حلال و حرام کی بہت زیادہ معرفت رکھتے ہیں۔ ارے وہ تو تمام خاص و عام سے بھی ہمارے نزدیک زیادہ عزیز ہیں۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ بیٹا! وہ پہلے خط کی نقل گھر گھر پہنچ گئی وہ بہت ہی غلط ہوا کیوں کہ یہ خط خانگی تھا اس لئے اب کسی حسن کیفیت سے تدارک کر لیا جائے۔ والسلام

ماہ رجب الاصب کی دوسری تاریخ ۱۲۹۳ھ کو لکھا گیا۔"

یہ ہے عبدالقادر عز الدین کا فیصلہ کن جواب

جس کو کلیم الدین نے چھپایا مگر ہم نے ظاہر کر کے حق و باطل کے درمیان تمیز کر دی۔ والحمد للہ!

قارئین کرام دونوں خطوط کو غور سے پڑھیں۔ اور پھر شیخ کلیم الدین نے "نسیم سحر" میں جو کچھ لکھا ہے اس سے موازنہ کریں اور فیصلہ کن جواب دیں!

اس واقعہ سے ہمیں بہت کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ انتہائی سبق آموز

ہے یہ واقعہ۔ دیکھئے اصل حقیقت کیا ہے اور پبلک کے سامنے کیا پیش کیا جاتا ہے !! عبدالقادر نجم الدین کے وقت سے برہان اور امیر نجم الدین تک کیسی کیسی دھوکا بازیاں، مکاریاں اور دروغ گوئیاں ہوئیں اور ہورہی ہیں !!!

اِس نکاح[1] کی صحت کی تصدیق میں عبدالقادر نجم الدین صاحب کے بیٹے محمد بُرہان الدین و حسین عز الدین و عبداللہ حکیم الدین اور داماد ابراہیم صفی الدین عمادی و شیخ بہاءالدین و محمد بھائی الولی و شیخ داؤد و شیخ عبدالعلی بن خانجی و شیخ عبداللہ بھائی فخرالدین نے بھی اپنے دستخط کے ساتھ خطوط لکھے۔ یہ خطوط مجھے یوشع بھائی نظامی سے ملے تھے جو بقول کلیم الدین دعوت کے خزانے میں بھی ہوں گے۔ اب بتائیے جس نکاح کی صحت کے لئے اتنی اتنی سندیں موجود ہوں اُس نکاح کو ناجائز کہہ کر ایک منزّہ پاکدامن (بقول نجم الدین) اور محقّق (بقول طاہر سیف الدین) اور المغنیُ الاجل (بقول محمد برہان الدین ابن نجم الدین صاحب) کو بدنام کرنا اور اُن کو فاسق و فاجر کہنا محض ظلم، اور بے ایمانی و بد دیانتی ہی ہے۔

اِسی طرح ــــ بوہرہ یوتھ کے جو تین سو ساٹھ [۳۶۰] نکاح ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۷۵ء سے ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۸۲ء تک ہوئے اُن میں سے بعض نکاحوں کے خلاف غلط پروپگنڈہ امیر نجم الدین کی طرف سے کیا گیا۔ اس کا دندان شکن جواب بذریعۂ خطوط و پمفلٹ اور عام اخبارات کے ذریعے دیا گیا۔ جس پر نجمی غنڈے خاموش ہوگئے۔ بحمد اللہ ہمارے یہ تمام نکاح جو شرعِ محمدی کے مطابق ہوئے ان کا ایک مکمل رجسٹر پوری تفصیل کے ساتھ بنایا گیا ہے جس کا جی چاہے

---

[1] کوٹھار کتاب النجاح کے حوالے سے یہ کہتی ہے کہ رزا کے بغیر نکاح باطل ہے تو یاد رہے کہ اعتماد دعائم الاسلام پر ہے اور کتاب النجاح کسی معصوم کی تصنیف کردہ نہیں ہے۔ خود مصنف شیخ ابراہیم سیفی نے ذکر النکاح المنہی والنکاح المباح میں لکھا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو سکتی ہے لہٰذا میری التماس ہے کہ جہاں کہیں میری لغزش نظر آئے اصلاح کرلیجیے! (النجاح)

آکر جانچ کر دیکھئے۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ ان چھ دعویداروں نے ایسے نکاح بھی پڑھائے ہیں جو شرعاً ناجائز ہیں خصوصاً طاہر سیف الدین صاحب نے روحانی باپ بننے کا دعویٰ کرکے ولی کے بغیر نکاح پڑھا دیئے۔ ایسے نکاحوں کے فارم خصوصی طور سے ہاتھ سے لکھے جاتے تھے۔ (یہ ہے ابراہیم بھائی صاحب زکوی (مدفون اندور) کی زبانی!) نکاح کے علاوہ ایسے چالیس۴۰ مسائل کا میرے پاس اندراج ہے جن میں اُنہوں نے پہلے جائز پھر ناجائز یا پہلے ناجائز پھر جائز۔ یا پہلے ناجائز پھر جائز، پھر ناجائز کہا! ان تمام مسائل کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے انشاء اللہ العزیز بحولہ وقوتہ۔

عبدالقادر نجم الدین کا حج کلیم الدین نے نجم الدین صاحب کے حج کو ان کا شاندار کارنامہ بتایا ہے کہ کسی داعی نے حج نہیں کیا، اور نجم الدین نے کیا۔ جواب یہ ہے کہ چھیالیس دعاۃ حق اور اسماعیلی ائمۃ علیہم السلام بہت سے اہم اسباب کے تحت حج نہیں کر سکے۔ (معاذ اللہ! اس لئے نہیں کہ وہ حج کے قائل نہیں تھے تعطیل شریعت کے قائل تھے، ہرگز نہیں!) ۴۶ دعاۃ کرام دعوت کے مالک ہونے کے بعد اِس لئے بھی حج نہ کر سکے کہ امام علیہ السلام کی طرف سے اُن پر تین جزائر (ہند، سندھ، یمن) کو چھوڑ کر باہر نہ جانے کی پابندی لگائی گئی تھی اِسی لئے اُنھوں نے داعی بننے کے بعد حج نہیں کیا، اپنا مرکز نہیں چھوڑا اور دوسروں کے ذریعہ حج کروایا حالاں کہ ان ائمۃ علیہم السلام، اور دعاۃ کرام کے ہی انتظام سے ہزاروں مؤمنین حج کرتے رہے۔ اب نجم الدین صاحب نے حج کی تو ان کا یہ عمل سابق دعاۃ کرام کے صحیح عمل کے خلاف رہا۔ اور وہ اسی لئے کہ یہ داعئ مطلق نہ تھے۔ اِسی لئے عماد الدین نے لکھا کہ "حویت با لحج مالم یحوہ ارم من الدعاۃ وإن جلّوا وان کرموا" یعنی سابق دعاۃ بڑے جلیل القدر ہونے کے باوجود انھوں نے حج کرکے وہ بات حاصل نہیں کی جو آپ نے کی۔

خالی قبر سے کون اُٹھے گا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :"فبآؤ بغضب علیٰ غضب وللکفرین عذاب مہین" (وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہوئے اور ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔)

نجم الدّین نے خدا کی امانت میں خیانت کی اور فاطمی دعوت سے جو کھلواڑ کیا اُس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ دفن کے لئے زمین بھی تنگ ہوگئی تھی۔ نجم الدّین کی قبر زمین میں دھنس گئی۔

سنہ ۱۳۲۳ھ میں میاں صاحب علی بھائی ہمدانی اودے پور کی عمالت پر تھے۔ آپ اودے پور جانے سے پیشتر اُجّین زیارت کے لئے گئے تھے اُس وقت مؤیدی مزار کے قبہ کا حصّہ گر گیا تھا اور اُس کی تعمیر جاری تھی اور پایہ دوبارہ بھرا جا رہا تھا جس جانب نجم الدّین کی قبر تھی اسی صف کے پیچھے میاں صاحب ہمدانی کے نانا سیّدی عبدالقادر کی قبر ہے۔ نجم الدّین کی قبر نے دھنس کر گڑھے کی شکل اختیار کرلی تھی۔ اُجّین کے سیٹھ نظر علی صاحب کو جیسے ہی یہ خبر ملی آپ نے جلد از جلد پایہ صاف کروانے کا انتظام کیا۔ یہ واقعہ سارے اجین میں مشہور ہے کہ پایہ صاف کرتے وقت نجم الدّین کی قبر سے بچی کھچی ہڈّیاں اور کھوپڑی نکلی تھی۔ میانصاحب علی بھائی ہمدانی اودے پور جاتے وقت زیارت کے لئے گئے تھے۔ آپ نے اُس واقعہ کی مکمّل تحقیق کی اور تیسرے غاصب بُرہان الدّین کو رپورٹ کی کہ پایہ کی مٹّی کے ساتھ نجم الدّین کی ہڈّیاں اور کھوپڑی پھنکوادی گئی ہیں۔ عبدلعلی نام کے ایک شخص نے وہ ہڈّیاں اور کھوپڑی ایک ٹوکرے میں جمع کیں اور اجّین کے عامل میانصاحب محمّد بھائی، میانصاحب عبدالحسین صاحب کے پاس لے گئے تو میانصاحب نے جواب دیا کہ فی الحال تمام کاموں کی میری جانب سے میانصاحب عبدالعلی خانجی بھائی دیکھ ریکھ کرتے ہیں۔ یہ سب ہڈّیاں اُن کو لے جاکر دکھاؤ عبدلعلی بھائی ہڈّیوں کی ٹوکری میانصاحب عبدلعلی خانجی بھائی کے پاس لے گئے۔ میانصاحب عبدلعلی خانجی بھائی ہڈّیوں کو دیکھ کر نہایت خوفزدہ ہوئے اور غصّہ سے کہا کہ "یہ ہڈّیاں نجم الدّین صاحب کی کیسے ہوسکتی ہیں؟" (گویا میانصاحب ہڈّیوں کے ایکسپرٹ تھے اور

ہڈیوں کو دیکھ کر بتا سکتے تھے کہ یہ ہڈیاں کس کی ہیں اور کس کی نہیں ہیں !!) ہڈیاں کسی پرانی لاش کی ہیں۔ جاؤ! سب "ستیڑا" ندی میں پھینک دو!" عبدیعلی نے کوٹھاری حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہڈیوں اور کھوپڑی کا ٹوکرا ندی میں پھینک دیا۔

کوٹھار نے عوام کو بہلانے کیلئے یہ تو کہہ دیا کہ یہ ہڈیاں نجم الدّین کی نہیں بلکہ کسی اور کی ہیں اگر بحث کی جائے تو یہ بات عقل سے باہر ہے کیونکہ اگر یہ ہڈیاں جہاں نجم الدّین کو دفن کیا گیا پہلے سے موجود ہوتیں تو نجم الدّین کی قبر کی کھدائی کے دوران ضرور نکلتیں لیکن ایسا نہیں ہوا ممکن ہے کوٹھاری یہ دلیل دیں کہ پہلی قبر بہت گہری ہوگی جس کے سبب نجم الدّین کے دفن کے وقت وہ ہڈیاں نہ نکلی ہوں لیکن اس دلیل کا مطلب یہ ہوگا کہ نجم الدّین کو کسی اور کی لاش کے اوپر دفن کر دیا گیا تھا۔ اب آپ ہی ذرا عقل سے کام لیں اور بتائیں کہ نجم الدّین کی قبر دھنسنے کے بعد جب قبر کو صاف کیا گیا تو ہڈیاں اور کھوپڑی پہلے کس کی نکلی؟ نجم الدّین کی یا اُس لاش کی جس پر نجم الدّین کو دفن کیا گیا تھا؟؟

آج اس خالی قبر کی صد سالہ برسی بڑی دھوم دھام سے اور بڑی شان سے منائی جا رہی ہے! دل میں ایک سوال اُٹھتا ہے کہ اس خالی قبر سے روزِ قیامت کون اُٹھے گا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- "ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون ہ قالوا یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون ہ" (اور قیامت کے روز صُور پھونکا جائے گا تو سب یکایک قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ کہیں گے، ہائے ہماری کم بختی! ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی قیامت ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے!)

"والّذین کفروا اولیٰئھم الطاغوت یخرجونھم من النّور الی الظلمٰت ط اولٰئک اصحاب النّار ھم فیھا خٰلدون ہ" (اور جو کفر کرتے ہیں وہ طاغوت ہیں اللہ ایسوں کو نور سے نکال کر ظلمات کی طرف لے جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔)

خلاصہ:- ۴۵ ویں داعی سیّدنا طیّب زین صاحب مثل نور کے تھے۔ اُن کا فرزند نجم الدّین اسی نور سے نکلا مگر کفر کی ظلمات میں جا گرا پس یقیناً اُس نے اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنا لیا۔

سابق ملاجی طاہر سیف الدین مصر میں

۱۹۳۹ء کی جنگ سے پہلے سابق ملاجی مصر گئے تھے اور مغرب کی نماز عام طور پر جامع ازہر میں ادا کرتے تھے لیکن ان کے اس رویّہ ازہریوں نے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا کہ ازہر میں حکومت کے مقرر کردہ امام کی جماعت موجود ہوتے ہوئے وہ اپنی جماعت الگ قائم کرتے ہیں گویا مصریوں کے لئے یہ ایک عجیب حادثہ تھا کہ ایک مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں قائم ہوں. وہ کہتے تھے کہ اگر وہ ہمارے امام کے پیچھے نماز ناجائز تصوّر کرتے ہیں تو اپنے گھر امامت کرائیں، یہاں آکر کیوں تفریق و انتشار کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں ـ بعض اخبارات نے جب بڑھ کر آپ کو سلطان البواہر یعنی بوہروں کے بادشاہ سے یاد کرنا شروع کیا تو جواب میں مجلّہ فتی النیل مصری نے لکھا کہ عجیب سلطان ہیں جو ایک بالشت زمین کے بھی حاکم نہیں۔

سفر مصر حج کرنے سے بہتر ملاجی کا پروپگنڈہ

ملاجی (برہان الدین) نے مصر کے صدر انور سادات سے راہ و رسم پیدا کر کے مسجد انوار کی مرمّت کی اجازت حاصل کر لی محرّم کے چھ مہینہ قبل سے ہی ملاجی کی پوری مشنری بوہروں کو ہندوستان پاکستان اور ایشیا کے دیگر ممالک سے مصر لے جانے کے لئے بوہروں کو تیار کرنے پر لگا دی تھی۔ اپنے ملاؤں، شیخوں، عاملوں اور این کے۔ ڈیوں کے ذریعہ ناجائز دباؤ اور پروپگنڈوں سے مصر کے سفر پر مجبور کیا ہر ہندوستانی بوہرے سے کم از کم بارہ[۱۲] ہزار روپیہ وصول کیا گیا۔ بوہروں کو مجلسوں اور میٹنگ میں بتایا گیا کہ ملاجی نے اس سفر کو حضرت محمد صلعم کی ہجرت سے بڑھ کر بتایا۔ جامع انوار میں وعظ سننے کے لئے جانا حج کرنے سے بہتر ہے۔

الغرض ملاجی اپنے شر انگیز اور پُر فریب پروپگنڈہ نیز جبراً ہندوستان سے پانچ ہزار بوہروں کو جامع انوار میں جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

کنیزانِ زینبؑ کی مصر سے واپسی پر فریاد

مصر سے لوٹ کر آنے والی چند خواتین نے جناب اسمٰعیل بھائی عطر والا سے اُن کی آفس پر ملاقات کی، یہ خواتین زار و قطار رو رہی تھیں اور داستانِ مصر بیان کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں "مصر جئی نے ہمو تو گھنا حیران انے تباہ تھئی گیا۔ ہمارا ۲۸ ہزار روپیہ برباد تھیا۔ کھاوا انے رھوا نی تکلیفوں برداشت کروی پڑے تے الگ۔ وگر پلاسٹر نا کچا مکانوں مارا کھواما آویا ھتا۔ باتھ روم، موری کوئی سگوڑ نہ ھتی۔ پاکی صافی بھی کیم رکھاتی بسوں ماں دھکا کھائی نے وعظ ما جاؤ، پاچھا دھکا کھائی نے آؤ۔ انے مصر نی بسوں نی سروس تو بس خدا نی پناہ۔ ہلاکان ہلاکان تھئی گیا۔"

(ترجمہ) :- "مصر جاکر تو ہم بہت حیران اور تباہ ہوگئے۔ ہمارا اٹھائیس ہزار روپیہ برباد ہوگیا۔ کھانے اور رہنے کی تکالیف برداشت کرنی پڑی وہ الگ۔ بغیر پلاسٹر کے کچے مکانوں میں رکھا گیا تھا۔ باتھ روم اور حمّام کا کوئی انتظام نہ تھا۔ پاکیزگی کا بھی کس طرح خیال رکھا جاتا۔ بسوں میں دھکے کھاتے ہوئے وعظ میں جانا اور دھکے کھاتے ہوئے واپس لوٹنا اور مصر کی بس سروس تو بس خدا کی پناہ۔ ہلکان ہلکان ہوگئے۔

مصر کے سفر سے ملک و قوم کو کیا ملا؟

ملّاجی افرادِ قوم کو ہندوستان و دیگر ممالک سے مصر اکٹھا کرنے میں کامیاب ضرور ہوئے لیکن روانگی سے قبل ہم نے مسلسل (بذریعۂ جرأت) افرادِ قوم کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ انہیں مصر جانے کے بعد گوناگوں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اور رہوا بھی ایسا ہی۔

مصر سے لوٹنے والے کئی افراد کے انٹرویو اور بمبئی کے موٹر والا جیسے ملّاجی کے خاص لیڈروں کے حلقہ کے لوگوں سے بھی مصر کی بہت سی بدانتظامی اور بوہروں کی زبوں حالی کی تصدیق کرلی گئی ہے حالانکہ مصر میں ملّاجی نے تمام بوہروں کو اس بات کی تاکید

کردی تھی کہ وہ مصر میں ہونے والی تکالیف اور پریشان کن حالات کا ذکر بھارت لوٹنے پر قطعی نہ کریں بلکہ صرف یہی بتائیں کہ "کھاوا پیوا نو لانے سگلو انتظام گھنوج سارو ہتو۔"

جبکہ خود ملّاجی نے وداع کی وعظ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ:

"مؤمنو نے مصر ما گھنی تکلیف تھئی چھے، جوئیے تیو انتظام تھئی نہ سکو۔ ایسے واسطے نے تمارا مولیٰ نے معاف کری دعوت نو پردو راکھجو۔ بھارت جئی کوئی نے شکایت نہ کرجو۔ خدا ایتنے تمارا صبر نو سارو صلو آپسے۔" ملّاجی کا یہ اعتراف ہی کسی ثبوت کا محتاج نہیں ہے کہ وہاں بوہروں کو بے انتہا مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وعظوں کے لئے بسوں میں لدلد کر جانا اور پھر دھکے کھاتے ہوئے لوٹ کر آنا بہت تکلیف دہ تھا اور پھر مصر کی بس سروس بھی انتہائی ناکارہ تھی۔ پانی کے لئے بھی مہمانوں کو بڑی تکلیف تھی اس کا اندازہ آپ صرف اس حادثہ ہی سے لگا سکتے ہیں کہ حصولِ آب کی بھیڑ بھاڑ میں ایک مؤمنہ بس سے کچل کر جاں بحق ہوئی۔ انا اللہ.... الخ۔ اکثر لوٹنے والے بوہروں نے یہ شکایت کی ہے کہ ہندوستان کے مہمانوں اور لیڈروں کو یکسر نظر انداز کیا گیا اس کے برعکس پاکستان سے آئے ہوئے بوہروں پر ملّاجی کی توجہ اور نظرِ عنایات زیادہ ہی رہی۔ ایسا غیر مساویانہ سلوک کیوں؟ ملّاجی کی اِس دولت و شہرت کے لالچ اور مفاد پرستی نے بوہرہ قوم کے کئی گھر لوٹ لئے، انہیں مقروض اور مفلس بنا دیا اور اپنے عیش و عشرت کا بھرپور سامان مہیا کر لیا۔ سوال یہ ہے کہ مصر کے اس سفر سے قوم اور ملک کو کیا ملا؟

اُف مجبوری ملّاجی کی! جو لوگ دباؤ کے تحت مصر جانے پر آمادہ ہوئے تھے انہیں تنبیہ کی گئی تھی کہ، وہ مصر میں ملّاجی کو سجدہ نہ کریں اور نہ عورتیں اُن کے ہاتھ پیر کو بوسہ دیں۔

ہندوستان اور دیگر غیر مسلم ممالک میں جائز اور روا رکھی جانے والی اِن تمام باتوں کی مصر جیسے مسلم ملک میں کیوں ممانعت کردی ملّاجی نے؟ ہم نہیں سمجھے۔

تیسری داؤدی بوہرہ عالمی کانفرنس منعقدہ ۶-۷-۸ فروری ۱۹۸۱ء بمبئی

حکومت کا قابل تحسین قدم

بمبئی میں اصلاح پسند بوہروں کی تیسری عالمی کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کا مقصد عوام کی توجہ اصلاح پسندوں پر ملّاجی کی جانب سے کئے جانے والے انسانیت سوز مظالم کی طرف مبذول کرانا تھا۔ ملّاجی بوہرہ قوم سے سالانہ تقریباً ۱۲ کروڑ روپیہ بیت المال کے وصول کرتے ہیں اور اسے اپنے عیش و عشرت اور کنبہ پروری پر نہایت بیدردی سے خرچ کرتے ہیں۔ اپنے محلوں میں جابر شہنشاہوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ دولت نے انہیں اتنا مغرور کر دیا ہے کہ وہ الہ الارض (زمین کا خدا) ہونے اور رسول صلعم کے مساوی اختیارات رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بوہرہ مرد و زن کو اپنے سامنے گھٹنوں کے بل چل کر آنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو سجدہ کرواتے ہیں۔ ملّاجی کے اس شرک اور اسلام دشمنی کے خلاف اصلاح پسند بوہروں نے ایک تحریک چلا رکھی ہے۔ اور اس تحریک کو دبانے کیلئے ملّاجی نے برأت یعنی سوشل بائیکاٹ جیسے ہتھیار کا استعمال جاری کر رکھا ہے۔ اور اس ہتھیار کے بل بوتے پر بوہروں پر نہایت ہی بدترین اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

تیسری عالمی کانفرنس کا اعلان ہوتے ہی ملّاجی نے اپنے اٹارنی طیب علی کولمبو والے کے ذریعہ بیان دیا کہ حکومت اس کانفرنس پر پابندی لگائے ورنہ ہم تشدد کا استعمال کرینگے۔ حکومت ملّاجی کی ان گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والی تھی۔ کانفرنس پر حکومت نے کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ ملّاجی کی اس دھمکی سے نمٹنے کا مکمل انتظام کیا اور داؤدی بوہروں کی یہ سہ روزہ عالمی کانفرنس نہایت کامیابی اور سکون سے اختتام کو پہنچی، لیکن ملّاجی نے جس قسم کے تشدد، ہنگامے، بے حیائی اور کمینہ پن کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابلِ مذمت ہے۔ معصوم بوہروں کو اسکول کے بچوں کو، اور بوہرہ خواتین کو اشتعال دلاکر کانفرنس ہال کی طرف

بھیجا۔ عورتوں کو سڑکوں پر سُلا دیا گیا۔ اور پھر عورتوں سے یا حسینؑ، یا علیؑ کا ماتم کروایا۔ ملاجی اور ان کے غنڈوں اور حواریوں نے تشدد کو اپنا لیا اور پولس پر پتھروں کی بارش کر دی جس کے نتیجے میں پولس نے بید زنی کی اور آنسو گیس کا استعمال کیا نتیجہ میں بہت سارے بھولے بھالے اور معصوم بوہرے زخمی ہوئے۔ ملاجی کے غنڈوں کے پتھراؤ کے نتیجہ میں پولس اور پولس آفیسر بھی زخمی ہوئے — حکومت نے ملاجی کی اس کھلی غنڈہ گردی اور تشدد کے خلاف جو قدم اٹھایا وہ قابلِ ستائش اور لائقِ مبارکباد ہے۔

کانفرنس کا دلکش منظر! اعلان کے مطابق باہر سے آئے ہوئے ڈیلی گیٹس کو اپنی قیام گاہ سے صبح نو بجے اسلام جمخانہ (مرین لائنس) روانہ ہونا تھا۔ نور اسپتال، محمد علی روڈ پر بسیں ڈیلی گیٹس کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ ڈیلی گیٹس چھوٹی چھوٹی ٹولیوں اور ٹکڑیوں میں بس کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ مرد و زن بے خوف سڑکوں پر اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے۔ ملاجی کے کسی ایک غنڈے کی بھی ہمت نہ تھی کہ اِس ایریا میں داخل ہوتا اتنا ہی نہیں بلکہ ٹوپی والے عقیدتمندوں نے بھی اپنا راستہ بدل دیا تھا۔ ڈیلی گیٹس میں وہ جوش اور ولولہ تھا جس کا نقشہ الفاظ میں کھینچنا ممکن نہیں — ملاجی کی اسلام دشمنی اور ظلم و ستم کے چرچے مٹھائی کی دوکانوں، ہوٹلوں، ٹی اسٹالس، سڑکوں، گلیوں اور گھر گھر ہوتے لگے تھے۔

ڈیلی گیٹس سے لدی ہوئی بسیں محمد علی روڈ، کرافورڈ مارکیٹ ہوتی ہوئی بدری محل پر سے گذر رہی تھیں۔ بدری محل پر تو موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کچھ گھبرائے ہوئے ٹوپی والے چھپ چھپ کر اصلاح پسندوں کی بسوں کو تاک رہے تھے۔ بسیں جمخانہ کے سامنے والی سڑکوں پر آ آ کر رکتیں اور پولس انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتی۔ ڈیلی گیٹس ہنستے بولتے، مسکراتے جم خانہ کی جانب چل پڑے۔ ہال آن کی آن میں کھچا کھچ بھر گیا۔ سامعین ہال کے باہر گھنٹوں کھڑے رہے۔ مین گیٹ سے لے کر

اسٹیرکیس تک اور اسٹیرکیس بھی سننے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ سنٹرل بورڈ اور یوتھ کے نوجوان چیونٹی کی طرح ہر طرف پھیلے ہوئے تھے انہیں اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری کا پورا پورا احساس تھا۔ ذراسی آہٹ پر تیار اور چوکنا ہو جاتے تھے۔ اسٹاڈسپلن اور اپنے تنگ ماحول میں واقع خوب خوب تعریف کے قابل ہے ـــ ہمارے نوجوانوں کے حوصلے بہت بلند تھے۔ اور عورتوں کی نڈرتا، اطمینان اور استقلال کی جتنی داد دی جائے کم ہے۔ کانفرنس شروع ہوئی اور وقت تیزی سے گذرتا جارہا تھا۔ سامعین نہایت سکون اور اطمینان سے مقررین کو سن رہے تھے۔ کانفرنس ہال بار بار تالیوں اور شیم شیم کے نعروں سے گونج اٹھتا تھا۔

ہال سے ایک لمبے فاصلے پر ملاّجی نے اپنی بیٹیوں کو سڑکوں پر لاسُلایا تھا۔ جن کی خبر لیڈی پولس بیت سے لے رہی تھی۔ دوسری طرف ملاّجی کے غنڈے اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہونے پر بوکھلا گئے تھے۔ اور پولس پر سخت پتھراؤ کر رہے تھے نتیجے میں پولس کے ڈنڈے بھی کھا رہے تھے۔ آنسک آور گیس کے شیل ایک دھماکے سے پھوٹتے اور ملاّجی کے یہ فدائی اِدھر سے اُدھر بھاگتے پھرتے تھے۔

کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی اور ان تین دنوں میں ملاّجی کی خوب درگت بنی۔

اصلاح پسندوں نے سیّدنا کے اقتدار کو کاری ضرب لگائی ہے۔

بوہرہ کانفرنس کی قراردادیں :- اجلاس میں دس قراردادیں اتفاق رائے سے پاس کی گئیں۔ جس میں اردو زبان کے تحفظ اور جہاں اکثریت کی زبان اردو ہے وہاں اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کے لئے حکومت پر زور ڈالا گیا۔ فلسطینی مجاہدوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اپیل کی گئی۔ بوہرہ وقف ملکیتوں کو مسلم وقف ایکٹ کے تحت لینے اور بوہرہ داعی کے پاس جمع ہونے والی کثیر رقم کے لئے اجمیر درگاہ شریف ایکٹ جیسا ایکٹ بنا کر ضابطے میں لینے کا تقاضا کیا گیا۔ ایک قرارداد میں بوہرہ قبرستانوں کی زمینوں کو (جو درا

میونسپل کارپوریشن کی زمینیں ہیں اور جنہیں بہت سستے لیز پر دیا گیا ہے) ایک ایسی کمیٹی کے اختیار میں دینے کا اصرار کیا گیا جس میں ممتاز مسلمانوں کے علاوہ تقلید پسند اور اصلاح پسند بوہرہ ممبران بھی شامل ہوں۔

سیدنا حال ہی میں اپنے پانچ ہزار ماننے والوں کو لے کر مصر میں جامع انور کی مرمت کے لئے مصر گئے تھے جس پر تقریباً پندرہ کروڑ روپیہ زرمبادلہ صرف ہوئے۔ حکومت ہند سے اصرار کیا گیا ہے کہ وہ تحقیق کرے کہ اتنی بڑی رقم کیسے منتقل ہوئی؟ ایک اور تجویز میں خود سیدنا سے اصرار کیا گیا ہے کہ وہ بیت المال اور فرقے کے افراد سے جمع کی جانے والی کثیر رقم صرف اپنے خاندان کے عیش و عشرت اور شان و شوکت پر ترجیح نہ کریں بلکہ اس کا استعمال غریب مسلمانوں کے لئے عموماً اور غریب مسلمانوں کے لئے خصوصاً کریں تاکہ لوگوں کو زندگی کی ضرورتیں میسر آسکیں —

بورڈ کے جنرل سکریٹری اصغر علی انجینئر نے اپنی رپورٹ میں اصلاح پسندوں کے قائم کردہ دی انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کو مضبوط بنانے کی اپیل کی تاکہ اسلام کی تعلیمات کا صحیح ڈھنگ سے مطالعہ کرکے اچھے عالم پیدا کئے جاسکیں۔

بمبئی میں تقریباً پچاس ہزار بوہرہ آباد ہیں۔ اسلام جنجانہ کے ۷۰ فیصد ممبر بوہرہ ہیں۔ ایسی جگہ میں اتنی کامیاب کانفرنس کرکے اصلاح پسندوں نے سیدنا کے اقتدار کو بڑی کاری ضرب لگائی ہے۔

ملاجی کے غنڈے اور بسوں کا اغواء

ملاجی کے غنڈوں نے کانفرنس کو توڑنے میں ناکام ہوکر بوکھلاہٹ میں ایک اور کارنامہ انجام دیا۔ اُودے پور کے اصلاح پسند ڈیلی گیٹس تین ۳ بسوں میں بھر کر آئے تھے۔ ان بسوں کو ملاجی کے غنڈوں کی نظروں سے بچانے کے لئے ایک محفوظ مقام پر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ ملاجی کے غنڈوں نے ان بسوں کو ڈھونڈ نکالا اور بس ڈرائیوروں کے سینوں پر پستول رکھکر ان بسوں کو گجرات کی سرحد تک لے گئے۔ ڈرائیوروں کی خوب پٹائی کرنے اور بسوں کی توڑ پھوڑ کرنے کے بعد ڈرائیوروں کو بسیں اودیپور لیجانے

اور واپس نہ آنے کی دھمکی دی۔ ایک اطلاع کے مطابق بمبئی کی حکومت اس واقعہ کی انکوائری کر رہی ہے۔

بوہرہ کانفرنسیں

(۱) ۱۹۱۹ء داؤدی بوہرہ ایجوکیشنل کانفرنس برہان پور
(۲) ۱۹۲۱ء 〃 〃 〃 〃 〃 〃
(۳) ۱۹۲۲ء 〃 〃 〃 〃 〃 〃
(۴) ۱۹۲۳ء 〃 〃 〃 〃 〃 〃
(۵) ۱۹۲۶ء 〃 〃 〃 〃 〃 〃
(۶) ۱۹۴۴ء داؤدی بوہرہ کانفرنس بمبئی۔ بمبئی
(۷) ۱۹۵۷ء 〃 〃 بکسرا کانفرنس بکسرا
(۸) ۱۹۵۸ء 〃 〃 جمعیۃ العلماء 〃 بمبئی
(۹) ۱۹۶۱ء داؤدی بوہرہ کانفرنس احمدآباد
(۱۰) ۱۹۶۳ء داؤدی بوہرہ کانفرنس گودھرا
(۱۱) ۱۹۶۳ء 〃 〃 〃 〃 دھاری
(۱۲) ۱۹۶۵ء 〃 〃 〃 〃 بمبئی
(۱۳) ۱۹۷۰ء 〃 〃 〃 〃 گوکاواؤ
(۱۴) ۱۹۷۳ء 〃 〃 〃 〃 بمبئی
(۱۵) ۱۹۷۸ء پہلی عالمی داؤدی بوہرہ کانفرنس اودے پور
(۱۶) ۱۹۷۹ء دوسری عالمی 〃 〃 〃 〃 〃
(۱۷) ۱۹۸۱ء تیسری عالمی داؤدی بوہرہ کانفرنس بمبئی

ایک مشعلِ ہدایت اور بجھ گئی

مرحوم شیخ یعقوب علی صاحب کا جنم، تاریخ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ اودے پور میں ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد ملا قربان حسین ولد ملا احمد بھائی ولد ملا ہبۃ اللہ جی ولد ابراہیم جی ولد لقمانجی راجنگر والے کے زیر سایہ تربیت پائی۔ ابتدائی تعلیم اودے پور کے ایک مدرسہ میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم سورت کے سیفی درس میں حاصل کی۔ یہاں سے فارغ ہوکر اودے پور۔ پونا اور زنجبار میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔ علی راج پور میں آپ نے عمالت بھی کی۔ پھر آپ اپنے وطن اودے پور لوٹ آئے اور علمی، قومی و ملی خدمات کے ساتھ ساتھ تجارت میں مشغول رہے۔ آپ اپنے والد ماجد کی طرح رسول پورہ کی مسجد میں چالیس سال تک امامت سے نماز پڑھاتے رہے۔ اور اسی مسجد میں آپ کے جنازے کی نماز آپ کے بھائی شیخ احمد علی صاحب نے پڑھائی۔

مرحوم کی قابلیت اور علمی و ملی خدمات کے عوض سابق ملاجی کی جانب سے آپ کو سندیں

طیبؑ، اسی طرح حکومت زنجبار نے بھی مرحوم کو معلم قرآنی کی امتیازی سند سے نوازا۔
سیفی درس سورت میں طالب علمی کے زمانے سے ہی آپ اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے کہ چھیالیسویں داعی سیدنا مولانا محمد بدرالدین صاحب قسؒ نے عبدالقادر نجم الدین پر نص نہیں کی تھی۔ اور آپ ۴۶ ویں داعی کے بعد سے ہونے والے دعویداروں کو طاغوت گردانتے تھے مگر تقیۃً خاموش رہے اور رسول و آلِ رسول کے طریق پر دین اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۹۷۰ء کے میونسپل الیکشن میں آپ نے ملاجی کے نمائندوں کی بجائے حق پسندوں کی حمایت کی جس کی پاداش میں ملاجی نے آپ پر مذہب دشمن ہونے کا الزام لگا کر آپ کی برأت کر دی۔ آپ پر ملاجی نے بے انتہا ظلم وستم ڈھائے۔ آپ کے فرزند کا نام بدل دیا اور آپ کی ولدیت مٹانے کی انتہائی شرمناک کوشش کی۔ گلیاکوٹ میں ملاجی نے آپ کو قتل کرنے کی سازش بھی کی۔ ملاجی نے ۱۹۷۰ء میں اودیپور میں بڑا ہولناک ماحول پیدا کر دیا تھا لیکن آپ ایک مردِ مجاہد، نڈر سپاہی، راجپوتی شیر کی طرح میدان میں کود پڑے۔ ۶؍ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۸؍ جنوری ۱۹۷۵ء کو ملاجی کے شبابی غنڈوں نے طے شدہ پلان کے تحت چاقو، چھری، خنجر اور لاٹھیوں سے آپ پر اور مؤمنین پر حملہ کر دیا تھا اور مؤید پورہ مسجد میں ملاجی نے خون کی ہولی کھیلی تھی۔ آپ نے جب ذکرِ حسین علیہ السلام کی مجلس کی صدارت کی تب کوٹھار میں زلزلہ آگیا اور ملاجی نے آپ پر طاغوت ہونے کا دوسرا الزام لگایا حالانکہ بمبئی کی مجالس میں وعظ کرنیوالا خود چھٹا طاغوت ہے۔

آپ نے حج کا فریضہ انجام دینے کے لئے کئی بار ارادہ کیا لیکن ملاجی کے پھیلائے ہوئے خوف وہراس کے سبب جا نہ سکے۔ بالآخر سات سال کے بعد ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں ایک بڑے قافلے کو لیکر آپ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور فریضہ حج ادا کر کے ملاجی کی اجارہ داری کو ٹھیس پہنچائی۔ دورانِ حج آپ کی رفیقۂ حیات کا مکہ شریف میں انتقال ہو گیا۔ ملاجی نے یہاں بھی آپ کو نہ چھوڑا اور مرحومہ کی تدفین

کے لئے آپ کو بہت سی تکلیفیں پہنچائیں۔

شادی اور میت کی مشکلات کو آسان کرنے میں آپ نے بوہرہ یوتھ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ آپ نے بزدل اور مصلحت پسند ملا، مشائخ پیر ملاجی کی طاغوتی حقیقت ظاہر کی اور انہیں مصلحت و بزدلی چھوڑ کر ظالموں کے سامنے کھل کر آنے کی دعوت دی۔

آپ کو کھانسی اور دمے کی شکایت مدت سے تھی۔ ایک ہفتہ سے آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تھی اور اسی عارضے میں بروز سنیچر ۴ اپریل ۱۹۸۱ء بمطابق ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ اچانک دل کا دورہ پڑا اور چند گھنٹوں کی علالت کے بعد ہنستے بولتے آپ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے

انا لله وانا الیہ راجعون ؕ

مرحوم ہر جگہ ہر دلعزیز اور مقبول رہے۔ لوگوں سے بڑے خلوص و تپاک سے ملتے تھے۔ آپ کو لوگوں سے ملنے ملانے کا بڑا شوق تھا۔ آپ نڈر اور باحوصلہ تھے مشکلات سے کبھی خوفزدہ نہ ہوتے اور حالات کا بہادری سے مقابلہ کرتے تھے۔

(بشکریہ جرأت - ۲۷ اپریل ۱۹۸۱ء)

غاصب نجم الدین

سیدنا بدرالدین صاحب کے بعد چار علماء نے نجم الدین کو کئی شروط کے ساتھ ناظم مقرر کیا۔ آہستہ آہستہ قوم پر اُن کی پکڑ مضبوط ہوتی گئی اور بدعات کا آغاز ہوا۔ اپنے فرزندوں کو علاقوں کا مالک بنا دیا۔ سیدنا عبدعلی سیف الدین صاحب کا سیفی درس بند کر دیا گیا۔ بڑے بڑے علماء گھر کا کونہ اختیار کیا۔ اور ریوٹی بوٹی کے علماء نجم الدین کے ساتھ ہو گئے۔ کسی کو داماد بنا کر، کسی کو زر دے کر منہ مقفل کر دئے اور من مانی شروع کر دی۔ نجم الدین کے خلاف علماء نے "حلف الفضائل" قائم کی، جس میں نام نہاد داعی کے بھائی حسام الدین بھی شامل تھے۔ انہوں نے نجم الدین سے یہ سوال کیا کہ تم کو نص

کس طرح پہنچی ظاہر کرد لہذا حسام الدین کا منہ بند کرنے کے لئے اسے سکاسر بنادیا اور اپنی چالبازی سے "حلف الفضائل" ختم کروادی۔ اب وہ بالکل آزاد ہوگئے۔ بے لگام ہوگئے اور من مانی کرنے لگے۔

نجم الدین کے افعال اور اخلاق

(۱) نجم الدین فسق وفجور پر اتر آئے اور دنیاداری اختیار کرلی۔ (۲) شاہی خاندانی ترتیب مقرر کی۔ (۳) دینی تعلیم بند کردی۔ (۴) دعوت کے آٹھ علاقے بنائے اور اپنے فرزندوں میں علاقے تقسیم کردئے۔ (۵) حقیقت سے واقف علماء کے انتقال کرجانے پر نجم الدین نے شاہی ترتیب مقرر کی اور اپنے دامادوں اور فرزندوں کو بقیہ علماء پر فوقیت دی۔ (۶) لیاقت کی حُدِیت کے مرتبہ کی کوئی قیمت نہ رہی اور ایک نیا شاہی مرتبہ اپنے فرزندوں کے لئے "بھائی صاحب" کا ایجاد کیا جو آج تک نجمی طاہری برہانی خاندان میں چلا آرہا ہے۔ کوٹھار میں آج قریباً ۲۰۰ سے زیادہ بھائی صاحب ہیں۔

کیمیاگر دائم منا کا مشہور قصہ اور نجم الدین کے اخلاق

اس قصہ کی حقیقت بالکل سچی ہے۔ ایک دو دن کا یہ قصہ نہیں۔ آٹھ سال تک نمود میں آئی ہوئی حکایتیں ہیں۔ "ارجوزہ" میں دائم منا کی جو حقیقت آئی ہے وہ بہت کم ہے۔ نجم الدین جو داعی کے مرتبہ کا دعویٰ کرنے والا تھا جس کے ہاتھ میں دعوت ہادیہ کا انتظام تھا۔ ایسے سرداروں کے درمیان دولت کی بھوک مٹانے اور ہوا نفسی کے لئے آخری درجہ پر دینی اعتقاد کے ساتھ ایک دائم (منا) نام کی ادنیٰ فاحشہ عورت سے نت نئے تماشے کرتا رہا ہے۔ اس کو ارجوزہ کے مصنف نے منظوم کیا ہے۔ جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

عربی ارجوزہ کے چند اشعار کا ترجمہ

"نجم الدین صاحب دائم کی خوبصورتی دیکھکر فتنہ میں پڑے اور خوشی سے چیخ

اٹھے اور کہا کہ اے کریم کی بیٹی میں جو چاہتا ہوں وہ مراد تیرے پاس سے حاصل کروں گا۔ میں تیرے پاس سے مال اور وصال چاہتا ہوں مجھے مال دے۔ ایک زمانہ تک دائم نجم الدین کے پاس آتی رہی اور ہر روز انہیں نت نئی سیر کراتی رہی اور ان کی عقل سے کھیلتی رہی۔ اس کا بڑا جادو کیمیا تھا۔"

(بیت نمبر ۲۷۷ سے ۲۸۱ تک)

" آخر کار جب مقصد پورا ہو گیا اور لذت کے ساتھ ایام ختم ہو گئے، اس وقت دائم "لیلیٰ" یا حور العین کی شکل میں ہرنی کی مثل اپنی چال میں شوخی کرتی اور آسمان کے تارے کے مانند چمکتی اندھیرے میں بجلی کی مثل مسکراتی سردار حسام الدین کے پاس آئی اور ان کی عقل کو بھی چھین لیا۔

(بیت نمبر ۲۸۲ سے ۲۸۵ تک)

" اور دائم نے ان کو جادو کے ورد سکھائے جس سے مراد حاصل کی۔ اس ورد کو ایک زمانہ تک اپنے حوض میں خود وہ اور دائم دونوں ننگے ہو کر ورد پڑھتے تھے۔"

(بیت نمبر ۳۱۰ - ۳۱۱)

" ایسی خوار کرنے والی باتیں بہت ہیں اگر میں ذکر کرنا چاہوں تو اس کا شمار نہ کر سکوں۔ ناسمجھ، جاہل، نالائق اور نیچ شخص کے سوا ایسے بد کام کوئی نہیں کر سکتا اور زمانہ تک زنا کی طرف نہیں جھک سکتا۔" (بیت ۳۱۳ سے ۳۱۴ تک)

—— پھر دائم اسمٰعیل جی بھائی صاحب کی طرف راغب ہوئی اور کچھ عرصہ بعد ان سے مخفی میں نکاح کر لیا۔

اُس زمانہ میں سورت کے جھانپہ بازار میں ایک منڈل تھا جس کی دو ٹولی تھی۔ ایک کا نام کلغی اور دوسری کا نام طرّہ تھا۔ عوامی جلسے ہوتے ایک دوسرے میں مقابلہ ہوتا ان میں گوّیے بھی تھے اس وقت دائم (منا) کے قصّہ کا بھی خوب چرچا تھا۔ اس کی لاؤنی (گانا) کے کچھ اشعار اس طرح ہیں ے

"پہلی دائم (منا) کمیو کرے چھے نور پورہ ما   ہاتھ مالئی نے مالا ویر نو دھیان کرے چھے نور پورہ ما

اسے توتانبانو سونو بناوے چھے مھوٹا مھوٹا نے گھیر بلاوے چھے — اپنو ڈھونگ جگت نے دکھاوے چھے

جانے چھے سوٗ خاص و عام — خلق ما چھے جہ نو نام

کیمیاگر لا کلام — دائم چھے نطفۂ حرام

جناب عماد الدین (نجم الدین کو ناظم قائم کرنے والے) صاحب کے فرزند علامہ سیدی ابراہیم بھائی صاحب صفی الدین صاحب نے ۱۳۰۲ھ میں ۴۵ سال کے عرصہ میں ہونے والے واقعات کو "ناصح نی نصیحت"، کے نام سے منظوم کیا ہے جس میں نجم الدین کی ہوا نفسی عشق بازی، دنیاداری کے واقعات بھی قلمبند کئے ہیں جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) مولانا بدر الدین نے دیدی گھنی اذیت — تہ واسطے نہ بولا گذرا بلا وصیت
اپنا مقام، گھر اپنے بیروں نے لئی بیٹھا — ٹھگ بازی اہوی کیدی ہتی عالمو نی غفلت

(۲) اک رات خواب ما مولانا زین الدین یہ — فرمایو توبہ توبہ، بیٹا ولو بہ سرعت
بندہ حقیر نے آرتبہ جلیل بخشو — فرمایو بیٹا نہ نہ، آمھوٹی چھے نصیحت

(۳) منصوص ہوتا نو کہم، مولا جمال الدین نے — نمتا سلام کرتا، ایکا دن سے تجو ہلت
مینڈک نے کیکڑا نے چبانے کا راج آیا — مجھی تمگر نا مانند لوگو یہ کیدی عزلت

(۴) اوقاف نی زمین اپنے جملہ بلا د مھوٹا — گو لک مزار فخری نی آیس ما کیدی قسمت
باقی نہ قدرداں چھے انصاف تو کہاں چھے — دعوی مکاں مکاں چھے جہاں نور چھے وہاں ظلمت

(۵) نہ خوف چھے ورع نو نہ اہنا ما ورع چھے — چاہے تہ یہ کرے چھے دیکھی نے وقت فرصت
ایک رات ساری ساری اک نے پہنایا ساڑھی — پاسے بسیاری اپنا، اہناسی لیدی لذت

(۶) اللہ اللہ، اہنی سوں شان نی چھے قدرت — بیوے نے اک پلنگ پر ابلا ذ نی چھے قدرت
کوئی وقت مانہ ہو کی حقیقت کیوی نہ طہرت — اہناج کاغذ و تھی آوات نی چھے شہرت

ناصب نجم الدین کا انتقال

رجب ۱۳۰۲ھ میں نجم الدین اجین گئے تھے۔ وہاں ان کو کالرا ہوگیا۔ اور ۲۶ رجب ۱۳۰۲ھ

کو انتقال ہو گیا۔ اپنے بھائی حسام الدین کو اپنی جگہ پر مقرر کر گئے۔ ۴۶ سال ۲۶ دن دعوت پر قابض رہے۔

۴۷ ویں داعی سیدنا ہبۃ اللہ المؤید کے نزدیک نجم الدین کو دفن کرنے پر ان کے فرزند بضد ہوئے اور حق کے داعی سیدنا ہبۃ اللہ المؤید کے روضہ میں جگہ نہ ہوتے ہوئے بھی دیوار کی نیو (پایہ میں) دفن کیا جس کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد دیوار کمزور ہو گئی۔ اور یکایک قبہ کی دیوار مسمار ہو گئی۔ پاک ہستی کے نزدیک ناپاک ہستی کیسے رہتی، زمین بھی اس کو قبول نہیں کر رہی تھی۔ پرانا قبہ گر جانے سے نیا قبہ بنایا جانے لگا۔ جب صفائی کی گئی تو نیو (پایہ) میں نجم الدین کی قبر بھی پایہ کھودتے وقت قبر میں سے سب صاف کروا کر بچا کھچا حصہ اجین کی ندی میں پھنکوا دیا گیا۔ متغلبون کے دل کے سکون کے لئے قبر بنی ہوئی ہے۔ جس کی صد سالہ برسی منائی جا رہی ہے۔

اسی طرح پانچویں غاصب طاہر سیف الدین کو جسے اب روضۂ طاہرہ کہا جاتا ہے، سیفی خاندان والوں نے مدفن کی جگہ سے گذرنے والی گٹر (گندی نالی) کے قریب میں دفن کیا ہے ؎

جنہیں تو فی الحقیقت رہنمائے دیں سمجھا ہے
وہ ہیں بت خانۂ آذر کی چلتی پھرتی تصویریں

(بشکریہ جرأت۔ مطبوعہ ۳ مئی ۱۹۸۲ء)

غیر سودی بینک قائم کرنے کا اعلان

ملاجی صاحب نے ۱۹۷۹ء میں بغیر سود کے روپیوں کا لین دین کرنے والی بینک کھولنے کا اعلان کیا۔ اور بوہروں کو مرکنٹائل بینک سے روپیہ نکال لینے اور بینک میں جو بوہرے سروس پر ہیں نوکری چھوڑ دینے کا فرمان کیا ہے۔ وہ بینک آج تک قائم نہ کرسکے۔ اور پھر مئی ۱۹۸۲ء سے مرکنٹائل بینک پر اپنے غنڈوں سے پیکٹنگ کروا رہے ہیں۔

"بوہرہ قوم کے مذہبی پیشوا سیدنا محمد برہان الدین صاحب نے ایک ایسی بینک کھولنے کا اعلان کیا ہے جو بغیر سود کے روپیوں کا لین دین کرے گی۔ کیونکہ سود کا لین دین اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ بہت نیک ارادہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بوہروں کو مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک سے اپنے روپے نکال لینے کا حکم بھی دے چکے ہیں۔

یہاں بحث اس سے نہیں ہے کہ آیا ایسی بینک چلانا ممکن ہے یا نہیں ؟ سیدنا کی بینک میں رقم جمع کروانے کے دس سال بعد اگر رقم بغیر اضافے کے ملیگی تو ایسی بینک میں رقم جمع کرائیں یا نہیں ؟ یا اگر بغیر سود کے روپیہ ملنے لگے گا تو... بینک چل سکے گا یا نہیں۔ یہاں سوال یہ ہے کہ آج جب کہ سیدنا پر اسلام دشمن حرکتوں کے سنگین الزامات ہیں اور ان کی طرف سے مذہب کے نام پر کئے گئے مظالم کی تحقیق کر کے ناتھوانی کمیشن عنقریب اپنی رپورٹ حکومت اور عوام کے سامنے پیش کرنے والا ہے۔ اور جس کے ردّ عمل کے نتیجے میں جنوری میں ہونیوالی اسلامک کلچر کی انٹرنیشنل کانفرنس سے سیدنا کا نام، سیدنا کی تمام کوششوں کے باوجود خارج کر دیا گیا ہے سیدنا کو یکایک اسلامی طریقے سے روپیوں کے لین دین کی کیوں سوجھی ؟

جہاں تک بینک قائم کرنے کا اعلان کا سوال ہے تو سیدنا صاحب اس سے پہلے بھی کئی اعلان کر چکے ہیں سیفی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی نو منزلہ عمارت کا اعلان، سیفی ایجوکیشن سینٹر کا اعلان، چوپاٹی پر فوارہ لگانے کا اعلان' ایسے سینکڑوں اعلانات ہیں جن کی عمل میں لانے کی فرصت سیدنا صاحب کو آجتک نصیب نہیں ہوئی۔ جبکہ اسی دوران میں کروڑوں روپے کے مقبرے اور ضریحا سیدنا بنوا چکے ہیں، جن میں رکھے ہوئے گلوں سے انہیں ہر سال لاکھوں روپیے کی آمدنی ہو رہی ہے۔

اب جہاں تک سود کے لین دین اور سیدنا صاحب کی ذات گرامی کا سوال ہے تو چاندہ بھائی گلہ کیس کے دستاویز دیکھ جائیے جن میں مرحوم سیدنا طاہر

سیف الدین (شمس الدعاۃ المطلقین) نے نہ صرف خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ عدالت میں حلفیہ بیان بھی دیا ہے کہ میں سود پر روپیوں کا لین دین کرتا ہوں اور اسے جائز قرار دیتا ہوں۔ اس میں سیدنا کو انکار کی گنجائش ہے بھی نہیں، کیونکہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں ان کے کارخانوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔ اور صنعت اور بیوپار میں ان کا کروڑوں روپیہ لگا ہوا ہے۔ ہندوستان میں ان کے بیس سے زیادہ تجارتی ادارے اور فیکٹریاں ہیں اور پاکستان میں تقریباً بارہ فیکٹریاں ہیں ان سبھی اداروں میں سودی روپیہ لگا ہوا ہے۔ صرف ہندوستان میں تیرہ بنکوں سے یہ سود پر روپیوں کا لین دین کرتے ہیں۔ جن میں سے سات بنک غیر ملکی ہیں۔

ان کی کسی بھی فیکٹری کا حساب دیکھ لیجئے۔ یہ اپنے کاروبار کے لئے کروڑوں روپیہ سالانہ سود پر لیتے دیتے ہیں۔ داعی المطلق کے بھائی جناب یوسف نجم الدین، شبیر نورالدین، قاسم حکیم الدین وغیرہ کئی کمپنیوں کے ڈائرکٹرز ہیں جن کے اقرار نامے پر سیدنا کے بھائیوں اور رشتے داروں کے نام اور دستخط کے ساتھ روپیہ سود پر اٹھانے کا اقرار ہے خود موجودہ سیدنا کو ۱۹۶۷ میں ۶۵ ہزار شلنگ ناجائز طور پر تنزانیہ منتقل کرنے کے جرم میں تنزانیہ سے نکالا جا چکا ہے۔

ہندوستان میں سیدنا کے بیس تجارتی اداروں میں سے صرف دو سلطان برادرس پرائیوٹ لمیٹیڈ اور ہز ہولی نس ڈاکٹر طاہر سیف الدین میموریل فاؤنڈیشن پر ایک طائرانہ نظر ڈالئے۔ ان اداروں کو مرحوم سیدنا نے قائم کیا اور ان میں سلطان البواہر کے شہزادے یوسف نجم الدین، شبیر نورالدین، قاسم حکیم الدین وغیرہ شامل ہیں۔

سلطان برادرس نے فائیو اسٹار ہوٹل ایمبیسڈر بنوایا۔ اس کا مین پلان مرحوم سیدنا کے دماغ کی اپج تھا۔ برسوں تک اس ہوٹل کی کمائی سیدنا صاحب کا خاندان کھاتا رہا۔ جو کسی بھی مذہبی رہنما کے لئے جائز نہیں۔ پھر کوئی مناسب ہوٹل چلانے والا نہ ملنے پر اسے رانا مارنگ اسمگلر کو بیچ دیا۔

ڈاکٹر طاہر سیف الدّین میموریل فاؤنڈیشن نے ساگر اسٹیٹ، دہلی کے سینڈ ورٹز ہاؤز کا سودا ۶۷ لاکھ روپیوں میں کیا۔ جس کے ۳۰ لاکھ روپیے بلیک میں دئیے گئے۔ سنہ ۱۹۷۳ء میں ان گھپلوں کو اخباروں نے عوام اور حکومت کے سامنے رکھا۔

سیّدنا پہلے اپنے سودی کاروبار بند کریں

دراصل جن لوگوں کی دولت اور اقتدار کی ہوس اس قدر بڑھ گئی ہو کہ وہ اپنے پاکیزہ عمامہ و دستار میں ہیرے اور جواہرات کی اسمگلنگ کے لئے مشہور ہوں، جو مسجدوں اور قبروں کی جگہوں کا بیوپار کرتے ہوں اور روپیہ وصول نہ ہونے کی صورت میں دفن شدہ لاش نکال کر پھنکوا سکتے ہوں ایسے لوگ بغیر سود کی بینک چلانے کا تصور کیسے کر سکتے ہیں بالفرض اگر سیّدنا کا بینک قائم ہو گیا اور مسلمانوں نے اس میں اپنے روپے جمع کروا دیئے لیکن روپے واپس لینے کے لئے سیّدنا کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ہمت کون کرے گا؟ آج برسوں سے سیّدنا بوہرہ قوم سے بیت المال کے بارہ کروڑ روپے سالانہ جمع کرتے ہیں لیکن حساب پوچھنے کی ہمت کسے ہے؟

چلیئے یہ مان لیتے ہیں آج تک سیّدنا صاحبان غیر اسلامی حرکتیں کرتے رہے لیکن اب سیّدنا محمد برہان الدّین کو ہوش آیا ہے اور انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ تو اس صورت میں کیا سیّدنا صاحب کے بھائی اور دیگر رشتہ دار اپنے کاروبار کے لئے سود پر روپیوں کا لین دین بند کر دیں گے؟ بصورتِ دیگر کیا سیّدنا صاحب اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے خلاف برأت کا اعلان کریں گے؟ کیا سیّدنا صاحب ان تمام بوہروں اور مسلمانوں کی برأت کا اعلان کریں گے جو سود پر روپیوں کا لین دین کرتے ہیں۔

آج عوام دھرلی پر ہونے والے عمل اور نتائج دیکھتے ہیں ہوا میں اچھالے ہوئے نعروں سے بہلائے نہیں جا سکتے۔"

(بحوالہ اردو بلٹز بمبئی۔ مطبوعہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۷۹ء)

" خدا کی کتاب اور ہدایاتِ رسول پر جو عمل نہیں کرتے وہ کافر ہیں "

(محکم)

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

(حدیث پاک)

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے

قرآن کیا کہتا ہے	ملاجی کیا کرتے ہیں
جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہے ۲۹ - ۷۲ - ۱۸	(۱) ملاجی اپنے آپ کو سجدہ کرواتے ہیں۔
(۱) اور صرف اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے۔ ۲۴ - ۴۱ - ۳۷	
(۲) اور فرعون نے کہا کہ میں ربّ اعلیٰ ہوں۔ ۳۰ - ۷۹ - ۲۴	(۲) میں زمین کا خدا ہوں۔
(۳) اے رسول مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ ۱۸ - ۲۴ - ۳۰ (A) اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ ۱۸ - ۲۴ - ۳۱	(۳) غیر محرمات عورتوں سے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دلواتے ہیں اور بے پردگی کرتے ہیں۔
(۴) اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو ۱۷-۲۲-۳۰ (A) اور وہ جھوٹی شہادت میں شامل نہیں ہوتے۔ ۱۹ - ۲۵ - ۷۲	(جاندہ بھائی گلہ کیس میں) (۴) ملاجی نے جھوٹی گواہی دی ہے

قرآن کیا کہتا ہے !	ملا جی کیا کرتے ہیں !
(۵) جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہے ۲ - آل عمران رکوع ۱۴	(۵) ملا جی جھوٹ بولتے ہیں ۔
(۸) اور جھوٹے کے لئے ہلاکی ہے ۔۲۵-۴۵-۷	
(۶) اور جو لوگ سود کھاتے ہیں قبر سے نہیں کھڑے ہونگے مگر جیسے ایسا کھڑا ہوگا جس کو شیطان لپٹ کر خبطی بنا دے ۔ اور سود کو حرام کر دیا ہے ۔ ۳-۲-۷۵	(۶) ملا جی نے سود لینا دینا جائز رکھا ہے ۔ I ملا جی نجم الدین نے پانچ سو گیارہ روپیہ بارہ آنہ سود ادا کیا یہ ثابت ہے اور اس نے میثاق توڑ ڈالا ہے ۔ (درگاہ کیس فیصلہ جج جی - بی - کھیر) II سلطان برادرس لمیٹڈ کمپنی میں یوسف نجم الدین وغیرہ نے 6%o کے سود ادا کرنے کا ریزولیشن کیا ہے ۔
(۷) اور اس شخص سے ظالم کون ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں عبادت کئے جانے سے بندش کرے اور اس کی خرابی میں کوشش کرے ۔ ۱-۲-۱۱۴	(۷) ملا جی مسجد میں آنے سے روکتے ہیں ۔
(۸) جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی کرتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے ۔ ۲۵-۲-۴۲-۴۲	(۸) ملا جی قوم کے افراد پر انسانیت سوز ظلم ڈھاتے ہیں ۔
(۹) اے مسلمانو تم سب بھائی بھائی ہو ۔ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو ۔ ۲۶-۴۹-۱۰	(۹) مؤمن بھائی بہنوں میں جھگڑا فساد کرواتے ہیں ۔ برائت کرتے ہیں ۔ ماں باپ . بھائی . بہن . بیٹی . بیٹا میں تفرقہ ڈلواتے ہیں ۔

قرآن کیا کہتا ہے!	ملاں جی کیا کرتے ہیں!
تم نیکی کے اور تقویٰ اور خلق کے اصلاح کے کام کرو۔ ۲-۲-۲۲۴	
(۱۰) اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو ان میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کو مت جھڑکنا اور ادب سے بات کرنا اور ان سے شفقت اور انکساری سے پیش آنا اور دعا کرنا کہ پروردگار ان پر رحمت فرما انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔ ۱۵-۱۷-۲۳/۲۴	(۱۰) بیٹے بیٹیوں سے ان کے ماں باپ پر لعنت پڑھواتے ہیں۔
(۱۱) آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔ ۲-۲-۱۸۸ A- بے شک تم کو اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ اہل حقوق کو ان کا حق پہنچا دو۔ ۵-۴-۵۸ B- اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے حق میں خیانت مت کرو۔ ۹-۸-۲۷	(۱۱) یتیموں، بیواؤں کا حق مارتے ہیں۔ خیانت کرتے ہیں، بیت المال اپنے اور اپنے خاندان کے مصرف میں لاتے ہیں رشوت دیتے ہیں۔
(۱۲) اور جب حج و عمرہ کرنا ہو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا کرو۔ ۲-۲-۱۹۶ A- اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ حج کرنا ہے جس کو اس پر استطاعت ہو۔ ۴-۳-۹۷	(۱۲) ملاں جی اپنی رزا بغیر کسی کو حج کو جانے نہیں دیتے۔ حج کے بعد بھی حاجی واپس آکر ملاں جی کے قدمبوس نہ ہو تب تک حج کی تمامیت نہیں ہوتی ہے ایسا ان کا حکم

قرآن کیا کہتا ہے!

(۱۳) زمین پر اترا کر مت چل اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ۲۱-۳۱-۱۸

A - اللہ ہر جابر متکبر کے قلب پر مہر کر دیتا ہے ۲۴-۴۰-۳۵

B - قارون قوم موسیٰ سے تھا وہ کثرتِ مال سے تکبر کرنے لگا۔ اس کے مال کی اتنی کثرت تھی کہ کئی زور آور شخصیتوں کو گرانبار کر دیتی تھی اس کی قوم نے اس کو کہا کہ تو مال وحشمت پر تکبر مت کر اللہ تعالیٰ متکبر کو پسند نہیں کرتا۔ ۲۰-۲۸-۷۶

(۱۴) خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا، شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ ۲۱-۳۱-۱۳

(۱۵) جو عورتیں تم کو پسند ہوں نکاح کر لو۔ ۴-۳-۲

ملاجی کیا کرتے ہیں!

ہے۔ (ک) سے کعبۃ المصلین ..... طاہر سیف الدین (خزیمہ قاعدہ)

(۱۳) کثرتِ مال سے متکبر ہو گئے ہیں۔

(۱۴) اسماء الٰہیہ اور القاب حضور سرورِ کائنات اپنے نام کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں آنحضرت جیسے مجھے اختیارات ہیں۔ خزیمہ قاعدہ شائع کیا ہے اس میں لکھا ہے:

م: سے رحمۃ الرحمٰن ...... سیدنا طاہر سیف الدین

ق: سے قاضی الحاجات ...... 〃 〃 〃 〃

خ: سے خیر الانام ...... 〃 〃 〃 〃

غ: سے غوث العباد ...... 〃 〃 〃 〃

(۱۵) ملاجی ان کی رضا بغیر کے نکاح ناجائز

قرآن کیا کہتا ہے!	ملاجی کیا کرتے ہیں!
اور تم میں جو بے نکاح ہو تم ان کا نکاح کر دیا کرو۔ ۱۸-۲۴-۳۲	ٹھہراتے ہیں اور نکاح روکتے ہیں۔
اور تم شوہروں سے نکاح کرنے کو مت روکو۔ ۲-۲-۲۳۲	
(۱۶) اور اللہ سے ڈرتے رہو ان عورتوں کو گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں مگر وہاں کوئی خرابی ہو تو اور بات ہے۔ ۲۸-۶۵-۱	(۱۶) شوہر کو مجبور کرتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دے دے اور بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ طلاق لے لے۔
(۱۷) کیا تم نے اس شخص کی بھی حالت دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے اور خدا نے اس کو باوجود سوجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ۲۵-۴۵-۲۳	(۱۷) ملاجی دنیاداری، خواہش نفسانی، دنیوی شہرت خطابات حاصل کرنے اور دولت جمع کرنے میں غلطاں ہیں۔
(۱۸) اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ ۲۶-۴۹-۱۲	(۱۸) ملاجی غیبت کرتے ہیں۔
(۱۹) شیطان ان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا ہے اور ہوس دلاتا ہے۔ ۵-۴-۱۲۰	(۱۹) ملاجی جھوٹے وعدے کرتے ہیں نئی نئی اسکیمیں قوم پر لادتے ہیں۔
(۲۰) اور بہت سے ایسے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے۔ ۶-۵-۶۳	(۲۰) ملاجی، ان کے مشائخ اور علماء کی معرفت زبردستی دعوتوں کا انتظام کراتے ہیں اور بڑی بڑی رقمیں طلب کرتے ہیں۔

(بحوالہ جرأت)

خود کو سجدہ کروانے والے ملاجی کے متعلق،
علمائے کرام کے فتاوے

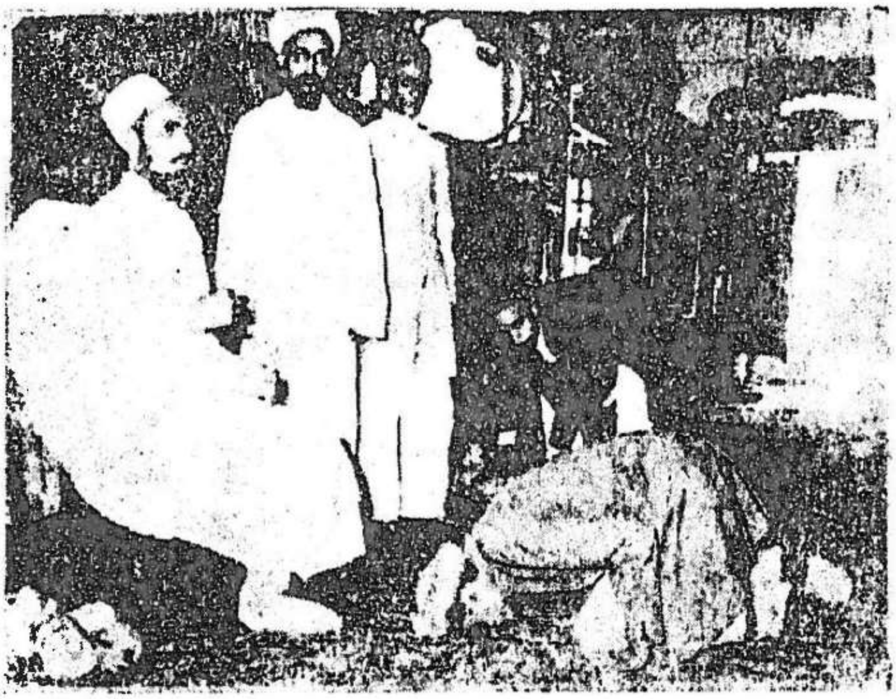

" اور تم صرف خدا کو ہی سجدہ کرو جس نے پیدا
کیا ہے ۔ اگر عبادت کرنی ہے تو
اس کی ہی عبادت کرو "
(قرآن مجید)

شیخ البواہر کے سامنے سجدے

"ڈاکٹر ملا طاہر سیف الدین صاحب بوہرہ جماعت کے پیشوائے اعظم چار پانچ ماہ سے پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب سے ذاتی واقفیت ہے اور کئی بار ملاقات کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ داؤدی بوہرہ جماعت کے جو لوگ کراچی میں رہتے ہیں سب کے ساتھ ذاتی دوستی و محبت کے تعلقات ہیں۔ ہمیں داؤدی بوہرہ جماعت کے لوگوں کی داڑھیاں، نیکدلی، اسلامی انداز، عربی زبان سے محبت، اور نیکی کے کاموں میں سبقت سب باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اکثر مذہب کے پابند ہیں لیکن اس دفعہ ڈاکٹر طاہر سیف الدین صاحب کی گولڈن جوبلی کی تقریبات میں سے ہمیں ریلوے اسٹیڈیم کی شبانہ تقریب میں شرکت کا موقعہ ملا جس میں بوہرہ جماعت کے سیٹھ لوگ صنعت کار اور کاروباری لوگ سب موجود تھے پیر صاحب اور آپ کے ولیعہد صاحب بجلی کے مرصع ایک تخت پر بیٹھے تھے۔ تمام میدان بجلی کی روشنی سے منور تھا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ اس بہت بڑے پبلک اجتماع میں بوہرہ جماعت کے کچھ لوگ آئے اور پیر صاحب کے سامنے پوری طرح ان کے پاؤں پر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ اسی طرح کئی لوگ آئے اور وہ بالکل اس طرح سجدہ کرتے جس طرح نماز میں سجدہ کیا جاتا ہے۔ ادب و احترام کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہو سکتا کہ اعلانیہ اجتماع عام میں اپنے پیر کو سجدے کیے جائیں۔ میں نے اس پر احتجاج کرنا چاہا۔ اور بولنے کے لئے وقت مانگا تاکہ لاؤڈ اسپیکر پر اس شرک کے خلاف آواز بلند کروں، لیکن منتظمین جلسہ نے اجازت نہ دی۔

ہم مسلمان ہیں۔ ہماری گردن صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک سکتی ہے۔ کسی پتھر کے بت یا گوشت پوست کے بت کے سامنے سجدہ کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ آخر مشرکین اور مسلمانوں میں پھر تفریق کیا باقی رہ گئی۔؟

سید سرور شاہ گیلانی (داعی تحریک خلافت۔ پاکستان)

دجماعت کی طرف سے یہ تاویل ممکن ہے کہ یہ "قدمبوسی" تھی "سجدہ" نہ تھا لیکن بہر حال اس کے شبہ سجدہ ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں)

ایڈیٹر "صدق جدید"

دار الافتاء جامع العلوم رامپور یوپی کے علماء کا فتویٰ [۱]

"ایسے مسائل جو قرآن یا حدیث میں صراحت کے ساتھ نفیاً یا اثباتاً بیان کیے گئے ہیں اور ان کی منسوخی بھی نہیں ہوئی، ان میں کسی کو ترمیم یا تنسیخ کا حق نہیں ہے اگر ایسے مسائل میں کوئی شخص اپنی رائے سے کچھ کہتا ہے تو اس کا قول مردود و باطل ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اس حکم میں ابلیس بھی داخل تھا مگر اس نے اس نص صریح کے مقابلے میں اپنی رائے کو دخل دیا اور سجدہ سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے اس کی مقبولیت چھن گئی اور شیطان رجیم کر کے نکال دیا گیا۔

ایسے ہی جو شخص بھی قرآن یا حدیث کے واضح حکم کے خلاف اپنی رائے سے کوئی حکم دے تو وہ بھی شریعت کی نظر میں باطل اور شیطانی عمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" یعنی کسی شخص کی اطاعت و فرمانبرداری جائز نہیں ہے جبکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ کسی بھی شخص کی اطاعت اسی وقت تک جائز ہے جب تک وہ خدا و رسول کے خلاف حکم نہ کرے۔ کسی بزرگ متقی پرہیزگار عالم دین کے ہاتھ چومنے کی مردوں کو شریعت میں اجازت ہے لیکن سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اپنا منہ اور سر زمین پر جھکانا سوائے اللہ کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔"

مدرسہ عربیہ خیر العلوم۔ اودگاؤں۔ کولہاپور کے علماء کا فتویٰ [۲]

"ملاجی نے اپنے لئے سجدہ تعظیمی و تقبیل وغیرہ کے لئے اپنی جماعت کے

مردوں اور عورتوں کو مجبور کر رکھا ہے۔ تو از روئے شریعت یہ فعل حرام ہے۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ بحکم شرع ملاجی کفر کے مستحق ہیں۔ اگر ملاجی اپنے اس فعل پر مُصر ہیں تو قابل گردن زدنی ہیں۔ ہمارا ادارہ اس فعل شنیع سے سخت بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور ملاجی کے اس فعل کو نفرت اور کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔"

پندرہ روزہ خطیب کراچی یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

ہم نے اپنی گذشتہ اشاعت میں داؤدی بوہرہ جماعت کے پیشوا جناب ملا طاہر سیف الدین صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ ایک قابلِ اعتراض کتابچہ میں جو "تحفۂ طاہرہ" کے نام سے کراچی میں تقسیم کیا گیا۔ موصوف کے ساتھ اسماء الٰہیہ اور القاب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بیباکانہ طریقہ پر لکھا گیا ہے۔۔۔۔

ان سے یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ غیر خدا کو سجدہ کرنا کفر و شرک ہے یا نہیں؟ اور آیا بوہرہ قوم کے لوگ جو ان کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، اس کے جواز پر شریعتِ اسلام میں کون سی نص موجود ہے۔ اب تک تو ہم نے نصوص قرآنیہ اور احادیث سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بھی دیکھا ہے کہ غیر خدا کے سامنے سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے اور پیغمبر اسلام ؐ نے سختی کے ساتھ غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔

ہم نے اس سلسلہ میں تمام عالمِ اسلام کے اہلِ تحقیق اور صاحبانِ فتویٰ سے استفسار کیا ہے کہ ایسے لوگ جو غیر خدا کے سامنے سجدہ کرتے ہوں اور اسماء الٰہیہ کو خدا کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے بولنا، لکھنا اور اس پر عقیدہ رکھنا جائز سمجھتے ہوں وہ،

دائرۂ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں

؟

جامعۂ ازھر کے گرانڈ شیخ صالح بھائی موسٰی جی کی ملاقات شیخ اور ریکٹر سے

کچھ عرصہ قبل شیخ صالح بھائی موسٰی جی کولمبو والا نے اپنے سفر کے دوران یونائیٹڈ کینگڈم ہوتے ہوئے مصر کی الازھر یونیورسٹی کے ریکٹر اور گرانڈ شیخ گریٹ امام ہز ایمی ننس ڈاکٹر محمد عبد الرحمٰن بیسار سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ کے ہمراہ سورت کے مرحوم شیخ فیض اللہ بھائی ہمدانی کے لڑکے عباس حسین ہمدانی بھی تھے۔ شیخ صالح بھائی موسٰی جی نے بوہروں کے بڑے ملاجی کے مظالم اور دعوے نہایت ہی تفصیل کے ساتھ ریکٹر اور گرانڈ شیخ کے گوش گذار کیے جن میں سے چند ذیل کے مطابق ہیں :-

(۱) بڑے ملاجی اپنے ماننے والوں کو خود کو سجدہ کرنے اور پیر چومنے پر مجبور کرتے ہیں۔

(۲) جس شخص پر بڑے ملاجی کی خفگی نازل ہوتی ہے اس کی برأت کر دی جاتی ہے اور اس کے پورے خاندان (مع بیوی بچوں اور متعلقین) سے بلا سبب دریافت کیے یا صفائی کا موقع دیے سماجی مقاطعہ کر دیا جاتا ہے۔

(۳) بڑے ملاجی یہ دعوٰے کرتے ہیں کہ مسجدیں اور قوم کی تمام موقوفہ جائداد کے تنہا مالک ہیں۔

(۴) بڑے ملاجی اپنے آپ کو زمین کا خدا بتلاتے ہیں۔

(۵) اپنے ماننے والوں کو "میثاق" دینے پر مجبور کرتے ہیں جو ایک طرح کا خطِ غلامی ہے اور جس کی رُو سے میثاق توڑنے والے کی تمام جائداد ضبط کر لی جاتی ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۶) بڑے ملاجی اپنے ماننے والوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ شادی بیاہ یا کسی بھی تقریب پر دعوتی رقعوں پر "سیدنا کی دعاؤں سے" ضرور لکھیں اور اپنے دستخط کے ساتھ "عبد سیدنا" یا "مملوکِ سیدنا" لکھیں۔

(۷) بڑے ملاجی رقعہ چٹھی یعنی منکر نکیر کے نام سفارشی خط مرنے والے کے رشتہ داروں کو ۴۰ روپیہ تا چودہ سو روپیہ بقدر حیثیت فروخت کرتے ہیں تاکہ

منکر نکیر مرنے والے کو قبر میں پریشان نہ کریں۔

(۸) مرنے والے کو جنت میں پہنچنے اور جنت کے پھل و حوض کوثر کا پانی پینے کے لئے بڑے ملاجی کو پچاس ہزار تا ایک لاکھ روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے

(۹) برأت شدہ اشخاص کو مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دی جاتی اور نہ ہی ان کی لاش بوہرہ قبرستان میں دفنانے دی جاتی ہے۔ میت کی نماز پڑھنے سے بھی انکار کر دیا جاتا ہے۔

(۱۰) مسلمان قاضی کے ہاتھ پر پڑھایا گیا کسی بھی بوہرے کا نکاح بڑے ملاجی کے نزدیک ناجائز ہوتا ہے۔ اور منکوحہ جوڑا گناہ کی زندگی گذارتا ہے تاوقتیکہ وہ بڑے ملاجی کے عامل سے دوبارہ نکاح نہ پڑھوالے۔

(۱۱) بوہرے کعبہ، مسجد اقصیٰ یا دنیا کی کسی بھی شیعہ یا سنی مسجد میں بلا روک ٹوک نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن کسی بھی شیعہ یا سنی مسلمان کو بوہروں کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

جامعہ الازہر کے ان ممتاز شیوخ کو بڑے ملاجی کے متعلق یہ تمام باتیں سن کر ازحد تعجب ہوا، اور انہوں نے بڑے ملاجی کی ان حرکتوں کو غیر اسلامی اور کفر سے تعبیر کیا۔

یہ ہیں جوٹی کے علماء اسلام کے نظریات۔ سری لنکا کی جمعیۃ العلماء کے بھی یہی نظریات ہیں۔

جامعہ الازہر کے ان شیوخ نے شیخ صالح بھائی موسٰی جی کو قرآن شریف کا ایک نسخہ اور "اسلام پر تحقیقات" کی چھ جلدیں تحفۃً پیش کیں۔ شیخ صالح بھائی ان جلدوں کو سری لنکا یونیورسٹی کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ماخوذ از جرأت

مطبوعہ ۲۷ اگست سنہ ۱۹۷۹ء

دارالافتاء المنظر الاسلام کا فتویٰ

"بوھرہ فرقے کا داعی اپنی غیر شرعی حرکات سے خارج از اسلام اور مرتد ہے"

استفتاء

مکرمی مفتی صاحب مدرسہ منظر الاسلام

السلام علیکم!

بعد دعا سلام آپ سے التجا کرتا ہوں آپ اس معاملے پر فتوےٰ صادر کریں۔ ایک عام مسلمان ہونے کی حیثیت میں اس داعی یا امام کے لئے ' جو مندرجہ ذیل دعوے کرے ، کیا فتوےٰ ہے براۓ کرم تحریر فرمائیں۔

(۱) میں زمین کا خدا ہوں۔

(۲) میں سود دیتا ہوں اور سود لیتا ہوں۔

(۳) میرے ہاتھوں کو بوسہ دینا حجر اسود کو بوسہ دینا ہے۔

(۴) وہ داعی یا امام اپنے آپ کو قاضی الحاجات ، خیر الانام ، کعبۃ المصلین کے خطابات دے رکھے ہیں۔

(۵) میرے اختیارات پیغمبر اسلام آقائے دوجہاں کے مساوی ہیں۔

(۶) بدری محل جہاں پہ امام کی رہائش گاہ ہے اس کا طواف کعبہ شریف کے طواف کے برابر ہے۔

(۷) اگر تم نے میثاق مطلب بیعت توڑ دی تو تیس بار ننگے پیر کعبہ شریف کا طواف کروگے تو بھی خدا معاف نہیں کرے گا۔ جب تک داعی معاف نہ کرے

(۸) کلمہ شہادت نامعقول اور مردود ہے۔

(۹) اس داعی نے سورہ یٰسین میں خود اپنی تصویر شائع کروائی ہے اور

اپنے آپ کو یٰسین کا دل بتلایا ہے مطلب قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسین اور
سورۂ یٰسین کا دل یہ داعی۔
(۱۰) یہ داعی لوگوں کو سجدہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔
(۱۱) اپنے آپ کو معصوم بتلاتا ہے۔
یہ تمام حرکت کرنے والے انسان کے لئے شرعی فتویٰ کیا ہے تحریر کریں۔

بقلم خود :- محمد یوسف

۳۷۹ الجواب ۴۸۶ ۴۷ ۔ ایسا شخص یا تو عقل و خرد سے پیدل ہے یا خارج از
اسلام مرتد ہے کہ خدائی کا دعوےٰ غلط ہے اور اس کے کفر و ارتداد کے
لئے کافی ہے اور باقی امور بھی ناجائز اور حرام ہیں اور مسلمانوں کو اس
سے دور رہنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ

دار الافتاء منظر الاسلام محلہ سوداگران
بریلی شریف۔ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

" اور بڑے (ملّاجی) کا اپنے عقیدتمندوں کو خود کے لئے سجدے کا حکم
دینا یا ان کے سجدے پر رضامند ہونا انہیں یعنی ملّاجی کو طاغوت بنا دیتا
ہے جو اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو دعوت دیتا ہے پس دونوں فریق
یعنی ملّاجی اور ان کے ماننے والے کافر ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس صورت
میں وہ ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ "

سعودی فتوے کا خلاصہ۔
(تفصیل اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مملکۂ عربیہ سعودیہ

وزارۃ عدل۔ محکمۂ قضائیہ

فتویٰ ٢٢٨٩ مورخہ ١٧-٢-١٣٩٩ھ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ وصحبہ

بعدازیں۔ جمعیۃ بحوث علمیہ وفتاویٰ اُن مسائل سے واقف ہوئی جو فدا حسین آدم علی کی جانب سے جناب رئیس عمومی کی خدمت میں جناب وزیر عدل کے ذریعہ مورخہ ١٣-٨-٩٨ھ کو پہنچے۔ جس کا نمبر ١٦٢١/٢ ہے۔ جمعیۃ مذکور نے ہر سوال کا جواب اس سوال سے ملحق تحریر فرمایا ہے۔

س (١) :- بوہرہ علماء کے بڑے (ملاجی) اس بات پر مُصر ہیں کہ ان کے عقیدتمندوں پر واجب ہے کہ جب وہ ان کی ملاقات کو آئیں تو ان کے آگے سجدہ کریں۔ کیا رسول اللہ صلعم کے زمانے یا خلفائے راشدین کے وقت میں اس طرح کا کوئی عمل ہوتا تھا۔ اور ابھی حال ہی میں ایک پاکستانی جریدے میں ایک بوہری کی تصویر شائع ہوئی ہے جو بڑے ملاجی کو سجدہ دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تصویر آپ کی آگاہی کے لئے مسائل کے ہمراہ روانۂ خدمت ہے۔

ج (١) :- سجود عبادت کی قسم میں سے ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔ اور سجدہ ایسی قربت ہے جس سے اللہ سبحانہٗ کی طرف متوجہ ہونا بندوں پر واجب ہے جیسا کہ فرمایا: ولقد بعثنا فی کل امۃٍ

رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت" (ترجمہ) :- اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے دور رہو۔"
اور فرمایا اے محمد ہم نے تمہارے پیشتر کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی طرف وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔ اور ارشاد ہوا۔ اللہ کی نشانیوں میں سے شب و روز بھی ہیں، اور سورج چاند بھی، تم سورج کے لئے سجدہ نہ کرو اور نہ ہی چاند کے لئے۔ اگر تم اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو تو صرف اسی کی ذات کے لئے سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا۔ پس اللہ سبحانہ نے سورج اور چاند کے لئے سجدہ کرنے سے منع فرمایا اس لئے کہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جنہیں اس نے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا وہ سجود یا کسی اور قسم کی عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ سجدہ کرنے کا اس نے صرف اپنی ذات کے لئے خصوصی حکم فرمایا ہے اس لئے کہ وہ چاند سورج اور دیگر تمام موجودات کا خالق ہے۔ بنابریں کسی مخلوق کے لئے سجود کا جواز نہیں۔ ارشاد باری ہے: "کیا تم اس بات (یعنی قیامت) پر تعجب کرتے ہو اور مذاق کرتے ہو، روتے نہیں اور تم اس قدر غافل ہو۔ پس اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی بندگی کرو۔" اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے ہی سجدے کا حکم فرمایا ہے۔ پھر عمومی طور پر بندوں کو حکم دیا کہ وہ ہر قسم کی عبادت میں صرف اسی کی طرف متوجہ ہوں اس کے سوا کسی اور مخلوق کی بندگی نہ کریں۔ بنابریں بوہروں کا اگر یہی حال ہو جو سوال میں مذکور ہے تو ان کا اپنے بڑے (ملاجی) کے آگے سجدہ کرنا عبادت ہے، اور انہیں اللہ سمجھنے کے مترادف ہے اور ملاجی کو خدا کے ساتھ شریک بنانا ہے یا اللہ سبحانہ کو چھوڑ کر انہیں اللہ کا درجہ دینا ہے۔ اور بڑے (ملاجی) کا اپنے عقیدتمندوں کو خود کے لئے سجدے کا حکم دینا یا ان کے سجدے پر رضامند ہونا انہیں یعنی ملاجی کو طاغوت بنا دیتا ہے جو اپنی عبادت کے

لئے لوگوں کو دعوت دیتا ہے پس دونوں فریق یعنی ملّاجی اور ان کے ماننے والے کافر ثابت ہوتے ہیں اور اس صورت میں وہ اسلامیہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

س (۲) :- عام طور پر تمام (بوہرہ) خواتین بڑے ملّاجی کے ہاتھ پیروں کو چومتی اور بوسہ دیتی ہیں تو کیا اسلام میں غیر محرم عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بڑے عالم کے ہاتھوں کو چھو سکیں۔ اور بوہرہ مستورات کا یہ عمل صرف بڑے ملّاجی تک محدود نہیں ہے بلکہ ان کے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ غیر محرم عورتوں کا یہی طرزِ عمل رہتا ہے۔

ج (۲) :- اوّل تو یہ کہ بوہرہ خواتین کا بڑے ملّاجی اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کے ہاتھ پیروں کی تقبیل کرنا جیسا کہ سوال میں درج ہے قطعاً غیر جائز ہے ایسا عمل نہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوتا تھا نہ خلفائے راشدین کے ساتھ اس لئے کہ اس سے مخلوق کی تعظیم و تکریم میں غلو کا اظہار ہوتا ہے اور یہ شرک کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ دوئم اس وجہ سے کہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی (غیر محرم) خاتون سے مصافحہ کرے اور نہ اس کے بدن کے کسی حصہ کو چھوئے کیونکہ اس سے بڑا فتنہ پیدا ہوتا ہے اور زنا جیسے بدترین جرم پر مرتکب ہونے کا یہ پیش خیمہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کا یہ دستور تھا کہ جو مؤمنہ خواتین آپ کی طرف ہجرت کرکے آتیں تو درج ذیل آیۃ شریفہ کے مضمون کے مطابق ان کی آزمائش فرماتے: " یا ایہا النبی اذا جاءك المؤمنات یبایعنك آیت کے آخری حصے غفور رحیم تک۔ (ترجمہ) :- " اے رسول جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں تم سے اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ نہ کسی کو خدا کا شریک بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ کسی نیک کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو تم ان سے بیعت لے لو اور خدا سے ان کی مغفرت کی دعا مانگو بے شک خدا بڑا بخشنے والا ہے " (آپ نے کبھی اپنا ہاتھ کسی عورت

کے ہاتھ سے نہ لگاتے تھے)۔ عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے کہا پس جو عورت ان شرطوں پر بیعت دیتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے فرماتے کہ میں تم سے مذکورہ شرطوں پر بیعت لیتا ہوں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ مصافحہ عورتوں سے بیعت نہیں لی بلکہ صرف زبان سے ہی فرماتے حالانکہ آپ معصوم تھے کسی فتنہ کا وہاں خطرہ نہ تھا تو پھر آپ کی امت میں سے کسی دوسرے کو کوئی حق نہیں کہ وہ اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرے اسے تو بدرجۂ اولیٰ اس سے باز رہنا چاہیئے بلکہ یہ بات ان پر حرام ہے۔ پھر ملاجی اور ان کے خاندان میں سے کسی بھی فرد کے ہاتھ پیروں کی تقبیل کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟

س (۳) :- بوہروں کے بڑے ملاجی دعوٰی کرتے ہیں کہ، وہ بوہروں کے جان و مال کے کلی طور پر مالک ہیں، ان کو مان لینے کے بعد بوہرے خواہ کچھ ہی عمل کریں ملاجی انہیں بخشوا دیں گے۔

ج (۳) :- اگر سوال میں لکھے مطابق بڑے (ملاجی) کا واقعی ایسا دعوٰی ہے تو یہ ان کا دعوٰے باطل ہے۔ خواہ جان و مال کے مالک ہونے سے ان کا مقصد یہ ہو کہ بوہروں کی جانیں ان کے ہاتھ میں ہیں وہ جس طرح بھی چاہیں کر سکتے ہیں۔ ایمان کی طرف انہیں ہدایت دینا یا گمراہ کرنا سب انہیں کے ہاتھ میں ہے تو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یہ تمام باتیں سوائے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے کسی کے ہاتھ میں نہیں۔

جیسا کہ فرمایا: فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہٗ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہٗ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایؤمنون (ترجمہ) :- خدا جس شخص کو راہ راست دکھلانا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو گمراہی کی حالت میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے گویا اس کے لئے آسمان پر چڑھنا ہے (یعنی اسے بہت دشواری معلوم ہوتی ہے) جو لوگ ایمان نہیں لاتے خدا ان پر برائی کو اسی طرح مسلط کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے گمراہ کرتا ہے تو اسے کوئی ولی مرشد نہیں ملتا۔ اسی طرح اور بہت سی آیات ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ دلوں کے حالات بلحاظ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کے صرف خدا ہی کے اختیار میں ہیں اس کے سوا دوسروں کو یہ حق حاصل نہیں۔ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: بندوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انہیں گردش دیتا ہے۔ اور اپنی ایک دعا میں بھی آپ نے ارشاد فرمایا: یامقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینك اے دلوں کے پھیرنے والے تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ یا۔ خواہ جان و ایمان کے مالک ہونے سے ان کا مقصد یہ ہو کہ وہ اپنے عقید تمندوں کی طرف سے نیابت کرتے ہیں۔ یعنی ان کا ایمان اُن کے ماننے والوں کے لیے کافی ہے کہ وہ ایمان لے آئیں انہیں اس پر اجر و ثواب ملے گا اور عذاب سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اگرچہ وہ برے اعمال ہی کیوں نہ کریں اور جرائم و منکرات کے مرتکب کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ بات قرآن کریم کے منافی ہے۔ قرآن کا ارشاد یہ ہے (ترجمہ):۔ اگر کوئی اچھا کام کرے گا تو اس کا فائدہ اسی کو ہے اور برا کرے گا تو اس کا خمیازہ بھی اسی کے سر ہے۔ اور فرمایا: جو شخص برے عمل کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی۔ اور خدا کے سوا کسی کو وہ اپنا مددگار نہ پائے گا۔ اور جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت اس صورت میں کہ وہ مومن ہو نیک عمل کرے گا تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بھوسی بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور فرمایا: ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح ارشاد ہوا: ہر نفس اپنے عمل کا جواب دہ ہے۔ فرمایا: انسان کو سوائے اپنے عمل کے کچھ نہیں ملے گا۔ نیز فرمایا: اور کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اگر کوئی (اپنے گناہوں کا) بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ

(اٹھانے) کے واسطے (کسی کو) بلائے گا تو اس کے بار میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائیگا، اگر چہ (کوئی کسی کا) قرابت دار (کیوں نہ ہو)۔ اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ ہر انسان کو اپنے عمل کی جزا ملے گی یہ عمل اس کا اچھا ہو یا برا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ جب وانذر عشیرتک الاقربین کی آیت اتری تو آپ اٹھے اور فرمایا اے جماعت قریش! یا اس قسم کے کوئی الفاظ۔ تم اپنی ذات کے ذمہ دار ہو اللہ سبحانہ کے نزدیک میں تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اے عباس بن مطلب! میں اللہ کے یہاں تمہاری کچھ امداد نہیں کر سکتا۔ اے صفیہ! (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تمہیں خدا کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا (تم اپنے اعمال کی ذمہ دار ہوگی)۔ اے فاطمہ بنت محمدؐ! تم میرے مال میں سے جو چاہے مانگ سکتی ہو۔ لیکن اللہ کے نزدیک میں تمہیں کسی چیز کا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

س (۴۸): بڑے ملاجی کا یہ بھی دعوٰی ہے کہ وہ وقف کی تمام ملکتوں کے مالک ہیں۔ ان سے کسی کو حساب مانگنے کا حق نہیں اور وہ زمین کے خدا ہیں۔ جیسا کہ مرحوم سیدنا طاہر سیف الدین نے بمبئی کی عدالت عالیہ میں دعوٰی کیا تھا۔ اور کہ انہیں بوہروں پر مکمل اقتدار حاصل ہے۔

ج (۴۸): بڑے ملاجی کا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے یہ دعوٰی کہ وہ تمام اوقاف کے مالک ہیں۔ اور ان سے کوئی حساب نہیں مانگ سکتا اور کہ وہ زمین کے خدا ہیں۔ ایسے تمام دعوے باطل ہیں خواہ وہ خود ایسا دعوٰے کرتے ہوں یا کوئی اور۔ پہلا دعوٰے تو اس لئے باطل ہے کہ اوقاف کی ملکتوں کا کوئی مالک نہیں ہو سکتا صرف ان کی آمدنی سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ اس طور سے ملکیت میں آتا ہے کہ جس مقصد اور جس کام کے لئے وہ وقف ہوں اسی میں اسے صرف کیا جائے اس کے سوا کسی اور کام میں نہ لگایا جائے۔ بنابریں بڑے (ملاجی) املاکِ وقف کے مالک ہو ہی نہیں سکتے۔ اور

نہ اُن کی آمدنی کے سوا اُس آمدنی کے، جو ان کے لیے وقف کی گئی ہو بشرطیکہ وہ اس کے اہل ہوں ۔ اور دوسرا دعویٰ کہ ان سے حساب نہیں پوچھا جا سکتا، تو یہ بھی باطل ہے اس لیے کہ قرآن اور سنت اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ ہر وہ شخص جو صدقات وغیرہا میں تصرف کرتا ہے اسے اس کا حساب پیش کرنا لازم ہے (اور اس سے حساب پوچھا جا سکتا ہے) رہا تیسرا دعویٰ کہ وہ زمین کے خدا ہیں تو یہ کفر صریح ہے اور جو بھی ایسا دعوٰے کرے وہ طاغوت ہے اور وہ اپنی الہیت اور عبادت کے لیے دعوت دیتا ہے اس کا بطلان تو دین اسلام کے رو سے یقینی طور پر معلوم اور ظاہر ہے۔

س (۵) :۔ ان کا دعوٰے ہے کہ جو لوگ ان کے (خلاف شرع) اعمال پر اعتراض کرتے ہیں (وہ ملاجی کی جانب سے برأت کا شکار ہوتے ہیں) ان کی برأت کا وہ اعلان بھی کر سکتے ہیں اور ان سے اجتماعی مقاطعہ کا حکم بھی دے سکتے ہیں ۔

ج (۵) :۔ سوال میں جو مذکور ہے اگر بڑے ملاجی کی وہی روش ہے تو ان کے لئے جائز نہیں کہ ان کے شرکیہ اعمال پر اعتراض کرنے والوں سے برأت کریں بلکہ ان پر تو لازم ہے کہ ان کی نصیحت (وخیر خواہی) کو قبول کر کے اپنی الہیت کے دعوے سے باز آئیں اور خود کے لئے ایسے اوصاف ایسے اختیار نہ کریں جو اللہ سبحانہ کی ذات پاک سے مخصوص ہیں۔ یعنی اپنی خدائی کا دعویٰ اور لوگوں کی جان و مال کا مالک ہونا اور اپنے عقیدتمندوں کو خود کی عبادت کی طرف دعوت کرنا۔ نیز غلامانہ طور پر ان کو خضوع اور تذلل پر مجبور کر کے غلو پر آمادہ کرنا نہ ان کے لیے جائز ہے نہ ان کے خاندان کے کسی فرد کے لئے بلکہ ان کی شرکیات و کفریات پر اعتراض کرنے والوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ خود ملاجی سے اور ان کے گمراہ کن اعمال سے برأت کریں بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور نصیحت

کے قبول کرنے سے گریز کریں اور کتاب اللہ وسنتِ رسول کا اعتصام کرنے سے انکار کریں اور یہ بھی لازم ہے کہ ان کے تابعین سے بھی اظہارِ نفرت کریں بالجملہ ایسے طاغوت اور طاغوت کے ماننے والوں سے برأت کرنا لازم ہے۔ ارشاد باری ہے: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا خدا کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اور فرمایا: تمہارے لئے رسول اللہ (کی سیرت) میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر (یعنی روز قیامت) سے امید وابستہ رکھتا ہے۔ نیز ارشاد ہوا: ہم نے ہر ایک امت میں ایک رسول بھیجا کہ خدا کی بندگی کرو اور طاغوت سے دور رہو۔ اور فرمایا: جو لوگ طاغوت کی بندگی سے الگ رہے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو ان کے لئے خوشخبری ہے۔ پس میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو جو باتیں سنتے ہیں اور ان میں سے اچھی بات کو مان لیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت بخشی اور یہی عقلمند ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا تمہارے لئے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھی ہیں بہترین نمونہ ہے کیونکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کو چھوڑ کر جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو اس سے بیزار ہیں۔ ہم نے تمہارے دین کو نہیں مانا اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی ظاہر ہے جب تک کہ تم صرف اللہ سبحانہٗ پر ایمان نہیں لاؤ گے۔"

س (۶):۔ کیا اسلام مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ہم تو بہرے مسلمان ہیں اسلام اور قرآن کی تمام تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قرآن پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

ج (۶):۔ اسلام سچے مسلمانوں پر جو خدا کی کتاب اور ہدایاتِ رسول کی تباعت کرتے ہیں، ظلم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے حرام قرار دیتا ہے اور کفر گردانتا ہے۔ اگر بڑے ملاجی اور

اِن کے ماننے والے ایسا ظالمانہ عمل کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے سوالات میں ذکر کیا ہے تو واقعی وہ کافر ہیں۔ اصولِ اسلام پر اُن کا عمل نہیں ہے۔ کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسولؐ پر نہیں چلتے۔ پس (اس صورت میں) کوئی بعید بات نہیں کہ وہ ایمان والوں پر ستم ڈھائیں جس طرح ہر اُمّت کے کافروں نے خدا کے رسولوں پر ظلم کیا جنہیں اللہ سُبحانہ نے اُن کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔

وصلی اللہ علی نبیّنا محمّدٍ وآلہ وصحبہ وسلم

از جمعیۃ بحوث علمیہ و فتاوٰی

دستخط رکن:۔
عبد اللہ بن قعود

دستخط رکن:۔
عبد اللہ بن غدیان

دستخط نائب رئیس الجمعیۃ:۔
عبد الرزاق عفیفی

دستخط رئیس الجمعیۃ:۔
عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

"مسلمانوں کا کلمۂ اخلاص قبول نہیں کیا جاتا ان کے منہ پر مار دیا جاتا ہے"

(سابق ملاجی طاہر سیف الدین)

ملاجی کہتے ہیں کہ،

"اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دینا حجر الاسود کو بوسہ دینے سے افضل ہے اور ان کے محل کو طواف دینا بیت اللہ کو طواف دینے سے افضل ہے۔" "میں بوہروں کے جان و مال کا مالک ہوں، بیت المال کا حساب دینا مجھ پر کسی قانون سے واجب نہیں"۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں زمین پر خدا ہوں مجھے رسول اللہ صلعم کے مساوی اختیارات حاصل ہیں اور میں شریعت میں تبدیلی کا مجاز رکھتا ہوں، سود لینا، سود دینا میرے نزدیک جائز ہے"۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا جلوہ ذرہ ذرہ میں ہے اسی طرح چاند میں، سورج میں، ستاروں میں، پھولوں میں، داؤں میں، آنکھوں میں میرا جلوہ موجود ہے" جس سے داعی ناراض ہو جائے اسے خدا بھی معاف نہیں کر سکتا۔"

سورۂ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے ملاجی نے سورۂ یٰسین کے بیچ اپنی تصویر چھپوا کر کلام اللہ کی صرف بے حرمتی ہی نہیں کی بلکہ اسلام دشمنی کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھایا

"مسلمانوں (سنی۔شیعہ) کا کلمۂ اخلاص قبول نہیں کیا جاتا اور وہ ان کے منہ پر مار دیا جاتا ہے"
یہ اقتباس ملاجی نے اپنی کتاب "ضوء نور الحق المبین" میں کھلے طور پر لکھا ہے۔

الشیخ الفاضل علامہ شیخ یوسف بھائی

چار علماء جنہوں نے نجم الدین کو ناظم بنا کر تختِ دعوت پر بٹھایا ان علماء میں سے ایک شیخ عبدالعلی ولی کے علامہ شیخ یوسف بھائی فرزند تھے۔
شیخ عبدالعلی ولی اور ان کے برادر شیخ عبداللہ بھائی کے ساتھ حق کے ۴۶ ویں داعی سیدنا و مولانا محمد بدرالدین قسؒ کی بیماری میں عیادت کے لیے گئے تھے اور نص کے اظہار کے بابت عرض کی تھی مولانا المقدس نے رجب کی پہلی تاریخ کو نص ظاہر کرنے کا میعاد کیا تھا۔ لیکن ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۲۵۶ھ کو ہی آپ نے راہِ فردوس لی۔ قسؒ
شیخ یوسف بھائی عبدالقادر نجم الدین کے داماد تھے۔ آپ علامہ تھے بہترین قاری، شاعر و منشی تھے۔ امام الزمانؑ کی تلاش کے ارادہ سے مدت دراز تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ شیخ محمد علی ہمدانی اور دوسرے علماء بھی آپ کے ساتھ تھے۔
علامہ شیخ یوسف بھائی کا عقیدہ تھا کہ نص قطع ہو گئی ہے اور دورِ ظلمت کا آغاز ہو گیا ہے۔ آپ نے ایک مناجات امام الزمان علیہ السلام اور "الظلمات" اور "الانوار" کے نام سے دو عربی نظمیں لکھی ہیں جس میں سات ظلمات (اندھیریوں) کا ذکر کیا ہے۔ چھٹی ظلمت میں انقطاع کی ظلمت کا ذکر ہے۔ موسم بہار جلد تیسری میں مصنف موسمِ بہار محمد علی جیوا جی نے اس چھٹی ظلمت "الانقطاع" کی ابیات لکھی ہیں۔
نوٹ:۔ علامہ شیخ یوسف بھائی کی مناجات کتاب سمط الدرر میں شائع ہوتی تھی لیکن جب نص کی حقیقت زیادہ اجاگر ہونے لگی تو سابق ملاجی طاہر

سیف الدین نے مناجات امام الزماں ضائع کرادی اور مجلسوں میں پڑھنے سے منائعی کردی۔

مناجات

بدرگاہ امام الزمان علیہ السلام

یا ابن رسول اللہ الیٰ کم نورک عنا محجوب

ثم الیٰ کم دون عبیدک سور المحنۃ مضروب

اے اللہ کے رسول کے فرزند آپ کا نور ہم سے کب تک مخفی رہے گا اور کہاں تک ہم محنت و مشقت کے حصار میں گھرے رہیں گے۔

یا ابن امیر النحل متیٰ بالسیف تبید جموع العدیٰ

فی البرّ والبحر شاع فساد الباطل والحق مغلوب

اے مؤمنین کے امیر کے فرزند آپ کب تلوار برق کے وار سے دشمنوں کے لشکروں کو فنا کردیں گے خشکی اور تری میں باطل کا فساد ظاہر ہے اور حق مغلوب ہے۔

اظلمت الآفاق وزاد الخوف لفقد دلیل الھدیٰ

رب الامان الامان فانی فی بلد الامن منھوب

ہادی کے گم ہونے سے عالم میں اندھیری پھیلی ہے اور ڈر بڑھ گیا ہے۔ اے میرے رب تو مجھے امان دے کہ میں امن کے شہر میں لوٹ لیا گیا ہوں۔

مولای این الھداۃ واین الحفاظ للدین این الاولیٰ

اضحیٰ طریق الرشاد بمساعھم وھو ابیض ملحوب

اے میرے مولا، ہدایت کی راہ بتانے والے اور خدا کے دین کی حفاظت کرنے والے کہاں ہیں کہ جن کے سبب ہدایت کا راستہ روشن اور چمکدار تھا وہ کہاں ہیں؟

این الدعاة واین الرعاة واین الذین بما ضبطوا
امر المعاد الولی قسر بر المعینین والضد مکبوب

حق کے دعات کہاں ہیں دعوت کو سنبھالنے والے کہاں ہیں اور جن لوگوں نے آخرت کے امر کو علم وعمل سے مضبوط کیا تھا جن کے سبب سے دوست کی آنکھ ٹھنڈی رہتی تھی اور دشمن مغموم رہتا تھا وہ حق کے اصحاب کہاں ہیں۔

ام۔ این من کان یخرج من ذا الشجر الاخضر ناراً ومن
یطفی بشافی البیان جمر الفتنة فی الخلق مشبوب

کہاں ہے وہ شخص (داعی) کعبیہ کہ اس درخت سے آگ نکالے (شریعت کے علوم کی تاویل بیان کرے) اور کہاں ہے وہ شخص (داعی) جو اپنے شافی بیان سے خلق میں فتنہ کی سلگی ہوئی آگ کو بجھا دے۔

یا ابن النبی الی کم فیک اتیہ فادرکنی
بالوصل واللہ لیس لنفسی غیر وصالک مطلوب

اے رسول اللہ کے فرزند کہاں تک آپ کی یاد کی طلب میں پریشان رہوں گا آپ اپنے وصل سے مجھے سنبھال لیجئے خدا کی قسم میری جان کو آپ کے وصال کے علاوہ کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔

انعم علی یہدی صراط الحق وصلنی لعروتک
الوثقیٰ ولا تجعلنی من الضالین ومن ہو مغضوب

اے خداوندا! تو مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے اور مجھ پر تیری نظر کرم کر تیرے مضبوط ہاتھ سے تو مجھکو ملا دے اور جو لوگ کہ راستہ بھولے ہیں، اور ان لوگوں پر جس پر تیرا غضب نازل ہوا ہے ان میں سے مجھے نہ کرنا۔

خلّص من السجن نفسی وہب لی ملک علوم الدین کما
خلّصت یوسف من سجنہ والملک لہ منک موہوب

اے خداوندا! تو میرے جان کو ہیولیٰ کی قید سے رہائی دلا اور دین کے علوم

کی بادشاہی بخش۔ جس طرح کہ تونے یوسفؑ نبی کو قید سے رہائی دلا کر دین اور دنیا و مصر کی بادشاہی بخشی تھی۔

کیف قطعت عوائد فضلک عنا حتی صار به

شمل بنی الایمان شتیتا و الرشد عنهم مسلوب

اے امام الزماں آپ کے فضل کے فوائد اور (فیوضات قدسانیہ مواد الٰہیہ) کہ جو ہماری طرف جاری ساری رہتے تھے ہم سے کیوں قطع ہو گئے جس کی وجہ سے ایمان کے لوگوں کا جتھا الگ ہو گیا اور ہدایت ہم سے چھن گئی۔

اللهم لا تلههم الآمال فیجتمعون علی

تقوی الاله و لکل منه کل الفضائل مکسوب

اے خداوندا! ان سب کو تو نیک توفیق عطا کر دنیا کی امیدوں میں مشغول نہ کر تاکہ وے تقویٰ پر جمع ہوں اور ان کو علم و عمل کی تمام فضیلت حاصل ہو۔

خصک ربّ الوریٰ بصلوۃ النور و جدّک احمد و

المولیٰ علیا و الهما ما بل ثری الارض شؤبوب

اے پروردگار! امام الزماں، آپ کے دادا احمدؐ اور مولیٰ علیؑ اور آپ کی آل پر نور کی صلوات کی بے شمار بارش برسا جب تک یہ زمین بارش سے تر ہوتی رہے۔

اِلتجا بدرگاہ امامُ الزّماں

نوٹ :- ۴ ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ کو مولانا امام طیبؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے روز جامعہ سیفیہ کے صحن میں راقم الحروف احمد علی نے یہ التجا پُر درد لہجہ میں پڑھی تھی اس وقت حاضرینِ مجلس اور خصوصاً بدری جناب محمد بھائی صاحب بدرالدّین صاحب بہت ہی متاثر اور آبدیدہ ہوئے تھے۔

ربّنا تقبّل مِنّا انّکَ انتَ السّمیع العلیم

این انت ایا طیب العصر این   این انت ایا مالک الامر این
اے زمانہ کے امام طیبؑ آپ کہاں ہو اے امر کے مالک آپ کہاں ہو ؟

این انت ایا مانح الیسر این   این انت ایا دافع العسر این
اے خوشحالی کے بخشنے والے آپ کہاں ہو، اے خستہ حالی کے مٹانیوالے آپ کہاں ہو۔

این انت ایا بھجۃ الدھر این   این انت ایا مھجۃ الذکر این
اے زمانہ کی زیب وزینت آپ کہاں ہو اے جانِ قرآن کریم آپ کہاں ہو۔

این انت ایا منبع الفخر این   این انت ایا مطلع الفجر این
اے فخر کے سرچشمے آپ کہاں ہو اے فجر کے مطلعِ انوار آپ کہاں ہو۔

این انت ایا لیلۃ القدر این
اے شبِ قدر آپ کہاں ہو۔

این انت ایا مطلع الشمس این   این انت مسمع الھمس این
اے آفتابِ امامت کے مطلع آپ کہاں ہو اے خفیہ راز کے گوشِ الٰہی آپ کہاں ہو۔

این انت ایا راحة النفس این   این انت ایا ساحة القدس این
اے جانِ خلق کی راحت آپ کہاں ہو، اے قدس کے مکان آپ کہاں ہو۔

این انت ایا کاشف الغمس این   این انت ایا مأنس الرمس این
اے اندھیروں کے دور کرنے والے آپ کہاں ہو، قبر میں انسیت بخشنے والے آپ کہاں ہو۔

این انت ایا قامع الرجس این   این انت ایا قامع النجس این
اے ناپاکیوں کے اکھیڑنے والے آپ کہاں ہو، شیطان کے قلع قمع کرنے والے آپ کہاں ہو۔

این انت ایا مالک القصر این
اے قصرِ امامت کے مالک آپ کہاں ہو

رب ارنی کیف تحی الموتیٰ (ابراہیم)
اے میرے پروردگار تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے

ارنا کیف تبشر عظم الردیٰ   ارنا کیف تظہر ھزم العدیٰ
آپ ہمیں بتائیے کہ ہدایت کی سڑی ہوئی ہڈیوں کو کیسے زندہ کرو گے۔ آپ ہمیں بتائیے
کہ دشمنوں کو کس طرح بھگائیں گے۔

ارنا کیف ترسل سحب الندیٰ   ارنا کیف تکسر خطب الردیٰ
آپ ہمیں بتائیے کہ عطا کی بارش کس طرح برساؤ گے آپ ہمیں بتائیے کہ
مصیبتوں کو کیسے دور کرو گے؟

ارنا کیف تشرق ذا المنتدیٰ   ارنا کیف تسمع منا الندا
آپ ہمیں بتائیے کہ اس محفل کو کیسے روشن کرو گے۔
آپ ہمیں بتائیے کہ ہماری ندا کس طرح سنیے گا۔

انا اجمعین علیک الفدا   ناظرون اناک انجل الحسینؑ
اے مولا ہم آپ پر فدا اے امام حسینؑ کے فرزند ہم آپ کے منتظر ہیں۔

این انت ایا جابر الکسرا
اے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والے آپ کہاں ہو

انّـنا لولائک مدّخرون انّنا للوائک مشتہرون
ہم آپ کی ولایت کے ذخیرہ کرنے والے ہم آپکے نشان کو مشتہر کرنے والے ہیں۔
انّنا بضیاءک منزجرون انّنا لثناءک مذکرون
ہم آپ کی روشنی سے روشن ہونے والے ہیں ہم آپ کی مدح وثناء کے ذاکرین ہیں۔
انّنا لابتغاءک منتشرون ولیوم ظہورک منتظرون
ہم آپ کی تلاش میں منتشر ہیں اور آپ کے ظہور کی راہ دیکھ رہے ہیں۔
ولامرک مولای مؤتمرون قائلون واعیننا مثل عین
ہم آپ کے فرمان بجالانے والے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں کہ ہماری آنکھیں مانند چشمہ بہہ رہی ہیں۔
این انت ایاصاحب العصر این
اے صاحب العصر آپ کہاں ہو۔
این ازمعت یا ایّھذا الھمام ای کھف اُویت اُمو لی الانام
اے شہنشاہ دوعالم آپ کہاں چلے گئے ہو لے مولائے کائنات کس غار میں چھپ گئے ہو۔
ایّھذا الھلال الام الصیام والام الغیاب ایدر التمام
اے حقیقی ہلال ہم کب تک روزہ دار رہیں گے اے پونم کے چاند کبتک غائب رہوگے۔
والام الشتاء ولیل التمام جیٔ وقبیۃ فان الانام نیام
یہ شب دراز اور موسم سرما کب تک رہے گا آئیے آئیے سوتی دنیا کو جگائیے۔
ضیٔ وقم بالاضاءۃ ای قیام قم علیک ایا ای ھذا الامام
مولی اٹھیئے اٹھیے آپ کی چمک دمک سے اندھیری دنیا کو روشن کیجئے۔
افضل الصلوات وازکی السلام
اے امام الزماں آپ پر افضل اور ازکی سلام۔
والنصر الدین الحق الخلق فھونیادیک این این انت ایا واھب الناصرین
ہم پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ دین حق کو خلقت کو مدد کرئیے اے فتح و نصرت کے بخشنے والے آپ کہاں ہو؟

عزاء امامی

عالم فاضل الشیخ الفاضل المرحوم جناب میاں صاحب محمد علی ابن ملا جیوا بھائی نے انبیاء کرام، ائمۃ الاطہار، دعاۃ الاکرمین کی تاریخ میں موسم بہار کی تین جلدیں بلیغ بیان، فصیح زبان میں لکھی ہیں۔ جس کے مطالعہ سے عجب لذت حاصل ہوتی ہے مگر افسوس صد افسوس کہ ملا جی طاہر سیف الدین نے وہ کتابیں ضائع کرا دی ہیں تاکہ قوم حق بات نہ جان سکے۔ کیونکہ اس میں ۱۲۵۶ھ کے بعد کے حالات اور نص قطع کا اظہار کر دیا ہے ــــ

آپ نے امام الزماں کی درگاہ میں ایک نظم بنام عزاء امامی لکھی ہے۔ ہم اسے قارئین کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

"احمد علی راج"

سر و سینہ پیٹو کہ روزِ محن چھے — سلامی عزاءِ امامِ زمن چھے
گئی موسمِ گل جہاں سی اے لوگو — کہاں بلبلو نے وہ سبز چمن چھے
کہاں آبِ کوثر نا ٹھنڈا وہ شربت — بہشتِ بریں نا کہاں وہ چمن چھے
کہاں چشمہائے علومِ لدنیّ — کہاں فیض رحمت نا وہ انجمن چھے
نکالے خدا ہمنے دنیا سی جلدی — اپردیس ما کو نورِ ہوا لو من چھے
گناہو سی دنیا ما آوی پڑا چھے — حقیقت جو پوچھو تو جنّت وطن چھے

۲ ہوے بعد امرِنا طیّبؑ چھے مولیٰ — یہ طیبؑ سی نورِ امامت جتن چھے
خدا نا پیارا چھے عرش نا تارا — نگاہ ما چھے اک تن مگر پنجتن چھے
وہ جاہِ معظم خدا چھے برابر — انے عرشِ اعظم امامی وہ تن چھے

عجب نام چھے اِھنا اندر چھے فاطم نبیؐ علیؑ حسینؑ حسنؑ چھے

امامت نا جامہ ما وحدت نی صورت

کہ نازل خدا سی یہ صورت ما، لَن چھے (لَن ترانی)

۳ ظہور اِئمہ نا تھا موسم ربیع نا گیا سی کلن چھے دِلو نے جلن چھے

ستر نی اندھاری اراتو نا اندر دُعاء نے بکا بس ھمارو چلن چھے

اِمامت نا سورج چھُپا چھے تہ دن سی جگر نی کڑائی ما دل تو تلن چھے

کہاں نا خدا نے کہاں نا پیمبر ہر اک شخص نے بس ھوا سی لِن چھے

شریعت نا جامہ ما اہلِ ستم چھے مذلّت نی گرمی اسف نے کلن چھے

بِلا تو نا دستِ تصرّف ما دُنیا نین سی چھے بارش جگر ا جلن چھے

شہادت سی آمر نا درگاہ عالم بصیرت سی دیکھو تو بیت الحزن چھے

لکھو چھو کہ ہاتف پکارا فلک سی

برابر "محمد" تمہارا سخن چھے

کتاب منتخب السیر کا خلاصہ

السیرۃ النجمیہ

اِس کتاب (سنسنی خیز حقائق) کے صفحہ نمبر ۲۰ پر السیرۃ النجمیۃ المعروفۃ بمنتخب السیر کا تذکرہ آیا ہے اس کتاب کے مصنف الشیخ اسماعیل بن الشیخ طیب علی عطار (شیخ صالح بھائی، شیخ حاتم، اور شیخ شجاع الدین کو ٹھاریوں کے دادا صاحب) ہیں تیرہ سو تیئس ۱۳۲۳ میں اس کی تصنیف ہوئی۔ مذکور مصنف عبد القادر نجم الدین صاحب کے

خاص جلیس اور مشیر تھے ان کے مداح تھے مگر ہجو بھی کر بیٹھتے تھے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ "عبد سیدنا" کے بجائے "ادنیٰ عُبید عبدی آلِ محمد لکھتے (یعنی آلِ محمد کے غلاموں کا ادنیٰ غلام)۔ یہ کتاب الراقم الحقیر احمد علی نے شیخ عبدالقادر تیبا (شیخ طیب بھائی تیبا کے والد) سے حاصل کی۔ اس کتاب کا انہوں نے مصنف کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب سے نسخہ کیا تھا۔

جناب شیخ سجاد حسین شہید کی زبانی ہے کہ شیخ عبدالقادر تیبا کہتے تھے کہ شیخ اسماعیل عطار نے اپنے ایک رسالے میں سیدنا عبدالقادر نجم الدین کے اثبات میں بہت کچھ لکھدیا تھا تو نجم الدین صاحب کے بیٹے طاہر سیف الدین وغیرہ نے ان کو کہا کہ تم نے یہ جو کچھ لکھا ہے وہ زیادتی ہے غلط ہے ہم نے ہمارے والد صاحب سے ایسا کبھی نہیں سُنا یہ باتیں جو تم نے لکھی ہیں حقیقت کے خلاف ہیں تم نے کہاں سے لکھا ہے اس پر شیخ عطار صاحب نے اپنے رسالے میں سے وہ باتیں نکالدیں (اغلبا یہ رسالہ جواب ہے خمائل الراتعین کا) جس کو میں نے (احمد علی نے) محمد بھائی صاحب بدری جناب سے حاصل کیا تھا۔ شیخ اسماعیل عطار اپنے سیدنا کی مدح لکھتے مگر ہجو بھی کر بیٹھتے ایک مرتبہ ہجو لکھی تو ابناء عبدالقادر نجم الدین نے اس کے خلاف بہت ہی غم و غصہ کا اظہار کیا۔ نجم الدین صاحب بڑے ہی متصدی تھے انہوں نے کہا کہ بیٹو! غم و غصہ کی ضرورت نہیں میں شیخ کا علاج کرتا ہوں۔ نجم الدین نے علاج یہ کیا کہ شیخ کے گھر پہنچے بھاری رقم ان کو دی۔ شیخ نے راتورات ایک مدح لکھی اور صبحدم مسجد کے قبلہ میں رکھدی۔ صبح نماز کے لئے آتے ہی نجم الدین صاحب کو وہ مدح ملی اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو بتائی اور کہا کہ دیکھو میں نے کیسا علاج کیا (ابراہیم بھائی صاحب نکوبی کی یہ زبانی ہے)۔ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نجم الدین نے سادات اور علماء کو اپنے قابو میں رکھنے کی اور اپنے اقتدار باطل کو نبھانے کی کیا کیا تدبیریں کیں۔ لالچی علماء سے روٹیوں، بیٹیوں اور بیویوں کے ذریعہ مثل بنی امیہ جو کچھ چاہا لکھوالیا۔ پھر بھی ان علماء کے قلم سے اکثر جگہ صحیح

حقیقت بفضلِ خدا کل ہی گئی صحیح و اقعات بقید قلم آ ہی گئے۔ مثال کے طور زیر بحث کتاب منتخب التشریحی کو ملاحظہ کیجئے جو راقم الحروف (محمد علی) نے حاتم بھائی صاحب وقلبی کو دی تھی۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے روحانی عالم کے تذکرے کے بعد جسمانی عالم میں دعوت حق کے چلتے رہنے کا بیان کیا ہے دعاۃ حق کی چیدہ چیدہ تاریخیں بہت ہی دلکش انداز سے بلیغ عبارت میں پیش کی ہیں اُن کا آخری فصل میں نجم الدین صاحب کا بیان کرنے کا انداز وہی ہے جو موسم بہار کا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے تعریف و مدح کر رہے ہیں مگر بغور ملاحظہ کرنے سے ایسا لگتا ہے کہ وہ بجائے مدح کے ہجو کر رہے ہیں یا نذرِ موسم بہار کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ مولانا محمد بدر الدین اعلی اللہ قدسہٗ نے نجم الدین صاحب پر نص کی۔ ملاحظہ کیجئے چند اقتباسات۔

(١) - [illegible] امام الزماننا ع ومعہ فی الاغلب سیدنا نجم الدین ....
(مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت ہم ہمارے زمان کے امام علیہ السلام کو دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اغلباً سیدنا نجم الدین کو بھی دیکھیں گے)۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ فی الاغلب کے کیا معنے جب تم کو یقین ہے کہ سیدنا نجم الدین امام کے داعی ہیں تو ایسا لکھنا چاہیئے کہ یقیناً ان کو بھی امام کے ساتھ دیکھیں گے۔ یہ لکھنا لغو ہے کہ فی الاغلب یعنی بہت کرکے۔ یہ طریقہ اہل الیقین کے خلاف ہے۔ واضح ہے کہ شیخ عبد [illegible] صاحب نجم الدین صاحب کو داعی برحق نہیں مانتے تھے بلکہ بطور مزاحیہ لکھ رہے کہ اغلباً۔

(٢) [illegible] سیدنا بدر الدین قس الامد قلیرۃ ..... بماقام سنہ ١٢٥٦ھ
(سیدنا بدر الدین اعلی اللہ قدسہ بہت کم رہے بھر جوانی میں آپ یکایک وفات پا گئے۔ پھر سیدنا نجم الدین نے ان کی جگہ سنبھال لی اور ١٢٥٦ھ میں دعوت کے امور کو لے لئے .... (یہاں یہ نہیں لکھا کہ مولانا بدر الدین نے ان کو قائم کیا نص کی ...)

(٣) [illegible] ..... عمائم عالیۃ وجماجم خالیۃ ۔ آپ کی ہمت اور جرأت کی یہ حالت تھی کہ سیاسی امور کے اپنے دونوں ہاتھوں سے مالک ہو گئے

بے تحاشہ چاہے کسی کو مقدم کرے یا مؤخر کرے اکٹھا کرے یا پراگندہ کرے ایک سو سے زیادہ جماعت کے بعد جماعت کو ہدیہ (شیخ) بخشی وہ مشائخ کے بعض خاندانی تھے مگر روحانیت سے قاصر..... بعض عالم بھی تھے مگر اکثر جاہل، پگڑیاں (اونچی) عالی مگر کھوپڑیاں خالی !!

(۴) - ثم شخص ..... وذلک ورد الکتب الامامیۃ الیہ .... ومستقر حضرتہ ...
پھر اندور سے ایک اہم بات سے بے چین ہو کر آپ کو نکلنا پڑا وہ اہم بات تھا امامی خطوط کا آنا - ان خطوط میں آپ کو پہنچنے کا، نکلنے کا، ٹھہرنے کا حکم دیا گیا تھا اندور سے فوراً نکل کر سیدھے اجین گئے وہاں عید النحر منائی اور پھر فوراً نکلنے کے وقت کہا ایک بہت ہی اہم کام کے لئے میں تم سے فراق کر رہا ہوں و الّا یہاں زیادہ رہتا۔ اب اگر مجھے کامیابی مل جائے گی تو میں تمہیں خوشخبری سناؤں گا تم اُس وقت شکرانے کا عام کھانا کرنا اور شکر کرنا۔ (اس سے امامی خطوط کا ثبوت اور ان خطوط سے نجم الدین کا انتہائی مبہوت ہونا بالکل واضح ہے اگر وہ داعی برحق ہوتے تو ہرگز پریشان نہ ہوتے یاد رہے کہ شیخ اسماعیل عطار نے خمائل الراتعین کا جو جواب لکھا ہے اس میں بھی چار خطوط میں سے ایک خط نقل کیا ہے مطلب یہ کہ امامی خطوط کو اصلاً انہوں نے رد باطل نہیں کیا..... امامی خطوط آنے کے بعد نجم الدین اور عماد الدین کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے اس سے ان کی پول کھل جاتی ہے۔

(۵) - دداواہ اهل نگر بالخدمۃ ..... حتی دخل لمبئی ونزل فی والکیسر ..... اہل نگر نے آپ کی اچھی خدمت کی، نگر میں ایک ہندو ڈاکٹر نے تانبے کا کشتہ کھلایا جس سے آپ کے بدن میں سر سے پیر تک پھوڑے نکل آئے آپ صرف ہڈی اور چمڑی کا ڈھانچہ بن کر رہ گئے حتی کہ بمبئی آ کر والکیسر میں ٹھہرے اور معقول علاج کرایا آپ کی پشت میں بھی ایک بالشت بڑا پھوڑا نکل آیا تھا جس سے آپ زندگی سے ناامید ہو گئے تھے میں نے آپ کو دورانِ مرض پوچھا کہ کیا آپ اپنے بیٹوں کو اپنا علم پڑھا چکے ہیں؟ آپ نے کہا کہ میرے ہر ایک بیٹے کو کچھ کچھ پڑھایا تو ہے مگر ان میں سے ایک کو بھی

سمجھدار اور امین میں نے نہیں پایا ولکن لم اُصِب لقنا ما مونا ۔ (اس عبارت سے نجم الدین کے متعلق یاقوتی اور کشتے کھانے کا مشہور قصہ ثابت ہوتا ہے قوتِ باہ کے لئے نجمی خاندا کا یہ فعل مشہور ہے ان کی ہوس و عیش کے چرچے جابجا ہیں اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کی اولاد کو آپ خود مامون اور سمجھدار نہیں سمجھتے تھے پھر بھی حسام الدین جیسے کو قوم پر مسلط کر گئے) ۔ یہ محمد برہان الدین نجم الدین قوم پر مسلط ہو سکے ۔ شیخ عطار نے نجم الدین کے ذکر کے بعد حسام الدین کا ذکر بھی اسی انداز سے کیا ہے ۔ بظاہر ... ہے مگر ... ہے ... ۔

( ) ۔ فاضل مصنف نے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ دعوت الحق ازلیہ ہے وہ کبھی بھی منقطع نہیں ہوتی (جیسا کہ اس کتاب سنسنی خیز حقائق میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ دعوت الحق کبھی منقطع نہیں ہوتی) لکھا ہے کہ ثم انا سمعنا سیدنا نجم الدین یقول مرارا ... ونطق فصدق ..... ہم نے سیدنا نجم الدین کو بارہا کہتے ہوئے سنا اور اقرار و اعتراف کرتے ہوئے سنا، اور آپ کے بیٹوں نے اور بیٹوں کے بیٹوں نے سنا آپ بارہا کہتے رہے ہیں کہ "جب سیدنا بدر الدین قس کی نقلہ قریب ہوئی تو آپ نے ضمیر میں یہ بات رکھی کہ پہلی رجب وصیت کے امر کو علانیہ ظاہر کریں گے مگر انتیسویں [29] تاریخ کے پہلے ہی آپ وفات پا گئے"، (یہ ہے نجم الدین کا اعتراف) ۔ پھر مصنف لکھتے ہیں کہ "سیدنا نجم الدین نے صاف طور سے یہ بات کہی اور ہم نے اپنے کانوں سے روبرو سنی اور آپ نے سچی بات کہی"۔ اسی طرح وَاَنبَہٗ فی مجلس الوعظ اِنبا ها..... فلیر لنفسہ ما یری ..... اور سنہ ۱۲۸۶ھ میں انجمن میں صریحاً فرمایا کہ دو شیخ نے سیدنا بدر الدین قس کے نزدیک آپ کی سخت بیماری کو دیکھ کر عرض کی کہ آپ امانت کے بوجھ کو ادا کر دیں تاکہ آپ کو بیماری سے افاقہ ملے ۔ آپ (سیدنا بدر الدین قس) نے فرمایا کہ ہاں اور ہم دونوں انجان نہیں ہو لیکن آج اٹھائیسویں تاریخ ہے اور کل مہینے کا آخری دن ہے ۔ پہلی تاریخ اس امر (نص) کا اور دیگر امور کا اعلان کروں گا ۔ پھر تو انتیسویں کو ہی جو کچھ ہونا تھا ہوا (یعنی آپ وفات پا گئے) اور ایسا ہی مقدر میں لکھا تھا (آگے چل کر نجم الدین نے وعظ میں کہا) انہ قال سیدنا

بدر الدین او لم یقل وکال او لم یکل ولکنی کنت عنده الغ... والواجب المفترض"
سیدنا بدر الدین نے کہا ہو یا نہ کہا ہو، ناپا ہو یا نہ ناپا ہو۔ لیکن میں ہی آپ کی غرض اور واجب مفترض تھا۔ (پھر نجم الدین نے کہا) اسی صورت سے ہمارا تعلق ہے اب کوئی اس صورت پر نہ رہے تو وہ اپنے لئے جو بھی سمجھنا ہو سمجھے۔ (نجم الدین کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد شیخ عطار صاحب کہتے ہیں اب ہمارے لئے دو بات میں سے ایک بات ہے کہ یا تو ولی اللہ کو ہم ہماری اس شحمی آنکھوں سے دیکھ لیں یا ہماری عمر کے آخر دقیقہ میں صاحب الزمان ولی اللہ کا دیدار ہو جائے پھر آپ (امام) امید ہے کہ سیدنا نجم الدین کو منتخب کریں کیونکہ وہی فاضل نظر آتے ہیں۔۔۔۔ !!

(ناظرین کرام سے التماس ہے کہ بالکل غور سے حسب بالا نجمی بیان کو غور سے پڑھیں اور خود ہی اس کا نتیجہ نکال لیں)

(۷) آخر میں شیخ عطار صاحب نے ایک اہم ترین تصور بیان کیا ہے اور وہ ہے سیدنا جعفر بن منصور الیمن قس کی اس عبارت کا صحیح مفہوم "فاذا وقع استتار الامام لم یکن دعوته معدومة ولو فی جزیرة من الجزائر۔۔۔۔۔ من وراء سجف الاستتار
مختصر خلاصہ ترجمہ یہ کہ امام کے ستر کے وقت آپ کے امر یا آپ کے ناص کے امر سے آپ کی دعوت کم از کم ایک جزیرہ میں تو ہونی ہی چاہیئے۔ امام کا وجود اپنے حدود کے وجود سے ہے تو اب حجج اور دعاۃ البلاغ پردے میں آپ سے مفارق نہیں ہوتے"۔۔۔
شیخ صاحب نے اٹھائیس مراتب کی تفصیل بتا کر لکھا ہے کہ ناطق (نبی وصی یا امام) اپنے اپنے وقت میں واجب الوجود ہیں اب رہے ان کے ماتحت تمام حدود سو امام ان کو حسب امکان قائم فرماتے ہیں کبھی تو ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اپنے حجۃ جو ان کے جانشین ہوتے ہیں ان کو بھی فوراً قائم نہیں کر پاتے اور آپ کو خود تمام امور کی تولی کرنا پڑتی ہے البتہ یہ ستائیس مراتب محفوظ ہوتے ہیں ان مراتب کے اشخاص قائم ہوں یا نہ ہوں۔
تو خلاصہ بیان یہ ہے کہ امامی ناسوت ان حدود کے ریحیات سے بنتا ہے اور امامی لاہوت ان حدود کے نفوس اور صور سے بنتا ہے تو ثابت ہوا کہ ان حدود کے وجود سے ہی امام

اور امامت کا وجود ہے اور انہی کی معرفت سے امام کی معرفت ہوتی ہے علیٰ ہذا ہم نے ہمارے امام الزماں کو بصیرت سے تو دیکھ لیا آنکھ سے نہیں یہی ہے سیدنا جعفر کے قول کے صحیح معنی۔ اب ہمارے زمان کے علماء جن کا یہ تصور ہے کہ داعی، ماذون اور مکاسر بظاہر موجود ہوں تب ہی امام کا وجود ثابت ہوتا ہے مذکورہ جعفری کلام میں خبط کرتے ہیں کہ ان تین مراتب میں تین حدود کا قیام واجب ہے اور یہی تین حدود امام کے قائم مقام ہوتے ہیں فقط۔ بلکہ صحیح تصوّر یہ ہے کہ یہ حدود امام کے وجود کے لئے آلات ہیں اور یہی واجب ہے کہ ہر زمان میں یہ تین حدود اپنے مولیٰ امام کے نزدیک موجود ہوتے ہیں اور انہیں کے وجود سے امام کا وجود ہوتا ہے (امام کُل ہے اور یہ حدود ان کے اجزاء) یہی تصوّر سابق علماء فضلاء کا تھا اب وہ دنیا سے چلے گئے اور ان کے پیچھے ایسے لوگ آئے (نجمی خاندان کے مدّعیانِ مراتب) جن کو وہ علم و معرفت نہیں ہے جو سابق علماء کو تھی اور یہ لوگ اُن کے مَطلب کو پہچان نہیں سکے تو بات حد سے بڑھ گئی اور شرارت حد سے تجاوز کر گئی مگر ہم تو بحمداللہ دعوت الحق سے وابستہ ہیں اور علی الحقیقۃ ان تین حدوں کی معرفت کرتے ہیں پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ہٹ جائے ہم اپنی اس تصوّر سے نہیں ہٹیں گے۔ اسی تصوّر پر ہماری زندگی اور ہماری موت اور ہمارا بعث ہوگا وللہ الحمد۔

یہ ہیں منتخب السیر کے چند اقتباسات جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ۴۶ ہم دعوتِ حق کے داعی مولانا محمد بدرالدین کے بعد آج ایک سو چھیالیس سال ہوئے چھے طاغوتوں نے اپنا غلط اقتدار جمار کھا ہے آج تک وہ لوگ اپنی حقانیت کو ثابت نہیں کر سکے ابھی محمد برہان الدّین نے اودیپور کی عدالت میں غلط دعوٰی دائر کیا ہے کہ اودے پور کی چار مسجدوں کا مالک میں ہوں لہٰذا شباب لوگ ہی ان میں نماز کے لئے جائیں اور یوتھ والے نکل جائیں۔

انجمن نجمی استقبالیہ کمیٹی کا سوونیر

۱۔ نجمی ریسپشن (استقبالیہ کمیٹی (اجین) کی طرف سے تاریخ ۲۶ رجب الاصب ۱۴۰۲ھ عبدالقادر نجم الدین کی صدسالہ برسی پر شائع ہونے والی سوونیر میں محمد برہان الدین کا پیغام اور خزیمہ قطب الدین، ان کی بیوی سکینہ وغیرہم کے پیغامات انگریزی زبان میں شائع ہوئے ہیں حالانکہ یہ کتاب ان کی رزا اور مدد سے دعوت کی زبان میں شائع ہوئی ہے اس سے دعوت کی زبان کا نعرہ لگانے والوں نے اپنی ہی ہدایت کی مخالفت کی ہے۔ برہانی پیغام کے آخر میں دستخط ہے "سیّدنا محمد برہان الدین"۔ خود اپنے ہی نام کے ساتھ سیّدنا لکھنا حماقت ہے۔ صرف صالح صفی الدین کا پیغام دعوت کی زبان میں ہے۔

۲۔ اس سوونیر میں تین نظماء کی تصاویر ہیں۔ "المنصوص علیہ مراراً و للے" عنوان کے تحت علامہ عبدعلی عماد الدین کی یہ بیت لکھی ہے کہ،

لِیَهنِكَ نظمُ الدّینِ والدعوۃ الغراء لِانكَ بعدالبدرنجمٌ لناظرا

(آپ کو (اے نجم الدین) دین اور دعوتِ غرّاء کا نظام مبارک ہو۔ مطلب یہ کہ آپ ناظم ہیں داعیٔ مطلق نہیں۔ عماد الدین صاحب اُس وقت کے تمام علماء میں اعلیٰ تھے اور ان کے تمام قصائد میں یہ پہلا قصیدہ تھا کہ جس میں مولانا بدرالدین قسؒ کی شہادت کے بعد نجم الدین کی مدح لکھی تھی اور اس کے مطلع میں ہی آپ نے یہ صاف صاف لکھ دیا کہ نجم الدین کو دین دعوت کا نظام مبارک ہو تو اب اس مطلع کے بعد عماد الدین یا دیگر علماء جو کچھ بھی نجم الدین کی مدح میں لکھیں گے وہ سب اسی مطلع کے تحت ہوگا چاہے کوئی ہادی کہے یا داعی۔ خلیفہ لکھے یا نائب، منصوص علیہ لکھے یا مخصوص جو کچھ بھی لکھا جائے گا وہ سابق عمادی تصور کی روشنی میں ہی سمجھا جائے گا۔

۳۔ الماذون الاجل مولائی ھبۃ اللہ جمال الدین قسؒ نے جامنگر سے نجم الدین کو جتنے بھی خطوط لکھے اور ان میں منصوص علیہ مراراً وغیرہ صفتیں لکھیں وہ تمام خطوط

١٢٧١ھ کے پہلے کے ہیں جب آپ کو نص کی صحیح حقیقت سے واقف نہیں کیا گیا تھا اب جبکہ آپ سورت آئے عماد الدین صاحب کے وفات پانے کے بعد تب آپ کو نجم الدین نے صحیح واقعہ سے واقف کر کے معافی چاہی آپ کے سامنے ایکاون روپے سلام کرنے کے ساتھ سجدہ بجایا۔ اب عدم وقفیت میں آپ نے اپنے خطوط میں نجم الدین کی تعریف میں جو کچھ بھی لکھا ہو وہ دلیل نہیں ہرگز نہیں۔

۴۔ اللہ سبحانہ' کا ہزار ہا شکر ہے کہ کتاب نجم الثاقب میں آئی ہوئی حقیقت کو اس کتاب سوئنیر میں لکھدی گئی ہے حالانکہ اس حقیقت کو نجمی مدعیوں نے آج تک چھپائے رکھی تھی، "وہ یہ کہ مولانا محمد بدرالدین رضؔ نے پہلی رجب سنہ ١٢٥٦ھ بروز جمعہ نص کے اعلان کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ارادہ کیا تھا، مگر آپ ۲۹ انتیسویں شب کو ہی بواسیر سے (اور زہر کی تکلیف سے شہادت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملاحظہ کیجیے اس سوئنیر کے صفحہ نمبر ۵۵ پر (حالانکہ اس کتاب کے صفحات پر نمبر بھی نہیں لکھے گئے ہیں)

کتابوں میں نص جلی کا کہیں ذکر نہیں

رسائل البطشۃ الکبرٰی، النجم الثاقب، منبھتہ الوسنان، دامغ الافک والبھتان میں کہیں بھی نص جلی ہو۔۔۔ نا ذکر نہیں ہے۔ ان رسائل کی تصنیف عبد علی عماد الدین

سوئنیر کا ٹائٹل پیج

شیخ عبداللہ بھائیؑ اور شیخ ولی محمد کے قلم سے نجم الدین کی زبان پر ہوئی ہے۔ ان تمام رسالوں میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پونا اور سورت کی وعظوں میں مولانا محمد بدرالدین قسؒ نے نجم الدین کی صرف تعریف کی تھی۔

سیّدنا محمد بدرالدین قسؒ آپ جب بیمار تھے تب عبدعلی عمادالدین، شیخ عبداللہ بھائیؑ عیادت کے لئے گئے تھے آپ نے پہلی تاریخ رجب کو نص ظاہر کرنے کا کہا تھا۔ نجم الدین کا نام نہیں لیا تھا۔ یہ ذکر نجم الثاقب میں بھی ہے۔ بحمداللہ اِس سونیئر میں اس واقعہ کا اقرار کیا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی لکھدیا ہے کہ مولانا محمد بدرالدین رضؒ نے جو ارادہ کیا اسے پورا نہ کر سکے۔ جس طرح رسول اللہ صلعمؐ مولانا علیؑ پر نص جلی کا ارادہ کیا تھا مگر آپ نص جلی نہیں کر سکے۔ افسوس صد افسوس یہ ہے کہ غدیر خم کی مشہور

سونیئر کی اصل عبارة کا عکس ↓

الداعی الاجل سیدنا محمد بدرالدین رض نو ایم ارادۃ تھو کہ شہر رجب
فی پہلی تاریخ بر سرِ مجلس رسالۃ النص پڑھی کل مؤمنین نا درمیان
آپ نا منصوص علیہ نی شان پر کُلّیۃً آگاہ کرے، سابق جے نصوص
فرماوی چھے اہنی مزید تاکید کرے، جیم رسول اللہ صلعم نے بھی نص کروانا
باوجود غدیر خم ما نص جلی کروانو ارادہ کیدہ تھو، تہ مثل انے تہ بعد
مدینۃ ما آپ بیمار تھیا انے دواۃ قلم منگاوی، مگر کوئی لایا نہیں،
خدا تع فی قضاء قدر ایم تھی کہ آپ تحریر کری نہ سکے، تیم ج شان پر
مولانا بدرالدین آقا رض یہ جے نص فی تاکید نو ارادۃ فرمایو تہ پورو کریے
تہ قبل وفاۃ تھی گیا، آپ نہ گذرا، مگر آپ نا جانشین الداعی الاجل
سیدنا عبدالقادر نجم الدین رض نے نص جی پوتانا مقام ما قائم کری نے گذرا،

نص جلی کا صریحاً انکار کیا ہے ۔ اسی طرح مولانا محمد بدر الدین رض نے نص جلی نہیں کی جس کا نجمیوں نے اقرار کر لیا ہے تو پہلے والی تعریف توصیف رد باطل ہے جس تعریف توصیف کو خواہ مخواہ نصوص بتائی جاتی ہے ۔ مذکورہ بالا سونیئر کی عبارت میں نجمیوں نے نجم برحم کی نص جلی کا انکار کیا ہے (معاذ اللہ) اور مولانا بدر الدین کے نص نہیں کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویاً عزیزاً

۵ - یہاں یہ خوب یاد رہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کا آقا علی علیہ السلام پر نص کر کے ہی گذرنا اسی طرح آپ کی نسل اطہر سے ہونے والے قیامت تک ائمہ طاہرین کا نص کر کے ہی گذرنا فرض واجب ہے مگر دعاۃ کرام میں نص کر کے ہی گذرنا فرض واجب نہیں بلکہ امکانی صورت ہے ۔ یہ ہے دونوں نص کے درمیان فرق ـــ اب اس حقیقت پر نجمیوں نے تعمیۃ (اندھاپا) کیا ہے اور ائمہ علیہم السلام کی تمام خصوصیات کو دعاۃ کے لئے لازم کر رکھا ہے یہ لوگ اس طرح حق پوشی کرتے ہیں اور مؤمنین کو گمراہ کرتے ہیں

۶ - منبھصت الاوسنان میں نجم الدین کی زبان پر شیخ عبداللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ذو معنی اور مجمل ہے وہ یہ کہ مولانا بدر الدین نے ایسی نص کی کہ جس نص کو ایسے علماء جانتے ہیں جو اہل بصیرت ہیں اور اس کتاب میں یہ ذکر قطعاً نہیں ہے کہ شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالعلی کے سامنے مولانا بدر الدین نے نص صریح کی جیسا کہ اس سونیئر کے ص ۴۵ پر لکھا ہے ـــ اور حسام الدین کے سامنے نص صریح کا جو واقعہ لکھا ہے وہ بھی قطعاً غلط ہے البطشۃ الکبری میں فقط اتنا ہی لکھا ہے کہ مولانا بدر الدین نے میرے سے خوش گفتگو کی اور بس۔ نص صریح کا تو ٹھیک اشارہ تک نہیں فرمایا یہ بات اس سونیئر کے صفحہ ۴۵ میں بھی آگئی ہے کہ حدثنی لیلتئذ .... الخ

۷ - مولانا بدر الدین رض نے تواضعاً یہ فرمایا ہو کہ مولانا زین الدین قس نے اپنے بیٹے نجم الدین پر مجھ کو مقدم فرما کر بڑا احسان کیا فقط اتنی ہی بات کو نص جلی کہنا بالکل جہالت اور تعمیۃ ہے جس کو ہر سمجھدار سمجھ سکتا ہے ۔

کتابُ العِلم کے متعلّق وضاحت

کتاب دعائم الاسلام جلد ثانی میں کتاب الوصایا میں مولانا علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کے وصیۃ نامہ میں یہ عبارت ہے وکان قبل ذلك قد خصّ الحسن و الحسین بوصیۃ اسرّھا الیھما کتب لھما فیھا اسماء الملوك فی ھذہ الدنیا ومدۃ الدنیا واسماء الدعاۃ الیٰ یوم القیامۃ ودفع الیھما کتاب القرآن وکتاب العلم (مولانا علیؑ نے حسن اور حسین علیہما السلام کو ایک مخصوص وصیۃ نامہ لکھدیا اس وصیۃ نامہ میں اِس دنیا کے بادشاہوں کے نام آپ نے لکھے اور دنیا کی مدّت اور قیامت تک ہونے والے دُعاۃ کے نام آپ نے لکھے تھے (اس کے ساتھ) آپ نے ان دونوں کو (حسنؑ حسینؑ کو) کتاب القرآن اور کتاب العلم بھی سونپ دئیے) - پہلی بات یہ کہ اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کے نام، دنیا کی مدّت کتنی؛ اور داعیوں کے نام وہ مخصوص وصیۃ نامہ میں درج ہیں نہ کہ کتاب العلم میں جیسا کہ کوٹھار والے لکھتے رہتے ہیں۔ ۲ دوسری بات یہ ہے کہ یہ خصوصی وصیۃ نامہ، کتاب القرآن اور کتاب العلم امام حسن پھر امام حسین کے بعد آپ کے وارث ائمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس ہی محفوظ ہیں تو مولانا عبد علی سیف الدین صاحب کو کیسے علم ہوا کہ کتاب العلم میں فلاں فلاں داعی کے نام فلاں فلاں ہے آج تک کسی داعی کا یہ دعوٰی نہیں رہا کہ آقا علیؑ کی کتاب العلم ان کے پاس ہے۔ تیسری۳ خاص مضحکہ خیز تاریخی حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبد علی سیف الدین اعلی اللہ قدسہٗ نے ناظم اول نجم الدین کا نام یوسف بدل کر جو عبد القادر رکھا اس کی حقیقت اِسی کتاب (سنسنی خیز حقائق) کے ص۲۲ پر بعنوان "یوسف نہیں عبد القادر" آچکی ہے - اب رہی یہ بات کہ کتاب العلم میں نجم الدین کا نام عبد القادر ہے جیسا کہ اس سونیئر میں لکھا ہے تو خوب یاد رہے کہ یہ ایک شوشہ ہے جو بوہروں کو احمق سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر چھوڑا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ جب یوسف نام کی تبدیلی

کے متعلق چرچا ہونے لگی اور سمجھدار طبقہ وہی بات کہنے لگا جو ہم نے صفحہ ۲۲۴ پر لکھی ہے تو کوٹھار کے ایک دیوان جی شیخ عبدالقادر بن شیخ عبدالحسین تپیا (شیخ طیب بھائی تپیا کے والد) نے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ کتاب العلم میں نجم الدین کا نام عبدالقادر ہے اس لئے مولانا عبدعلی سیف الدین نے یوسف نام بدل کر عبدالقادر نام رکھا۔ یہ شوشہ والی بات پانچویں ناظم طاہر سیف الدین کو بہت پسند آگئی اور پھر وہ ہر جگہ اسی شوشے کو چھوڑتے رہے اور آج بھی اسی شوشے پر برہانی کوٹھار کو ناز ہے اور ہر جگہ ہر وقت وہ اس کو دہراتے پھرتے ہیں —

سونیر میں علماء کے اشعار سے نص جلی ثابت کرنے کی ناکام کوشش

سونیر میں بعض عالموں کے ان اشعار کے ذریعہ نام نہاد نص کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ جن اشعار میں تعمیہ اور بعض مصلحت کے لئے نجم الدین کی ذومعنی تعریف کی گئی ہے انہیں عالموں نے اپنے اسی قصائد میں صحیح حقیقت کو واضح کر دی ہے جیسا کہ، عماد الدین صاحب کے پہلے ہی قصیدے کے مطلع سے واضح ہوتا ہے۔

ایک مثال اور ملاحظہ کیجئے — تیسرے ناظم محمد برہان الدین کے ۱۳۲۳ھ کے رسالہ "جامع شیئت الحکم"، میں شیخ احمد علی حمید الدین، بدری جناب کے سسر نے لکھا ہے کہ:-

مواليناانا بمنبعة الرّدیٰ مخاذيل سرب فتننا اذعنا ناها
كفانا ضياعا اننا لو بدلی لنا قطيع لهافی القفر راع حسدناها

اے ہمارے آقا (امام الزمان ع) ہم درندوں کے جنگل میں ہلاکی میں پڑے ہیں، ہمارے ساتھی چلے گئے ہم پیچھے رہ گئے اور ہم کو خونخوار درندوں سے پالا پڑا ہے۔ ہم کافی طور سے برباد ہو گئے۔ ہم جنگل بھیڑوں کے کسی ٹولے کو دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ چرواہا ہے محافظ ہے تو ہمیں رشک ہوتا ہے کہ افسوس ان کے ساتھ تو ایک محافظ ہے راعی ہے اور ہمارے ساتھ کوئی محافظ نہیں ہے۔

مُلّاجی کا اِفتراء مُبین

سونیئر کے صفحہ ۸ اور صفحہ ۲۰ پر یہ لکھنے کی جرأت کرنا کہ " وبالنجم ھو یھتدون، والنجم اذا ھوٰی" اور آیت "جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً" یہ آیات کریمہ نجم الدین اور برہان الدین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ الامان الحفیظ۔ اللہ اللہ کتنا بڑا جھوٹ ہے یہ اللہ اور اللہ کے رسول کریم صلعم پر افتراء مبین ہے۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لایھدی القوم الظٰلمین ٥ وسیعلم الذین ای منقلب ینقلبون ٥

لعنت چھے وہ پیر اوپر کہ جہ نے لوگو یہ پیر کرا ہوئے

بھونڈا ما بھونڈا بشر وہ نے کہیئے جیکوئی اپنی ہوا ہتی
بھونڈا ہتئی پوتے طور بھلو لئی دعوو کرے چھے بھلا ہتی
کھوٹا جواہرات ما کھوٹا چمکے چھے زیادہ کھرا ہتی
اِھما ٹھگایا چھے عالم سرفے پیدائش نا ابتدا ہتی

پیر بھی بہتر مرید چھے تہ نے پیر کر ینے بٹھاوا
ہندو یہ جیم کہ ہاتھے گھڑ ینے پتھرنا دیو بناوا

پیر تو وہ نے کہیئے کہ جہ کوئی پیر بھی پیر تھیا ہوئے
سلسلو جہ نو ملے جئی خدا بھی کرتار جہ نا خدا ہوئے

لعنت چھے وہ پیر اوپر کہ جہ نے لوگو یہ پیر کرا ہوئے
باپ بھی ڈکرا چھے ڈکرا بھی کہاں باپ نو ہو ورا ہوئے

پیر بھی تھاسے مرید کہاں بھی تھاسے مرید و بھی پیرو
کرسے جہ اہوا فعل چھے تہ نا ہاتھے سے گلے زنجیرو

نصیحت سیدی شیخ صادق علی خرد ★

خاتمۃ الکتاب

آنحضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ خاتم الانبیاء والمرسلین کی ہجرت مبارکہ کو آج چودہ سو سال گذرے اور پندرہویں صدی کا آغاز ہوا۔ تمام مسلمین حضرات کو پندرہویں صدی مبارک ہو۔ اس نئی صدی کی یاد میں اودے پور کے بوہرہ یوتھ مومنین نے ایک نئی تنظیم قائم کی (تنظیم کے جملے عدد چودہ سو ہوتے ہیں)۔

اس تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ اردو، ہندی اور انگریزی زبان میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی جائے۔

اس تنظیم کی پہلی پیش کش تھی "ماہ رمضان کی فضیلت اور روزے کی فرضیت" (ہندی زبان میں) دوسری پیش کش تھی "ہندی صحیفہ" (اس صحیفے میں قرآن مجید کی چودہ سورتیں مع ترجمہ اور وضوء نماز کی تشریح ہندی زبان میں)۔ اب تیسری پیش کش یہ کتاب "سنسنی خیز حقائق" (اردو زبان میں) آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

تاکہ اس کتاب سے داؤدی بوہرہ یوتھ کی مبارک تحریک و تنظیم کی حقیقت اور حقانیت اور موجودہ فرسودہ نجمی نظام کی اصلیت اور بطلان واضح ہو جائے اور قارئین حضرات حق اور باطل کے درمیان اچھی طرح امتیاز کر لیں۔ اللّٰھمّ أرِنا الحقّ حقّاً فنتّبعہ وأرِنا الباطلَ باطلاً فنجتنبہ، ونقول جاء الحقّ وزھق الباطلُ إنّ الباطلَ کان زھوقاہ ومایُبدئُ الباطلُ ومایُعید ہ

احمد علی راج

اودے پور
شہر رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۰ھ

اغلاط نامہ

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
مجھے	مجھ پر	۵	۴	زکری	زکوی	۲۵	۱۷
پر روک	کے لیے روک	۵	۴	زکری	زکوی	"	"
اچھا	×	۶	۱۰	کا بجی	کا ئی	۲۵	۱۸
کے	کی	۶	۱۱	"	"	۲۵	۱۹
کی ہیں	کی گئی	۸	۸	"	"	"	۲۰
کی ہے	کی گئی	۸	۸	"	"	۲۶	۱
کی ہے	کی بھی ہے	۹	۹	"	"	۲۶	۷
کو	کے	۱۰	۱	کو	×	۲۶	نوٹ میں
اسی طرح ہم نے اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والے	ہم اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں نے	۱۱	۲۳	تھی	تھیں	۲۷	۲
				کی	کی تھیں	۲۷	۲
				اس	ان	۲۷	۱۱
رکھی	رکھیں	۱۲	۱	جس کو	جن کو	۲۷	نوٹ میں
کی	×	۱۲	۶	دوسرے	×	۲۸	۱۴
اگیارہ	گیارہ	۲۱	۹	مطبوعی کی	مطبوعہ جن کی	۲۸	۱۸
نے	×	۲۱	۱۰	اعلان	اعلام	۲۹	۹
زکوی بھی	زکوی نے بھی	۲۱	۱۷	ہوئی	ہوئیں	۲۹	۲۱
اس کی	اس کا	۲۲	۳	کی فتنہ	کا فتنہ	۲۹	۲۲
بمبئی اثنا عشری	بمبئی کی اثنا عشری	۲۲	۵	رہے گی	رہے گا	۲۹	۲۳
ایسا	ایسی	۲۲	۱۰	جس نے	جنہوں نے	۳۰	نوٹ میں
متقدر	متصدر	۲۳	۳	کر سکتی ہے	کر سکتی ہیں	۳۱	۲
ہوسے	ہوئے	۲۳	۱۸	ہاتھی پول باہر	ہاتھی پول کے باہر	۳۱	۹
ٹوبی	ٹوپی	۲۵	۶	اس کے ملاجی	اس کے بعد ملاجی	۳۱	۱۲
ٹونگر پوری	ڈونگر پوری	۲۵	۱۰	فرزندوں نے ان کے	فرزند ان کے	۳۲	۳

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
راج	×	۳۲	۸	تقیۃً ہی صحیح	تقیۃً ہی [illegible]	۴۶	۲۰
معانی کا و میثاق کا	معانی و میثاق کا	۳۳	۴	اس سے	ان سے	۴۵	۴
پارٹی تو	پارٹی کا	۳۵	۲	بغیر نام	بغیر باپ کسی	۴۵	۱۸
پھر گلیا کوٹ	پھر گلیا کوٹ گئے	۳۷	۷	ماں باپ بغیر	ماں باپ کے بغیر	۴۵	۲۱
یہاں عورتیں	البتہ عورتیں	۳۷	نوٹ میں	نرٹی	نری	۴۵	۲۲
میں تو وہاں سے	میں وہاں سے	۳۸	۷	لکھدی	لکھتے دیں	۴۷	۸
جاکر کہیں گی کہ	جاکر یوں کہیں کہ	۳۹	۱۲	کسی ذریعے	کسی کے ذریعے	۴۷	۱۵
روئی	روئیں	۳۹	۱۹	طلبہ طرف سے	طلبہ کی طرف سے	۴۸	نوٹ میں
عورتوں کے دل سے	عورتوں کے دلوں سے	۴۰	۹	بڑی انتظار	بڑے انتظار	۴۸	״ ״
فقط اتنا ہی لکھا ہے	×	۴۱	۲۰	گزرنے	گزرنے	۴۸	״ ״
جیدو	جیوڑو	۴۱	۲۳	جس میں	جن میں	۴۸	״ ״
واضح ہوگا	واضح ہوگی	۴۲	۲	میرے	میری	۴۹	۱
جو	×	۴۲	۵	میرے	×	۴۹	۲
سکتی	سکتا	۴۲	۶	کون ہے	کون ہیں	۴۹	۴
مضوحیہ	مضوحیت	۴۲	۱۶	کیں	کہیں	۴۹	۴
شیخ جی بنکے	شیخ جی اور رئیس خاص	۴۲	۱۸	ہیں	تھے	۴۹	۷
گالی ہو اتعہ	گالی دو لا	۴۳	۳	اپنی حد تک	اتنی حد تک	۴۹	نوٹ میں
دیکھی اس میں	دیکھی ہے اس میں	۴۳	۶	چھٹ پٹا	چھٹ پٹا	۵۰	۱
اک بے ایمان	اس بے ایمان	۴۳	۱۵	مدرسہ کا	مدرسے کے	۵۰	۱
سمجھ لے	سمجھ لیں	۴۳	نوٹ میں	فخر الدین جیوڑ	فخر الدین جیوڑ	۵۰	۱
مجھے	مجھ سے	۴۳	نوٹ میں	کردی	کر دیا	۵۰	۷
اس کو پڑھ وہ خود	اس کو پڑھ کر وہ خود	۴۳	״ ״	[illegible]	[illegible]	۵۰	۲۰
عشرۂ مبارکہ فائز	عشرۂ مبشرہ میں فائز	۴۴	״	[illegible]	[illegible]	۵۲	۹
ہوتی تھی	ہوتی تھیں	۴۵	۲	عالمگیر کے بن گئی	عالمگیر بن گئی	۵۲	۱۱
جنباپیو ایک	جنباپیو ہیں ایک	۴۵	۷	خان محمد جی	خان محمد جی	۵۲	۲۲

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
میں جاکر	میں لے جاکر	۵۳	۱	ایلچے وغلط	تنہا وغلط	۵۸	۱
شبابی غنڈے	شبابی غنڈوں نے	۵۳	۳	نہیں بیٹھے	نہیں بیٹھتے	۵۸	۳
یہ پیاسے	ان پیاسے	۵۳	۹	جس میں	جن میں	۵۸	نوٹ میں
مسافر ایک	مسافروں نے ایک	۵۳	۹	اس	اس نے	۵۹	۱۳
رامپورہ	رامپورہ کے	۵۳	۹	کردی	کردیا	۶۰	۱۱
واسیوں	ایک باشندے	۵۳	۹	قاضی نے پڑھایا	قاضی نے پڑھایا تھا	۶۱	۸
مانگی ان کو	مانگی تو ان کو	۵۳	۱۰	ایسے	اُسے	۶۱	۲۱
اخری	آخر	۵۳	۱۴	جیسے	جیسا	۶۱	۲۲
غنڈے	غنڈوں	۵۳	۱۸	کوئی کچھ	کوئی اور اگر کچھ	۶۱	۲۲
اس میں سے	ان میں سے	۵۳	۲۰	ہوشنگابادی اپنی	ہوشنگابادی نے اپنی	۶۲	۹
شام کا	شام کے	۵۴	۱	زیر اہتمام ہوئے	زیر اہتمام منعقد ہونے والے	۶۲	۱۱
تب بھی	تب یہ	۵۴	۱۰	خود پر ہوئے	خود پر کیے گئے	۶۲	۱۱
ادیپور طرف	ادیپور کی طرف	۵۵	۲	جس میں	جن میں	۶۲	۱۴
ہاتھی پول باہر	ہاتھی پول کے باہر	۵۵	۸	فضا سازی	فضا طاری	۶۴	۱۶
نماز و مجلس	نماز پڑھنے و مجلس	۵۵	۹	یہ ہتھیاروں	ان ہتھیاروں	۶۵	۸
اپنی دفاع	اپنا دفاع	۵۵	۱۶	خون بہہ رہا	خون بہہ رہا تھا	۶۵	۱۱
پولس موٹر تک	پولس کی موٹر تک	۵۶	۱	کردی	کردیا	۶۵	۱۴
اندھیروں	اندھیرے	۵۶	۱	سے	×	۶۶	۱۱
کسی کے	کسی کی	۵۶	۹	تیسری طرف	ایک جانب	۶۶	۱۸
لگتا تھا مانوسا	لگتا تھا کہ مانوسا	۵۶	۱۰	چوتھی طرف	دوسری طرف	۶۷	۱
تھا مظلوم بوڑھی	تھا ایک مظلوم بوڑھی	۵۶	۱۲	کو گرفتار	کو جنہیں گرفتار	۶۷	۲
معینوں کی فتنہ	معینی کی فتنت	۵۶	۱۷	بھیج دیا گیا	بھیج دیا گیا تھا	۶۷	۲
جانبازوں نے ان کو	جانباز ان کو	۵۶	۱۹	لوہا لینے	لوہا منوانے	۶۷	۳
پولس کی انتہائی	پولس کے انتہائی	۵۷	نوٹ میں	گاؤں بھاگ گئے	گاؤں میں بھاگ گئے	۶۷	۵
فرش پر بھی نہیں	فرش پر بھی نہیں بیٹھتا	۵۸	سنو	اندھیرے ہی ساتھ	اندھیرے ہی میں ساتھ	۶۷	۴

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
تھوپ دی	تھوپ دیں	۶۷	[illegible]	لوگ اوپر	لوگوں پر	۷۶	۱۸
نہ کر سکے	نہ کر سکی	۶۷	۱۱	صلہ کی مذاق	صلہ کا مذاق	۷۷	۲
اس اچھے	ایسے	۶۷	۲۰	کی مذاق	کا مذاق	۷۷	۸
مصلّیں	مصلّے	۶۸	۷	عہد بغیر	عہد کے بغیر	۷۷	۲۳
دکانیں	(دکانیں)	۶۸	۹	عہداامی بغیر	عہداامی کے بغیر	۷۸	۱
اور کچھ	کچھ اور	۶۹	۱۰	[illegible]	[illegible]	۷۸	۲
اعلان	اعلام	۶۹	۱۱	روشن [illegible]			
کی	کے	۷۱	۱۱	کے بعد اضافہ —	"خوبی تو یہ ہے کہ بقول		
لعنۃ اللہ	لعنۃ اللہ	۷۲	۳		نسیم سحر ان چار		
وائے رے	واہ رے	۷۴	۴		پڑھے لکھے جاہلوں ہی		
وعظیں کی	وعظیں کیں	[illegible]	۸		کے اکثر اساتذہ معلمین	۷۸	۱۸
جس میں	جن میں	۷۴	۸		عمال اور کوٹھاری		
وعظیں کی	وعظیں کیں	۷۴	۹		شاگرد ہیں"		
ٹوال	توال	۷۴	۱۶		(مصنف)		
لکھنے سے انکار	لکھنے سے بھی انکار	۷۴	۱۸	رکھی تھی	رکھی تھیں	۷۸	۲۰
ہوجانا چاہیے	ہوجانا چاہیے تھا	۷۵	۳	ڈھکیلنا	دھکیلنا	۷۹	۱۰
جس کا تم	جن کا تم	۷۵	۴	جس سے	جن سے	۷۹	۱۱
جہاں اسلام پسند	جہاں اصلاح پسند	۷۵	۸	صفحہ ۸۱ کی سطر			
رہتے ہیں شرمناک	رہتے ہیں ان پر شرمناک	۷۵	۸	۳ میں "معاذاللہ"			
شاکلہ	شاکلت	۷۵	۱۵	کے بعد اضافہ —	"طاہر سیف الدین کے		
سیرت ہے	سیرت ہیں	۷۵	۱۵		لیے کون سا امتیاز تھا		
اور سیدنا	یا سیدنا	۷۵	۱۵		کہ وہ اصل حقیقت		
اس پرچے سلطان	اس پرچے میں سلطان	۷۶	۴		و دعوت کے خلاف دائی		
اعلان برہانی	اعلام برہانی	۷۶	۱۰		الجزیرہ اور باب الابواب	۸۱	۳
صلہ کی	صلہ کا	۷۶	۱۵		سو تجاوز کرکے سیدھے		

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
	(اداتی ہیکل انور میں) شامل ہوگئے۔ یہ کس قدر غلط اور کیسی غلط بیانی ہے" (مصنف)		
کے بہ نسبت	کی بہ نسبت	۸۱	۱۱
سونے نسے	سونے سے	۸۱	۱۲
اوپری	اوپر کے	۸۱	۲۱
اس کی	×	۸۱	۲۲
انہوں نے	اس نے	۸۲	۱
زور شور	زور و شور سے	۸۲	۲
اخود یہ	اخور یہ	۸۳	۱
بوہرے	بوہرہ	۸۳	۷
جس کے	جس کی	۸۳	۸
کر چکے	کر چکے ہیں	۸۳	۸
اس سے	ان سے	۸۳	۱۶
شروع کی	شروع کیا	۸۳	۲۳
جس سے	جن سے	۸۴	۱
آج لاکھوں	آج صرف لاکھوں	۸۴	۲
پُرسکون ہیں	پرسکون ہے	۸۴	۱۴
یہ ہے سکون حق اور ہے	یہ ہے سکون حق اور وہ ہے	۸۴	۱۸
کرتی ہے عورتیں	کرتی ہے کہ عورتیں	۸۴	نوٹ میں
فاراھا	فاراھا	۸۴	۸
نمبر نام سے	نمبر کے نام سے	۸۶	۵

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	حاشیہ
تقریریں کی	تقریریں کیں	۸۷	۳	
وعظیں ہوئی	وعظیں ہوئیں	۸۷	۴	(۲)
اور محمد شیخ علی احمد	اور شیخ علی احمد	۸۷	۳	(۱)
اعلان نے	اعلان سے	۸۸	۳	
مصنعین	مصنفین	۸۸	۶	
کرونو	کروانو	۸۹	۱۷	
کے ہمشان	کا ہمشان	۸۹	۱۹	
بڑے	بڑی	۹۲	۳	
لگے کہ ٹھار میں	لگے کہ کوٹھار میں	۹۳	۳	
قوم کے وہ	قوم کے لئے وہ	۹۳	۴	
میں نے سنا	میں نے کہتے سنا	۹۳	۱۶	
بوہرے سماج	بوہرہ سماج	۹۴	۸	
جو ہر ایک عورت	جو ایک عمارت دوسری عورت کو	۹۴	۱۷	(۳)
لوگوں کو مختلف	لوگوں کو جو مختلف	۹۴	۱۲	(۱)
مستودع کرے	مستودع کری	۹۵	۱	
کے وفات	کی وفات	۹۵	۶	
معنی مجیدیہ	معنی میں مجیدیہ	۹۵	۹	
کی تھال	کے تھال	۹۵	۱۵	
اصمھم وعمی	اصمّھم واعمی	۹۶	۱	
بیٹے کا جعفر	بیٹے کا نام جعفر	۹۶	۶	
یمن واسی	یمن کے باشندے	۹۶	۱۳	
ملاجی صاحب کے اجازت	ملاجی صاحب کی اجازت	۹۶	۲۱	
جب فائد	جب کہ فائد	۹۷	۱	
اور جوں	اور جو	۹۷	۲۲	
اتنی سی بات	اتنی سی بات پر	۹۷	۲۲	

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
مردوں کو	مردوں کی	۹۸	۷	چاہیئے	چاہئیں	۱۰۶	۱۹
عبارت سے	عبارت میں	۹۸	۱۹	لگے گی کوٹھار	لگے گی کہ کوٹھار	۱۰۶	۲۳
لکھا ہے نواپورہ	لکھا ہے کہ نواپورہ	۹۸	۲۰	بحمد اللہ میرے	بحمد اللہ میں نے میری	۱۰۷	۴
ان کے شہادت	ان کی شہادت	۹۹	۱	کتابوں کو مولائے کائنات	کتابوں اور مولائے کائنات	۱۰۷	۸
اعلانیہ	علانیہ	۹۹	۵				
جو جو	جو	۹۹	۱۲	کر دی جائے	کر دی جائیں	۱۰۸	۱۸
پیجرے	پینجرے	۱۰۰	۱	شائع کی ہے	شائع کیا ہے	۱۰۸	۲۱
"	"	۱۰۰	۲	تیار کی عرس کے	تیار کی تاکہ عرس کے	۱۰۹	۱۰
"	"	۱۰۰	۴	جس سے	جن سے	۱۰۹	۱۷
"	"	۱۰۰	۵	اپنے ہی	اپنی ہی	۱۰۹	۲۰
ان کی	اس کی	۱۰۰	۱۱	اس رسائل	ان رسائل	۱۰۹	۲۳
چاہیے جس	چاہیں جن	۱۰۰	۱۶	عام پبلک تو خاص	عام پبلک تو کجا خاص	۱۱۰	۱
چاہے	چاہیں	۱۰۰	۱۷	اس کو	ان کو	۱۱۰	۱
مذکور	×	۱۰۱	۵	وہ میرے	وہ صرف میرے	۱۱۰	۲
ھیراوالی	ھیرے والی	۱۰۱	۱۱	سنہ ۱۳۱۷ھ کراچی	سنہ ۱۳۱۷ھ کراچی میں	۱۱۰	۶
اس کے جو چندے	اس کیلئے جو چندے	۱۰۲	۱۱	ملا کر بوہرہ قوم	ملا کر میں بوہرہ قوم	۱۱۰	۱۲
نھج البلاغت	نھج البلاغہ	۱۰۲	۱۲	جس سے	جن سے	۱۱۲	۱۰
کشم پروری	اقربا پروری	۱۰۳	۴	اسی	رہی	۱۱۲	۱۲
شاکلہ	شاکلت	۱۰۴	۱۱	ی	×	۱۱۲	۱۹
انہوں نے	وہ	۱۰۵	۱۲	ہوں	ہو	۱۱۲	۲۰
سنہ ۱۳۰۷	سنہ ۱۳۰۷ میں	۱۰۵	۱۲	ہوتا ہے	ہوتا چلا آیا ہے	۱۱۳	۷
لگی	لگیں	۱۰۵	۲۰	تب جب	جب	۱۱۳	نوٹ میں
لے لی	لے لی گئیں	۱۰۵	۲۲	جماعت کے	جماعت کو	۱۱۳	نوٹ میں
قبضے کرتے	ضبط کرتے	۱۰۶	۲	ضرورت پڑی پہلے	ضرورت پڑی تب پہلے	۱۱۳	نوٹ میں
کسی نے	کسی نے کیا	۱۰۶	۱۴	مذاق کی تھی	مذاق کیا تھا	۱۱۴	۱

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
برابر تھی	برابر تھیں	۱۱۴	۶	حملے کی	حملے کا	۱۳۰	۴
دونوں قضیئے	دونوں قضیوں	۱۱۴	۱۵	آگے آپکی ہے	آگے آپکا ہے	۱۳۰	۴
یوتھیوں دھمکی	یوتھیوں کی دھمکی	۱۱۵	۲۰	لکھا ہے کہ	لکھتا ہے کہ	۱۳۰	۲۰
اس نام نہاد	ان نام نہاد	۱۱۵	۸	طاغوتوں نے	طاغوت	۱۳۰	۲۳
پھنچائی	پہنچائیں	۱۱۵	۸	مظلوم کے	مظلوموں کے	۱۳۰	۲۳
سو سال پیش آیا تھا	سو سال پہلے پیش آیا تھا	۱۱۷	۳	جس کے	جن کے	۱۳۲	۱۵
شریف معجزے	عزیب معجزے	۱۱۸	۱۴	کی گئی	کی گئیں	۱۳۲	نوٹ میں
کی یہی خصوصیت ہے	کی یہ خصوصیت ہے کہ	۱۱۹	۱۶	فریادیوں کی	فریادوں کی	۱۳۳	۲
معجزہ اللہ اور	معجزہ بتانا اللہ اور	۱۱۹	۲۱	جس کی	جن کی	۱۳۴	۱۵
کوئٹ وغیرہ	کویت وغیرہ میں	۱۲۱	۱	جس کا	جن کا	۱۳۵	۴
تقریریں کی	تقریریں کیں	۱۲۱	۱۰	پیر پیر	پیر پیر	۱۳۵	۱۵
۱۳۹۷ھ اودیپو میں	۱۳۹۷ھ میں اودیپو میں	۱۲۲	۲	جس سے	جن سے	۱۳۵	۲۱
باونواں	باونو	۱۲۲	۱۴	اسی کو	انہی کو	۱۳۷	۵
جس سے	جن میں	۱۲۳	۳	بصدق دل ہم مانتے ہیں	بصدق دل مانتے ہیں	۱۳۷	۵
جب ہم اس میں	جب ہم آئین میں	۱۲۳	۷	بحوالہ	بحوالہٗ	۱۳۷	نوٹ میں
برعکس بحمداللہ	برعکس ان کے	۱۲۳	۸	النیرۃ الخنیہ	السیرۃ النجمیہ	۱۳۷	نوٹ میں
جیسا اوپر	جیسا کہ اوپر	۱۲۳	۱۳	پیئے	پیئی	۱۳۸	۱۵
جب یوتھ والوں پر	جب کبھی یوتھ والوں پر	۱۲۴	۲۰	—	—	—	—
گئے اپنے آپ کو	کہ وہ اپنے آپ کو	۱۲۴	۲۱	—	—	—	—
[illegible] بھی ایک	[illegible] ایک	۱۲۶	۴	مناہی	مناہیٔ	۱۳۸	۱۶
رہیں تے	رہے	۱۲۶	۱۲	اسی بند کے	اس بند کے	۱۳۸	۱۹
تلاوت کی	تلاوت کا	۱۲۶	۱۴	طواغت	طواغیت	۱۳۹	۱۰
جارہی ہے	جارہا ہے	۱۲۶	۱۴	موجود ہیں	موجود ہے	۱۳۹	۱۱
سنائی تھی	سنائی گئی تھیں	۱۲۶	۲۳	بے دیں کے	بے دینوں کے	۱۳۹	۱۱
ہم سورت میں	ہمیں سورت میں	۱۲۷	۱۱	ثابت کرنےکے کافی	ثابت کرنےکے لئے کافی	۱۴۱	۲

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
ثبوت	×	۱۴۱	۲	ایک ایسی دلیل ہے	یہ ایک ایسی دلیل ہے	۱۵۵	۸ (م)
شاہ شعود	شاہ سعود	۱۴۱	۶	ناجانبداری	غیر جانبداری	۱۵۵	۱۵
چا ہیئے	چاہئیں	۱۴۲	۴	بکھر چکے	بچھڑ چکے	۱۵۵	۱۷
آفریں ہے	آفریں عمل	۱۴۲	۴	کے اعلان	کے اعزازی اعلان	۱۵۵	۱۸
الٹا قوم میں	بلکہ قوم میں	۱۴۲	۱۰	انعام نے	اعزاز نے	۱۵۵	۱۹
جیسا کہ	جیسا کہ ہم			اودیپور طرف	اودیپور کی طرف	۱۶۱	۸
کے قول کو	کا قول	۱۴۳	۷	اودیپور سے قبل	اودیپور پہنچنے سے قبل		۱۳
بیاورولے	بیاؤرہ والے	۱۴۳	۲۱	نصف رات سے	نصف رات تک	۱۶۳	۱۲
جس کے ذکر سے	جن کے ذکر سے	۱۴۴	۱۰	جب یہ خبر ملی	جب یہ خبر نہ ملی	۱۶۴	۱۳
بھائیوں	بھائی	۱۴۶	۶	نکل جاؤں	نکل جائے	۱۶۴	۱۸
کی	کیا	۱۴۶	۹	مجالس کی	مجالس کیں	۱۶۵	۱
کے	کی	۱۴۷	۲۲ (ح)	احمد آباد طرف	احمد آباد کی طرف	۱۶۵	۱۶
مسجد کا	مسجد خدا کا	۱۴۷	۱۲ (م)	نمازی کپڑے	نمازی کپڑے پہن کر	۱۶۵	۸
بنیات آئے	بنیات نہ آئے	۱۴۸	نوٹ میں	یعنی بہت بہت	یعنی بہت	۱۶۷	۱
اس کے	ان کے	۱۴۸	نوٹ میں	مراتب کی	مراتب کا	۱۶۷	۲
اجنتا	×	۱۴۹	۹	اڑائی	اڑایا	۱۶۷	۳
جول اودیپور	جون کو اودیپور	۱۴۹	۱۲	موٹر کار ہوتی ہے	موٹر کار ہوتی ہیں	۱۶۷	۱۶
چند بہنیں	چند بہنوں نے	۱۵۰	۱۳	ملاقات کی	ملاقات کا	۱۶۷	۱۷
دی	دیں	۱۵۰	۱۴	کی ہے	کیا ہے	۱۶۷	۱۹
کیا ظلم و ستم	کیسے کیسے ظلم و ستم	۱۵۳	۱۳	ہوئی	ہوا	۱۶۹	۶
بتایا	بنایا	۱۵۴	۱۵	یمنی کی	یمنی کے	۱۶۹	نوٹ میں
جس کا	جن کا	۱۵۴	۱۶	پانسٹھ	پینسٹھ	۱۷۱	۸
وصولی جانے والی	وصول کی جانے والی	۱۵۵	۳	کی پچھلی	کے پچھلے	۱۷۱	نوٹ میں
یہ دلیل کر	یہ دلیل ہے کر	۱۵۵	۵	بہت بہت	بہت سے	۱۷۱	" "
ناجانب دار	غیر جانب دار	۱۵۵	۱۴ (ح)	پانسٹھ	پینسٹھ	۱۷۲	۸

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
مٹا سکے	مٹایا جاسکے	۱۷۲	نوٹ میں	شیخ احمد علی	شیخ علی احمد	۲۰۲	۱۸
نہیں کی	نہیں کیں	۱۷۲	ء ء	ان کو بچانا	انہیں کو	۲۰۳	۱
الایقومون	لایقومون	۱۷۳	۵	نص ہونے	نص نہ ہونے	۲۰۳	۱۰
یتخبط	یتخبطہ	۱۷۳	۵	لے کئے	لے گئے	۲۰۴	۸
کیا تھا	کیے تھے	۱۷۴	۴	ورسو نماز	ورسوسی	۲۰۴	۱۸
توبہ بھی کریگا	توبہ بھی نہ کرے گا	۱۷۶	نوٹ میں	گشف التحیۃ	کشف التعمیہ	۲۰۶	۱۴
دفتروں کام	دفتروں میں کام	۱۷۸	۸	ڈارم	زنار	۲۰۶	۱۹
ہوجائے گا	ہوجائیں گے	۱۷۸	۱۱	آپوا	آپو	۲۰۸	۱
دور ہے	دور ہیں	۱۷۹	۵	تہ یہ	تہ خط	۲۰۸	۲
نجم الدین نے اور	نجم الدین اور	۱۷۹	۸	پچھے اہنا	پچھے اھنا	۲۰۸	۱۷
کا کتاب	کی کتاب	۱۸۰	۴	چھول	چھپے	۲۰۹	۱۶
یہ لوگ کا	ان لوگوں کا	۱۸۰	۴	آمین	امن	۲۱۹	۲۴
جس میں	جن میں	۱۸۱	۱۵	۱۶ محرم	۲۱ محرم	۲۲۰	۱۳
خود شہزادہ	شہزادہ	۱۸۲	۹	منعقد کی	منعقد کیں	۲۲۰	آخری سطر
جس کی	جن کی	۱۸۳	۳	ابن عبد القادر	ابو عبد القادر	۲۲۴	۸-۹
سے کی	نے کیں	۱۸۶	۱۱	من العود	من العور	۲۲۸	۳
تمکیں	تمکن	۱۸۷	۱۳	یوٹلینا من نزقینا	بعثنا من	۲۳۶	۱۴
یہ دو سطریں نکال دی جائیں تو بہتر ہے "از اپنی کتاب ضوء نور تا ان پر رد کیا جاسکتا"	—	۱۹۵	۱۲	بروز سنیچر ۴ اپریل ۱۹۸۱ء بمطابق ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ	بروز سنیچر ۴ اپریل ۱۹۸۱ء بمطابق پہلی شب جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ اتوار کی رات	۲۴۶	۷-۸
اُجیرن	اَجیرن	۱۹۵	۱۵				
زکری	زکوی	۱۹۶	۱۹	کرکئی زور آور	اس کی جابیاں کئی زور آور	۲۵۷	۷
کوئی نفس بات	کوئی نفس یہ بابت	۲۰۰	۳				
یہاں یہ شیخ اور	یہاں یہ شیخ میانؤ اور	۲۰۰	۱۴				
چلا کر پوچھا	چلا کر نام یہ پوچھا	۲۰۲	۱۰				

اغلاط نامہ

نمبر	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲۸۲	۵	ایاقائع	ایاقالع
۲	〃	۱۱	تبشر	تنشر
۳	〃	〃	الودی	الهدی
۴	〃	۱۷	المقتدی	المنتدی
۵	۲۸۳	۳	مزدجرون	مزدهرون
۶	〃	۲۱	الدین الحق الخلق	الدین (الحق الخلق)
۷	〃	〃	الناصر	النصر
۸	۲۸۴	۱۵	ساکونو	ما ہوکونے
۹	〃	۴	المۃ نا ہا	ائمۃ ناموسم
۱۰	۲۸۵	۱۳	لکھوچھو	لکھوں چھوں
۱۱	۲۸۸	۵	الامامیت	الامامیۃ
۱۲	۲۸۹	۵	محمد برهان الدین نجم الدین	محمد برهان الدین بن نجم الدین
۱۳	۲۹۰	۱۶	تواب	ابواب
۱۴	۲۹۳	۶	نجم الثاقب	النجم الثاقب
۱۵	۲۹۷	۱۹	بمنبعۃ	بمسبحۃ
۱۶	〃	۲۰	هم جنگل	هم جنگل میں
۱۷	۲۹۸	۷	الذین ای	الذین ظلموا ای